50 تقاریر

برموقع

یومِ مسیح موعودؑ

یکے از مطبوعات ''مشاہدات''

5

حنیف احمد محمود

مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

50 تقاریر

برموقع

یوم مسیح موعودؑ

حنیف احمد محمود

رابطہ کرنے کے لیے

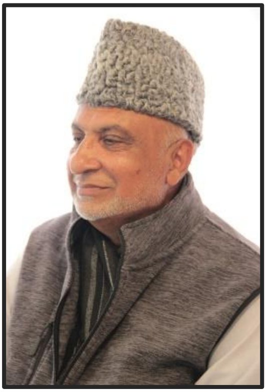

ای میل ایڈریس: hanifahmadmahmood@hotmail.com

ویب سائیٹ: www.mushahedat.com

فون نمبر: +44 73 7615 9966

۞۞۞۞

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

یکے از مطبوعات "مشاہدات" بر مشتمل تقاریر

1۔ جماعت احمدیہ و ذیلی تنظیموں کے عہد اور ہماری ذمہ داریاں

2۔ تقاریر سیرت و شمائل محمد صلی اللہ علیہ وسلم

3۔ 100 تقاریر برائے ممبرات لجنہ اماء اللہ بر موقع صد سالہ جوبلی

4۔ 52 علامات 52 تقاریر بابت پیشگوئی مصلح موعود

5۔ 50 تقاریر بر موقع یوم مسیح موعودؑ

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی دی ہوئی توفیق سے لجنہ اماء اللہ کے سو سال پر 100 تقاریر، عید میلاد النبی 2023ء کے موقع پر 39 تقاریر اور یوم مصلح موعودؓ کے موقع پر 52 تقاریر کے مجموعوں کے بعد اب یوم مسیح موعودؑ کے موقع پر 50 تقاریر پر مشتمل مجموعہ کتابی شکل میں پیش کیا جارہا ہے۔

ان 50 تقاریر کا دورانیہ 22 جون 2023ء سے 23 مارچ 2024ء تک پھیلا ہوا ہے جو "مشاہدات" کے تحت گاہے بگاہے منظرِ عام پر آکر احباب اور خواتینِ جماعت کی علمی پیاس کو بجھاتی رہیں۔ یہ تقاریر دنیا بھر میں ہونے والے تربیتی اجلاسات اور مقابلہ جات میں پڑھی اور سنی جاتی رہیں اور کئی ایک مقامات پر پہلی تین پوزیشنز بھی پائیں۔ اب اسے یکے از مطبوعات "مشاہدات" کی کاوشوں کے تحت پانچویں نمبر پر آن لائن ایڈیشن کے طور پر جاری کیا جارہا ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ کی صورت میں ہوا اور آپؑ تمام مجددین نیز تمام سابقہ الہامی کتب میں آخری زمانے میں آنے والے شخص کے بارے میں پیشگوئیوں کے مصداق کے طور پر مبعوث ہوئے۔ اس لیے آپؑ اور آپؑ کے متبعین نیز آپؑ کے دَور پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے اور بے شمار عناوین پر تقاریر تیار ہو سکتی ہیں۔ یہ سلسلہ ان شاء اللہ جاری رہے گا اور 50 تقاریر مکمل ہونے پر یہ مائدہ قسط دوم کی صورت میں یکجا کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ وباللہ التوفیق

اس علمی شجرہ کی تیاری میں خاکسار کے ساتھ جن احباب و خواتین نے بھرپور تعاون فرمایا۔ اُن کے اسماء بغرض حصول دعا ذیل میں تحریر ہیں۔

1۔ مکرم زاہد محمود، 2۔ مسز عائشہ چوہدری - جرمنی، 3۔ مکرم منہاس محمود - جرمنی، 4۔ مسز فائقہ بشریٰ، 5۔ مسز عطیۃ العلیم - ہالینڈ، 6۔ مکرم فضل عمر شاہد - لٹویا اور 7۔ مکرم سید عمار احمد - جرمنی

یہاں اُن تمام کا بھی شکریہ ادا کرنا میرے فرائض میں شامل ہے جو ان تقاریر کو پڑھتے، موقع و محل پر انہیں استعمال کرتے اور نہ صرف خود فائدہ اٹھاتے ہیں بلکہ اپنے حلقہ احباب میں اِن کو شیئر بھی کرتے ہیں اور

نِت نئے عناوین پر تقاریر لکھنے کا مشورہ بھی دیتے رہتے ہیں۔ مکرم سید طفیل شہباز صاحب نے آج ہی رمضان کے دروس کے آغاز اور یومِ مسیح موعودؑ کے حوالے سے تقاریر پر مجھے یہ میسج بھجوایا ہے کہ

”آپ نے کافی محنت کی ہے۔ اللہ آپ کو اِس کا صلہ عطا کرے۔ آمین۔ میرے سارے دوست باقاعدگی سے آپ کے مضمون پڑھتے ہیں اور یوں کہیں تو بجا ہو گا کہ آپ کے مضمون کا انتظار رہتا ہے۔“

اِن 50 تقاریر میں چند ایک تقاریر ایسی ہیں جو خاکسار نے مضمون نگار کی پیشگی اجازت سے معمولی ردّ و بدل اور اضافے کے ساتھ شامل کی ہیں اور اِن کا نام تقریر کے نیچے شکریہ کے طور پر دیا ہے۔

تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنَّا وَمِنْہُمْ صَالِحَ الْاَعْمَالِ

خاکسار

حنیف احمد محمود۔ برطانیہ

15-03-2024

تقاریر کے حوالے سے چند باتیں

1. خاکسار نے جو تقاریر تیار کیں وہ سات سے آٹھ منٹ دورانیہ کی ہیں اس میں نیت یہ تھی کہ جماعتی و ذیلی تنظیموں کے تربیتی و تبلیغی اجلاسات میں پڑھی جاسکیں۔

2. جہاں تک مقابلہ جات کی تقاریر کا تعلق ہے ان میں ان تقاریر کو ذرا مختصر کرکے حسب پروگرام کی جاسکتی ہیں کیونکہ چھوٹی تحریر کو بڑا کرنا قدرے مشکل ہوتا ہے جبکہ بڑی یا لمبی تحریر بآسانی مختصر کی جاسکتی ہے۔

3. بعض دوست جب کسی عنوان کے تحت تقریر کا مطالبہ کرتے ہیں تو ان کو وہ تقریر عنوان کی قدرے تبدیلی سے جب بھجوائی جاتی ہے وہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ وہ عنوان تو نہیں ہے جبکہ عنوان تبدیل کرکے اگر وہی تقریر کردی جائے تو وہ عین درست ہوتا ہے جیسے آنحضورؐ کا عفو کا مقام اور آنحضورؐ اور غصہ نہ کرنے کی تعلیم۔

4. تقریر کرتے وقت صاحب صدر یا سامعین کو مخاطب کرتے موقع و محل کو مدنظر رکھنا چاہئے کیونکہ صاحب تحریر کے مدنظر بھائی اور بہنیں دونوں ہوتی ہیں۔ اس طرح مخاطب ضمیر بھی بدل جائے گی۔

5. اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ تقریر خود تیار کرنے کی کوشش کیا کریں۔ اس سے کتب بینی کا بھی موقع میسر آتا ہے۔ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی بھی توفیق ملتی ہے۔ عنوان کو ذہن میں رکھ کر درود شریف اور دعائے قرآنیہ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ بار بار پڑھیں۔ اپنے خدا سے مدد مانگیں اور اگر ممکن ہو تو صدقہ بھی دیں۔ اللہ تعالیٰ مضمون سلجھا دے گا اور تقریر لکھنے میں الٰہی مدد و نصرت بھی ملے گی۔

انڈیکس

نمبر شمار	مشاہدات	عنوان	صفحہ
1	317	اِلٰہی صحیفوں، صلحائے اُمت کی پیشگوئیوں کے تناظر میں بعثتِ حضرت مسیح موعودؑ	1
2	327	مجددِ اعظم ۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ	9
3	349	حضرت مسیح موعودؑ کو ماننا کیوں ضروری ہے؟	21
4	168	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصدِ عالیہ	28
5	171	حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے مقاصد	41
6	339	حضرت مسیح موعودؑ کے ننانوے اسمائے حسنیٰ	52
7	315	حضرت مسیح موعودؑ کی دعویٰ سے پہلے کی پاکیزہ اور مطہّر زندگی	58
8	329	حضرت مسیح موعودؑ کا حُلیہ اور اخلاق و عادات	69
9	236	کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح	73
10	144	کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو!	83
11	320	6مارچ۔ حق و باطل میں آسمانی فیصلہ کا تاریخی دن - پیشگوئی بابت پنڈت لیکھرام	91
12	345	9مارچ۔ اسلام کی فتح عظیم کا دن - حضرت مسیح موعودؑ کی دعوت مباہلہ اور ڈوئی کی ہلاکت	100
13	347	دشمنوں کی ہلاکت اور اُن کی ذلت و رسوائی	112
14	48	”اس زمانہ کا حصنِ حصین میں ہوں“	132
15	102	عہدِ بیعت اور ہماری ذمہ داریاں	140
16	72	عہدِ بیعت، عہدِ خدام الاحمدیہ اور معروف فیصلے کی اہمیت اور ضرورت	149
17	298	اک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا	160
18	181	نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے	170
19	166	آگ ہماری غلام، بلکہ غلاموں کی غلام ہے	180

20	121	الہام حضرت مسیح موعودؑ ''یَنْقَطِعُ اٰبَاءُكَ وَيُبْدَءُ مِنْكَ'' کی تکمیل	192
21	318	احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟	208
22	190	جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ مَیں ضرور ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے	217
23	312	تبلیغ کے لیے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کا خزانہ	227
24	313	بعثتِ مسیح موعود اور تبلیغ۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی رو سے	237
25	324	حضرت مسیح موعودؑ کا بلند مقام و مرتبہ	245
26	83	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ الٰہی	256
27	84	حضرت مسیح موعودؑ کا عشقِ رسولؐ	264
28	85	حضرت مسیح موعودؑ کا عشقِ قرآن	273
29	321	عائلی زندگی اور حضرت مسیح موعودؑ کا بہترین اُسوہ	283
30	323	حضرت مسیح موعودؑ کا بچوں سے پیار و شفقت اور اُن کی تعلیم و تربیت	292
31	331	حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی اولاد کے حق میں دعائیں	300
32	335	حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی	310
33	343	حضرت مسیح موعودؑ کا بیماروں اور مریضوں سے حُسنِ سلوک	321
34	341	حضرت مسیح موعودؑ کا صبر اور عفو و درگزر	332
35	337	حضرت مسیح موعودؑ اور بنی نوع انسان کی ہمدردی	343
36	173	وہ یُوں بھی تھا طبیب، وہ یُوں بھی طبیب تھا	353
37	314	نظامِ وصیت اور صحابہ و تابعین مسیح موعودؑ کی قربانیاں	364
38	316	نظامِ وصیت۔ روحانی، اخلاقی اور مادی ترقیات کا ذریعہ	372
39	200	مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت و برکات	383
40	197	روحانی حیات کا آبِ حیات۔ کتب مسیح موعودؑ کی اہمیت بزبان حضرت مسیح موعودؑ	396
41	198	مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت، ضرورت اور برکات	408
42	199	کتب مسیح موعودؑ کی تاثیرات اپنوں اور غیروں کی نظر میں	423

435	”درثمین“ کو کثرت سے پڑھیں	191	43
443	حضرت مسیحِ موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں درازی عمر کا نُسخہ	90	44
450	جلسہ سالانہ کی اہمیت، اغراض و مقاصد اور برکات	110	45
461	سیرت حضرت مسیح موعودؑ کے بعض شیریں واقعات	332	46
471	حضرت مسیح موعودؑ کی احباب جماعت کو قیمتی و زریں نصائح	254	47
485	حضرت مسیح موعودؑ کی قبولیتِ دعا کے عظیم الشان نشان	351	48
496	اسلام کے فتح نصیب جرنیل اغیار کی نظر میں	353	49
502	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سفر آخرت	355	50

ضروری نوٹ

ہر مقرر یعنی تقریر کرنے والا / والی تقریر کا آغاز درج ذیل تشہد سے کرے۔

تشہد

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ / خطاب کے آغاز میں تشہد بھی پڑھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس خطبہ / خطاب میں تشہد نہ ہو وہ یَدِ جَذْمَاء یعنی ایک ٹنڈے (کٹے ہوئے) ہاتھ کی مانند ہے۔

(جامع ترمذی، مشکوۃ المصابیح ،باب اعلان النکاح، حدیث نمبر 3015)

﴿1﴾ ﴿مشاہدات۔317﴾

اِلٰہی صحیفوں، صلحائے اُمت کی پیشگوئیوں کے تناظر میں بعثتِ حضرت مسیح موعودؑ

هُوَالَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ o وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَالْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ o ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (الجمعہ:2-5)

اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ قدوس ہے۔ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی بھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

سامعین! آج مجھے یومِ مسیح موعود کے حوالے سے **اِلٰہی صحیفوں، صلحائے اُمت کی پیشگوئیوں کے تناظر میں بعثتِ حضرت مسیح موعودؑ پر اظہارِ خیال کرنا ہے۔**

یہ مسلّمہ بات ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب کی کتب میں آخری زمانہ میں ایک عظیم الشان مصلح کے ظہور کا ذکر ملتا ہے۔ ہندو اپنے کرشن کا انتظار کر رہے ہیں، زرتشت ازم والے سوشیانت کا انتظار کر رہے ہیں، بدھ ازم والے بدھا کے انتظار میں ہیں۔ جس کو انہوں نے متیا کا نام دیا ہے۔ اسی طرح یہود، عیسائی اور مسلمان آخری زمانہ میں عیسیٰ اور مسیح موعود کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ ہندوؤں کی کتاب بھگوت گیتا میں لکھا ہے کہ

”جب کبھی دھرم کا اناش (بگاڑ) ہونے لگتا ہے اور آدھرم (لامذہبیت) کی زیادتی ہونے لگتی ہے تب میں اوتار دھان (ظہور) کیا کرتا ہوں۔ نیکیوں کی حفاظت گناہگاروں کی سرکوبی اور دھرم کی امامت کے لئے میں اوتار لیا کرتا ہوں۔“

(بھگوت گیتا صفحہ 30 ادھیائے نمبر 4 اشلوک نمبر 7،8)

اسی طرح زرتشت ازم کی کتب میں ایک مصلح کا ذکر (سوشیانت) Saoshyant یعنی مستقبل کا محسن کا ذکر ملتا ہے جس کے متعلق لکھا ہے کہ اس مادی دنیا کو زندہ کرے گا جو ہلاک ہو چکی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ

”وہ بُرے لوگوں کا سامنا کرے جن کی فطرت شیطانی ہے اور متقی لوگوں کے خلاف جو بُرائیاں یا نقصان دہ چیزیں جنم لے رہی ہیں ان کا خاتمہ کر سکے۔ تاکہ شیطان اور بُرے لوگوں کی وجہ سے جو بُرائیاں پیدا ہو چکی ہیں ان کو ختم کر سکے۔ مستقبل میں آنے والا نبی روحانی مُردوں کو زندہ کرے گا۔ اُس موعود کے آنے کے وقت ہندوستان پورا مہذب اور آباد ہو گا۔ چھوٹے بڑے گاؤں اور شہر اس میں بکثرت آباد ہو چکے ہوں گے۔ حتّٰی کہ ان کی آبادی اتنی گنجان ہو گی کہ مرغا ایک گھر سے دوسرے گھر چھلانگ لگا کر پہنچ جائے گا۔ نرکت (درخت) اور سرکنڈے کے بَن کی طرح ہندوستان انسانوں کی آبادی سے بھر جائے گا۔“

سامعین! اسی طرح عیسائی بھی مسیح کی آمد ثانی کے انتظار میں تھے۔ چنانچہ نئے عہد نامہ میں لکھا ہے۔

”جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہو گا...اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا۔ اور اس وقت زمین کی سب قوتیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی۔“

(جدید عہد نامہ متی باب 24 آیت 27،29،30)

سامعین! جہاں تک اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآنِ کریم کا تعلق ہے اِس میں متعدد مقامات پر گمراہ قوموں کی اصلاحِ اور ہدایت کی خاطر انبیاء اور فرستادے بھجوانے کا ذکر ملتا ہے۔ اُن میں سے ایک سورہ جمعہ کی وہ آیات ہیں جو مَیں نے اپنی تقریر کے آغاز پر تلاوت کیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔

اللہ ہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور اُنہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

سورہ جمعہ کی اِن آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ کی پہلی بعثت عرب کے اُمّیوں میں ہوئی اور دوسری بعثت وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ کے مطابق آخرین میں مقدر تھی۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت فرمایا کہ یہ آخرین کون لوگ ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت ہوگی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی مجلس میں موجود حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

لَوۡکَانَ الۡاِیۡمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ اَوۡرِجَالٌ مِنۡ ھٰٓؤُلَآءِ

یعنی اگر ایمان ثریا ستارہ پر بھی چلا گیا تو ایک فارسی الاصل شخص یا اشخاص اس ایمان کو دوبارہ دُنیا میں قائم کریں گے۔ اِن آیات میں آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے فارسی الاصل شخص کی بعثت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت قرار دیا گیا ہے گویا آنے والا موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل ظلّ ہوگا۔

سامعین! پھر سورہ الصف آیات 7 تا 10 کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں کہ اسلام کا ادیان باطلہ پر غلبہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اس آیت کے اصل مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں لیکن وہ موعود غلبہ مسیح اور مہدی کے زمانہ میں ظاہر ہونا تھا اس لئے مسیح اور مہدی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں سمجھا گیا بلکہ اس کا آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا قرار دیا ہے۔ جن کا ترجمہ یوں ہے۔

اور (یاد کرو) جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! یقیناً مَیں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اس کی تصدیق کرتے ہوئے آیا ہوں جو تورات میں سے میرے سامنے ہے۔ اور ایک عظیم رسول کی خوشخبری دیتے ہوئے جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ پس جب وہ کھلے نشانوں کے ساتھ ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا یہ تو ایک کھلا کھلا جادو ہے۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ گھڑے حالانکہ

اسے اسلام کی طرف بلایا جارہا ہو اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے مونہہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھادیں حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نُور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے دین کے ہر شعبہ پر کلیّتاً غالب کردے خواہ مشرک بُرا منائیں۔

اِن آیات کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان احمدیت کے ظہور کی پیشگوئی فرمائی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم، محمد کے طور پر بھی جلوہ گر ہوئے جس کی پیشگوئی حضرت موسیٰ نے فرمائی اور احمد کے طور پر بھی جس کی پیشگوئی حضرت عیسیٰ نے فرمائی۔“

(ترجمۃ القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع صفحہ 1026، حاشیہ نمبر 1)

اِن آیات کی تفسیر میں مفسرین کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ غلبہ اسلام کی کامل تکمیل امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے وابستہ ہے جیسے تفسیر ابن جریر میں لکھا ہے:

ھٰذَا عِنْدَ خُرُوْجِ الْمَھْدِیِّ کہ اس آیت میں مذکور غلبہٴ اسلام مہدی کے زمانہ میں ہوگا۔

اِسی طرح تفسیر جامع البیان جلد 29 میں لکھا ہے:

وَذٰلِکَ عِنْدَ نُزُوْلِ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ کہ یہ غلبہ عیسیٰ ابن مریم کے نزول پر ہوگا۔

نیز آیتِ استخلاف کے متعلق حضرت علی بن حسین نے فرمایا:

نَزَلَتْ فِی الْمَھْدِیِّ کہ یہ آیت امام مہدی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اسی طرح ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ اِس سے مہدی اور اس کی جماعت مُراد ہے۔

(بحار الانوار جلد 13 صفحہ 13)

سامعین! قرآن کریم کے بعد جب ہم احادیث پر نظر ڈالتے ہیں تو مسیح موعود کے بارہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث ملتی ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ (بخاری کتاب الانبیاء) کہ تمہاری

حالت کیسی نازک ہو گی جب ابن مریم (یعنی مثیل مسیح) تم میں مبعوث ہو گا جو تمہارا امام ہو گا اور تم میں سے ہو گا۔

سامعین! پھر ایک اور حدیث میں مسیح موعود کے کام اور مشن کا ذکر کچھ اس طرح سے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک عیسیٰ ابن مریم جو منصف مزاج حاکم اور عادل امام ہوں گے، مبعوث ہو کر نہیں آتے قیامت نہیں آئے گی۔ (جب وہ مبعوث ہوں گے تو) وہ صلیب کو توڑیں گے ، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کے دستور کو ختم کریں گے اور ایسا مال تقسیم کریں گے جسے لوگ قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں گے۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب فتنة الدجال و خروج عیسیٰ بن مریم و خروج یاجوج و ماجوج)

پھر ایک اور حدیث ہے جس میں آنے والے مسیح موعود اور امام کی بیعت کا تاکیدی حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهُ فَبَایِعُوْهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَی الثَّلْجِ فَاِنَّهٗ خَلِیْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِیُّ

(سنن ابو داؤد، باب خروج المهدی)

کہ اے مسلمانو! جب تمہیں اس کا علم ہو جائے تو فوراً اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف پر سے گھٹنوں کے بل جانا پڑے کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہو گا۔

سامعین! اب ہم احادیث کے دلچسپ حصے میں داخل ہونے لگے ہیں جس میں بہت واضح طور پر آنے والے مسیح موعود کے علامات کا ذکر ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح ابن مریم دمشق کی طرف سفید مینار کے پاس نازل ہوں گے۔ اس حدیث سے مراد دمشق شہر کے مشرق میں نزول مسیح ہے، خاص دمشق شہر نہیں۔ (مسلم ،جلد دوم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال) نیز فرمایا عِصَابَةٌ تَغْزُوا الْهِنْدَ وَهِیَ تَکُوْنُ مَعَ الْمَهْدِیِّ اسْمُهٗ اَحْمَدُ (رواہ البخاری فی تاریخہٖ النصف) کہ: ایک جماعت ہندوستان میں (مخالفین اسلام سے) جہاد کرے گی اور وہ مہدی کے ساتھ ہو گی۔ اس مہدی کا نام احمد ہو گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مہدی کے "کدعہ" بستی سے نکلنے کا ذکر ملتا ہے۔ فرمایا: یَخْرُجُ الْمَهْدِیُّ مِنْ قَرْیَةٍ یُقَالُ لَهَا کَدْعَهْ کہ مہدی کدعہ نامی بستی سے ظاہر ہو گا اور کدعہ سے مراد قادیان ہے جو درحقیقت پہلے

''اسلام پور قاضی'' تھا۔ پھر کادی یا کادیں کے نام سے معروف رہا۔ اس طرح کدعہ دراصل قادیان کا ہی معرَّب ہے۔

(جواھر الاسرار قلمی، صفحہ 56، بحوالہ حدیقہ الصالحین، حدیث نمبر 967)

مسیح موعود کی بعثت اور صلحائے امت کی پیشگوئیاں

سامعین! امت مسلمہ میں گزشتہ صدیوں میں بے شمار بزرگان اولیائے کرام اور صلحائے امت گزرے ہیں جنہوں نے مسیح موعود کے متعلق پیشگوئیاں کی ہیں۔ جیسے بارہویں صدی کے مجدّد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میرے ربّ بڑی عظمت والے نے مجھے بتایا ہے کہ قیامت قریب ہے اور مہدیؑ ظاہر ہونے کو تیار ہیں۔''

(تفہیمات الٰہیہ جلد 2 صفحہ 123)

حضرت حافظ برخوردار خان علیہ الرحمۃ جو سیالکوٹ کے ایک ولی کامل بزرگ گزرے ہیں۔ مسیح موعود کی آمد کے بارہ میں فرماتے ہیں:

پچھے اک ہزار پہ گزرے ترییسے سال
عیسیٰؑ ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال

یعنی جب ہجری سن کے پورے تیرہ سو سال گزر جائیں گے تب حضرت عیسیٰ کا ظہور ہو گا۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حضرت حافظ برخوردار صاحبؒ عیسیٰؑ کے ظہور کے قائل ہیں آسمان سے اترنے کے نہیں۔

(قلمی نسخہ انواع ''انواع'' صفحہ 14)

ایک مشہور شیعہ بزرگ حضرت ابو سعید خانم ہندی نے کشف میں حضرت امام مہدیؑ کی زیارت کی تھی۔ آپ پورا کشف بیان کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں:

'' كُلُّ ذٰلِكَ بِكَلَامِ الْهِنْدِ''

(صافی شرح اصول کافی، کتاب الحجہ، باب مولد صاحب الزمان، جزو سوم، حصہ دوم، صفحہ 304)

یعنی کشف میں حضرت امام مہدیؑ نے جس زبان میں کلام فرمایا وہ سارا ہندوستانی زبان میں تھا۔

(امام مہدی کا ظہور صفحہ 363)

حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے ایک رؤیا میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ایک کتاب فصوص الحکم تحریر فرمائی۔ اس میں پیشگوئی فرمائی کہ آنے والا موعود جو خاتم الاولیاء بھی ہے توام پیدا ہوگا۔ اس سے پہلے ایک لڑکی پیدا ہوگی اس کے بعد وہ پیدا ہوگا۔

(فصوص الحکم، صفحہ 36 مترجم مولانا محمد مبارک علی حیدر آبادی مطبوعہ 1308ھ، مطبع احمدی کانپور)

حضرت محی الدین ابنِ عربیؒ ہی کی ایک اور تصنیف ''فتوحاتِ مکیہ'' کی تیسری جلد میں آنے والے موعود کے اصحاب اور مقربین کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

''وہ سب عجمی ہوں گے۔ ان میں سے کوئی عربی نہ ہوگا۔ لیکن وہ عربی میں کلام کرتے ہوں گے۔ ان کیلئے ایک حافظ قرآن ہوگا جو ان کی جنس سے نہیں ہوگا کیونکہ اس نے کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کی ہوگی۔ وہ اس موعود کا خاص وزیر اور بہترین امین ہوگا۔''

(فتوحات مکیہ جلد سوم صفحہ 364 تا 365)

سامعین! مذکورہ بالا تمام پیشگوئیوں کے مطابق وہ موعود مسیح و مہدی اس دنیا میں ظاہر ہو چکا ہے اور وہ کوئی اور نہیں وہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود ہیں۔ جو ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز، ظلّ اور آپؐ کے غلام صادق ہیں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہو کر تمام مذاہب کے لوگوں کے انتظار کو ختم کر دیا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

''دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ میں آدمؑ ہوں، میں ابراہیمؑ ہوں، میں اسحاقؑ ہوں، میں یعقوبؑ ہوں، میں اسمٰعیلؑ ہوں، میں موسیٰؑ ہوں، میں داؤدؑ ہوں، میں عیسیٰ ابن مریمؑ ہوں، میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے

اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 521)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جس کو رُدر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 521)

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری اور مکرم مبارک احمد منیر کے مضامین سے فائدہ اٹھایا گیا۔ فجزاھما اللہ تعالیٰ)

۞۞۞۞

﴿2﴾ ﴿مشاہدات۔327﴾

مجددِ اعظم ۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ (المجادلہ:22)

اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

قوم کے لوگو! اِدھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

سامعین! آج مجھے جلسہ یومِ مسیح موعودؑ پر مجددِ اعظم ۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کے عنوان پر کچھ عرض کرنے کا حکم ہوا ہے

بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا نام مرزا غلام احمد ہے۔ مرزا کا لفظ مغل قوم سے تعلق کی مناسبت سے مستعمل ہے۔ کنیت ابو محمود احمد تھی۔ آپؑ کے والد ماجد کا نام حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحبؒ اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت چراغ بی بی صاحبہؒ تھا۔ آپ فارسی الاصل معروف مغل خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ ابن حضرت مرزا غلام مرتضٰی ابن مرزا عطا محمد ابن مرزا گل محمد صاحب ابن مرزا فیض محمد۔ اور مرزا فیض محمد صاحب سے سلسلہ نسب مرزا ہادی بیگ صاحب تک پہنچتا ہے جو امیر تیمور کے چچا حاجی برلاس کی نسل میں سے تھے۔

(سلسلہ احمدیہ از حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے صفحہ 4-7)

سامعین! آخری زمانہ کے مجدد کے بارے تمام سابقہ الہامی کتب میں پیشگوئیاں موجود ہیں جیسا کہ بائبل میں دانیال نبی کی کتاب باب 12 میں اس مجدد کا زمانہ 1290ھ سے 1335ھ کے درمیان ہونے کا ذکر ہے یعنی تیرہویں صدی کا آخر اور چودھویں صدی کا آغاز۔ اسی طرح اسلام میں بھی اس مصلح یعنی مسیح و مہدی کے ظہور پانے کا واضح بیان ملتا ہے۔ قرآن کریم میں سورۃ الجمعہ کی آیت 4 میں مسیح و مہدی کے زمانہ کی

تعیین کا بالصراحت ذکر موجود ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الجمعہ کی مذکورہ آیت کے نزول کے وقت حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مسیح ومہدی کی آمد کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ ”جب ایمان ثریا ستارے پر اٹھ جائے گا تو اہل فارس میں سے ایک شخص یا فرمایا بہت سے اشخاص ایمان کو دوبارہ دنیا میں قائم کریں گے۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ)

کتب سابقہ، قرآن کریم، احادیث نبویہؐ و اقوالِ بزرگان و علمائے سلف کی بیان فرمودہ تمام نشانیاں آپؑ کے زمانہ مبارک میں پوری ہوئیں اور سورج وچاند کا عظیم الشان نشان آپؑ کے دعویٰ مسیح ومہدی کے بعد ہی پیشگوئی کے عین مطابق وقوع پذیر ہوا اور اس وقت آپؑ کے علاوہ کسی اور مدعی کا موجود نہ ہونا اس بات پر بیّن دلیل ہے کہ آپؑ ہی وہ مسیح ومہدی ہیں جن کے بارہ میں تمام پیشگوئیاں کی گئی تھیں۔ چنانچہ اس مناسبت سے اس مضمون میں چودھویں صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب علیہ السلام کا ”مسیح موعود“ کے خطاب سے ذکر کیا جائے گا۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کی ولادت باسعادت 13 فروری 1835ء کو قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بھارت میں ہوئی۔ علامہ ابن عربیؒ کی پیشگوئی کے مطابق آپؑ کی پیدائش توام صورت میں ہوئی لیکن ساتھ پیدا ہونیوالی لڑکی جلد وفات پا گئی۔

آپؑ کا بچپن نہایت پاکیزہ تھا۔ آپؑ خلوت پسند تھے اور سوچ وبچار کرنے کی عادت تھی۔ ایام طفولیت میں آپؑ کی طبیعت دینی امور کی طرف بہت راغب تھی۔ آپؑ نے بچپن میں تیرنا سیکھا تھا اور کبھی کبھی قادیان کے کچے تالابوں میں تیرا کرتے تھے۔ اسی طرح گھڑ سواری کے ماہر تھے۔ غلیل سے شکار بھی کھیلا کرتے تھے۔ آپ کئی کئی میل تیز پیدل چلا کرتے تھے جو کہ آپ کا بہترین مشغلہ اور ورزش تھی۔ درستی صحت کی خاطر آپ موگریاں بھی پھیرا کرتے تھے۔ لیکن آپؑ کا محبوب ترین مشغلہ قیام نماز تھا۔ آپؑ اپنے ہم عمر بچوں کو کہا کرتے تھے کہ

”دعا کرو کہ خدا مجھے نماز کا شوق نصیب کرے۔“

اس کے علاوہ آپؑ کو مطالعہ کتب کا بہت شوق تھا۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ نے بیان کیا:

”والد صاحب کا دستور تھا کہ سارا دن الگ بیٹھے پڑھتے رہتے تھے اور ارد گرد کتابوں کا ڈھیر لگا رہتا تھا۔“

(سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر 193)

سامعین! آئیں! آپؑ کی ابتدائی تعلیم کے متعلق بھی جان لیں۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام خود ہی اِس حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:

”بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلّم میرے لیے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لیے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لیے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور مَیں نے صَرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعدِ نَحو اُن سے پڑھے اور بعد اس کے جب مَیں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علومِ مروّجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں مَیں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا مَیں دنیا میں نہ تھا۔“

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 179 تا 181 حاشیہ)

سامعین! جوانی کی عمر میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کا زیادہ تر وقت مسجد میں قیام اور مطالعہ میں گزرتا تھا۔ نماز کی ادائیگی آپ کا اولین فریضہ تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت اور اس پر غور و تدبر بہت زیادہ کرتے تھے۔ سفر و حضر میں کوئی موقع مطالعہ قرآن کا نہ چھوڑتے حتیٰ کہ آپؑ کے والد محترم آپ کو ”مسیتڑ“ کہا کرتے تھے اور فکر مند ہو جاتے کہ آپؑ اپنے اس شغف کی وجہ سے اپنی جان نہ کھو بیٹھیں۔ اندازاً 1850ء یا

1851ء میں آپؑ کی شادی حرمت بی بی صاحبہ سے ہوئی لیکن یہ شادی زیادہ دیر نہ چل سکی۔ اس شادی سے آپؑ کے دو فرزند صاحبزادہ مرزا فضل احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب پیدا ہوئے۔

آپؑ کے والدِ محترم کے مسلسل اصرار اور فرمانبرداری میں اپنی طبیعت کے منافی زمینداری کے کام کی نگرانی میں کچھ عرصہ مصروف رہے اور خاندانی جائیداد کے تنازعات کے مقدمات کی پیروی کرنے لگے۔ اس سلسلہ میں آپ کو ڈلہوزی اور لاہور تک سفر کرنے پڑے۔ لیکن اس دور مقدمات میں بھی آپ نے کبھی اپنی نماز قضا نہ ہونے دی۔ پھر والدِ محترم کی خواہش پر سیالکوٹ میں دفتر ضلع میں کم و بیش چار سال سرکاری ملازمت بھی کی۔ ان چار سالوں میں آپؑ کی مصروفیات میں ملازمت کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے علاوہ عبادتِ الٰہی، تلاوتِ قرآن کریم، درس و تدریس و خدمتِ خلق، بزرگوں سے ملاقات، علمی و دینی گفتگو، مذہبی مناظرے اور علمی مجالس عرفان شامل رہیں۔ 1867ء میں آپؑ کے والدِ ماجد نے آپؑ کی والدہ ماجدہ کی بیماری پر ملازمت سے استعفیٰ دے کر واپس چلے آنے کا پیغام بھجوایا۔ واپسی پر راستہ میں ہی آپؑ کو والدہ محترمہ کی وفات کی خبر ملی۔ آپؑ کے والد ماجد کی وفات جون 1876ء میں ہوئی۔

سامعین! 1857ء کے بعد سے ہندوستان میں عیسائیت بڑی تیزی سے پھیلنے لگی اور چوٹی کے مسلمان علماء بھی عیسائیت کی آغوش میں آکر پادری بن گئے۔ جیسا کہ آگرہ کی شاہی مسجد کے امام خطیب مولوی عمادالدین صاحب ریورنڈ مولوی عمادالدین کہلائے۔ پادری مولوی رجب علی، پادری مولوی سید احمد شاہ، پادری سلطان محمد خان، پادری عبدالحق، پادری عبداللہ آتھم، اور پادری حافظ احمد مسیح دہلوی سب مسلمان مولوی تھے۔ چنانچہ صلیبیت کا ہر طرف دوردورہ تھا۔ یہی وہ زمانہ تھا جس کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح و مہدی کی آمد کی پیشگوئی فرمائی۔ مسلمان اسلام کو اس فتنے سے بچانے کے لیے نجات دہندہ اور مسیحا کے منتظر تھے۔ ایسے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق قوم سلمانؓ سے ایک رجل فارس میدان میں آیا جس نے ایمان کو ثریا سے لا کر دنیا میں قائم کیا اور زندہ مذہب اسلام کی حقانیت اور صداقت کو تمام ادیان باطلہ پر ثابت کر دکھایا اور دشمنانِ اسلام کو چاروں شانے چت کر دیا۔ وہ جری اللہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی موعودؑ تھے۔ جنہوں نے 1882ء کے

اوائل میں مسجد اقصیٰ میں ایک کشف دیکھا کہ ایک باغ لگایا جارہا ہے اور آپؑ اس کے مالی مقرر ہوئے ہیں۔ یہی وہ مبارک دور تھا جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آپؑ نے قلمی جہاد شروع فرمایا اِسے ہی جہاد قرار دیا کیونکہ اس دور میں عیسائی، ہنود، آریہ وغیرہ اسلام کے خلاف لٹریچر شائع کرکے اپنے اپنے مذہب کا پرچار کررہے تھے اوراسلام اور بانیٔ اسلام کے خلاف قسما قسم کے ناجائزالزامات اور موشگافیوں میں مصروف تھے۔ عیسائیت کی تبلیغ کا بنیادی مرکز پنجاب تھا۔ ان نازک حالات میں حضرت مسیح موعودؑ نے براہین احمدیہ جیسی معرکتہ آراء تصنیف میں اسلام اور بانیٔ اسلام کی صداقت کے سینکڑوں ثبوت پیش کیے اور زندہ خدا کے زندہ نشانات دکھانے کی تمام اہل دنیا کو دعوت دی۔ آپؑ نے کیا ہندو، کیا آریہ، کیا عیسائی، سب مخالفین کو چیلنج دیا کہ وہ اسلام پر اپنے مذہب کی برتری ثابت کر دکھائیں۔ لیکن کسی کو اتنی ہمت نہ ہوئی کہ وہ آپؑ کے اس چیلنج کو قبول کرتا۔

سامعین! آپؑ کو رؤیا میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ تو 1864ء سے شروع ہو چکا تھا۔ اس رؤیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دینی کتاب آپؑ کے ہاتھ سے لی جو فوراً میوہ بن گئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تقسیم کرنے کے لیے قاش کرنا چاہا تو اس میں سے اس قدر شہد بہنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مرفق تک شہد سے بھر گیا اور ایک مردہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ سے زندہ ہو گیا۔ پھر براہین احمدیہ حصہ سوم کا حاشیہ تحریر فرمانے کے دوران حالت کشف میں آپؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیارت و معانقہ کا شرف پایا اور دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے نور کی کرنیں نکل نکل کر آپؑ کے اندر داخل ہو رہی ہیں۔ اس کے بعد آپؑ پر الہام الٰہی کا سلسلہ بکثرت شروع ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ماموریت کا پہلا الہام نازل ہوا۔

سامعین! حضرت مسیح موعودؑ نے مارچ 1885ء میں اللہ تعالیٰ سے حکم پاکر اپنے مامور اور مجدد وقت ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ حضرت قادر مطلق جل شانہ کی طرف سے مامور ہوئے ہیں تا نبی ناصری اسرائیلی (مسیح) کی طرف پر کمال مسکینی، فروتنی، غربت و تذلل و تواضع سے اصلاح خلق کے لیے کوشش کریں نیز یہ کہ آپ کو جنابِ الٰہی سے یہ علم بھی دیا گیا ہے کہ آپ مجدد وقت ہیں اور روحانی طور پر آپ کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور آپؑ کو خواص انبیاء ورسل کے نمونہ پر محض بہ برکت

ومتابعت حضرت خیر البشر وافضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو آپ سے پہلے گزر چکے ہیں۔

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 253)

اُدھر آپؑ کے معتقدین اور مخلصین کے دلوں میں آپ کی بیعت کی تحریک جاری تھی۔ لدھیانہ کے ایک بزرگ حضرت صوفی احمد جان صاحب جو حضرت مسیح موعودؑ پر حُسنِ اعتقاد رکھتے تھے نے فرمایا:

ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

اسی طرح مولوی عبد القادر صاحب کے حضرت اقدسؑ سے بیعت لینے پر آپؑ کا یہی جواب ہوتا: لَسْتُ بِمَأْمُوْرٍ (یعنی میں مامور نہیں ہوں) لیکن یکم دسمبر 1888ء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیعت لینے کا واضح حکم پر آپؑ نے ''تبلیغ'' کے نام سے اشتہار میں بیعت کا اعلان فرمایا۔ اس اعلان میں حضرت مسیح موعودؑ نے بیعت کے لیے معین رنگ میں کوئی خاص شرائط تحریر نہیں فرمائی تھیں۔ مگر جب حضرت مصلح موعودؓ کی 12 جنوری 1889ء کو ولادت ہوئی تو آپؑ نے 12 جنوری 1889ء کو تکمیل تبلیغ کا اشتہار تحریر فرمایا اور اس میں دس شرائط بیعت تجویز فرمائیں۔ اس لحاظ سے جماعت احمدیہ اور پسر موعود حضرت مصلح موعودؓ کی پیدائش توام (جڑواں) ہے۔

سامعین! 1890ء کے آخر میں حضرت مسیح موعودؑ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ منکشف ہوا کہ حضرت مسیح ناصری جن کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ آسمان پر زندہ ہیں اور آخری زمانہ میں دوبارہ دنیا میں نزول فرمائیں گے وہ وفات پا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ان کا مثیل بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ چنانچہ آپؑ نے اپنی دو کتب میں حضرت مسیح ناصری کے آسمان سے بجسد عنصری نزول کے عقیدہ کا ردّ کر کے وفات مسیح ثابت کرتے ہوئے اپنے دعویٰ مسیحیت کا اعلان فرمایا۔ جس پر آپؑ کی مخالفت کا آغاز ہوا اور مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب آگ بگولا ہو کر آپؑ کی مخالفت کے درپے ہو گئے اور ہندوستان کے علماء کے پاس جا کر اس کے حق میں فتاویٰ حاصل کیے۔ اِس فتاویٰ تکفیر کی وجہ سے مسلمانوں میں ایک ہیجانی کیفیت پیدا

ہو گئی اور ان مخالف علماء نے حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور ہر قسم کی مخالفت میں پیش پیش رہے حتیٰ کہ قتل تک کی سازش کی گئی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک برگزیدہ نبی کو ان تمام ناپاک منصوبوں سے محفوظ رکھا۔ اِن حالات میں حضرت مسیح موعودؑ نے 20 مئی 1891ء کو پادریوں کے لیے وفات مسیح کے بارہ میں تبادلہ خیالات کی دعوت کا اشتہار دیا۔ لیکن آپ کے مقابل پر کوئی پادری نہ آیا۔

اُدھر آپؑ نے 26 مارچ 1891ء کو ہندوستان کے معروف علماء کو تحریری مباحثہ کی دعوت اور چیلنج دیا کہ اگر میرا دعویٰ قال اللہ اور قال الرسولؐ کے خلاف ہے اور ایک عام جلسہ میں آپ مجھ سے تحریری مباحثہ نہ کریں تو آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے راستباز بندوں کی نظر میں مخالف ٹھہریں گے۔ لیکن کسی مولوی نے آپ کے اس چیلنج کو قبول نہ کیا۔ البتہ بعد میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے لدھیانہ آکر شور مچایا کہ مرزا صاحب کو چاہیے کہ مجھ سے مباحثہ کرلیں۔ حضرت مسیح موعودؑ تو پہلے ہی دعوت مباحثہ دے چکے تھے۔ چنانچہ مباحثہ لدھیانہ 20 سے 29 جولائی 1891ء دس روز تک جاری رہا۔ لدھیانہ کے لوگوں نے وفات و حیات مسیح پر بحث کرنے پر اصرار کیا اور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی یہی فرمایا کہ مباحثہ وفات و حیات مسیح پر ہونا ضروری ہے لیکن مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب اس موضوع کی طرف آنا ہی نہیں چاہتے تھے۔ پس وہ اس طرف نہ آئے اور مولوی صاحب کو اس مباحثہ میں شکستِ فاش ہوئی۔ تب 12 کتوبر 1891ء کو حضرت مسیح موعودؑ نے شیخ الکل مولوی سید نذیر حسین صاحب اور شمس العلماء مولوی عبدالحق صاحب حقانی کو تحریری بحث کی دعوت دی اور حلفیہ اقرار بھی کیا کہ اگر اس بحث میں مَیں غلطی پر ثابت ہوا تو اپنے اس دعویٰ سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ لیکن ان دونوں علماء نے معذرت کرلی۔ آپؑ چونکہ حق پر تھے اور تائیدِ الٰہی ساتھ تھی اِس لئے دسمبر 1891ء میں آپؑ نے تمام علماء، مولویوں، صوفیاء، پیروں، سجادہ نشینوں وغیرہ کو روحانی مقابلہ کی دعوت دی اور فرمایا کہ اگر ایک سال کے عرصہ میں کوئی فریق وفات پاجائے تب بھی وہ مغلوب سمجھا جائے گا۔

سامعین! یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ مامورین کے مخالفین ہمیشہ خائب و خاسر ہی ہوئے ہیں۔ اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعودؑ کے مخالفین کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا۔ آپؑ کو الہام ہوا تھا کہ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ

اَرَادَ اِهَانَتَكَ چنانچہ آپؑ کے تمام مخالفین آپؑ کے زندگی میں ہی ناکام ونامراد ہوئے اور اشد مخالفین اپنے انجام کو پہنچے جن کا تفصیلی ذکر جماعتی لٹریچر میں موجود ہے۔ اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کے متبعین کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ فرمایا اور جماعت کو غیر معمولی ترقیات سے نوازا اور حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اسلام کا احیائے نو ہوا اور اسلام کا پیغام دنیا کے کونوں تک پہنچا اور بادشاہوں نے اس سے برکت حاصل کی۔

سامعین! 1894ء میں ماہ رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور صلحائے امت کی پیش خبریوں کے عین مطابق چاند اور سورج گرہن کا نشان ظاہر ہوا جو حدیث میں بیان کردہ تاریخوں کے عین مطابق تھا۔ اس نشان کا ہر خاص وعام نے تذکرہ کیا اور اس کے نتیجہ میں ایک کثیر تعداد نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت پائی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت میں اور بھی کثیر تائیدی نشانات ظہور میں آئے جن میں زلازل کا آنا، طاعون اور دُم دار ستارہ کا طلوع ہونا اور شہب ثاقبہ کا گرنا اور ذرائع رسل ورسائل کا ایجاد ہونا، اونٹوں کا سواری کے لیے استعمال ترک ہونا اور نئی ایجادات کا ظہور پذیر ہونا وغیرہ شامل ہیں۔

سامعین! اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو 1881ء میں نئی شادی کی بشارت عطا فرمائی۔ چنانچہ 1884ء میں آپؑ کی دوسری شادی حضرت میر ناصر نواب صاحب دہلوی کی صاحبزادی حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ سے ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے موعود کے بارے میں کہ وہ شادی کرے گا اور اس کی اولاد بھی ہوگی کی پیشگوئی فرمارکھی تھی چنانچہ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کے بطن سے حضرت مسیح موعودؑ کے پانچ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ 1۔ صاحبزادی عصمت 2۔ بشیر اول 3۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ 4۔ صاحبزادی شوکت 5۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ 6۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ 7۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ 8۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب 9۔ صاحبزادی سیدہ امۃ النصیر صاحبہ 10۔ حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ۔ حضرت مسیح موعودؑ کی یہ تمام اولاد مبشر اولاد تھی ان سب کی پیدائش سے قبل الٰہی بشارات دی گئی تھیں۔

حاضرین کرام! 1905ء میں اللہ تعالیٰ نے جب حضرت مسیح موعودؑ کو وفات کے متعلق پیشگی خبر دی اور اس بارہ میں مختلف رؤیا اور الہامات ہوئے۔ ان الٰہی خبروں کی بناء پر آپؑ نے 20 دسمبر 1905ء کو رسالہ ”الوصیت“ میں ان الہامات کا ذکر فرما کر جماعت کو اپنے اندر ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کی تلقین فرمائی اور اپنے بعد قدرت ثانیہ یعنی نظام خلافت کے قیام کی بشارت دی۔

اب مَیں سامعین کو آپؑ کے آخری سفر لاہور کی روئیداد سنانے کی طرف ہوں آپؑ 27 اپریل 1908ء کو قادیان سے لاہور اپنی اہلیہ محترمہ کے علاج کے لئے روانہ ہوئے۔ چونکہ آپؑ کو وفات کی اطلاعیں بار بار مل رہی تھیں اِس لئے آپؑ دن رات اشاعت اسلام میں مصروف ہو گئے۔ زائرین کو شرف ملاقات بخشتے، مجالس عرفان میں پُر معارف نکات بیان فرماتے۔ تمام مذاہب کے رؤساء اور سیاسی لیڈروں اور مذہبی رہنماؤں نے آپؑ سے فیض پایا۔ سعید فطرت لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت پائی۔ 17 مئی 1908ء کو لاہور کے رؤساء و امراء، وکلاء و بیرسٹروں اور اخبارات کے ایڈیٹروں کو دعوت پر مدعو کیا گیا جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعویٰ نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

”میرا دعویٰ صرف یہ ہے کہ موجودہ مفاسد کے باعث خدا نے مجھے بھیجا ہے اور میں اس امر کا اخفاء نہیں کر سکتا کہ مجھے مکالمہ مخاطبہ کا شرف عطا کیا گیا ہے اور خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور کثرت سے ہوتا ہے۔ اس کا نام نبوت ہے مگر حقیقی نبوت نہیں..... یہ تو نزاع لفظی ہے۔ کثرت مکالمہ مخاطبہ کو دوسرے الفاظ میں نبوت کہا جاتا ہے۔ دیکھو حضرت عائشہؓ کا یہ قول کہ قُوْلُوْا اَنَّہٗ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اس امر کی وضاحت کرتا ہے۔ نبوت اگر اسلام میں موقوف ہو چکی ہے تو یقین جانو کہ اسلام بھی مر گیا اور پھر کوئی امتیازی نشان بھی نہیں ہے۔“

(الحکم 14 جولائی 1908ء صفحہ 12 کالم نمبر 1-2)

پھر اِس کی وضاحت کرتے ہوئے شائع کروایا کہ

”اللہ نے میرا نام نبی رکھا ہے سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔ مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا میں اسلام سے اپنے

تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔ میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا اور کسی کی مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا شعشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے۔“

(بدر 11 جون 1908ء صفحہ 10 کالم 1-2)

25 مئی 1908ء کو آپؑ نے جو آخری تقریر کی اس کے آخر میں فرمایا:

”عیسی کو مرنے دو کہ اس میں اسلام کی حیات ہے۔ ایسا ہی عیسیٰ موسوی کی بجائے عیسیٰ محمدی آنے دو کہ اس میں اسلام کی عظمت ہے۔“

(بدر 11 جون 1908ء، الحکم 18 جولائی 1908 صفحہ 7-8)

25 مئی 1908ء کو حضرت مسیح موعودؑ کی طبیعت ناساز ہوئی اور 26 مئی 1908ء بروز منگل تہتر سال کی عمر میں آپؑ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپؑ کے آخری الفاظ یہ تھے کہ

”اللہ میرے پیارے اللہ“

آپؑ کی وفات کے بعد حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحبؓ جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفۃ منتخب ہوئے۔

تصانیف اور کارنامے

سامعین! تقریر کے آخر پر نہایت اختصار کے ساتھ آپؑ کے قلمی جہاد کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے چنانچہ آپؑ نے خود اسلام اور بانیٔ اسلام کی صداقت اور جملہ دینی و اخلاقی و معاشی و معاشرتی امور کے متعلق ایسی مایہ ناز معرکۃ آراء تصانیف تالیف فرمائیں جن میں ایسے پُر معارف نکات بیان فرمائے جنھوں نے متلاشیانِ حق کو راہ راست پر گامزن کیا اور دیگر مذاہب کی تعلیمات میں مرورِ زمانہ سے پیدا ہونیوالے سُقم کی نشاندہی فرمائی اور اسلامی تعلیمات کی برتری ان پر ثابت فرمائی۔ آپؑ نے 85 سے زائد تصانیف تحریر فرمائیں۔

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہؑ جن کا دعویٰ مسیح موعودؑ، مجدد صدی چہاردہم اور امتی نبی ہونے کا ہے۔ آپ نے دینِ اسلام کی اشاعت اور اصلاحِ خلق کے لیے اپنا تن من دھن نچھاور فرمادیا۔ آپؑ نے اسلام کی ایسی خدمات جلیلہ کیں کہ غیروں نے بھی اس کا برملا اعتراف کیا۔ آپؑ نے مسلمانوں کے ایسے عقائد جو مرورزمانہ اور مختلف فتنوں کی وجہ سے غلط رواج پا گئے تھے ان کی الٰہی رہنمائی سے اصلاح فرمائی۔

امتِ مسلمہ میں جاری بدعات کا خاتمہ کیا اورانہیں شریعتِ محمدیہؐ پر گامزن کیا۔ آپؑ نے دیگر ادیان کے لوگوں کو حقیقی اور سچے مذہبِ اسلام کی طرف دعوت دی۔ خدا کے منکرین کو خدا کی ہستی کے دلائل دے کر سچے خدا کے وجود کو ثابت کیا۔ اسلامی شریعت کو تمام شریعتوں پر برتر و بالا قرار دیا اور اس مقصد کے لیے آپ نے ہندوستان کے بہت سے شہروں کے سفر کیے اور لیکچرز دیئے۔ اس کے علاوہ تبلیغ ہدایت کے لیے تمام ذرائع استعمال فرمائے۔ اشتہارات کا شائع فرمانا اور رسالہ جات تحریر فرمانا بھی ایک اہم ذریعہ تبلیغ رہا۔ پھر اخبارات ریویو آف ریلیجنز وغیرہ کا اجراء فرمایا جن کے ذریعہ اسلام کا پیغام مغربی ممالک تک پہنچا۔ اپنے مریدین کی روحانی تربیت کے لیے جلسہ سالانہ کا آغاز فرمایا۔ حکام وقت کو دعوت اسلام دیتے ہوئے ان کو تبلیغی خطوط تحریر فرمائے اور امن و امان کے قیام کے لیے عوام کو حکومت کی اطاعت درمعروف کی تلقین فرمائی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہر جہت سے عوام الناس کی رہنمائی فرمائی اور اپنے متبعین کو امن پسند جماعت کے طور پر پیش کیا۔ قادیان جو ایک چھوٹی سی بستی تھی وہ آپؑ کی بدولت مرجع خاص وعام ہو گیا۔

غرضیکہ آپ نے تمام جہانوں کے رسول حضرت محمدٍ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی متبع بن کر اور قرآنی شریعت پر عمل کر کے تمام دنیا کی ہدایت ورنمائی کا بیڑا اٹھایا اور تمام قوموں کی نجات کا ذریعہ بنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی بروز کامل، امتی نبی اور امت موسویہ میں چودھویں صدی پر آنے والے حضرت عیسیٰؑ کے حقیقی مثیل ثابت ہوئے۔ آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر لاتعداد عظیم الشان پیشگوئیاں فرمائیں جو آپؑ کے بابرکت زمانہ میں بھی پوری ہوئیں اور آپؑ کی وفات سے آپ کے خلفاء کے دور خلافت میں بھی اب تک پوری ہورہی ہیں اور خلافت خامسہ کے تاریخ ساز عہد خلافت میں جماعت کی عظیم الشان ترقیات دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ غلبہ اسلام کی پیشگوئی بھی ان شاء اللہ جلد پوری ہونے والی ہیں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کیلئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم باسل احمد بشارت صاحب کے ایک مضمون سے مدد لی گئی ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ)

۞۞۞۞

﴿3﴾ ﴿مشاہدات۔349﴾

حضرت مسیح موعودؑ کو ماننا کیوں ضروری ہے؟

هُوَالَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۙ ○ وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ وَهُوَالۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ○ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُوالۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ (الجمعہ:2-5)

اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ قدوس ہے۔ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی بھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

قوم کے لوگو! اِدھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادئ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

سامعین! آج مجھے یومِ مسیح موعود کے حوالے سے **حضرت مسیح موعودؑ کو ماننا کیوں ضروری ہے؟** پر اظہارِ خیال کرنا ہے۔

دنیا کے تمام بڑے مذاہب کی کتب میں آخری زمانہ میں ایک عظیم الشان مصلح کے ظہور کا ذکر ملتا ہے۔ ہندو اپنے کرشن کا انتظار کر رہے ہیں، پارسی سوشیانت کا انتظار کر رہے ہیں، بدھ، متیا بدھا کے انتظار میں ہیں۔ جبکہ یہود، عیسائی اور مسلمان آخری زمانہ میں مسیح کا انتظار کر رہے ہیں۔

ہندووں کی کتاب بھگوت گیتا میں لکھا ہے کہ

”جب کبھی دھرم کا اناش (بگاڑ) ہونے لگتا ہے اور آدھرم (لامذہبیت) کی زیادتی ہونے لگتی ہے تب میں اوتار دھان (ظہور) کیا کرتا ہوں۔ نیکیوں کی حفاظت گناہگاروں کی سرکوبی اور دھرم کی امامت کے لئے میں اوتار لیا کرتا ہوں۔“

(بھگوت گیتا صفحہ 30 ادھیائے نمبر 4 اشلوک نمبر 7،8)

اسی طرح زرتشت ازم کی کتب میں ایک مصلح کا ذکر (سوشیانت) Saoshyant یعنی مستقبل کا محسن کا ذکر ملتا ہے جس کے متعلق لکھا ہے کہ اس مادی دنیا کو زندہ کرے گا جو ہلاک ہو چکی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ

”وہ بُرے لوگوں کا سامنا کرے جن کی فطرت شیطانی ہے اور متقی لوگوں کے خلاف جو بُرائیاں یا نقصان دہ چیزیں جنم لے رہی ہیں ان کا خاتمہ کر سکے۔ تا کہ شیطان اور بُرے لوگوں کی وجہ سے جو بُرائیاں پیدا ہو چکی ہیں ان کو ختم کر سکے۔ مستقبل میں آنے والا نبی روحانی مُردوں کو زندہ کرے گا۔ اُس موعود کے آنے کے وقت ہندوستان پورا مہذب اور آباد ہو گا۔ چھوٹے بڑے گاؤں اور شہر اس میں بکثرت آباد ہو چکے ہوں گے۔ حتّٰی کہ ان کی آبادی اتنی گنجان ہو گی کہ مرغا ایک گھر سے دوسرے گھر چھلانگ لگا کر پہنچ جائے گا۔ نرکت (درخت) اور سرکنڈے کے بَن کی طرح ہندوستان انسانوں کی آبادی سے بھر جائے گا۔“

سامعین! یہود دیوار گریہ پر رو رو کر مسیح کی آمد کے منتظر ہیں۔

اسی طرح عیسائی بھی مسیح کی آمد ثانی کے انتظار میں ہیں۔ چنانچہ نئے عہد نامہ میں لکھا ہے۔

”جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہو گا...اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا۔ اور اس وقت زمین کی سب قوتیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی۔“

(جدید عہد نامہ متی باب 24 آیت 27،29،30)

سامعین! جہاں تک اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآنِ کریم کا تعلق ہے اِس میں متعدد مقامات پر گمراہ قوموں کی اصلاحِ اور ہدایت کی خاطر انبیاء اور فرستادے بھجوانے کا ذکر ملتا ہے۔ اُن میں سے سورہ جمعہ کی وہ آیات بھی ہیں جو مَیں نے اپنی تقریر کے آغاز پر تلاوت کیں۔

سورہ جمعہ کی اِن آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ کی پہلی بعثت عرب کے اُمّیوں میں ہوئی اور دوسری بعثت وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ کے مطابق آخرین میں مقدر تھی۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت فرمایا کہ یہ آخرین کون لوگ ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت ہوگی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی مجلس میں موجود حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

لَوۡ کَانَ الۡاِیۡمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ اَوۡ رِجَالٌ مِنۡ هٰؤُلَآءِ

یعنی اگر ایمان ثریا ستارہ پر بھی چلا گیا تو ایک فارسی الاصل شخص یا اشخاص اس ایمان کو دوبارہ دُنیا میں قائم کریں گے۔ اِن آیات میں آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے فارسی الاصل شخص کی بعثت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت قرار دیا گیا ہے گویا آنے والا موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل ظلّ ہوگا۔

سامعین! اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھی مامور اور امام آیا کرتے ہیں ان کو قبول کرنا اور ایمان لانا ضروری ہوتا ہے کیونکہ تمام برکتیں ان سے وابستہ کر دی جاتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ”جو شخص (خدا کے مقرر کردہ) امام کو قبول کئے بغیر مر گیا اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔“

(مسند احمد بن حنبل جلد 4، صفحہ 96)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کی بیعت اور اطاعت کرنے کے متعلق تعلیم دیتے ہوئے فرمایا۔

”جس نے امام مہدی کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔“

(بحار الانوار جلد 13 صفحہ 17)

سامعین! ایک حدیث میں آنے والے مسیح موعود اور امام کی بیعت کا تاکیدی حکم فرمایا ہے۔

چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَبَايِعُوْهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّهُ خَلِيْفَةُ اللهِ الْمَهْدِيُّ

(سنن ابوداؤد، باب خروج المهدی)

کہ اے مسلمانو! جب تمہیں اس کا علم ہو جائے تو فوراً اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف پر سے گھٹنوں کے بل جانا پڑے کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہو گا۔

پھر فرمایا۔

”جس نے مہدی کو جھٹلایا اس نے کفر کیا۔“

(حجج الکرامہ صفحہ 351)

سامعین! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تاکیدی ارشاد بھی اپنی امت فرمایا کہ امام مہدی اور مسیح موعود کو میر اسلام پہنچانا۔ چنانچہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”تم میں سے جو کوئی عیسیٰ بن مریم کو پائے اسے میری طرف سے سلام پہنچائے۔“

(الدار المنثور جلد 2 صفحہ 245)

سامعین! ان پیش خبریوں سے یہ بات عیاں ہے کہ مسیح موعود کو ماننا اور اس کی اطاعت کرنا لازم ہے۔ مذکورہ بالا تمام پیشگوئیوں کے مطابق وہ موعود مسیح و مہدی اس دنیا میں ظاہر ہو چکا ہے اور وہ کوئی اور نہیں وہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود ہیں۔ جو ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز، ظلّ اور آپؐ کے غلام صادق ہیں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہو کر تمام مذاہب کے لوگوں کے انتظار کو ختم کر دیا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

”دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ میں آدمؑ ہوں، میں ابراہیمؑ ہوں، میں اسحاقؑ ہوں، میں یعقوبؑ ہوں، میں اسمٰعیلؑ ہوں، میں موسیٰؑ ہوں، میں

داؤدؑ ہوں، میں عیسیٰ ابن مریمؑ ہوں، میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 521)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جس کو رُدر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 521)

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں یہ سوال پیش ہوا کہ جب ہم لوگ نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں اور شریعت کے دیگر امور کی پیروی کرتے ہیں تو صرف آپ کو نہ ماننے کے سبب کیا حرج ہو سکتا ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"میں نے اس بات کا جواب کئی دفعہ دیا ہے۔ ہم قال اللہ اور قال الرسول کو مانتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی وحی کو مانتے ہیں۔ میرا آنا اللہ اور رسولؐ کے وعدے کے مطابق ہے۔ جو شخص خدا اور رسول کی ایک بات مانتا ہے اور دوسری نہیں مانتا وہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ میں خدا پر ایمان لاتا ہوں۔ یہ تو وہ بات ہے جو قرآن شریف میں تذکرہ ہے کہ وہ لوگ بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض پر ایمان نہیں لاتے۔ ورنہ در اصل ایمان نہیں۔ ایک خدا اور اس کے رسول کا موعود اپنے وقت پر آیا۔ صدی کے سر پر آیا۔ نشانات لایا۔

عین ضرورت کے وقت آیا۔ اپنے دعویٰ کے دلائل صحیح اور قوی رکھتا ہے۔ ایسے شخص کا انکار کیا ایک مومن کا کام ہے؟“

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 201-ایڈیشن 1984ء)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ......وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے، اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے، دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104)

ہم آج جو خوش نصیب ہیں جنہیں امام وقت کی بیعت اور اس کی جماعت میں شامل ہونے کا شرف اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بخشا ہے۔ ہم پر جو ذمہ داری ہے اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”آج ہم سب احمدی اس مسیح موعود کو ماننے کا دعویٰ کرنے والے ہیں، اُس شخص کا ہاتھ بٹانے کا دعویٰ کرنے والے ہیں جو ایمان کو ثریا سے زمین پر لایا۔ اُس امام سے منسوب ہونے والے ہیں جس نے دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل حالت میں دنیا کے کونے کونے میں قائم کرنے کا عہد کیا ہے اور جس کی جماعت نے اس عہد کو پورا کرنا ہے۔ ہماری کتنی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے کونے کونے میں مسیح محمدی کے ذریعے دینِ اسلام کے پیغام کو پہنچانے کی ذمہ داری خود لی ہے اور ہمیں فرمایا کہ تم بھی اس تقدیرِ الٰہی کا حصہ بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔“ اور تم اس کے حصہ دار بن کے ثواب کماؤ گے۔ ہمیں کس طرح اس الٰہی تقدیر کا حصہ بننا ہے؟ اپنے اندر وہ انقلاب پیدا کر

کے جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنا دے۔ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کر کے، اپنے اندر سے ہر قسم کی برائیوں کو دور کر کے، اپنے قول و فعل میں یکجہتی و ہم آہنگی پیدا کر کے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4؍ فروری 2011ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

۞۞۞۞

﴿4﴾ ﴿مشاہدات۔168﴾

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصدِ عالیہ
(از تحریرات حضرت مسیح موعودؑ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

هُوَالَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ وَلَوۡکَرِهَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ

(الصف:61)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیّۃً غالب کر دے خواہ مشرک برا منائیں۔

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

معزز سامعین / سامعات! آج میری تقریر کا عنوان ہے "**حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصدِ عالیہ**"، جن کو مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی ہی روشنی میں آپ کے سامنے پیش کروں گا/ گی۔

اُمّتِ محمدیہ کے بزرگوں نے امام مہدی کے ظہور کے زمانہ کا تعیُّن بھی کر دیا تھا جو کہ چودھویں صدی کا ابتدائی حصہ بنتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تمام علامات اور نشانیاں جو امام مہدی کے دعویٰ سے قبل پوری ہونی تھیں، پوری ہو گئیں اور ہر طرف بڑی شدت سے ایک مسیح اور مہدی کا انتظار ہو رہا تھا۔ عوام سے لے کر علماء تک سبھی، خواہ ان کا تعلق کسی بھی مکتبِ فکر سے ہو، بلا تفریق امتِ محمدیہ کے مرثیہ خواں نظر آتے تھے۔ خاص طور پر احادیث مبارکہ میں جو نقشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امتِ محمدیہ کا کھینچا وہ مَن وعَن پورا ہوا۔ مسلمان زوال کا شکار ہو رہے تھے، ہزاروں مسلمان عیسائی ہو چکے تھے اور اسلام مختلف فرقوں میں بٹ چکا تھا۔ مسجدیں دھرم شالہ بنا دی گئی تھیں۔ ایسے حالات میں خدا تعالیٰ نے دنیا کے سامنے

ہندوستان کی ایک گمنام بستی قادیان سے ایک جواں مرد کو کھڑا کیا جو ہر یک رنگ میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا مصداق تھا۔ یہ مبارک ہستی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی بعثت کی غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں اور یہ سب کام ہو رہا ہے لیکن جن کی آنکھوں پر پٹی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے حالانکہ اب یہ سلسلہ سورج کی طرح روشن ہو گیا ہے اور اس کی آیات و نشانات کے اس قدر لوگ گواہ ہیں کہ اگر اُن کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو اُن کی تعداد اِس قدر ہو کہ رُوئے زمین پر کسی بادشاہ کی بھی اتنی فوج نہیں ہے۔

اس قدر صورتیں اس سلسلہ کی سچائی کی موجود ہیں کہ ان سب کو بیان کرنا بھی آسان نہیں۔ چونکہ اسلام کی سخت توہین کی گئی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسی توہین کے لحاظ سے اس سلسلہ کی عظمت کو دکھایا ہے۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 9، ایڈیشن 1988ء)

پھر فرمایا:

”مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا مَیں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور مَیں اُس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 61)

معزز سامعین / سامعات!

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”بیعت سے اصل مدعا یہ ہے کہ اپنے نفس کو اپنے رہبر کی غلامی میں دے کر وہ علوم اور معارف اور برکات اس کے عوض میں لیوے جن سے ایمان قوی ہو اور معرفت بڑھے اور خدا تعالیٰ سے صاف تعلق پیدا ہو اور اسی طرح دنیوی جہنم سے رہا ہو کر آخرت کے دوزخ سے مخلصی نصیب ہو۔“

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 498)

مَیں صرف اس خدا کا جلال چاہتا ہوں جس کی طرف سے مَیں مامور ہوں

”ایک متقی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اس چودھویں صدی کے سر پر جس میں ہزاروں حملے اسلام پر ہوئے ایک ایسے مجدد کی ضرورت تھی کہ اسلام کی حقیّت ثابت کرے۔ ہاں اس مجدد کا نام اس لئے مسیح ابن مریم رکھا گیا کہ وہ کسر صلیب کے لئے آیا ہے اور خدا اس وقت چاہتا ہے کہ جیسا مسیح کو پہلے زمانہ میں یہودیوں کی صلیب سے نجات دی تھی اب عیسائیوں کی صلیب سے بھی اس کو نجات دے۔ چونکہ عیسائیوں نے انسان کو خدا بنانے کے لئے بہت کچھ افترا کیا ہے۔ اس لئے خدا کی غیرت نے چاہا کہ مسیح کے نام پر ہی ایک شخص کو مامور کر کے اس افترا کو نیست و نابود کرے۔ یہ خدا کا کام ہے اور ان لوگوں کی نظر میں عجیب۔“

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 320 تا 321)

مَیں مامور مِنَ اللہ اور اوّل المومنین ہوں

معزز بھائیو / بہنو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”جب تیرھویں صدی کا آخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا۔ تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدّد ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ لِتُنْذِرَ قَوْماً مَّا اُنْذِرَ اٰبَاءُ هُمْ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ۔ قُلْ اِنِّيْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

یعنی خدا نے تجھے قرآن سکھلایا اور اس کے صحیح معنے تیرے پر کھول دیئے۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا تُو ان لوگوں کو بد انجام سے ڈراوے کہ جو باعثِ پُشت در پُشت کی غفلت اور نہ متنبّہ کئے جانے کے غلطیوں میں پڑ گئے اور تا اُن مجرموں کی راہ کھل جائے کہ جو ہدایت پہنچنے کے بعد بھی راہ راست کو قبول کرنا نہیں چاہتے ان کو کہہ دے کہ مَیں مامور من اللہ اور اوّل المومنین ہوں۔“

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 201 تا 202 حاشیہ)

آخری زمانے کی علامات اور مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور

فرماتے ہیں:

''یہ زمانہ جس میں ہم ہیں یہ وہی زمانہ ہے جس میں دشمنوں کی طرف سے ہر ایک قسم کی بدزبانی کمال کو پہنچ گئی ہے اور بدگوئی اور عیب گیری اور افترا پردازی اِس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اب اس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور ساتھ اُس کے مسلمانوں کی اندرونی حالت بھی نہایت خطرناک ہو گئی ہے۔ صدہا بدعات اور انواع اقسام کے شرک اور الحاد اور انکار ظہور میں آ رہے ہیں۔ اس لئے قطعی یقینی طور پر اب یہ وہی زمانہ ہے جس میں پیشگوئی مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ کے مطابق عظیم الشان مصلح پیدا ہو۔ سو الحمد للہ کہ وہ مَیں ہوں۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 453)

سامعین / سامعات! آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''مَیں ہر ایک مسلمان کی خدمت میں نصیحتاً کہتا ہوں کہ اسلام کے لئے جاگو کہ اسلام سخت فتنہ میں پڑا ہے۔ اس کی مدد کرو کہ اب یہ غریب ہے اور مَیں اسی لئے آیا ہوں اور مجھے خدا تعالیٰ نے علمِ قرآن بخشا ہے اور حقائق معارف اپنی کتاب کے میرے پر کھولے ہیں اور خوارق مجھے عطا کئے ہیں سو میری طرف آؤ تا اس نعمت سے تم بھی حصہ پاؤ۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ کیا ضرور نہ تھا کہ ایسی عظیم الفتن صدی کے سر پر جس کی کھلی کھلی آفات ہیں ایک مجدّد کھلے کھلے دعویٰ کے ساتھ آتا سو عنقریب میرے کاموں کے ساتھ تم مجھے شناخت کرو گے ہر ایک جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا اس وقت کے علماء کی نا سمجھی اس کی سدِّ راہ ہوئی آخر جب وہ پہچانا گیا تو اپنے کاموں سے پہچانا گیا کہ تلخ درخت شیریں پھل نہیں لا سکتا اور خدا غیر کو وہ برکتیں نہیں دیتا جو خاصوں کو دی جاتی ہیں۔ اے لوگو! اسلام نہایت ضعیف ہو گیا ہے اور اعداءِ دین کا چاروں طرف سے محاصرہ ہے اور تین ہزار سے زیادہ مجموعہ اعتراضات کا ہو گیا ہے ایسے وقت میں ہمدردی سے اپنا ایمان دکھاؤ اور مردانِ خدا میں جگہ پاؤ۔

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 36-37)

مؤید اسلام

آپؑ فرماتے ہیں:

’’مَیں اس وقت محض للہ اس ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دینِ متینِ اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تا کہ مَیں اس پُر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں اور اُن تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں اُن نوروں اور برکات اور خوارق اور علومِ لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔‘‘

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد6 صفحہ 34)

زندہ نبیؐ کو زندہ تر کرنے کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے

’’یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کے لئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ موسیٰ نے وہ متاع پائی جس کو قرونِ اُولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی جس کو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھ کر مثیل موسیٰ، موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم، ابن مریم سے بڑھ کر۔ اور وہ مسیح موعود نہ صرف مدت کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا جیسا کہ مسیح ابن مریم موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا۔ بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا جبکہ مسلمانوں کا وہی حال تھا جیسا کہ مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں کا حال تھا سو وہ مَیں ہی ہوں خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے نادان

ہے وہ جو اس سے لڑے اور جاہل ہے وہ جو اس کے مقابل پر یہ اعتراض کرے کہ یوں نہیں بلکہ یوں چاہئے تھا۔ اور اُس نے مجھے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے جو دس ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 14)

بندے اور خدا کے رشتہ میں واقع کدورت دور کرنے کے لئے بعثت

فرماتے ہیں:

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں اور روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اَب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہو گا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہو گا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔"

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180)

معزز سامعین / سامعات!

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مَیں اخلاقی قوتوں کی تربیت کروں

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مَیں اخلاقی قوتوں کی تربیت کروں۔ چونکہ یہ سارا سلسلہ اور ساری کارروائی مسیحی رنگ اپنے اندر رکھتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے میرا نام مسیح موعود رکھا.... مَیں سچ کہتا ہوں کہ یہی وہ زمانہ ہے جس کے لئے مسلمان اپنے اعتقاد کے موافق اور عیسائی اپنے خیال پر منتظر تھے۔ یہی وہ وقت تھا جس کا وعدہ تھا۔ اب آنے والا آ گیا۔ خواہ کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔ خدا تعالیٰ اپنے بھیجے ہوئے لوگوں کی تائید

میں زبردست نشان ظاہر کیا کرتا ہے اور دلوں کو منوا دیتا ہے۔ جو کچھ مسیح موعود کے لئے مقدر تھا وہ ہو گیا۔ اب کوئی مانے نہ مانے مسیح موعود آ گیا اور وہ مَیں ہوں۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 499 ایڈیشن 1988ء)

ایمانی حالتوں کی درستی

”مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اس کو بھروسہ دُنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور یہ بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالمِ آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ حضرت مسیح نے اسی حالت میں یہود کو پایا تھا اور جیسا کہ ضعف ایمان کا خاصہ ہے یہود کی اخلاقی حالت بھی بہت خراب ہو گئی تھی اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اب میرے زمانہ میں بھی یہی حالت ہے۔ سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علّت غائی ہیں مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین سے نزدیک ہو گا۔ بعد اس کے کہ بہت دُور ہو گیا تھا۔ سو میں ان ہی باتوں کا مجدّد ہوں اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔“

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 291 تا 294 حاشیہ)

میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا

”ہاں یہ مبارک مذہب جس کا نام اسلام ہے وہی ایک مذہب ہے جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتا ہے اور وہی ایک مذہب ہے جو انسانی فطرت کے پاک تقاضاؤں کو پورا کرنے والا ہے...اسلام کا خدا کسی پر اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ اور جو لوگ پورے زور سے اس کی طرف دوڑتے ہیں اُن کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔

سو مَیں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے۔ جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں

اپنے سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا۔ اُس پیروی سے پایا اور مَیں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 59 تا 65)

علمی، عملی، اخلاقی اور ایمانی سچائی کا قیام

"اب اتمام حجّت کے لئے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اسی کے موافق جو ابھی مَیں نے ذکر کیا ہے خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے کہ تا وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریّت اور اباحت اور شرک اور دہریّت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 251)

پیارے بھائیو / بہنو!

گم گشتہ لوگوں کو خدا کی طرف لانے کا مشن

آپؑ فرماتے ہیں:

"خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا مَیں حلم اور خُلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اُس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں۔ انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اُس کو ملیں جن کی رو سے اُس کو یقین آجائے کہ خدا ہے کیونکہ ایک بڑا حصہ دنیا کا اسی راہ سے ہلاک ہو رہا ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی الہامی ہدایتوں پر ایمان نہیں ہے اور خدا کی ہستی کے ماننے کے لئے اس سے زیادہ صاف اور قریب الفہم اور کوئی راہ نہیں کہ وہ غیب کی باتیں اور پوشیدہ واقعات اور آئندہ زمانہ کی خبریں اپنے خاص لوگوں کو بتلاتا ہے اور وہ نہاں در نہاں اسرار جن کا دریافت کرنا انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اپنے مقربوں پر ظاہر کر دیتا ہے کیونکہ انسان کے لئے کوئی راہ نہیں جس کے ذریعہ سے آئندہ زمانہ کی ایسی پوشیدہ اور انسانی طاقتوں سے بالاتر

خبریں اس کو مل سکیں .... سو خدا نے میرے پر یہ احسان کیا ہے جو اس نے تمام دنیا میں سے مجھے اس بات کے لئے منتخب کیا ہے کہ تا وہ اپنے نشانوں سے گمراہ لوگوں کو راہ پر لاوے لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے آسمان سے دیکھا ہے کہ عیسائی مذہب کے حامی اور پیرو یعنی پادری سچائی سے بہت دُور جا پڑے ہیں اور وہ ایک ایسی قوم ہے کہ نہ صرف آپ صراطِ مستقیم کو کھو بیٹھے ہیں بلکہ ہزارہا کوس تک خشکی تری کا سفر کر کے یہ چاہتے ہیں کہ اوروں کو بھی اپنے جیسا کر لیں وہ نہیں جانتے کہ حقیقی خدا کون ہے بلکہ اُن کا خدا انہی کی ایک ایجاد ہے اس لئے خدا کے اس رحم نے جو انسانوں کے لئے وہ رکھتا ہے تقاضا کیا کہ اپنے بندوں کو ان کے دام تزویر سے چھڑائے اس لئے اس نے اپنے اس مسیح کو بھیجا تا وہ دلائل کے حربہ سے اُس صلیب کو توڑے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بدن کو توڑا تھا اور زخمی کیا تھا۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 143 تا 144)

سچا مذہب بجز اسلام کے اور کوئی نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مَیں نے قرآن شریف میں ایک زبردست طاقت پائی ہے مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ایک عجیب خاصیت دیکھی ہے جو کسی مذہب میں وہ خاصیت اور طاقت نہیں اور وہ یہ کہ سچا پیرو اس کا مقامات ولایت تک پہنچ جاتا ہے۔ خدا اُس کو نہ صرف اپنے قول سے مشرف کرتا ہے بلکہ اپنے فعل سے اس کو دکھلاتا ہے کہ مَیں وہی خدا ہوں جس نے زمین و آسمان پیدا کیا تب اس کا ایمان بلندی میں دُور دُور کے ستاروں سے بھی آگے گزر جاتا ہے۔ چنانچہ مَیں اس امر میں صاحبِ مشاہدہ ہوں خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور ایک لاکھ سے بھی زیادہ میرے ہاتھ پر اُس نے نشان دکھلائے ہیں۔ سو اگرچہ مَیں دنیا کے تمام نبیوں کا ادب کرتا ہوں اور ان کی کتابوں کا بھی ادب کرتا ہوں مگر زندہ دین صرف اسلام کو ہی مانتا ہوں کیونکہ اس کے ذریعہ سے میرے پر خدا ظاہر ہوا۔ جس شخص کو میرے اس بیان پر شک ہو اس کو چاہیئے کہ ان باتوں کی تحقیق کے لئے کم سے کم دو ماہ کے لئے میرے پاس آجائے مَیں اس کے تمام اخراجات کا جو اس کے لئے کافی ہو سکتے ہیں اس مدت تک متکفّل رہوں گا۔ میرے نزدیک مذہب وہی ہے

جو زندہ مذہب ہو۔اور زندہ اور تازہ قدرتوں کے نظارہ سے خدا کو دکھلاوے ورنہ صرف دعویٰ صحت مذہب ہیچ اور بلا دلیل ہے۔"

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 428)

مجھے تبلیغ اور حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا

"جب خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ...اس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے۔تب مَیں نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنے والا تھا وہ مَیں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اٹھ گیا ہے اُس کو دوبارہ قائم کروں۔ اور خدا سے قوت پا کر اُسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو اصلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں۔ اور اُن کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دُور کروں اور پھر جب اس پر چند سال گزرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس اُمت کے لئے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزّل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ وہ مَیں ہی ہوں۔ اور مکالماتِ الٰہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک و شبہ کی جگہ نہ رہی۔.... غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ سے مَیں نے اپنے خدا کو پایا اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی بلکہ ہر ایک حصہ اس کا جب خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا تو اس کے مطابق ثابت ہوا اور اس کی تصدیق کے لئے بارش کی طرح نشانِ آسمانی برسے۔"

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 3 تا 4)

صحابہ سے ملاجب مجھ کو پایا

"سوچ کر دیکھو کہ تیرہ سو برس میں ایسا زمانہ منہاجِ نبوت کا اور کس نے پایا۔ اِس زمانہ میں جس میں ہماری جماعت پیدا کی گئی ہے کئی وجوہ سے اس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے۔ وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے دیکھا۔ وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نور اور یقین پاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے پایا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دل آزاری اور بدزبانی اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہ نے اٹھایا۔ وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں اور آسمانی مددوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے حاصل کی۔ بہتیرے اُن میں سے ہیں کہ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم روتے تھے۔ بہتیرے ان میں ایسے ہیں جن کو سچی خوابیں آتی اورالہام الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہوتے تھے۔ بہتیرے ان میں ایسے ہیں کہ اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خدا تعالیٰ کی مرضات کے لئے ہمارے سلسلہ میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خرچ کرتے تھے۔ اُن میں ایسے لوگ کئی پاؤ گے جو موت کو یاد رکھتے اور دلوں کے نرم اور سچی تقویٰ پر قدم مار رہے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت تھی۔ وہ خدا کا گروہ ہے جن کو خدا آپ سنبھال رہا ہے اور دن بدن ان کے دلوں کو پاک کر رہا ہے اور ان کے سینوں کو ایمانی حکمتوں سے بھر رہا ہے اور آسمانی نشانوں سے ان کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے جیسا کہ صحابہ کو کھینچتا تھا۔ غرض اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی ہیں۔ جو اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے لفظ سے مفہوم ہو رہی ہیں اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ ایک دن پورا ہوتا۔!!!"

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 306 تا 307)

معزز سامعین / سامعات!

ہماری جماعت کا خدا سے سچا تعلق ہونا چاہئے

"ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہونا چاہئے اور ان کو شکر کرنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو یونہی نہیں چھوڑا بلکہ ان کی ایمانی قوتوں کو یقین کے درجے تک بڑھانے کے واسطے اپنی قدرت کے صدہا نشان

دکھائے کیا کوئی تم میں سے ایسا بھی ہے جو یہ کہہ سکے کہ میں نے کوئی نشان نہیں دیکھا۔ مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ایک بھی ایسا نہیں جس کو ہماری صحبت میں رہنے کا موقع ملا ہو اور اس نے خدا تعالیٰ کا تازہ بتازہ نشان اپنی آنکھ سے نہ دیکھا ہو۔ ہماری جماعت کے لئے اسی بات کی ضرورت ہے کہ ان کا ایمان بڑھے۔ خدا تعالیٰ پر سچا یقین اور معرفت پیدا ہو۔ نیک اعمال میں سستی اور کسل نہ ہو۔ کیونکہ اگر سستی ہو تو پھر وضو کرنا بھی ایک مصیبت معلوم ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ وہ تہجد پڑھے اگر اعمال صالحہ کی قوت پیدا نہ ہو اور مسابقت علی الخیرات کیلئے جوش نہ ہو۔ تو پھر ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 710 تا 711 ایڈیشن 1988ء)

یہ زمانہ تکمیل اشاعتِ ہدایت کا ہے

”در حقیقت اظہارِ دین اُسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ کُل مذاہب میدان میں نکل آویں اور اشاعتِ مذہب کے ہر قسم کے مفید ذریعے پیدا ہو جائیں اور وہ زمانہ خدا کے فضل سے آ گیا ہے۔ غرض جس قدر آئے دن نئی ایجادیں ہوتی جاتی ہیں اسی قدر عظمت کے ساتھ مسیح موعود کے زمانہ کی تصدیق ہوتی جاتی ہے اور اظہارِ دین کی صورتیں نکلتی آتی ہیں۔ اس لئے یہ وقت وہی وقت ہے جس کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کہہ کر فرمائی تھی۔ یہ وہی زمانہ ہے جو اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (المائدہ:4) کی شان کو بلند کرنے والا اور تکمیل اشاعتِ ہدایت کی صورت میں دوبارہ اتمامِ نعمت کا زمانہ ہے۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 134 تا 135 ایڈیشن 1988ء)

سامعین / سامعات! حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نے سوال کیا کہ خلیفہ کے آنے کا مدّعا کیا ہوتا ہے؟ مقصد کیا ہوتا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو جواب دیا وہ ہمارے سامنے ہر وقت رہنا چاہئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ”اصلاح“۔ یہ مقصد ہے۔ اور پھر وضاحت بھی فرمائی کہ ”دیکھو! حضرت آدم سے اِس نسل انسانی کا سلسلہ شروع ہوا اور ایک مدت دراز کے بعد جب انسان کی عملی حالتیں

کمزور ہو گئیں اور انسان زندگی کے اصل مدّعا اور خدا کی کتاب کی اصل غایت بھول کر ہدایت کی راہ سے دور جا پڑے تو پھر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ایک مامور اور مُرسَل کے ذریعہ سے دنیا کو ہدایت کی۔ اور ضلالت کے گڑھے سے نکالا۔" آپؑ فرماتے ہیں کہ "شان کبریائی نے جلوہ دکھایا اور ایک شمع کی طرح نور معرفت دنیا میں دوبارہ قائم کیا گیا۔ ایمان کو نورانی اور روشنی والا ایمان بنا دیا۔" فرماتے ہیں کہ "غرض اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہی سنّت چلی آتی ہے۔" حضرت آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک یہی ہم نے دیکھا۔ پھر فرمایا کہ "غرض اللہ تعالیٰ کی یہی سنّت چلی آتی ہے کہ ایک زمانہ گزرنے پر جب پہلے نبی کی تعلیم کو لوگ بھول کر راہ راست اور متاع ایمان اور نور معرفت کو کھو بیٹھتے ہیں اور دنیا میں ظلمت اور گمراہی، فسق وفجور کا چاروں طرف سے خطرناک اندھیرا چھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی صفات جوش مارتی ہیں اور ایک بڑے عظیم الشان انسان کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا نام اور توحید اور اخلاق فاضلہ پھر نئے سرے سے دنیا میں اس کی معرفت قائم کر کے خدا تعالیٰ کی ہستی کے بیّن ثبوت ہزاروں نشانوں سے دیئے جاتے ہیں اور ایسا ہوتا ہے کہ کھویا ہوا عرفان اور گمشدہ تقویٰ طہارت دنیا میں قائم کی جاتی ہے۔" (پس مسلمانوں میں بھی اور غیر مسلموں میں بھی ایمان کھویا ہوا ہے۔ تقویٰ کھویا ہوا ہے۔ اس لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق خاتم الخلفاء کو بھیجا اور آپؑ نے اسے قائم کیا۔ آپؑ فرماتے ہیں" اور ایک عظیم الشان انقلاب واقع ہوتا ہے۔ غرض اسی سنت قدیمہ کے مطابق" (یہ غور سے سننے والی بات ہے) آپ نے فرمایا" اسی سنت قدیمہ کے مطابق ہمارا یہ سلسلہ قائم ہوا ہے۔"

(ماخوذ از ملفوظات جلد 10 صفحہ 275-274 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 مئی 2018ء)

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے
جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا

(بتعاون: در ثمین احمد۔ جرمنی)

﴿5﴾ ﴿مشاہدات۔ 171﴾

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے مقاصد

(خلفائے عظام کے ارشادات کی روشنی میں)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

هُوَالَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ (التوبہ:33)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے

اِسۡمَعُوۡا صَوۡتَ السَّمَاءِ جَاءَ الۡمَسِیۡح جَاءَ الۡمَسِیۡح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار
آسماں بارد نشان اَلۡوَقت می گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

معزز سامعین/سامعات! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے **حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے مقاصد** جن کو میں آپ کے سامنے خلفائے کرام کے ارشادات کی روشنی میں پیش کروں گا/گی۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے اہم مقاصد، توحیدِ حقیقی کو قائم کر کے مخلوق کا تعلق اپنے خالق سے قائم کرنا، دینِ اسلام کو از سرِ نو زندہ کرنا اور شریعتِ محمدیہ میں جو غلط باتیں رواج پا گئی تھیں ان کی اصلاح کر کے دوبارہ قائم کرنا تھا۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام خدائی وعدوں کے مطابق اپنی آمد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"جب تیرھویں صدی کا آخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا۔ تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدّد ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ

یعنی خدا نے تجھے قرآن سکھلایا اور اس کے صحیح معنے تیرے پر کھول دیئے۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا تُو ان لوگوں کو بد انجام سے ڈراوے کہ جو بباعثِ پُشت در پُشت کی غفلت اور نہ متنبّہ کئے جانے کے غلطیوں میں پڑ گئے اور تا اُن مجرموں کی راہ کھل جائے کہ جو ہدایت پہنچنے کے بعد بھی راہ راست کو قبول کرنا نہیں چاہتے ان کو کہہ دے کہ مَیں مامور من اللہ اور اوّل المومنین ہوں۔"

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 201-202 حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بعثت کی غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"مجھے بھیجا گیا ہے تاکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں اور یہ سب کام ہو رہا ہے لیکن جن کی آنکھوں پر پٹی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے حالانکہ اب یہ سلسلہ سورج کی طرح روشن ہو گیا ہے اور اس کی آیات و نشانات کے اس قدر لوگ گواہ ہیں کہ اگر اُن کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو اُن کی تعداد اِس قدر ہو کہ رُوئے زمین پر کسی بادشاہ کی بھی اتنی فوج نہیں ہے۔ اس قدر صورتیں اس سلسلہ کی سچائی کی موجود ہیں کہ ان سب کو بیان کرنا بھی آسان نہیں۔ چونکہ اسلام کی سخت توہین کی گئی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسی توہین کے لحاظ سے اس سلسلہ کی عظمت کو دکھایا ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 9 ایڈیشن 1988ء)

دیکھ سکتا ہی نہیں مَیں ضعفِ دینِ مصطفیٰؐ
مجھ کو کر اَے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
اِس دیں کی شان وشوکت یاربّ مجھے دِکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دُعا یہی ہے

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی، مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا ہے اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بندہ مطیع بن جاتا ہے۔"

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34 ایڈیشن 1984ء)

معزز سامعین وسامعات! اب میں آپ کی خدمت میں حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے مقاصد کے بارے میں خلفاء کرامؓ کے اقوال پیش کروں گا/گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

"ہزاروں ہزار مامور من اللہ دنیا کی ہدایت کو آئے اور ان سب کے بعد ہمارے سید و مولیٰ سید ولد آدم فخر الاولین والآخرین افضل الرسل وخاتم النبیین حضرت محمد رسول رب العالمین صلی اللہ وعلیہ وسلم تشریف لائے اور پھر کیسی رہنمائی فرمائی کہ ان کے ہی نمونہ پر ہمیشہ خلفاء امت کو بھیجتا رہا۔ حتیٰ کے ہمارے مبارک زمانہ میں بھی ایک امام اس ہدائیت کے بتلانے کیلئے مبعوث فرمایا اور اس کو اور اس کے اقوال کو تائیدات عقلیہ ونقلیہ وآیات ارضیہ وسماویہ سے مؤید فرما کر روز بہ روز ترقی عطا کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ کس طرح الٰہی ہاتھ ایک انسان کی حفاظت کرتا ہے اور کس طرح آئے دن اس کے اعداء نیچا دیکھتے ہیں...ہاں تو خدا کی ایک ممتاز جماعت ہمیشہ اپنے اقوال سے اس راہ کو بتلاتی اور اپنے اعمال سے نمونہ دکھلاتی ہے جس سے ابدی آرام عطا ہو۔"

(خطبات نور صفحہ 30، خطبہ فرمودہ 20، اکتوبر 1899ء ایڈیشن 2003ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنے کی غرض یہ ہے کہ وہ نور اور ہدائیت جو لوگوں کو خداوند کریم کی طرف سے دیا گیا تھا اور جس سے وہ ناواقف ہونے کی وجہ سے دشمنوں کا شکار ہو جاتے تھے دوبارہ دیا جائے۔ اسلام کو جو ضعف پہنچا ہے وہ نہ صرف اس لئے کہ مسلمانوں میں علم کی کمی ہے بلکہ اس لئے بھی کہ ان میں روحانیت کی بھی جو اسلام کی جان ہے کمی ہو گئی ہے... اللہ تعالیٰ نے جس قدر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر افضال اور انعام اور معارف اور حقائق کھولے ہیں اور جو صداقتیں اسلام میں پائی جاتی ہیں وہ آپ کی کتب میں موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس وقت اسلام کی حفاظت کا یہی انتظام فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا۔ آپ پر اپنے انعامات کے دروازے کھول دیے۔ پس بغیر ان کتب کو بار بار پڑھے اور قادیان میں کثرت سے آنے کے ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔“

(خطبات محمود جلد 5،6 خطبہ فرمودہ 15، جون 1917ء صفحہ 486-487)

پھر آپؓ فرماتے ہیں:

”دین میں ہر ایک شخص جو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام پا کر کھڑا ہوتا ہے اس کا کوئی نہ کوئی خاص مقصد اور کوئی نہ کوئی خاص مشن ہوتا ہے۔ دنیا میں اکثر سچائیاں ابتدائے آفرینش سے ہی بنی نوع انسان پر ظاہر کر دی گئی تھیں۔ لیکن باوجود اس کے کہ صداقتیں ابتداء سے ہی ظاہر کی گئی تھیں انسانی طبعیت چونکہ ایسی واقعہ ہوئی ہے کہ بغیر خاص طور پر کسی امر کے متعلق زور دینے کے اس کی طرف توجہ نہیں کرتی۔ اس لیے خدا تعالیٰ زمانہ کے حالات اور ضروریات کو مد نظر رکھ کر ہر نبی اور مومور کے ذریعہ خاص خاص باتوں پر زور دیا ہے... جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمیں دو باتیں نظر آتی ہیں جس پر حضرت مسیح موعودؑ نے خاص طور پر زور دیا ہے اور جن پر اس رنگ میں روشنی ڈالی ہے جس رنگ میں آپ سے پہلے نہیں ڈالی گئی۔ ان میں ایک تو امید کا پیغام ہے۔ مختلف زمانوں میں مختلف حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے انبیاء نے خیالات کی رو پیدا کرنے کی کوشش کی مگر یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ ولسلام کے لیے ہی مقدر تھی کہ آپ نے دنیا میں امید کی رو پیدا کرنی چاہی.... امید سے مراد ان باریک در باریک قوتوں ان نہاں در نہاں طاقتوں اور ان مخفی در مخفی مقدرتوں پر اطلاع پانا ہے جو انسان کے اندر اس لیے پیدا کی گئیں کہ وہ اس مقصد حیات کو پالے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جائے...... پھر دوسری تعلیم جسے حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا کے سامنے نئے رنگ میں پیش کیا اور جسے آپ نے اپنی ہر تحریر اور بات کا مغز بنالیا وہ اصلاح ہے .... حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امر کو پیش کیا ہے کہ

ہمارے تمام اعمال میں اصلاح مد نظر ہونی چاہیے۔.....یہ دو پیغام حضرت مسیح موعودؑ نے ایسے دیے ہیں کہ اگر دنیا ان پیغاموں کی طرف توجہ کرے تو آج تمام تکالیف دور ہو سکتی ہیں۔ دنیا کی ظلمت کافور ہو سکتی ہے۔ نور کی شعائیں دنیا کے نہایت تاریک گوشوں تک پہنچ سکتی ہیں۔‘‘

(خطبات محمود، جلد 10 خطبہ جمعہ 29 جنوری 1926ء صفحہ 45-47)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

’’ہمارے قادر و توانا خدا نے یہ جماعت ایک خاص مقصد کیلئے قائم فرمائی ہے اور سیدنا حضرت المہدی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے وہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پہ ایمان مضبوط ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا عرفان حاصل ہو یہ عرفان الٰہی ہی ہے جس سے انسان کا ایمان بڑھتا ہے اور یقین مستحکم ہوتا ہے وہ جان لیتا ہے کہ اس کی فلاح دارین اللہ تعالیٰ کی ذات سے وابستہ ہے اس کی تمام امیدیں اسکی رضا پر مرکوز ہو جاتی ہیں۔ ایسا صاحب عرفان و یقین انسان خود اعتمادی اور وثوق کے ساتھ اپنے مقصد کی جانب بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے روشن نشانات اس کے سامنے موجود ہوتے ہیں اور اس کا ارادہ مجبوط اور عزم راسخ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور الٰہی انعامات کا ذاتی تجربہ حاصل کرتا ہے جس سے اس کا اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین اور قوی ہو جاتا ہے... حضرت المہدی علیہ السلام ہمیں نور دینے آئے تھے۔ تاکہ ہم سچے ایمان کا نور اپنی ذات میں مشاہدہ کر سکیں۔‘‘

(خطبات ناصر جلد سوم صفحہ 106-107 خطبہ 8 مئی 1970ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

’’میں ایک اور کشتی کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانی چاہتا ہوں۔ یہ کشتی بھی خدا کی آنکھوں کے سامنے بنائی گئی اور خدا تعالیٰ کی ہدایات کے تابع تشکیل دی گئی۔ وہ کشتی آپ ہیں یعنی جماعت احمدیہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا تھا کہ تو ایک کشتی تیار کر۔ وہ کشتی کیا ہے؟ وہی جماعت احمدیہ جس میں شامل ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ یہ ضمانت دیتا ہے کہ تمام دنیا کی ہلاکتوں سے تم محفوظ کئے جائو گے ... وہ کشتی جو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو نہیں بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کو عطا

ہوئی جو پہلے ایک تعلیم کی شکل میں ظاہر ہوئی اور پھر اس تعلیم نے جماعت کا روپ دھار لیا اور ایک جماعت کی شکل میں وہ آج دنیا میں موجود ہے اور دنیا کے ہر ملک میں اس کشتی کے نمونے بن رہے ہیں۔"

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 272 خطبہ جمعہ 13؍ مئی 1983ء)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"انبیاء دنیا میں بندے کو خدا کے قریب کرنے کے لئے بندے کو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیم پر چلانے کے لئے آتے ہیں اور ان سب انبیاء میں کامل اور مکمل تعلیم لے کر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر اتری ہوئی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کا حق ادا کر دیا اور پھر چودہ سو سال بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے پھر اس عظیم کام کی تجدید کی اور دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف بلایا۔ دنیا کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ کس طرح تلاش کرنی ہے، کس طرح اس تک پہنچا جا سکتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی تلاش ہے اس تک پہنچنے کی خواہش ہے تو اب صرف اور صرف مذہب اسلام ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔ پھر آپ نے غیر مذہبوں کو بھی یہی دعوت دی اپنی ایک نظم کے ایک مصرعے میں آپؑ فرماتے ہیں: "آئو لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے۔"

(خطبہ فرمودہ 9؍ مارچ 2012ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 30؍ مارچ تا 5؍ اپریل 2012ء)

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ جمعہ 23؍ مارچ 2012ء میں فرماتے ہیں۔

"پس ہر سال جب 23؍ مارچ کا دن آتا ہے تو ہم احمدیوں کو صرف اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ آج ہم نے یوم مسیح موعود منانا ہے، یا الحمد للہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ جماعت کے آغاز کی تاریخ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے ہم نے آگاہی حاصل کر لی ہے، اتنا کافی نہیں ہے، یا جلسے منعقد کر لئے ہیں، یہی سب کچھ نہیں ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم نے اس بیعت کا حق ادا کیا ہے ؟ آج ہمارے جائزہ اور محاسبہ کا دن بھی ہے۔ بیعت کے تقاضوں کے جائزے لینے کا دن بھی ہے۔ شرائط بیعت پر غور کرنے کا دن بھی ہے۔ اپنے عہد کی تجدید کا دن بھی ہے۔ شرائطِ بیعت پر عمل کرنے کی کوشش کے لئے ایک عزم پیدا کرنے کا دن بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے پورا ہونے پر جہاں اللہ تعالیٰ کی بے شمار تسبیح و تحمید کا دن ہے وہاں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں لاکھوں درود و سلام بھیجنے کا دن ہے۔"

(خطباتِ مسرور جلد 10 صفحہ 174-175 مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ)

پھر فرمایا۔

"آپ علیہ السلام نے تو نئی زمین اور نیاء آسمان بنایا اور کئی انسانوں کی کایاپلٹ کر بتایا کہ یوں نئی زمین اور نئے آسمان بنتے ہیں۔ آپؑ نے تو نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کر کے دکھایا اور بہت سارے نمونے ہم نے دیکھے، ہم نشانات دیکھتے بھی ہیں اور سنتے بھی ہیں، اور پڑھتے بھی ہیں۔ اپنے بزرگوں کی حالتوں کو دیکھ کر، ان سے سن کر مزید ایمانوں میں تازگی بھی پیدا ہوتی ہے...اب یہ دیکھنا ہے کہ آپ کی جماعت کا حصہ بن کر آپ علیہ السلام کی بیعت میں آکر ہم کیا کوششیں کر رہے ہیں کہ ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان پیدا کریں۔ کیا صحابہ نے جو اسلام کی حقیقی تعلیم اپنائی اور اس کا اظہار کر کے نئی زمین اور نیا آسمان بنایا وہ معیار ہم حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ہمارے نفسوں میں اتنا تغیر اور تبدیلی پیدا ہو گئے ہیں کہ لوگ کہہ اٹھیں کہ یہ تو بالکل بدل گئے ہیں۔ انہوں نے نیا آسمان اور نئی زمین بناڈالی ہے۔ پس ہم نے اگر اس بات کی دلیل دینی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس طرح نئی زمینیں اور نیا آسمان بنایا تو اس کا سب سے بڑا ثبوت ہماری ذات ہونی چاہئے۔ توحید کا قیام ہماری اوّلین ترجیح ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے میں ہماری کوشش ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کی ہمیں بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ حقوق العباد کی ادئیگی کی طرف ہماری توجہ رہنی چاہئے۔ ہم صرف اعتقادی لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والے نہ ہوں بلکہ عملی تبدیلیاں بھی ہمارے اندر نظر آئیں اور جیسا کہ میں نے کہا لوگ کہیں کہ یہ تو کوئی بالکل اور انسان ہو گیا۔"

(الفضل انٹرنیشنل 26 جون 2015ء صفحہ 7)

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

معزز بھائیو / بہنو! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور'' دوسری بات کہ ''سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور''۔ پھر یہ کہ ''دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں۔ چوتھی بات یہ ''اور روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں اور''۔ پھر یہ کہ ''خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ، نہ محض قال سے ان کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک شرک کی آمیزش سے خالی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوّت سے نہیں ہو گا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہو گا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔''

پس اس اقتباس میں سات بنیادی اور اہم باتیں بیان کی گئی ہیں جو اس زمانے کی ضرورت ہے جس کا خلاصۃً اس اقتباس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے۔ اور جب آپ نے یہ فرمایا کہ اس کام کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہی ہے کہ آپ کے ماننے والے ان باتوں کو اپنے اندر پیدا کر کے اسلام کی خوبصورتی اور زندہ مذہب ہونے کو دنیا کو دکھائیں۔ پس ہمارا پہلا فرض اور سب سے بڑا فرض جو ہمارا بنتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھیں اور اسے مضبوط کریں۔ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کے دین سے تعلق اور محبت اور اخلاص میں بڑھیں۔ دنیا کو بتائیں کہ مسیح موعود کی آمد کے ساتھ مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ یہ ایک مقصد ہے۔ اور اب دنیا کو امّت واحدہ بنانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ غلامِ صادق ہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کے لباس میں بھیجا۔ آپ کے مشن کے مطابق اسلام کی خوبصورت تعلیم اور اس کی سچائی ہم نے دنیا پر واضح کرنی ہے اور اس کے لئے ہمیں اپنے عملوں کو بھی نمونہ بنانا ہو گا۔ روحانیت میں بڑھنے کے نمونے بھی ہمیں قائم کرنے ہوں گے۔ اپنی نفسانی خواہشات کو دور کرنا ہو گا۔ دنیا کو دکھانا ہو گا کہ وہ خدا آج بھی اُسی طرح دعاؤں کو سنتا ہے اور اپنے خالص بندوں کو، اپنے فرستادوں کو جواب بھی دیتا ہے جس طرح پہلے دیتا تھا۔ اپنے خالص بندوں

کے دلوں کی تسلی کے سامان بھی کرتا ہے۔ دنیا کو ہم نے بتانا ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد و یگانہ ہے۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے، ختم ہونے والی ہے۔ صرف اُسی کی ذات ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ پس ہماری بقا اس واحد و یگانہ اور ہمیشہ رہنے والے خدا سے جڑنے میں ہی ہے۔

جب 23؍مارچ کو ہم یوم مسیح موعود مناتے ہیں تو ہمیں ان باتوں کے جائزے بھی لینے چاہئیں کہ یہ باتیں حضرت مسیح موعود دنیا میں پیدا کرنے آئے تھے اور ہم جو آپ کے ماننے والے ہیں کیا ہم میں یہ باتیں پیدا ہو گئی ہیں یا کیا ہم اس انقلاب کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 25مارچ2016ء)

قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

معزز سامعین و سامعات! مَیں اپنی تقریر کا اختتام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ارشاد پر کرتی/کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

”یاد رکھو کہ میرے آنے کی دو غرضیں ہیں۔ ایک یہ کہ جو غلبہ اِس وقت اسلام پر دوسرے مذاہب کا ہوا ہے گویا وہ اسلام کو کھاتے جاتے ہیں اور اسلام نہایت کمزور اور یتیم بچے کی طرح ہو گیا ہے۔ پس اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا مَیں ادیانِ باطلہ کے حملوں سے اسلام کو بچاؤں اور اسلام کے پُر زور دلائل اور صداقتوں کے ثبوت پیش کروں اور وہ ثبوت علاوہ علمی دلائل کے انوار اور برکاتِ سماوی ہیں جو ہمیشہ سے اسلام کی تائید میں ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اس وقت اگر تم پادریوں کی رپورٹیں پڑھو تو معلوم ہو جائے گا کہ وہ اسلام کی مخالفت کیلئے کیا سامان کر رہے ہیں اور ان کا ایک ایک پرچہ کتنی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں ضروری تھا کہ اسلام کا بول بالا کیا جاتا۔ پس اِس غرض کیلئے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اسلام کا غلبہ ہو کر رہے گا اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ ہاں یہ سچی بات ہے کہ اس غلبہ کیلئے کسی تلوار اور بندوق کی حاجت نہیں اور نہ خدا نے ہتھیاروں کے ساتھ بھیجا ہے۔ جو شخص اِس وقت یہ خیال کرے وہ اسلام کا نادان دوست ہو گا۔ مذہب کی غرض دلوں کو فتح کرنا ہوتی ہے اور یہ غرض تلوار سے حاصل نہیں ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تلوار اُٹھائی مَیں بہت مرتبہ ظاہر کر چکا

ہوں کہ وہ تلوار محض حفاظت خود اختیاری اور دفاع کے طور پر تھی اور وہ بھی اس وقت جبکہ مخالفین اور منکرین کے مظالم حد سے گزر گئے اور بیکس مسلمانوں کے خون سے زمین سُرخ ہو چکی۔

غرض میرے آنے کی غرض تو یہ ہے کہ اسلام کا غلبہ دوسرے ادیان پر ہو۔

دوسرا کام یہ ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اور یہ کرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں یہ صرف زبانوں پر حساب ہے۔ اس کیلئے ضرورت ہے کہ وہ کیفیت انسان کے اندر پیدا ہو جاوے جو اسلام کا مغز اور اصل ہے۔ مَیں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سا رنگ پیدا نہ ہو وہ دنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں۔ اب جو کچھ ہے وہ دنیا ہی کیلئے ہے اور اس قدر استغراق دنیا میں ہو رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کیلئے کوئی خانہ خالی نہیں رہنے دیا۔ تجارت ہے تو دنیا کیلئے۔ عمارت ہے تو دنیا کیلئے۔ بلکہ نماز روزہ اگر ہے تو وہ بھی دنیا کیلئے۔ دنیاداروں کے قرب کیلئے تو سب کچھ کیا جاتا ہے مگر دین کا پاس ذرہ بھی نہیں۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کیا اسلام کے اعتراف اور قبولیت کا اتنا ہی منشاء تھا جو سمجھ لیا گیا ہے یا وہ بلند غرض ہے مَیں تو یہ جانتا ہوں کہ مومن پاک کیا جاتا ہے اور اس میں فرشتوں کا رنگ ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کا قرب بڑھتا جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا کلام سنتا اور اُس سے تسلّی پاتا ہے۔

اب تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے دل میں سوچ لے کہ کیا یہ مقام اُسے حاصل ہے؟ مَیں سچ کہتا ہوں کہ تم صرف پوست اور چھلکے پر قانع ہو گئے ہو حالانکہ یہ کچھ چیز نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ مغز چاہتا ہے۔ پس جیسے میرا یہ کام ہے کہ اُن حملوں کو روکا جاوے جو بیرونی طور پر اسلام پر ہوتے ہیں ویسے ہی مسلمانوں میں اسلام کی حقیقت اور رُوح پیدا کی جاوے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں میں جو خدا تعالیٰ کی بجائے دنیا کے بُت کو عظمت دی گئی ہے اُس کی اَمانِی اور امیدوں کو رکھا گیا ہے۔ مقدمات صلح جو کچھ ہے وہ دنیا کیلئے ہے۔ اس بُت کو پاش پاش کیا جاوے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت اُن کے دلوں میں قائم ہو اور ایمان کا شجر تازہ بتازہ پھل دے۔

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد20 صفحہ نمبر 293-295)

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

(بتعاون: در ثمین احمد۔ جرمنی)

۞۞۞۞

﴿6﴾ ﴿مشاہدات۔339﴾

حضرت مسیح موعودؑ کے ننانوے اسمائے حسنیٰ

(از حضرت میر محمد اسمٰعیلؓ)

وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ ؕ وَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ (الجمعہ:4)

اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

سرزمین ہند میں ایسی ہے شہرت مجھ کو دی
جیسے ہووے برق کا اک دم میں ہر جا انتشار
میں بھی ہوں تیرے نشانوں سے جہاں میں اک نشاں
جس کو تو نے کردیا ہے قوم و دیں کا افتخار
میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار
اِک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار

خدا تعالیٰ کے 99 نام احادیث میں آئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی 99 نام کتابوں میں موجود ہیں۔ اب دیکھنا چاہیے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کتنے الہامی نام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیئے۔ مَیں نے وہ سب جمع کئے تو 99 ہی بن گئے۔ ان ناموں میں بھی ایک علم ہے۔ جو مَیں پڑھ دیتا ہوں۔

1۔ احمد

2۔ محمد

3۔ مہدی

4۔ یٰسٓ

5۔ رسول اللہ

6۔ مرسل

7۔ نبی اللہ

8۔ نذیر

9۔ مجدد ِوقت

10۔ محدثُ اللہ

11۔ گورنر جنرل

12۔ حکم

13۔ عدل

14۔ امام

15۔ امام مبارک

16۔ غلام احمد

17۔ مرزا غلام احمد قادیانی

18۔ ’’مرزا‘‘

19۔ عیسیٰ

20۔ مسیح

21۔ مسیح موعود

22۔ مسیحُ اللہ

23۔ مسیحُ الزمان

24۔ الشیخُ المسیح

25۔ مسیح ابنِ مریم

26۔ مسیح محمدی

27۔ روحُ اللہ

28۔ مریم

29۔ ابنِ مریم

30۔ آدم

31۔ نوح

32۔ ابراہیم

33۔ اسمٰعیل

34۔ یعقوب

35۔ یوسف

36۔ موسیٰ

37۔ ہارون

38۔ داوٗد

39۔ سلیمان

40۔ یحییٰ

41۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء

42۔ عبداللہ

43۔ عبدالقادر

44۔ سلطان عبدالقادر

45۔ عبدالحکیم

46۔ عبدالرحمٰن

47۔عبد الرافع

48۔محمد مفلح

49۔ذوالقرنین

50۔سلمان

51۔علی

52۔منصور

53۔حجۃُ اللہ القادر

54۔سلطان احمد مختار

55۔حبُّ اللہ

56۔خلیلُ اللہ

57۔اسدُ اللہ

58۔شفیعُ اللہ

59۔آریوں کا بادشاہ

60۔کرشن

61۔رودر گوپال

62۔امینُ الملک جے سنگھ بہادر

63۔برہمن اوتار

64۔آواہن

65۔مبارک

66۔سلطانُ القلم

67۔مسرور

68۔النجمُ الثاقب

69۔رحی الاسلام

70۔حمی الاسلام

71۔غالب

72۔ مبشر

73۔ خیر الانام

74۔اسعد

75۔ شیر خدا

76۔شاہد

77۔خلیفۃُ اللہ السلطان

78۔نور

79۔امین

80۔رجلٌ من فارس

81۔ سراج منیر

82۔ متوکل

83۔اشجع الناس

84۔ولی

85۔ قمر

86۔ شمس

87۔اوّلُ المومنین

88۔ سلامتی کا شہزادہ

89۔ مقبول

90۔ مردِ سلامت

91۔الحق

92۔ذوالبرکات

93۔البدر

94۔حجرِ اسود

95۔مدینۃ العلم

96۔طیب

97۔مقبولُ الرحمٰن

98۔کلمۃُ الازل

99۔غازی

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 14دسمبر 1937ء)

اے فدا ہو تیری راہ میں میرا جسم و جان و دل
میں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار
ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مثلِ طفلِ شیر خوار

﴿7﴾ ﴿مشاہدات۔315﴾

حضرت مسیح موعودؑ کی دعویٰ سے پہلے کی پاکیزہ اور مطہّر زندگی

فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (یونس:17)

میں نے تمہارے اندر عمر کا ایک حصہ گزارا ہے۔ کیا پھر بھی تم عقل نہیں کرتے۔

ابتداء سے گوشہ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار

سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ **حضرت مسیح موعودؑ کی دعویٰ سے پہلے کی پاکیزہ اور مطہّر زندگی** جو آیتِ قرآنی مَیں نے ابھی تلاوت کی ہے اُس کے ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”دوسری خوبی جو شرط کے طور پر مامورین کے لئے ضروری ہے وہ نیک چال چلن ہے کیونکہ بدچال چلن سے بھی دِلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے اور یہ خوبی بھی بدیہی طور پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہے جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ قرآن شریف میں فرماتا ہے :فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ یعنی ان کفار کو کہہ دے کہ اِس سے پہلے میں نے ایک عمر تم میں ہی بسر کی ہے پس کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں کس درجہ کا امین اور راستباز ہوں۔ اب دیکھو کہ یہ دونوں صفتیں جو مرتبہ نبوت اور ماموریت کے لئے ضروری ہیں یعنی بزرگ خاندان میں سے ہونا اور اپنی ذات میں امین اور راستباز اور خدا ترس اور نیک چلن ہونا قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کمال درجہ پر ثابت کی ہیں اور آپ کے اعلیٰ چال چلن اور اعلیٰ خاندان پر خود گواہی دی ہے اور اِس جگہ میں اِس شکر کے ادا کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں اپنی وحی کے ذریعہ سے کفار کو ملزم کیا اور فرمایا کہ یہ میرا نبی اس اعلیٰ درجہ کا نیک چال چلن رکھتا ہے کہ تمہیں طاقت نہیں کہ اس کی گزشتہ چالیس برس کی زندگی میں کوئی عیب اور نقص نکال سکو باوجود اس کے کہ وہ چالیس برس تک دن رات تمہارے درمیان ہی رہا ہے اور نہ تمہیں یہ طاقت ہے کہ اس کے اعلیٰ خاندان میں جو شرافت اور

طہارت اور ریاست اور امارت کا خاندان ہے ایک ذرہ عیب گیری کر سکو۔ پھر تم سوچو کہ جو شخص ایسے اعلیٰ اور اطہر اور انفس خاندان میں سے ہے اور اس کی چالیس برس کی زندگی جو تمہارے روبروئے گزری۔ گواہی دے رہی ہے جو افترا اور دروغ بافی اِس کا کام نہیں ہے تو پھر ان خوبیوں کے ساتھ جبکہ آسمانی نشان وہ دِکھلا رہا ہے اور خدا تعالیٰ کی تائیدیں اس کے شامل حال ہو رہی ہیں اور تعلیم وہ لایا ہے جس کے مقابل پر تمہارے عقائد سراسر گندے اور ناپاک اور شرک سے بھرے ہوئے ہیں تو پھر اس کے بعد تمہیں اس نبی کے صادق ہونے میں کونسا شک باقی ہے۔ اسی طور سے خدا تعالیٰ نے میرے مخالفین اور مکذّبین کو ملزم کیا ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ کے صفحہ 512 میں میری نسبت یہ الہام ہے جس کے شائع کرنے پر بیس برس گزر گئے اور وہ یہ ہے لَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ یعنی ان مخالفین کو کہہ دے کہ میں چالیس برس تک تم میں ہی رہتا رہا ہوں اور اس مدّت دراز تک تم مجھے دیکھتے رہے ہو کہ میرا کام افترا اور دروغ نہیں ہے اور خدا نے ناپاکی کی زندگی سے مجھے محفوظ رکھا ہے تو پھر جو شخص اِس قدر مُدت دراز تک یعنی چالیس برس تک ہر ایک افترا اور شرارت اور مکر اور خباثت سے محفوظ رہا اور کبھی اس نے خلقت پر جھوٹ نہ بولا تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ برخلاف اپنی عادت قدیم کے اب وہ خدا تعالیٰ پر افترا کرنے لگا“

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 281-283)

سامعین! حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اِس زمانہ کے مصلح اور مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام بنا کر بھیجے گئے جن کے ذریعہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کے مطابق تمام دوسرے ادیان پر غلبہ اسلام مقدر تھا۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پروان چڑھایا، خود تربیت کی اور محض اپنے فضل و کرم سے صراطِ مستقیم پر گامزن کیا۔ قرآن کریم میں بیان یہ مصدّقہ اصول آپؑ پر بھی صادق آتا ہے کہ آپؑ کا بچپن یا یوں کہہ لیں کہ مسیحیت اور مہدویت کا درجہ ملنے سے قبل کی آپؑ کی زندگی نیک اور پارسا تھی۔ کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

آئیں! آپؑ کی کتابِ زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں۔ آپؑ کا بچپن انتہائی مقدس، معصوم، پاکیزہ، اور مطہر تھا۔ ایامِ طفولیت سے ہی آپؑ کی طبیعت دینی امور کی طرف راغب تھی۔ بچپن میں ہی ساتھیوں سے کہا کرتے

کہ دعا کریں خدا نماز نصیب کرے۔ آپؑ کے ایک استاد مولوی گل علی شاہ صاحب سکنہ بٹالہ آپؑ کے بچپن کے بارہ میں بتاتے ہیں۔

”مرزا صاحب مطالعہ میں ہی مصروف رہتے اور بچوں کے ساتھ کھیلنے کودنے کا آپ کو کوئی شوق نہ تھا۔ ان ایام میں عام طور پر کُشتی، کبڈی اور مگدر اور موگری اٹھانے کے کھیل مروج تھے اور اس کے ساتھ ساتھ بٹیر بازی، مرغ بازی بھی کثرت سے تھی مگر مرزا صاحب بالطبع ان کھیلوں سے متنفر اور کوئی شخص بیان نہیں کرتا کہ اس نے کبھی ان لڑکوں میں کھیلتے ہوئے یا کسی کے ساتھ لڑتے جھگڑتے کبھی دیکھا ہو۔ مرزا صاحب کی مرغوب خاطر اگر کوئی چیز تھی تو وہ مسجد اور قرآن شریف۔“

(حیات احمد جلد 1 از حضرت یعقوب علی عرفانیؓ)

سامعین! مکرم منشی عبدالواحد صاحب جو بٹالہ میں تحصیلدار تھے قادیان دارالایمان میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد محترم حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب سے ملنے جایا کرتے تھے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر مبارک چودہ، پندرہ سال تھی۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت صاحب اس عمر میں سارا دن قرآن شریف پڑھتے تھے اور حاشیہ پر نوٹ لکھتے رہتے تھے اور مرزا غلام مرتضٰی صاحب فرماتے کہ یہ کسی سے غرض نہیں رکھتا۔ سارا دن مسجد میں رہتا ہے اور قرآن شریف پڑھتا رہتا ہے۔

(اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 133)

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”قادیان سے دو کوس دور واقع گاؤں کے ایک ضعیف العمر نمبر دار ہندو جاٹ اور میاں جان محمد اور گلاب نجار یہ اور دوسرے بہت سے لوگوں کا متفقہ بیان ہے کہ مرزا غلام احمد اپنے بچپن کے زمانہ سے اب تک جو چالیس سال سے زیادہ ہوں گے نیک بخت اور صالح تھے اکثر گوشہ نشین رہتے تھے۔ سوائے یادِ الٰہی اور کتب بینی کے آپ کو کسی سے کوئی کام نہ تھا.... اپنے والدین کے دنیاوی معاملات و امور میں فرمانبردار اور ان کے ادب اور احترام میں فروگذاشت نہیں کرتے تھے۔ بچپن میں جو کبھی بچوں میں کھیلتے تو کوئی شرارت یا جھوٹ یا فریب نہ کرتے نہ مار پیٹ اور شور کرتے..... جب سے اس نے ہوش سنبھالا ہے بڑا ہی

نیک رہا۔ دنیا کے کسی کام میں نہیں لگا بچوں کی طرح کھیل کود میں مشغول نہیں ہوا۔ شرارت، فساد، جھوٹ، گالی اس میں نہیں..... نمبردار صاحب مزید کہتے ہیں کہ مَیں نے بچپن سے مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کو دیکھا ہے مَیں اور وہ ہم عمر ہیں اور قادیان میرا آنا جانا ہمیشہ رہتا ہے اور اب بھی دیکھتا ہوں جیسی عمدہ عادات اب ہیں ایسی نیک خصلتیں اور عادات پہلے تھیں۔ اب بھی وہی ہیں۔ سچا، امانتدار اور نیک۔ مَیں تو یہ سمجھتا ہوں کہ پرمیشر مرزا صاحب کی شکل اختیار کرکے زمین پر اتر آیا ہے اور پرمیشر اپنے جلوے آپ دکھار ہا ہے اگر ایسے ہی لوگوں میں پرمیشور اوتار نہ لے تو پھر کس میں اپنا روپ دھار کر اپنے آپ کو ظاہر کرے۔"

(تذکرۃ المہدی صفحہ 298-303)

سید محمد علی شاہ صاحب (جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہم جولی اور بچپن کے ساتھی تھے) کا بیان ہے کہ مرزا صاحب بچپن سے پاک صاف اور نیک ہیں۔ ان کی زندگی کی نسبت کوئی کسی قسم کا شبہ نہیں کر سکتا اور ان کے والد صاحب ان کو اکثر مسیتڑ کہا کرتے تھے۔

(سیرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 165)

سامعین! جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ بچپن سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ سے لَو لگائے ہوئے تھے اور مسجد اور تلاوت قرآن مجید کے علاوہ آپؑ کا کوئی اور شغل نہ تھا جب آپؑ نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو جس طرح والدین کو فکر ہوتا ہے کہ اب بچہ جوان ہو گیا ہے اسے کوئی کام کاج، کوئی نوکری وغیرہ کرنی چاہیے آپ کے والد صاحب کو بھی فکر ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ فرماتے ہیں۔ ایسے وقت میں حضرت مسیح موعودؑ کے والد صاحب نے علاقہ کے ایک سکھ زمیندار کے ذریعہ جو ہمارے دادا صاحب سے ملنے آیا تھا حضرت مسیح موعود کو کہلا بھیجا کہ اس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں اس لئے اگر تمہیں نوکری کی خواہش ہو تو میں اس افسر کو کہہ کر تمہیں اچھی ملازمت دلا سکتا ہوں۔ یہ سکھ زمیندار حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہمارے دادا صاحب کا پیغام پہنچا کر تحریک کی کہ یہ ایک بہت عمدہ موقعہ ہے اسے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے جواب میں

بلا توقف فرمایا۔ حضرت والد صاحب سے عرض کر دو کہ میں ان کی محبت اور شفقت کا ممنون ہوں مگر میری نوکری کی فکر نہ کریں میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں۔

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے)

جن دنوں حضرت میر ناصر نواب صاحب دوران ملازمت ہنوواں میں مقیم تھے کہ آپ کی اہلیہ (حضرت نانی اماں صاحبہ) بیمار ہو گئیں تو وہ انہیں لے کر حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے پاس قادیان دارالامان لے کر آئے..... حضرت نانی اماں نے بیان کیا کہ جس وقت میں گھر میں آئی تھی میں نے حضرت صاحب (حضرت مرزا غلام احمد) کو پیٹھ کی طرف سے دیکھا تھا کہ ایک کمرے میں الگ بیٹھے ہوئے رحل پر قرآن شریف رکھ کر پڑھ رہے تھے۔ میں نے گھر والیوں سے پوچھا یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ مرزا صاحب کا چھوٹا لڑکا ہے اور بالکل ولی آدمی ہے۔ قرآن ہی پڑھتا رہتا ہے۔

(سیرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 219)

سیالکوٹ ملازمت کے دوران سیدنا حضور علیہ السلام کچہری سے واپس آتے ہی دروازہ بند کر لیتے اور اندر صحن میں جا کر قرآن پڑھتے رہتے۔ مائی حیات بی بی بیان کرتی ہیں کہ میرے والد صاحب بتلایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب قرآن مجید پڑھتے پڑھتے بعض دفعہ سجدہ میں گر جاتے ہیں اور لمبے لمبے سجدے کرتے ہیں اور یہاں تک روتے ہیں کہ زمین تر ہو جاتی ہے۔

(سیرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 594-595)

مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے نے بیان کیا کہ میں نے مرزا سلطان احمد سے پوچھا کہ حضرت صاحب کے ابتدائی حالات اور عادات کے متعلق آپ کو جو علم ہو وہ بتائیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ والد صاحب ہر وقت دین کے کام میں لگے رہتے تھے۔ گھر والے ان پر پورا اعتماد کرتے تھے۔ گاؤں والوں کو بھی ان پر پورا اعتبار تھا۔ شریک جو ویسے مخالف تھے۔ ان کی نیکی کے اتنے قائل تھے کہ جھگڑوں میں کہہ دیتے تھے کہ جو کچھ یہ کہہ دیں گے ہم کو منظور ہے۔ ہر شخص ان کو امین جانتا تھا۔

(سیرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 200)

پیر جماعت علی شاہ صاحب سیالکوٹی کا ایک مرید محمد عظیم بیان کرتا تھا کہ میرا بھائی کہا کرتا تھا کہ ایام جوانی میں جب مرزا صاحب کبھی کبھی امرتسر آتے تھے تو میں ان کو دیکھتا تھا کہ وہ پادریوں کے خلاف بڑا جوش رکھتے تھے۔ اس زمانہ میں عیسائی پادری بازاروں وغیرہ میں عیسائیت کا وعظ کیا کرتے تھے۔ مرزا صاحب ان کو دیکھ کر جوش سے بھر جاتے تھے اور ان کا مقابلہ کرتے تھے۔

(سیرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 232)

مولوی ظفر علی خاں صاحب، مولوی سراج الدین صاحب کی شہادت دیتے ہیں:

”مرزا غلام احمد صاحب 1860ء۔1861ء قریب ضلع سیالکوٹ میں ملازم تھے اس وقت آپ کی عمر 22،23 سال کی ہوگی۔ اور ہم چشم دید شہادت سے کہتے ہیں کہ جوانی میں نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔“

(اخبار زمیندار 8 جون 1908ء)

سامعین! حضورؑ کی یہ پاکیزہ فطرت اور خدا نما عادات و خصائل ہی کا نتیجہ تھا کہ جس نے بھی بصیرت کی نگاہ سے دیکھا آپ کا والہ و شیدا ہو گیا۔ میاں محمد یاسین صاحب احمدی ٹیچر بلوچستان کی روایت ہے کہ

”مجھے مولوی برہان الدین صاحب نے بتایا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مولوی غلام رسول صاحبؓ (1813ء تا 1874ء، مولوی نذیر حسین دہلوی کے شاگرد اور مولوی عبد اللہ غزنوی کے ہم مکتب تھے) قلعہ میاں سنگھ کے پاس گئے اور اس وقت حضور ابھی بچہ ہی تھے۔ اس مجلس میں کچھ باتیں ہو رہی تھیں۔ باتوں باتوں میں مولوی غلام رسول صاحبؓ نے جو ولی اللہ و صاحب کرامات تھے فرمایا کہ اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے۔ انہوں نے یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہی۔ مولوی برہان الدین صاحب کہتے ہیں کہ میں خود اس مجلس میں موجود تھا۔ مکرم مولوی غلام محمد صاحب سکنہ بیگووالہ ضلع سیالکوٹ نے بتایا کہ میں نے یہ بات اپنے والد محمد قاسم صاحب سے اسی طرح سنی تھی۔“

(منقول از ”روایات صحابہ“ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 104-105 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 53)

حضرت مسیح موعودؑ براہین احمدیہ کی اشاعت سے قبل خلوت نشینی میں رہے اور زیادہ لوگ آپ کو جانتے تک نہ تھے۔ اہلِ حدیث فرقہ کے معروف مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں براہینِ احمدیہ پر ریویو تحریر کیا جس میں حضرت اقدسؑ کی زندگی کی پاکیزگی اور بے عیب ہونے کی گواہی دی نیز خاندانی شرافت اور بزرگی کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

"بالآخر ہم اس قدر کہنے سے باز ہرگز نہیں رہ سکتے کہ اگر یہ معاملہ گورنمنٹ تک پہنچتا تو یقین تھا کہ ہماری زیرک اور دانشمند گورنمنٹ ایسے مفسدوں کو جنہوں نے بحق ایسے شریف خاندانی کے جو ایک معزز نیک نام و خیر خواہ سرکار کا بیٹا ہے اور خود بھی سرکار کا دلی خیر خواہ و شکر گزار و دعا گو ہے اور درویشی و غربت سے زندگی بسر کرتا ہے ایسا مفسدانہ افترا کیا اور بہت لوگوں کے دلوں کو آزار پہنچایا ہے، سخت سزا دیتی۔"

(اشاعۃ السنہ نمبر 7 جلد 7 صفحہ 193)

نیز اپنے ریویو کا اختتام اس دعا پر کیا:

"اے خدا اپنے طالبوں کے رہنما ان پر ان کی ذات سے ان کے ماں باپ سے تمام جہانوں کے مشفقوں سے زیادہ رحم فرما۔ تو اس کتاب کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دے اور اس کی برکات سے ان کو مالامال کر دے اور کسی اپنے صالح بندے کے طفیل اس خاکسار شرمسار گنہگار کو بھی اپنے فیوض و انعامات اور اس کے آپ کی اخص برکات سے فیض یاب کر آمین۔"

(اشاعۃ السنہ نمبر 11 جلد 7 صفحہ 348)

ضمناً یہ بات بھی عرض کرتا چلوں کہ مولوی صاحب دلی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد جب واپس بٹالہ آئے تو اگرچہ ایک عالم کی حیثیت سے ہندوستان بھر میں مشہور ہو گئے اور ہر جگہ ان کا طوطی بولنے لگا۔ مگر اس وقت بھی ان کی حضورؑ سے عقیدت کا یہ عالم تھا کہ حضورؑ کا جوتا آپ کے سامنے سیدھا کر کے رکھتے اور اپنے ہاتھ سے آپ کا وضو کرانا موجب سعادت قرار دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی کا چشم دید واقعہ ہے کہ:

"دعویٰ سے پہلے ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے مکان واقعہ بٹالہ پر تشریف فرما تھے۔ میں بھی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ کھانے کا وقت ہوا تو مولوی

صاحب خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ دھلانے کے لئے آگے بڑھے۔ حضورؑ نے ہر چند فرمایا کہ مولوی صاحب! آپ نہ دھلائیں مگر مولوی صاحب نے باصرار حضورؑ کے ہاتھ دھلائے اور اس خدمت کو اپنے لئے باعث فخر سمجھا۔"

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 124 طبع اوّل)

لیکن دعویٰ مسیحیت کے بعد جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مخالفت پر کمربستہ ہوگئے بلکہ اول المکذبین بن کر آپ کے خلاف پہلا اور منظم محاذ قائم کر لیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہندوستان بھر کے تمام علماء کو چیلنج دیا کہ وہ آپ کی دعویٰ سے قبل کی زندگی کے کسی گوشہ کو داغ دار ثابت کر دکھائیں۔ اس زبردست تحدی نے مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے ہم خیال علماء اور سجادہ نشینوں پر سکوت مرگ طاری کر دیا اور وہ حضورؑ کی بے لوث زندگی پر انگشت نمائی کرنے سے سراسر قاصر رہے۔

سامعین! اخبار زمیندار کے ایڈیٹر مولوی ظفر علی خاں صاحب کے والد اور اخبار زمیندار کے بانی منشی سراج الدین احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں لکھا:

"ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ کاروبار ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت مطالعۂ دینیات میں صَرف ہوتا تھا۔ عوام سے کم ملتے تھے۔ 1877ء میں ہمیں ایک شب قادیان میں آپ کے ہاں مہمانی کی عزت حاصل ہوئی۔ ان دنوں میں بھی آپ عبادت اور وظائف میں اس قدر محو و مستغرق تھے کہ مہمانوں سے بھی بہت کم گفتگو کرتے تھے۔"

(اخبار زمیندار مئی 1908ء بحوالہ بدر 25 جون 1908ء صفحہ 13 کالم نمبر 1-2)

اخبار وکیل امرتسر نے لکھا:

"کیریکٹر کے لحاظ سے ہمیں مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا ایک چھوٹا سا دھبّہ بھی نظر نہیں آتا۔ وہ ایک پاکباز کا جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی۔ غرض کہ مرزا صاحب کی زندگی کے ابتدائی پچاس سالوں نے کیا بلحاظ اخلاق و عادات اور پسندیدہ اطوار، کیا بلحاظ مذہبی خدمات و حمایتِ دین مسلمانانِ ہند میں اُن کو ممتاز برگزیدہ اور قابلِ رشک مرتبہ پر پہنچایا۔"

(اخبار وکیل 30 مئی 1908ء صفحہ 1 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 563 جدید ایڈیشن)

حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانویؓ حضرت مسیحِ موعودؑ کے ان اوّلین عشاق میں سے تھے جنہوں نے اپنے کثیر ارادت مندوں اور عقیدت مندوں کی پروانہ کرتے ہوئے حضرت اقدسؑ کے دامن سے وابستگی اختیار کرلی اور شاہی پر غلامی کو ترجیح دی۔ آپ حضورؑ کے ذکرِ خیر میں تحریر فرماتے ہیں:

"اے ناظرین! میں سچی نیت اور کمال جوشِ صداقت سے التماس کرتا ہوں کہ بے شک وشبہ جناب میرزا صاحب موصوف مجدد وقت اور طالبان سلوک کے واسطے کبریت احمر اور سنگ دلوں کے واسطے پارس اور تاریک باطنوں کے واسطے آفتاب اور گمراہوں کے لئے خضر اور منکران اسلام کے واسطے سیف قاطع اور حاسدوں کے واسطے حجۃ بالغہ ہیں۔ یقین جانو کہ پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا۔ آگاہ ہو کہ امتحان کا وقت آگیا ہے اور حجت الٰہی قائم ہو چکی ہے اور آفتاب عالم تاب کی طرح بدلائل قطعیہ ایسا ہادی کامل بھیج دیا ہے کہ سچوں کو نور بخشے اور ظلمات ضلالت سے نکالے اور جھوٹوں پر حجت قائم کرے، تاکہ حق و باطل چھٹ جائے اور خبیث وطیب میں فرقِ بیّن ظاہر ہو جائے۔ اور کھوٹا کھرا پرکھا جائے۔"

نیز آپ نے اپنی خداداد فراست سے یہ بھی پہچان لیا کہ یہ شخص مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ لہذا یہ شعر کہا:

ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

(اخبار الفضل 23 جون 1931ء صفحہ 5-7)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 12 دسمبر 2014ء میں فرماتے ہیں:

"سورۃ یونس کی آیت سترہ میں جو اصول اللہ تعالیٰ نے نبی کی صداقت کا بیان فرمایا ہے کہ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ یعنی پس پہلے مَیں تمہارے درمیان ایک لمبی عمر گزار چکا ہوں۔ کیا تم عقل نہیں کرتے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ یہ کہیں یا آپؐ نے کفار کو یہ کہا۔ بہرحال یہ ایک اصول ہے نبی کی صداقت کا کہ جو اس کا ماضی ہے وہ اس کی زندگی کو ظاہر کرتا ہے۔"

حضرت مصلح موعودؓ ایک جگہ اپنی تقریر میں فرماتے ہیں۔

"حضرت مرزا صاحب کی دعوے سے پہلے کی زندگی کو دیکھتے ہیں تو آپ نے یہاں کے ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں کو بار بار باعلان یہ فرمایا کہ کیا تم میری پہلی زندگی پر کوئی اعتراض کر سکتے ہو؟ مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی بلکہ آپ کی پاکیزگی کا اقرار کرنا پڑا۔" اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ۔ اس کے تحت ہر ایک نے یہ گواہی دی کہ آپ کی پہلی زندگی بالکل پاک تھی یا کم از کم اعتراض نہیں اٹھا سکے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ مولوی محمد حسین بٹالوی جو بعد میں سخت ترین مخالف ہو گیا اس نے اپنے رسالے میں آپ کی زندگی کی پاکیزگی اور بے عیب ہونے کی گواہی دی اور مسٹر ظفر علی خان کے والد نے اپنے اخبار میں آپ کی ابتدائی زندگی کے متعلق گواہی دی کہ بہت پاکباز تھے۔ پس جو شخص چالیس سال تک بے عیب رہا اور اس کی زندگی پاکباز رہی وہ کس طرح راتوں رات کچھ کا کچھ ہو گیا اور بگڑ گیا۔ علمائے نفس نے مانا ہے کہ ہر عیب اور اخلاقی نقص آہستہ آہستہ پیدا ہوا کرتا ہے۔ (جو نفسیات کے ماہر ہیں وہ یہی کہتے ہیں کہ جو اخلاقی برائیاں ہیں وہ آہستہ آہستہ پیدا ہوتی ہیں) ایک دم کوئی تغیر اخلاقی نہیں ہوتا ہے۔ پس دیکھو کہ آپ کا ماضی کیسا بے عیب اور بے نقص اور روشن ہے" کہ کسی کو جرأت نہیں ہوئی۔"

(معیار صداقت، انوار العلوم جلد 6 صفحہ 61)

اب خاکسار اس مضمون کا اختتام حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ایک اقتباس سے کرے گا جس میں آپؑ نے بڑی تحدی کے ساتھ اس دلیل کو اپنی صداقت کے نشان کے طور پر پیش کیا ہے۔ فرمایا:

"تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے وہ کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے اور تم کوئی عیب، افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افتراء کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہو گا۔ کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے کہ جو اُس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔"

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 64)

اِبتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا مَیں مثلِ طفلِ شیر خوار

۞۞۞۞

﴿8﴾ ﴿مشاہدات۔329﴾

حضرت مسیح موعودؑ کا حُلیہ اور اخلاق وعادات

وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ ؕ وَھُوَالْعَزِیْزُالْحَکِیْمُ (الجمعہ:4)

اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

ابتداء سے گوشۂ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار
پر مجھے تو نے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا
میں نے کب مانگا تھا یہ تیرا ہی ہے سب برگ و بار

معزز سامعین! مجھے آج یومِ مسیح موعودؑ کی اِس مبارک محفل میں حضرت مسیح موعودؑ کا حُلیہ اور اخلاق، عادات وخصائل بیان کرنے ہیں۔

سامعین! حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ایک اعلیٰ درجہ کے مردانہ حُسن کے مالک تھے۔ آپ علیہ السلام کی شکل مبارک ایسی وجیہہ اور دلکش تھی کہ دیکھنے والا اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ آپ علیہ السلام کا چہرہ کتابی تھا اور رنگ سفیدی مائل گندمی تھا اور خدوخال نہایت متناسب تھے۔ سر کے بال نہایت ملائم اور سیدھے تھے مگر بالوں کے آخری حصہ میں کسی قدر خوبصورت خم پڑتا تھا۔ ڈاڑھی گھنی تھی مگر رخسار بالوں سے پاک تھے۔ قد درمیانہ تھا اور جسم خوب سڈول اور متناسب تھا اور ہاتھ پاؤں بھرے بھرے اور ہڈی فراخ اور مضبوط تھی۔ آپ علیہ السلام بہت تیز چلتے۔ زبان بہت صاف تھی مگر کسی لفظ میں کبھی کبھی خفیف سی لکنت پائی جاتی تھی جو صرف ایک چوکس آدمی ہی محسوس کر سکتا تھا۔ اخیر عمر تک کمر میں خم نہیں آیا اور نہ ہی رفتار میں فرق پڑا۔ دور کی نظر ابتداء سے کمزور تھی البتہ پڑھنے کی نظر آخر تک

اچھی رہی اور یومِ وصال تک تصنیف کے کام میں مصروف رہے۔ ابتداء میں جسم ہلکا تھا مگر اخیر عمر میں درمیانہ درجہ کا جسم ہو گیا تھا۔ آنکھیں اکثر اوقات نیم بند اور نیچے کی طرف جھکی رہتی تھیں۔ گفتگو کا انداز یہ تھا کہ ابتداء میں آہستہ آہستہ کلام فرماتے مگر وقت اور موقع کی مناسبت سے آواز بلند ہوتی جاتی تھی۔ چہرے کی جلد نرم تھی اور جذبات کا اثر فوراً ظاہر ہونے لگتا تھا۔ لباس ہمیشہ پرانی ہندوستانی وضع کا پہنتے تھے یعنی عموماً بند گلے کا کوٹ یا جُبّہ، دیسی کاٹ کرتہ یا قمیض اور معروف شرعی ساخت کا پاجامہ جو آخری عمر میں عموماً گرم ہوتا تھا۔ سر پر اکثر سفید ململ کی پگڑی باندھتے تھے جس کے نیچے عموماً نرم قسم کی ٹوپی ہوتی تھی۔ کھانے میں نہایت درجہ سادہ مزاج تھے اور کسی چیز سے شغف نہیں تھا بلکہ جو چیز میسّر آجاتی بے تکلّف تناول فرمالیتے اور عموماً سادہ غذا پسند فرماتے اور نہایت کم کھاتے مگر جسم اس طرح تھا کہ ہر قسم کی مشقت برداشت کر سکے۔

آپؑ کا صبر واستقلال وشجاعت

کسی بھی روحانی مصلح کا رستہ پھولوں سے نہیں گزرتا بلکہ انہیں سخت دشوار رستوں اور بے آب و گیاہ صحراؤں اور گہرے سمندروں سے گزرتا ہے بلکہ جتنا کسی مصلح کا رستہ مشکل اور وسیع ہوتا ہے اتنا ہی اس کا مشن وسیع اور زیادہ اہم ہوتا ہے۔ اسی طرح آپؑ کی ساری زندگی صبر واستقلال اور شجاعت کا شاندار منظر پیش کرتا ہے۔ لہٰذا جب آپؑ نے دعویٰ کیا تو ہندوستان کی تمام قومیں یک جان ہو کر اُٹھ کھڑی ہوئیں اور یوں نظر آتا تھا کہ ایک چھوٹی سے کشتی جسے ایک کمزور انسان اکیلا بیٹھا ہوا ایک ٹُوٹے چپّو کے ساتھ چلا رہا ہے۔ چاروں طرف سے گہرے سمندر کی لہریں اسے گھیرے ہوئے ہیں اور طوفان کا زور اسے یوں اٹھاتا اور گراتا ہے جیسے کسی تیز طوفان کے سامنے ایک کاغذ اڑتا پھر رہا ہے مگر یہ شخص قطعاً ہراساں نہیں ہوتا بلکہ برابر کشتی چلاتا جارہا ہے اور اس طوفان کو ذرہ بھر بھی حیثیت نہیں دیتا۔ یہی وہ منظر تھا جس نے دشمنوں کے دل کو بھی موہ لیا حتّٰی کہ معاندین بھی آفرین بول اٹھے۔

محنت اور انہاک

آپؑ ہر وقت کسی نہ کسی مفید کام میں لگے رہتے اور کوئی وقت بیکار نہ گزارتے۔ آپؑ نے ساری زندگی ایک ایک لمحہ ایسے سپاہی کی طرح گزارا ہے جسے کسی عظیم الشان قومی خطرے کے وقت کسی نہایت نازک مقام پر نگران مقرر کر دیا جائے اور ساری قوم کا انحصار اسی ایک سپاہی پر ہو۔ اکثر اوقات آپؑ کام کے انہاک

میں کھانا اور سونا تک بھول جاتے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ آپؑ نے تصنیف کے سلسلے میں ساری ساری رات خرچ کر دی اور ایک منٹ تک آرام نہیں کیا۔ آپؑ کے متعلق تو خدا تعالیٰ نے فرمایا۔" أَنْتَ الشَّيْخُ الْمَسِيْحُ الَّذِي لَا يُضَاعُ وَقْتُهُ "یعنی تُو وہ برگزیدہ مسیح ہے جس کا کوئی وقت بھی ضائع جانے والا نہیں۔

عبادت الٰہی

آپؑ کی عبادت الٰہی کا عالم یہ تھا کہ جوانی کی زندگی جو نفسانی لذات کے زور کا زمانہ ہوتی ہے وہ آپؑ نے ایسے رنگ میں گزار دی کہ دیکھنے والوں میں آپؑ کا نام "مسیتڑ" مشہور ہو گیا کیونکہ آپؑ سارا سارا دن مسجد میں یاد الٰہی اور عبادت الٰہی میں گزار دیتے۔ تہجد میں ایسے پابند تھے کہ ساری زندگی اوّل وقت میں بیدار ہو کر تہجد ادا کرتے حتّٰی کہ بیماری کے وقت بھی جبکہ اٹھنا محال ہو تا بستر پر ہی تہجد ادا کرتے۔ قرآن کریم سے ایسا شغف تھا کہ دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ سارا سارا دن مطالعہ قرآن میں گزار دیتے اور قرآن ہی آپؑ کی زندگی کا سہارا تھا حتّٰی کہ خود ہی فرماتے ہیں۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآن کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

راست گفتاری

آپؑ کی راست گفتاری نہایت نمایاں اور مسلّم تھی۔ عام حالات میں ہر شخص ہی سچ بولتا ہے مگر بوقت امتحان سچ بولنا ہی تقویٰ کی علامت اور قابل داد ہے اور ایسے وقت میں قابل رشک ہے کہ جب سچ بولنے سے اپنی ذات اور رشتہ داروں اور تعلق داروں اور اپنی قوم کو نقصان پہنچتا ہو۔ آپؑ نے ہر موقع پر خواہ کچھ ہو جائے سچ کا دامن نہیں چھوڑا۔ مثلاً ایک فوجداری مقدمہ میں جو محکمہ ڈاک کی طرف سے آپؑ کے خلاف دائر کیا تھا اور حالات ایسے تھے کہ اگر آپؑ صرف اپنی زبان سے ہی اس کا انکار کر دیتے تو بری ہو جاتے مگر آپؑ نے بڑی دلیری کے ساتھ اس فعل کا اعتراف کیا اور ساتھ ہی اس جرم کے عدم علم کا بھی اظہار کر دیا۔ اس پر مجسٹریٹ نے آپؑ کو بری کر دیا۔ تو یہ تھی آپؑ کی راست گفتاری کہ باوجود وکلاء کے زور دینے کے آپؑ نے سچ کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

تکلّفات سے پاک زندگی آپؑ بالکل سادہ مزاج اور زندگی کے ہر شعبے میں آپؑ کا طریق سادہ اور ہر قسم کے تکلّفات سے بالا تھا۔ خوراک اور لباس کا تذکرہ آپؑ کے ذاتی خصائل میں گزر چکا ہے۔ اگر مجلس کا ذکر کیا جائے تو آپؑ دیگر سجادہ نشینوں سے بالکل مختلف تھے اور کبھی مجلس میں علیحدہ اور نمایاں مسند اختیار نہ کرتے بلکہ سب صحابہؓ کے ساتھ مل کر بیٹھ جاتے اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ آپؑ پائنتی کی طرف بیٹھ جاتے اور دیگر چارپائی کے دوسرے حصّے پر۔ سفر کے لئے نکلتے تو ایک خادم اور ایک گھوڑا ساتھ ہوتا تو بجائے خود سواری پر بیٹھنے کے خادم کو ہی سوار کر دیتے اور خود پیدل چلتے۔ سونے پر سہاگہ یہ کہ سفر خرچ میں سے کھانے کے لئے خود سے زیادہ خرچ اپنے خادم کو نکال کر دیتے اور خود صرف ایک آنے پر گزارہ کر لیتے۔

گھر کے کام کاج خود ہی کرتے اور کسی قسم کا عار محسوس نہ کرتے اور مہمانوں کے لئے خود ہی برتن لگا دیا کرتے اور صفائی بھی خود ہی کر لیا کرتے تھے۔ غرض آپؑ کی مبارک زندگی ہر جہت سے بالکل سادہ اور تکلّفات کی آلائش سے بالکل پاک تھے۔

الغرض حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا وجود ایک مجسم رحمت تھا۔ وہ رحمت تھا اسلام کے لئے، وہ رحمت تھا اہل و عیال کے لئے، وہ رحمت تھا اپنے دوستوں کے لئے، وہ رحمت تھا اپنے دشمنوں کے لئے بھی۔

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

(احمد شرجیل)

۞۞۞۞

﴿9﴾ ﴿مشاہدات۔236﴾

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ (المجادلہ:22)

اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔

کیوں عجب کرتے ہو گر مَیں آگیا ہو کر
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار
اس میں میرا جرم کیا جب مجھ کو یہ فرماں ملا
کون ہوں تا رد کروں حکم شہ ذی الاقتدار

معزز سامعین! آج میری تقریر کا موضوع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک شعر کا مصرع **"کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح"** ہے۔

یہ وہ عظیم الشان موضوع ہے جس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پاک الفاظ میں مختلف پہلوؤں اور زاویوں سے بڑی تفصیل سے اپنی کتب میں روشنی ڈالی ہے اور اتمامِ حجت کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپؑ کے پاک اور مقدس الفاظ میں اس مضمون کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالوں۔ وباللّٰہ التوفیق

اس مضمون کا ایک پہلو تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں یوں بیان فرما دیا ہے کہ:

خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

کہ زمانہ کی آواز تو سنو کہ وقت خود پکار پکار کر کسی مسیحا کا منتظر اور متلاشی ہے جیسا کہ اپنے اس شعر میں حضورؑ بیان فرماتے ہیں۔

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

کہ آسمان کی آواز تو سنو جو مسیح کی آمد کا بگل بجا رہی ہے اور خوشخبری دے رہی ہے کہ مسیح آگیا مسیح آگیا۔ اسی طرح زمین بھی امام وقت کی آمد کا نقارہ بجا رہی ہے۔ مگر تم تعجب کی اتھاہ گہرائیوں میں گرفتار ہو۔

پھر اسی مضمون کو اپنے اس شعر میں یوں بیان فرمایا

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں یہ بیان فرمادیا کہ بحر و بر میں فساد برپا ہو چکا اور زمین ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا نظارہ پیش کر رہی ہے اور تم ابھی تعجب و حیرانگی کے سمندر میں غوطے مار رہے ہو کہ یہ کیا ہو گیا اور مسیح موعود ہمیں خواب غفلت سے جگانے کیوں آگیا؟

فرمایا:

”خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغِ حق اور اصلاح کے لیے مامور فرمایا......وہ آخری مہدی جو تنزلِ اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا......وہ مَیں ہی ہوں۔“

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 3-4)

سامعین! آپ علیہ السلام پھر فرماتے ہیں:

”اگر زمین قابل نہیں ہوتی تو بارش کا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ الٹا ضرر اور نقصان ہوتا ہے۔ اسی لیے آسمانی نور اترا ہے اور وہ دلوں کو روشن کرنا چاہتا ہے۔ اُس کے قبول کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کو تیار ہو جاؤ۔ تا ایسا نہ ہو کہ بارش کی طرح کہ جو زمین جوہر قابل نہیں رکھتی وہ اس کو ضائع کر دیتی ہے۔ تم بھی

باوجود نُور کی موجودگی کے تاریکی میں چلو اور ٹھوکر کھا کر اندھے کوئیں میں گر کر ہلاک ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ مادرِ مہربان سے بھی بڑھ کر مہربان ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس کی مخلوق ضائع ہو۔ وہ ہدایت اور روشنی کی راہیں تم پر کھولتا ہے مگر تم ان پر قدم مارنے کے لیے عقل اور تزکیہ نفوس سے کام لو۔ جیسے زمین کہ جب تک ہل چلا کر تیار نہیں کی جاتی تخم ریزی اس میں نہیں ہوتی۔ اسی طرح جب تک مجاہدہ اور ریاضت سے تزکیہ نفوس نہیں ہوتا پاک عقل آسمان سے اتر نہیں سکتی۔ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا اور اپنے دین اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں غیرت کھا کر ایک انسان کو جو تم میں بول رہا ہے بھیجا تا کہ وہ اس روشنی کی طرف لوگوں کو بلائے۔ در حقیقت یہ ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ شیطان اپنے تمام ذریات کے ساتھ ناخنوں تک زور لگا رہا ہے کہ اسلام کو نابود کر دیا جاوے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 72-74)

نیز فرمایا:

"خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راست بازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے کہ تا وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے"

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 251)

پھر فرماتے ہیں:

"زمین بگڑ گئی اور آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے پر لوگوں کا ایمان نہیں رہا۔ ہونٹوں پر اس کا ذکر ہے لیکن دل اس سے پھر گئے ہیں اس لیے خدا نے کہا کہ اب مَیں نیا آسمان اور نئی زمین بناؤں...... وہ کیا ہے نیا آسمان؟ اور کیا ہے نئی زمین؟ نئی زمین وہ پاک دل ہیں جن کو خدا اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے جو خدا سے ظاہر ہوئے اور خدا ان سے ظاہر ہو گا۔ اور نیا آسمان وہ نشان ہیں جو اس کے بندے کے ہاتھ سے اسی کے اِذن سے ظاہر ہو رہے ہیں"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 7)

حضور اقدس اپنی آمد کی غرض کا عظیم الشان روحانی فائدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اس تاریکی کے زمانہ کا نور مَیں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لیے تیار کئے ہیں۔ مجھے اس نے بھیجا ہے کہ تا مَیں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں“

(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 13)

سامعین! ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لیے میں دنیا میں بھیجا گیا۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

نیز فرمایا:

”میں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔ وہ ایک مخفی خزانہ کی طرح تھا مگر اب اس نے مجھے بھیج کر ارادہ کیا کہ تمام دہریوں اور بے ایمانوں کا منہ بند کرے جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 619-620)

اسی طرح ایک اور نقطہ نگاہ سے اس کی تفصیل یوں بیان فرمائی:

”وہی ایک نبی ہے جس کے لیے ہر ایک زمانہ میں خدا اپنی غیرت دکھلاتا رہا ہے...... اسی طرح اس زمانہ میں بھی اس پاک نبی کی بہت توہین کی گئی اس لیے خدا کی غیرت نے جوش مارا اور سب گزشتہ زمانوں سے زیادہ جوش مارا اور مجھے اس نے مسیح موعود کرکے بھیجا تا کہ میں اس کی نبوت کے لیے تمام دنیا میں گواہی دوں“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 618-619)

”کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح“ کا ایک عظیم الشان پہلو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”میرے مقابل پر کسی مخالف کو تاب و تواں نہیں کہ اپنے دین کی سچائی ثابت کر سکے۔ میرے ہاتھ سے آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور میری قلم سے قرآنی حقائق اور معارف چمک رہے ہیں۔ اٹھو اور تمام دنیا

میں تلاش کرو کہ کیا کوئی عیسائیوں میں سے یا سکھوں میں سے یا یہودیوں میں سے یا کسی اور فرقہ میں سے کوئی ایسا ہے کہ آسمانی نشانوں کے دکھلانے اور معارف اور حقائق کے بیان کرنے میں میرا مقابلہ کر سکے۔ میں وہی ہوں جس کی نسبت یہ حدیث صحاح میں موجود ہے کہ اس کے عہد میں تمام ملتیں ہلاک ہو جائیں گی۔ مگر اسلام کہ وہ ایسا چمکے گا جو درمیانی زمانوں میں کبھی نہیں چمکا ہو گا۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 267-268)

سامعین! ایک اور زاویہ نگاہ سے اس موضوع کو یوں بیان فرمایا کہ ہماری مجلس دنیاوی مجالس کی۔نسبت ایک عظیم اور روحانی اور خدا نما مجلس ہے پھر بھی تم لوگ میرے مسیح بننے پر تعجب کرتے ہو۔

فرمایا:

"اس کے فضل و کرم سے ہماری مجلس خدا نما مجلس ہے۔ جو شخص اس مجلس میں صحت نیت اور پاک ارادہ اور مستقیم جستجو سے ایک مدت تک رہے تو میں یقین کرتا ہوں کہ اگر وہ دہریہ بھی ہو تو آخر خداتعالیٰ پر ایمان لاوے گا۔"

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 55)

آپ علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسمان سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

"یہ عجیب سخت دلی ہے جو سمجھ میں نہیں آتی۔ جبکہ میرے دعویٰ کے ساتھ سب نشان ظاہر ہو چکے اور میری مخالفت میں کوششیں بھی ہو کر ان میں نامرادی اور ناکامی رہی مگر پھر بھی انتظار کسی اور کی ہے؟...... میں یہ پیشگوئی کرتا ہوں کہ میرے بعد قیامت تک کوئی مہدی نہیں آئے گا جو جنگ اور خوں ریزی سے دنیا میں ہنگامہ برپا کرے اور خدا کی طرف سے ہو اور نہ کوئی ایسا مسیح آئے گا جو کسی وقت آسمان سے اترے گا۔ ان دونوں سے ہاتھ دھو لو یہ سب حسرتیں ہیں جو اس زمانہ کے تمام لوگ قبر میں لے جائیں گے......جو

شخص آنا تھا وہ آچکا وہ میں ہی ہوں جس سے خدا کا وعدہ پورا ہوا۔ جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا وہ خدا سے لڑتا ہے کہ تو نے کیوں ایسا کیا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 633)

" بعض لوگ ایسے دیکھے جاتے ہیں جو کہتے ہیں کہ حفاظت کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ دیکھو! جو شخص باغ لگاتا ہے یا عمارت بناتا ہے تو کیا اُس کا فرض نہیں ہوتا یا وہ نہیں چاہتا کہ اس کی حفاظت اور دشمنوں کی دست بُرد سے بچانے کے لئے ہر طرح کوشش کرے؟ باغات کے گرد کیسے کیسے احاطے حفاظت کے لئے بنائے جاتے ہیں اور مکانات کو آتشزدگیوں سے بچانے کے لئے نئے نئے مصالحے تیار ہوتے ہیں اور بجلی سے بچانے کے لئے تاریں لگائی جاتی ہیں۔ یہ امور اُس فطرت کو ظاہر کرتے ہیں جو بالطبع حفاظت کے لئے انسانوں میں ہے۔ پھر کیا اللہ تعالیٰ کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے دین کی حفاظت کرے؟ بیشک حفاظت کرتا ہے اور اس نے ہر بلا کے وقت اپنے دین کو بچایا ہے۔ اب بھی جبکہ ضرورت پڑی۔ اُس نے مجھے اِسی لئے بھیجا ہے۔ ہاں یہ امر حفاظت کا مشکوک ہو سکتا یا اس کا انکار ہو سکتا تھا اگر حالات اور ضرورتیں اس کی مؤیّد نہ ہوتیں۔ مگر کئی کروڑ کتابیں اسلام کے ردّ میں شائع ہو چکی ہیں اور ان اشتہاروں اور دو ورقہ رسالوں کا تو شمار ہی نہیں جو ہر روز اور ہفتہ وار اور ماہوار پادریوں کی طرف سے شائع ہوتے ہیں۔ ان گالیوں کو اگر جمع کیا جاوے جو ہمارے ملک کے مرتد عیسائیوں نے سید المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی پاک ازواج کی نسبت شائع کی ہیں تو کئی کوٹھے ان کتابوں سے بھر سکتے ہیں اور اگر ان کو ایک دوسرے سے ملا کر رکھا جائے تو وہ کئی میل تک پہنچ جائیں... چنانچہ لکھنؤ سے جو ایک اخبار شمس الاخبار نکلا کرتا تھا۔ اس میں اس کی بعض کتابوں پر یہ رائے لکھی گئی تھی کہ اگر ہندوستان میں پھر کبھی غدر ہو گا تو ایسی تحریروں سے ہو گا۔ ایسی حالتوں میں بھی کہتے ہیں کہ اسلام کا کیا بگڑا ہے؟ اس قسم کی باتیں وہ لوگ کر سکتے ہیں جن کو یا تو اسلام سے کوئی تعلق اور درد نہیں اور یا وہ لوگ جنہوں نے حجروں کی تاریکی میں پرورش پائی ہے اور ان کو باہر کی دنیا کی کچھ خبر نہیں ہے۔ پس ایسے لوگ اگر ہیں تو ان کی کچھ پرواہ نہیں۔

ہاں وہ لوگ جو نورِ قلب رکھتے ہیں جن کو اسلام کے ساتھ محبت اور تعلق ہے اور زمانہ کے حالات سے آشنا ہیں ان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ وقت کسی عظیم الشان مصلح کا وقت ہے۔“

(ملفوظات جلد4 صفحہ 7-8۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے...... میرے لیے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 210)

”اس زمانہ کے لوگوں کو میں کس سے تشبیہ دوں وہ اس بدقسمت کی طرح ہیں جس کی آنکھیں بھی ہیں پر دیکھتا نہیں اور کان بھی ہیں پر سنتا نہیں اور عقل بھی ہے پر سمجھتا نہیں۔ میں ان کے لیے روتا ہوں اور وہ مجھ پر ہنستے ہیں اور میں ان کو زندگانی کا پانی دیتا ہوں اور وہ مجھ پر آگ برساتے ہیں۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 619)

معزز سامعین! اب میں یہاں کچھ خلفائے کرام کے اقتباسات آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

”ہزاروں ہزار مامور من اللہ دنیا کی ہدایت کو آئے اور ان سب کے بعد ہمارے سید و مولیٰ سید ولد آدم فخر الاولین و الآخرین افضل الرسل و خاتم النبیین حضرت محمد رسول رب العالمین صلی اللہ وعلیہ وسلم تشریف لائے اور پھر کیسی رہنمائی فرمائی کہ ان کے ہی نمونہ پر ہمیشہ خلفاء امت کو بھیجتا رہا۔ حتیٰ کے ہمارے مبارک زمانہ میں بھی ایک امام اس ہدایت کے بتلانے کے لئے مبعوث فرمایا اور اس کو اور اس کے اقوال کو تائیدات عقلیہ و نقلیہ و آیات ارضیہ و سماویہ سے مؤید فرما کر روز بہ روز ترقی عطا کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ کس طرح الٰہی ہاتھ ایک انسان کی حفاظت کرتا ہے اور کس طرح آئے دن اس کے اعداء نیچا دیکھتے ہیں... ہاں تو

خدا کی ایک ممتاز جماعت ہمیشہ اپنے اقوال سے اس راہ کو بتلاتی اور اپنے اعمال سے نمونہ دکھلاتی ہے جس سے ابدی آرام عطا ہو۔"

(خطبات نور صفحہ 30، خطبہ فرمودہ 20، اکتوبر 1899ء ایڈیشن 2003ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنے کی غرض یہ ہے کہ وہ نور اور ہدایت جو لوگوں کو خداوند کریم کی طرف سے دیا گیا تھا اور جس سے وہ ناواقف ہونے کی وجہ سے دشمنوں کا شکار ہو جاتے تھے دوبارہ دیا جائے۔ اسلام کو جو ضعف پہنچا ہے وہ نہ صرف اس لئے کہ مسلمانوں میں علم کی کمی ہے بلکہ اس لئے بھی کہ ان میں روحانیت کی بھی جو اسلام کی جان ہے کمی ہو گئی ہے... اللہ تعالیٰ نے جس قدر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر افضال اور انعام اور معارف اور حقائق کھولے ہیں اور جو صداقتیں اسلام میں پائی جاتی ہیں وہ آپ کی کتب میں موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس وقت اسلام کی حفاظت کا یہی انتظام فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا۔ آپ پر اپنے انعامات کے دروازے کھول دیے۔ پس بغیر ان کتب کو بار بار پڑھے اور قادیان میں کثرت سے آنے کے ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔"

(خطبات محمود جلد 5,6 خطبہ فرمودہ 15، جون 1917ء صفحہ 486-487)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہمارے قادر و توانا خدا نے یہ جماعت ایک خاص مقصد کے لئے قائم فرمائی ہے اور سیدنا حضرت المہدی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے وہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پہ ایمان مضبوط ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا عرفان حاصل ہو یہ عرفان الٰہی ہی ہے جس سے انسان کا ایمان بڑھتا ہے اور یقین مستحکم ہوتا ہے وہ جان لیتا ہے کہ اس کی فلاح دارین اللہ تعالیٰ کی ذات سے وابستہ ہے اس کی تمام امیدیں اس کی رضا پر مرکوز ہو جاتی ہیں۔ ایسا صاحب عرفان و یقین انسان خود اعتمادی اور وثوق کے ساتھ اپنے مقصد کی جانب بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے روشن نشانات اس کے سامنے موجود ہوتے ہیں اور اس کا ارادہ مضبوط اور عزم راسخ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور الٰہی انعامات کا ذاتی تجربہ حاصل کرتا ہے جس سے

اس کا اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین اور قوی ہو جاتا ہے... حضرت المہدی علیہ السلام ہمیں نور دینے آئے تھے۔ تا کہ ہم سچے ایمان کا نور اپنی ذات میں مشاہدہ کر سکیں۔"

(خطبات ناصر جلد سوم صفحہ 106-107 خطبہ 8؍مئی 1970ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" میں ایک اور کشتی کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانی چاہتا ہوں۔ یہ کشتی بھی خدا کی آنکھوں کے سامنے بنائی گئی اور خدا تعالیٰ کی ہدایات کت تابع تشکیل دی گئی۔ وہ کشتی آپ ہیں یعنی جماعت احمدیہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا تھا کہ تو ایک کشتی تیار کر۔ وہ کشتی کیا ہے؟ وہی جماعت احمدیہ جس میں شامل ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ یہ ضمانت دیتا ہے کہ تمام دنیا کی ہلاکتوں سے تم محفوظ کئے جاؤ گے... وہ کشتی جو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو نہیں بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کو عطا ہوئی جو پہلے ایک تعلیم کی شکل میں ظاہر ہوئی اور پھر اس تعلیم نے جماعت کا روپ دھار لیا اور ایک جماعت کی شکل میں وہ آج دنیا میں موجود ہے اور دنیا کے ہر ملک میں اس کشتی کے نمونے بن رہے ہیں۔"

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 272 خطبہ جمعہ 13؍مئی 1983ء)

سامعین! ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"انبیاء دنیا میں بندے کو خدا کے قریب کرنے کے لئے، بندے کو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیم پر چلانے کے لئے آتے ہیں اور ان سب انبیاء میں کامل اور مکمل تعلیم لے کر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر اتری ہوئی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کا حق ادا کر دیا اور پھر چودہ سو سال بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے پھر اس عظیم کام کی تجدید کی اور دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف بلایا۔ دنیا کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ کس طرح تلاش کرنی ہے، کس طرح اس تک پہنچا جا سکتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی تلاش ہے اس تک پہنچنے کی خواہش ہے تو اب صرف اور صرف مذہب اسلام ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔ پھر آپ نے غیر مذہبوں کو بھی یہی دعوت دی اپنی ایک نظم کے ایک مصرعے میں آپؑ فرماتے ہیں: "آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے۔"

(خطبہ فرمودہ 9؍مارچ 2012ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”پس زمانے کی حالت متقاضی تھی کہ کوئی آئے جو اسلام کی ڈولتی کشتی کو سنبھالے لیکن بدقسمتی سے مسلمان علماء کی اکثریت نے جو پہلے اس انتظار میں تھے کہ کوئی مسیح آئے اور بڑی شدت سے یہ انتظار کر رہے تھے لیکن آپؑ کے دعوے کے بعد اکثریت نے مخالفت کی اور عامۃ المسلمین کو جھوٹی کہانیاں سنا کر، جھوٹی باتیں آپؑ کی طرف منسوب کر کے آپؑ کے خلاف اور آپؑ کی جماعت کے خلاف اس قدر بھڑکایا کہ قتل کے فتوے دیے جانے لگے۔ بلکہ آج تک احمدیوں پر بعض ملکوں اور جگہوں پر ظلم و بربریت دکھاتے ہوئے قتل و غارت گری کی ایسی ہولناک مثالیں قائم کی جا رہی ہیں یا کی گئیں اور یہ سب کچھ اسلام کے نام پر کیا گیا جن کا اسلام کی حقیقت جاننے والے کبھی سوچ بھی نہیں سکتے اور کبھی ان سے ایسی حرکتیں عمل میں آ ہی نہیں سکتیں۔ بہر حال ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حالات اور مسیح موعود کے آ جانے کے بارے میں کس طرح مختلف ارشادات فرمائے ہیں۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ کیوں مسیح موعود کے آنے کی ضرورت ہے اور مسیح کو اس زمانے سے کیا خصوصیت ہے؟ آپؑ نے یہ نہیں فرمایا کہ بہر حال میں نے ہی آنا تھا۔ زمانہ متقاضی تھا کہ کوئی آئے۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 22 مارچ 2019ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو امام الزماں حضرت مسیح موعودؑ کی تمام تعلیمات پر خود بھی عمل کرنے والا بنائے اور غیروں تک آپؑ کے پیغام کو پہنچانے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

﴾10﴿ ﴾مشاہدات۔144﴿

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو!

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا

(الزلزال:2)

جب زمین اپنے بھونچال سے جنبش دی جائے گی۔

بھائیو اور بہنو! میری تقریر کا عنوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعر کا ایک مصرعہ ہے کہ ”کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو!“

یہ مکمل شعر یوں ہے کہ

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو!
ہو رہے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

اسلامی مملکت ترکیہ میں ایک شدید زلزلہ نے ساری دنیا کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ ابھی اس کی کسک باقی تھی کہ اچانک ایک دوسرے اسلامی مملکت مراکش میں جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اپنی آنکھوں سے آدھی رات کو آنے والے ہلاکت خیز زلزلے میں ڈھائی ہزار سے زائد افراد کے لقمہ اجل بننے کا نظارہ دیکھتا ہے۔ گزشتہ چھ دہائیوں میں مراکش میں آنے والا یہ بھیانک ترین زلزلہ ثابت ہوا ہے۔ لاکھوں مراکشی باشندے خوابیدہ حالت میں تھے عین اُس وقت شہر مراکش کے جنوب مغرب میں 6.8 شدت کے زلزلے نے اس شہر سمیت اردگرد کے کئی علاقوں کو تہہ و بالا کر دیا۔ گویا مراکش میں خوفناک زلزلے سے قیامتِ صغریٰ برپا ہو گئی۔

سامعین و سامعات! ابھی مراکش کے اس ہولناک داستان کی بازگشت ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ ایک صبح اس خبر نے دنیا کو وحشت زدہ کر دیا کہ ایک اور اسلامی مملکت لیبیا میں ہولناک سیلاب سے اموات کی تعداد

چھ ہزار سے تجاوز کر گئی ہے۔ دس ہزار سے زائد افراد تا حال لاپتا ہیں۔ لیبیا میں بدترین سیلاب تباہی کی داستان چھوڑ گیا ہے۔ درنہ، بن غازی، البیضا سمیت ساحلی علاقے کھنڈرات کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ درنہ میں بدترین صورتحال ہے، جہاں عمارتیں ملبے کا ڈھیر بن چکی ہیں۔ گلیاں تباہ شدہ گاڑیوں سے بھری ہوئی ہیں اور سمندر لاشیں اُگل رہا ہے۔

وقت ہے توبہ کرو جلدی مگر کچھ رحم ہو!
سُست کیوں بیٹھے ہو جیسے کوئی پی کر کوکنار
تم نہیں لوہے کے کیوں ڈرتے نہیں اس وقت سے
جس سے پڑ جائیگی اِک دم میں پہاڑوں میں بُغار
وہ تباہی آئے گی شہروں پہ اور دیہات پر
جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار
ایک دم میں غم کدے ہو جائینگے عِشرت کدے
شادیاں کرتے تھے جو پیٹیں گے ہو کر سوگوار
وہ جو تھے اُونچے محل اور وہ جو تھے قصرِ بریں
پست ہو جائینگے جیسے پست ہو اِک جائے غار

سامعین و سامعات! موجودہ دور میں انسانی جانوں کی جو تلافی ہو رہی ہے اس کی اہم وجوہات میں سے ایک اہم وجہ کوڈ-19 کی بیماری بھی تھی جو بنی نوع انسان پر مسلط تھی گو کہ ابھی بھی کسی حد تک انسان کی ترقی کی رفتار میں ایک بیڑی کی طرح بندھی ہوئی ہے۔ کئی ممالک سے اب بھی خبریں آ رہی ہے کہ یہ عفریت ابھی بھی کئی زندگیوں کو نگلتا جا رہا ہے۔ عالمی صحت تنظیم کی جانب سے بارہا تنبیہ کی جا رہی ہے کہ ہر ممکن احتیاط کی جائے گویا کہ اس بیماری نے ساری دنیا میں ایک حشر برپا کر دیا ہے۔ ہم اس بیماری کو قیامت خیز کہہ سکتے ہیں۔ لاکھوں انسان موت کے منہ میں چلے گئے ہیں اور اس کا سلسلہ دراز ہوتا چلا جا رہا ہے۔ دوسری جانب زلزلوں کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ تو کہیں طاقتور آندھیوں نے طاقت کے نشے میں چُور ممالک کو

اوندھے منہ گرادیا ہے تو ترقی پذیر ممالک میں سیلاب نے انسانی زندگیوں کو تنکوں کے مانند بہادیا ہے۔ کئی ممالک کے درمیان جنگ کے بادل چھائے ہوئے ہیں تو کہیں جنگ جاری ہے۔ عین ممکن ہے کہ یہ جنگ کہیں جنگِ عظیم میں تبدیل نہ ہو جائے۔ ایک انسان ہونے کے ناطے ہر انسان آفت زدگان سے ہمدردی کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ خدا تعالیٰ اس موذی بیماری اور سیلاب و آندھیوں نیز جنگ کے عذاب سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔ آمین

حقیقت یہ ہے کہ وہ انسان، انسان نہیں جس کا دل دوسرے کی مصیبت کو دیکھ کر بے چین نہیں ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں خوفِ خدا پیدا نہیں ہوتا ہے۔ قرآن کریم کے آغاز ہی میں اس روحانی نکتہ کی طرف متوجہ کرتے ہوئے روحانیت سے عاری ہو چکی قوم یہود کو مخاطب کرکے فرمایا کہ ان الٰہی نشانوں کو دیکھ کر بھی تمہارے دل پتھروں کی طرح سخت ہو گئے ہیں۔ حالانکہ پتھروں میں سے بعض پتھر ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کی کوکھ سے چشمے بھی بہتے ہیں اور ان پتھروں سے پانی بہنے لگتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

(البقرہ:75)

یعنی پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہوئے، سو وہ ایسے ہو گئے جیسے پتھر ہوں یا ان سے بھی زیادہ سخت اور بلاشبہ بعض پتھر ایسے ہیں جن سے نہریں جاری ہو جاتی ہیں اور بلاشبہ ان میں بعض ایسے ہیں جو پھٹ جاتے ہیں پھر ان سے پانی نکلتا ہے اور بلاشبہ ان میں بعض ایسے ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں۔

ایسے واقعات دلوں میں خشیۃ اللہ پیدا کرنے کے لئے قدرتِ حق کی جانب سے ظاہر کئے جاتے ہیں اور ہمیں یہ غور کرنے پر مجبور کر دیتی ہے جس کا ذکر قرآن میں یوں مذکور ہے کہ

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا

(بنی اسرائیل:15)

یعنی اور ہم ہرگز عذاب نہیں دیتے یہاں تک کہ کوئی رسول بھیج دیں (اور حُجت تمام کر دیں)۔

حالانکہ آیت کریمہ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ دنیا میں عذاب الٰہی اسی وقت آیا کرتے ہیں جب ان سے پہلے کسی نہ کسی مامور من اللہ کے ذریعہ دنیاوالوں کو اصلاح کی طرف متوجہ کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت قدیم یہی ہے کہ وہ محض بے خبری کے ایام میں دنیا پر کسی قسم کا عذاب نازل نہیں کیا کرتا ہے۔ چنانچہ اس سے اگلی ہی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی واضح تشریح بھی فرمادی کہ

وَاِذَآ اَرَدۡنَآ اَنۡ نُّهۡلِكَ قَرۡيَةً اَمَرۡنَا مُتۡرَفِيۡهَا فَفَسَقُوۡا فِيۡهَا فَحَقَّ عَلَيۡهَا الۡقَوۡلُ فَدَمَّرۡنٰهَا تَدۡمِيۡرًا

(بنی اسرائیل:16)

یعنی اور جب ہم ارادہ کر لیتے ہیں کہ کسی بستی کو تباہ کر دیں تو اُس کے خوشحال لوگوں کو حکم دے دیتے ہیں (کہ من مانی کارروائیاں کرتے پھریں) پھر وہ اس میں فسق وفجور کرتے ہیں تو اس پر فرمان صادق آجاتا ہے سو ہم اس کو ملیامیٹ کر دیتے ہیں۔

بھائیو اور بہنو! ان آیات پر غور کرنے سے بخوبی علم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں پے درپے جو آفات ارضی وسماوی نازل ہو رہے ہیں، کیا یہ یونہی ہے؟ کسی جگہ سیلاب نے تباہی کا بازار گرم کیا ہوا ہے، کہیں وبائیں دنیا کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی ہیں۔ کہیں قحط سالی اور طوفان نے بھیانک صورت حال پیدا کر دی ہے اور دنیا کی ایک بڑی تعداد کو لقمہ اجل بنا رہی ہے۔ یہ تمام صورت حال دنیا کو سنجیدگی سے غور کرنے اور اصلاحِ احوال کی جانب توجہ کرنے پر مجبور کرتی ہے۔

قرآن کریم سے ثابت ہے کہ خدائے رحیم وکریم کی طرف سے بعض اوقات جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی کا جو ظہور ہوتا ہے۔ اس کے پیچھے بھی کسی قدر اللہ تعالیٰ کا رحم وکرم ہی کار فرما ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسی تجلی کے ظہور سے بڑا مقصد بدکردار اور غافل لوگوں کو ان کے بُرے انجام سے قبل از وقت ڈرانا ہوتا ہے چنانچہ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت میں اس بات کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنۡ نُّرۡسِلَ بِالۡاٰيٰتِ اِلَّاۤ اَنۡ كَذَّبَ بِهَا الۡاَوَّلُوۡنَ ؕ وَاٰتَيۡنَا ثَمُوۡدَ النَّاقَةَ مُبۡصِرَةً فَظَلَمُوۡا بِهَا ؕ وَمَا نُرۡسِلُ بِالۡاٰيٰتِ اِلَّا تَخۡوِيۡفًا

(بنی اسرائیل:60)

یعنی اور کسی بات نے ہمیں نہیں روکا کہ ہم اپنی آیات بھیجیں سوائے اس کے کہ پہلوں نے ان کا انکار کر دیا تھا اور ہم نے ثمود کو بھی ایک بصیرت افروز نشان کے طور پر اُونٹنی عطا کی تھی۔ پس وہ اس سے ظلم کے ساتھ پیش آئے اور ہم نشانات نہیں بھیجتے مگر تدریجاً ڈرانے کی خاطر۔

اس آیت کا آخری حصہ صریح طور پر اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ ایسے نشانات محض تخویف کے لئے لائے جاتے ہیں۔ اسی آیت میں قوم ثمود کی مثال دے کر بتایا کہ حضرت صالح علیہ السلام بار بار ان کو اصلاحِ احوال کی جانب توجہ دلاتے رہے لیکن انہوں نے اپنی روش نہیں بدلی اور شوریدی سری اس قدر بڑھی کہ جس ناقہ پر سوار ہو کر حضرت صالح علیہ السلام انہیں تبلیغ کیا کرتے تھے اور خیر خواہی کا پیغام سناتے تھے، اُسی اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکا۔ قرآن کریم میں یوں مذکور ہے کہ

فَدَمۡدَمَ عَلَيۡهِمۡ رَبُّهُمۡ بِذَنۢۡبِهِمۡ فَسَوّٰٮهَا O وَلَا يَخَافُ عُقۡبٰهَا

(الشمس:15-16)

یعنی تب اُن کے گناہوں کے سبب اُن کے ربّ نے اُن پر پےَ بہ پےَ ضربیں لگائیں اور اس (بستی) کو ہموار کر دیا۔ جبکہ وہ اُس کے انجام کی کوئی پروا نہیں کر رہا تھا۔

سورۃ الشمس کی آخری آیت کے الفاظ حیرت انگیز ہیں کہ جب ہماری جانب سے کسی قوم کو عبرت کے لئے اور نصیحت کی خاطر تباہ کرنے کا فیصلہ کیا جاتا ہے تو پھر ہم اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ اس قوم کے بقیہ افراد کیا کیا تکلیف اُٹھائیں گے۔ حقیقت یہ بھی ہے کہ اگر ہم قرآن کریم کے ان آیات کو تدبُّر کی نظر سے غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی قوم کے متعلق ایسا فیصلہ انصاف پر مبنی ہوتا ہے۔ لہٰذا جب نبی اپنی قوم کو ان عذابوں سے بار بار خبر دار کر رہا ہوتا ہے اور اُس کی قوم خوابِ خرگوش میں بدمست سوئی ہوتی ہے اور کسی عذاب کی پرواہ بھی نہیں کرتی تو پھر خدا کی غیرت جوش میں آتی ہے تو وہ بھی کسی کی پرواہ نہیں کرتی۔

بھائیو اور بہنو! موجودہ دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام قوموں کو بہت عرصہ قبل ہی متنبہ کر دیا تھا۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر وزبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں اُن کا پتہ نہیں ملے گا تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوعِ انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں اگر مَیں نہ آیا ہوتا تو اِن بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا وَ مَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں اُن پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم اِن زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہوگا یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے۔ مَیں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا مُنہ دیکھو گے۔ اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دور

نہیں۔ مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 257-258)

سامعین و سامعات! کیا اب بھی کسی شبہ کی گنجائش موجود ہے کہ یہ عذاب در عذاب صرف اور صرف مامور من اللہ کے انکار کے نتیجے میں وارد ہو رہے ہیں۔ ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیے اور قرآنی اصول کو مدنظر رکھ کر ہمیں اپنی زندگیوں کے اصول مرتب کرنا چاہئیے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس نازک دور میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھا ہے۔ اور گاہے بگاہے ہر پلیٹ فارم پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ دنیا کو اس آنے والی تباہی سے خبر دار کر رہے ہیں۔

احمدی تو اللہ کے فضل سے عافیت کے حصار میں محفوظ ہیں لیکن بے چارے دوسرے مسلمان حتی کہ ساری انسانیت ہی ان خطرات سے دوچار ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں اور دیگر اقوام کی آنکھیں کھولے اور زمانہ کے امام کے جھنڈے تلے جمع ہونے کی انہیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”دنیا اس وقت آگ کے گڑھے کے جس دہانے پر کھڑی ہے کسی وقت بھی ایسے حالات ہو سکتے ہیں کہ وہ اس میں گر جائے۔ ایسے وقت میں دنیا کو اس آگ میں گرنے سے بچانے کی کوشش کرنا اور امن اور سلامتی دینے کا کام کرنا ایک احمدی کی ذمہ داری ہے اور احمدی ہی کر سکتے ہیں۔ پس اس کے لئے کوشش کی ضرورت ہے اور سب سے بڑی چیز اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کرنا ہے، اس کے آگے جھکنا ہے، اس کا تقویٰ اختیار کرنا ہے۔ اس کا تقویٰ اپنے دلوں میں پیدا کرنا ہے۔ تبھی

ہم اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بھی اور دنیا کو بھی امن اور سلامتی دے سکتے ہیں۔ ایسے ہی موقع کے لئے اور ان حالات کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

(درثمین صفحہ 154 شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

پس اس ذوالعجائب اور سب طاقتوں کے مالک خدا سے تعلق مضبوط تر کرنے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ سے پیار میں بڑھنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور دنیاداروں کو بھی عقل دے کہ وہ خدا تعالیٰ کی آواز کو سنیں اور اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچیں۔"

(خطبہ جمعہ 11 دسمبر 2015ء)

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اُسے دے چکے مال و جان بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

(تیار کردہ۔ سید طفیل احمد شہباز۔ مربی سلسلہ نشر و اشاعت قادیان)

☆☆☆☆

﴿11﴾ ﴿مشاہدات۔320﴾

6 مارچ۔ حق و باطل میں آسمانی فیصلہ کا تاریخی دن
پیشگوئی بابت پنڈت لیکھرام

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ (المجادلہ:22)

اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا
آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے
اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دُکھانا
گستاخ ہوتے جانا اس کی سزا یہی ہے

معزز سامعین! آج مجھے چھ (6) مارچ کی مناسبت سے پنڈت لیکھرام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق لیکھرام کی ہلاکت کی تفصیل بیان کرنی ہے۔

پنڈت لیکھرام کا والد چھوٹی عمر میں وفات پا گیا تھا تب اِس نے اپنے چچا گنڈا سنگھ کے زیر سرپرستی پرورش پائی۔ اس کی ذہانت کا خیال کر کے ایک دن چچا نے ماسٹر سے وظیفہ کے لئے سفارش کرانی چاہی تو استاد تُلسی داس نے یہ کہہ کر چچا کی درخواست ردّ کر دی کہ ”بے شک یہ ذہین ہے **مگر گستاخ بہت ہے۔ بڑوں کا ادب نہیں کرتا۔**“

اِس گستاخِ رسولؐ کا یہ پہلا سرٹیفکیٹ تھا جس کو اپنے ماتھے پر بدنما دھبے کی طرح سجائے جوانی میں داخل ہوا۔ چند سال پولیس میں رنگروٹ کے طور پر کام کے دوران چار دفعہ ملازمت سے معطل ہوا کیونکہ

طبیعت میں آزاد پن کی وجہ سے افسران سے نہیں بنتی تھی۔ بعد ازاں فیروز پور میں آکر ”آریہ گزٹ“ اخبار میں کام کیا۔

پنڈت لیکھرام آریہ سماج کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل پر اِس دعویٰ کے ساتھ آیا کہ اسلام سچائی سے خالی اور بانیٔ اسلام راستباز اور سچے نبی نہیں ہیں (نعوذ باللہ) اور یہ کہ ساری سچائیوں کا سرچشمہ وید ہیں اور وید کے رشیوں کے بعد دنیا میں کوئی سچا نبی پیدا نہیں ہوا اور اب نجات پانے کا واحد ذریعہ ویدک دھرم کا قبول کرنا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے روحانی پیشوا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بد زبانی کرنے میں اس نے کوئی کمی نہ کی۔ اس کی بے ادبیاں اور گستاخیاں روز بروز بڑھتی چلی گئیں۔ اس گستاخ شخص کی حضرت مسیح موعودؑ سے خط و کتابت کی طرزِ تحریر سے بھی اس کے کردار اور اخلاق کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اس نے اپنے ایک خط میں حضرت مسیح موعودؑ کو لکھا کہ:

”اچھا آسمانی نشان تو دکھا دیں اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان تو مانگیں تا فیصلہ ہو۔“

اس کے جواب میں حضورؑ نے اُسے تحریر فرمایا کہ:

”آپ کی زبان بدزبانی سے رُکتی نہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی نشان مانگیں۔ یہ کس قدر ہنسی ٹھٹھے کے کلمات ہیں۔ گویا آپ اُس خدا پر ایمان نہیں لاتے جو بے باکوں کو تنبیہہ کر سکتا ہے۔“

پھر اُس نے تمام انبیاء بشمول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی الہامی کتب کو جھوٹا قرار دیتے ہوئے لکھا کہ

میرا دوسرا فریق مرزا غلام احمد ہے وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا ہے اور اس کی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے جس طرح مَیں قرآن وغیرہ کو پڑھ کر غلط سمجھتا ہوں ویسے وہ بغیر پڑھے یا دیکھنے ویدوں کو

غلط سمجھتا ہے۔ اے پر میشر! ہم دونوں میں سچا فیصلہ کر..... کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا۔

(نسخہ خبط احمدیہ صفحہ 84۔ شمولہ کلیات آریہ مسافر صفحہ:585)

سامعین! پنڈت لیکھرام جب حضرت مسیح موعودؑ کے مقابل آیا تو اس کی عمر کوئی تیس برس کے قریب تھی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "برکات الدعا" کے اِس اقتباس سے ظاہر ہے۔ آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

"لیکھرام کی عمر اس وقت شاید زیادہ سے زیادہ تیس برس کی ہو گی اور وہ ایک جوان قوی ہیکل عمدہ صحت کا آدمی ہے اور عاجز کی عمر اس وقت پچاس برس سے کچھ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم المریض اور طرح طرح کے عوارض میں مبتلا ہے۔"

پنڈت لیکھرام جب اپنی بدزبانیوں اور شوخیوں سے رُکنے کی بجائے ان میں بڑھتے ہی گیا تو حضرت مسیح موعودؑ نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی اور آپؑ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ یہ شخص ہیبت ناک عذاب سے ہلاک کیا جائے گا۔ اس پیشگوئی کے شائع کرنے سے قبل حضورؑ نے لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت دی کہ اگر وہ خواہشمند ہو تو اس کی قضاء قدرت کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جاویں جس پر لیکھرام نے بڑی دلیری اور بے باکی اور استہزاء کی راہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں لکھ بھیجا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کر دو۔

نیز ایک اشتہار میں لکھا کہ:

"آپ کی علّت غائی یہ ہے کہ لوگ ڈر کر آپ کی طرف رجوع لاویں اور بھینٹ چڑھاویں اور تحریریں بھیج دیں آپ سے کوئی نہیں ڈرتا بے شک جی کھول کر درج کیجئے۔ ادھر ہمارا شعلۂ طور تیار ہوتا ہے۔ ہم بھی اپنا الہام سُنائیں گے اور غیب کی باتیں بتائیں گے۔"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ 495)

اور ساتھ ہی پنڈت لیکھرام نے اپنی طرف سے حضورؑ اور آپؑ کی اولاد بارے چند ایک پیشگوئیاں شائع کر کے پہل کر دی۔ جو مَیں آپ حاضرین کے سامنے رکھتا ہوں۔

لکھتا ہے۔

”جو صفائی وقت میسر ہو کر پھر گزر ہوا تو آپ کی تصدیق کلام کے لئے بار گاہ باری تعالیٰ میں عرض کرنا چاہاتو ابھی غلام احمد ہی میری زبان پر گزرا تھا کہ او تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ نے نہایت جلال سے فرمایا کہ وہ شخص تو روز اوّل میں مکّار و غدّار اور مفتری پیدا کیا گیا ہے اور آئندہ میں ایک دو شخص ایسے ہی اور بھی ہوں گے۔ مَیں نے عرض کی کہ بارِ خدایا! ایسے مکار کو سزا کیوں نہیں دیتا۔ جو بندگان ایزدی کو گمراہ کرتا ہے۔ فرمایا ابھی اس کے پچھلے اعمال کا بدلہ باقی ہے۔ تین سال میں سزا دی جاوے گی.... مَیں نے عرض کیا کہ خداوند اس نے یہ اشتہار جاری کیا ہے کہ مجھ کو الہامات ہوتے ہیں۔ فرمایا محض جھوٹ ہے۔ ہم نے کوئی الہام یا پیشگوئی اس کو نہیں بتلائی۔ جو باتیں وہ لکھتا ہے یا لکھے گا اس کے برعکس ہوگا۔ تو جا اور بذریعہ اشتہار اس کا جھوٹ مشتہر کر تا کہ میرے بندے نجات پائیں.... آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی۔ غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی.... خدا کہتا ہے چند روز تک قادیان میں نہایت ذلت و خواری کے ساتھ کچھ تذکرہ رہے گا۔ پھر معدوم محض ہو جائے گا..... ابد تک آپ کے کوئی لڑکا پیدا نہ ہوگا“

(کلیات آریہ مسافر صفحہ 495-299)

اور پھر بڑے زوردار الفاظ میں لکھا کہ

”ہمارا الہام یہ کہتا ہے کہ لڑکا کیا تین سال کے اندر اندر آپ کا خاتمہ ہو جائے گا اور آپ کی ذریت سے کوئی باقی نہ رہے گا۔“

(کلیات آریہ مسافر صفحہ 501)

سامعین! پنڈت لیکھرام کی اوپر بیان شدہ پیشگوئیوں کا احاطہ کریں تو اِن کی تعداد پانچ بنتی ہے اور آریہ دھرم کے مطابق یہ الفاظ لیکھرام کے اپنے ہیں نہ کہ خدا تعالی کے کیونکہ ہندو دھرم میں آریہ صاحبان خدا تعالیٰ کے بارے یہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اب کلام نہیں کرتا۔ سو اس بات سے ہی پنڈت لیکھرام اور اس کی پیشگوئیوں کی سچائی کی قلعی کھل جاتی ہے پس پنڈت لیکھرام نے دروغ گوئی سے کام لے کر خدتعالیٰ پر افتراء کیا۔ جس کا خمیازہ اُسے بھگتنا پڑا۔

سامعین! مذکورہ بالا پانچوں باتیں درست نہیں نکلی جیسے حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ السلام پنڈت صاحب کی ان پیشگوئیوں کے بعد قریب 22 برس تک زندہ رہے۔ اُس وقت آپؑ کی ذریت جسمانی میں سے دو لڑکے تھے۔ تو اب ذریت طیبہ کی تعداد بفضلہٖ تعالیٰ سینکڑوں تک پہنچی ہوئی ہے اور حضورؑ کے اس شعر کی مصداق ہزار کو چھونے والی ہے کہ بابرگ وبار ہوویں اک سے ہزار ہوویں۔

مخصوص علامات والا لڑکا خدا تعالیٰ کے فضل سے مقررہ میعاد کے اندر پیدا ہوا اور اپنی نسبت پیشگوئی میں بیان شدہ علامت کے مطابق جلد جلد بڑھا اور ترقی کرتا گیا اور یہ وجود باجود سیدنا فضل عمر المصلح الموعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ تھے۔

پس پنڈت لیکھرام کا یہ کہنا کہ ابد تک آپ کے کوئی لڑکا پیدا نہ ہو گا، سراسر غلط ثابت ہوا اور اپنا جھوٹا ہونا وہ اپنی زندگی میں دیکھ چکا۔ کیونکہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ کی پیدائش 12 جنوری 1889ء کو ہوئی اور پنڈت لیکھرام کی موت کے سال یعنی 1895ء میں آپ نویں برس میں تھے۔

سامعین! پنڈت لیکھرام نے پیشگوئی کی تھی کہ مرزا صاحب کی ذریت منقطع ہو جائے گی آپ کی شہرت غایت درجہ تین سال تک رہے گی اور یہ کہ قادیان میں آپ کا ذکر معدوم ہو جائے گا۔ کیا اُس کی یہ باتیں پوری ہوئیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ برعکس اس کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی بیان فرمودہ پیشگوئیوں کے عین مطابق حضورؑ کی ذریت پھیلتی گئی۔ نیز آپؑ کی شہرت اور آپؑ کی جاں نثار جماعت احمدیہ ترقی پر ترقی کرتی رہی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں منعقد ہونے والے پہلے سالانہ جلسہ میں شامل ہونے والے احباب کی تعداد 75 تھی تو اس کے بعد حضورؑ کی زندگی میں یہ تعداد ترقی کر کے سینکڑوں تک پہنچ گئی تھی اور سال بہ سال اس میں ترقی ہو کر ہزاروں تک یہ تعداد پہنچتی ہوئی پاکستان میں حکومتی جبری پابندیوں سے قبل منعقد ہونے والے 1983ء کے آخری جلسہ پر یہ تعداد تین لاکھ سے تجاوز کر چکی تھی اور اب برطانیہ میں ہر سال مرکزی جلسہ پر یہ تعداد 25 سے 30 ہزار تک ہو جاتی ہے۔ اِس کے علاوہ 75 سے زائد ممالک میں یہ جلسے بڑی شان اور آن بان کے ساتھ منعقد ہوتے ہیں جن میں اللہ اکبر اور اسلام احمدیت زندہ باد کی صدائیں نہ صرف بلند ہوتی ہیں بلکہ دنیا کے کناروں کو چھو کر فلک شگاف

صوتوں کے ساتھ واپس لوٹتی ہیں۔ ہزاروں مساجد کا قیام، ہزاروں مبلغین کا دنیا بھر میں موجود ہونا، یکصد کے قریب قرآنِ کریم کے تراجم کی تکمیل اور ایم ٹی اے کے ذریعہ اکنافِ عالَم تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچنا اِس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام کا خدا آج بھی زندہ جاوید ہے، اسلام احمدیت ایک عالمی مذہب بن چکا ہے، مرزا غلام احمد قادیانیؑ بھی زندہ ہے اور اُن کے نام لیوا بھی زندہ و تابندہ ہیں اور بڑی تیزی کے ساتھ اپنے قدم آگے بڑھا رہے ہیں۔ غرضیکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نام لیوا اور آپؑ کی جانثار جماعت ترقی پر ترقی کرتی گئی اور مضبوط سے مضبوط تر ہوتی گئی اور کڑوروں کی تعداد میں دنیا جہان میں پھیل چکی ہوئی ہے۔ پریس کے لحاظ سے اگر ابتداء میں ایک یا دو اخبار جاری تھے تو اب سینکڑوں اخبارات و رسائل اور جرائد جماعت کی طرف سے دنیا بھر میں جاری ہیں اور مختلف زبانوں میں شائع ہو رہے ہیں۔ تعلیم کے لئے سینکڑوں کی تعداد میں اسکول اور ہسپتال جماعت احمدیہ کی طرف سے خدمتِ انسانیت میں مصروف ہیں۔ نئے نئے شعبے اور محکمے قائم ہو رہے ہیں اور نئی نئی عمارتیں تیار ہو رہی ہیں اور مراکز قائم ہو چکے ہیں۔

اِس کے مقابل پر پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی سراسر غلط ثابت ہوئی۔ حضرت مرزا صاحب کا ذکر معدوم ہونے کی بجائے آپؑ کی شہرت کو چار چاند لگے۔ آپؑ کا سلسلہ بڑھا، پھولا، پھلا اور زمین کے کناروں تک پہنچ گیا اور آپؑ کی جماعت ہر لحاظ سے مضبوط ہوگئی۔ اسی وجہ سے آریہ سماج والے اس سے ہراساں ہوئے۔ چنانچہ ”تیج“ دہلی 25 جولائی 1927ء میں لکھا کہ:

”تمام دنیا کے مسلمانوں میں سے سب سے زیادہ ٹھوس اور مسلسل تبلیغی کام کرنے والی طاقت صرف جماعتِ احمدیہ ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم سب سے زیادہ اس کی طرف سے غافل ہیں.... بلا مبالغہ احمدیہ تحریک ایک خوفناک آتش فشاں پہاڑ ہے جو بظاہر اتنا خوفناک معلوم نہیں ہوتا مگر اس کے اندر ایک تباہ کن اور سیال آگ کھول رہی ہے۔ جس سے بچنے کی کوشش نہ کی گئی تو کسی وقت موقع پا کر ہمیں بالکل جُھلس دے گی۔“

آریہ دھرم کا یہ اقرار دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی پنڈت لیکھرام کے متعلق خدا تعالیٰ کے اِن الفاظ کی تصدیق ہے جس میں فرمایا تھا کہ:

”آج کی تاریخ سے جو 20 فروری 1893 ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی اُن بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔ سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر ہیبت الٰہی رکھتا ہو تو سمجھو کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اُس کی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر مَیں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر سزا کے بھگتنے کے لئے میں تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسّہ ڈال کر کسی سُولی پر کھینچا جائے اور باوجود میرے اس تکرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ زیادہ اس سے کیا لکھوں۔“

(اشتہار 20 فروری 1893ء)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی کے مندرجہ بالا الفاظ کے علاوہ اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اس پیشگوئی کی مزید تفصیلات بھی اپنی مختلف کتب میں بیان فرمائیں جیسے پنڈت لیکھرام کسی عذاب کے نتیجہ میں ہلاک ہو گا۔ یہ ہیبت ناک واقعہ چھ سال کے اندر وقوع میں آئے گی۔ اِس نشان کے ظہور کا دن یوم عید کے ساتھ ملا ہو گا۔ لیکھرام کے ساتھ گوسالہ سامری کا سا سلوک کیا جائے گا۔ جو یہ تھا کہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے گئے تھے اور جلا کر اس کی راکھ دریا میں بہا دی گئی تھی۔

مذکورہ بالا واضح علامات کے مطابق چھ برس کے اندر یعنی مورخہ 6 مارچ 1897ء بروز ہفتہ باوجود سخت حفاظتی سامانوں کے کسی کے ہاتھوں ایک تیز خنجر کے ذریعہ قتل ہو گیا۔ 5 مارچ جمعہ کے دن عید الفطر تھی۔ اس کے ساتھ ملے ہوئے دن یعنی ہفتہ کو اس نشان کا ظہور ہوا اور جیسا کہ گوسالہ سامری ہفتہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور پھر جلا کر اس کی راکھ دریا میں ڈالی گئی تھی۔ ایسا ہی پنڈت لیکھرام کا خاتمہ اس کی انتڑیاں خنجر کے ذریعہ ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے ساتھ ہوا اور پھر اُسے جلایا گیا۔

سامعین! آریہ صاحبان کے اعتراف کا ایک ذکر ہم اوپر سُن آئے ہیں۔ پنڈت لیکھرام کے قتل کے بارہ میں ایک اقتباس ایک آریہ سماج کی کتاب ”سربکف مسافر“ سے سُنیے۔ جس سے عیاں ہو جاتا ہے کہ آریہ سماجی پنڈت لیکھرام کی موت کو کس بات کا نتیجہ سمجھتے تھے اور یہ کہ پیشگوئی اپنی تمام تر وضاحت کے مطابق نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ لکھا ہے:

”پیغمبر قادیانی نے 20 فروری 1893ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ آج کی تاریخ سے 6 سال کے اندر پنڈت لیکھرام اپنی بدزبانیوں اور بے ادبیوں کی سزا میں جو اُس نے رسول اللہ کی نسبت کی ہیں۔ عذابِ شدید میں مبتلا ہو جائے گا وغیرہ وغیرہ اور اس اشتہار کے سرے پر یہ شعر درج تھا:

اَلا اَے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغِ بُرّانِ محمدؐ

مرزے کے اشتہار کو شائع ہوئے قریباً چھ سال گزرے گئے .... یکم مارچ 1897ء کو آپ (لیکھرام) ملتان گئے اور چھ مارچ کو واپس لاہور پہنچے۔ بہادر مسافر ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے مہرشی کے جیون چرتر کے کاغذات مکمل کر رہے تھے۔ کچھ تھکاوٹ سے چارپائی سے اُٹھے دونوں ہاتھ سر کی طرف اُٹھا کر انگڑائی لی کہ ظالم قاتل نے فوراً خنجر کلیجہ میں بھونک دی اور آٹھ دس زخم، انتڑیاں باہر نکال دیں۔ ہسپتال پہنچائے گئے مگر وہاں بھی جانبر نہ ہو سکے اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو ہمیشہ کے لئے داغ جدائی دے کر دنیا سے چل بسے۔“

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”یہ پیشگوئی ایک بڑے مقصد کے ظاہر کرنے کے لئے کی گئی تھی۔ یعنی اس بات کا ثبوت دینے کے لئے کہ آریہ مذہب بالکل باطل اور وید خداتعالیٰ کی طرف سے نہیں اور ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خداتعالیٰ کے پاک رسول اور برگزیدہ نبی اور اسلام خداتعالیٰ کی طرف سے سچا مذہب ہے۔ سو اس

پیشگوئی کو نری ایک پیشگوئی خیال نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک آسمانی فیصلہ ہے۔"

(سراج منیر صفحہ 9-10)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"پانچواں واقعہ جو آپؑ نے بتایا وہ لیکھرام کا واقعہ ہے۔ اس کے متعلق پیشگوئی تھی اس کے مطابق وہ کیفر کردار تک پہنچا۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی انتہاء کی ہوئی تھی۔ آخر اللہ تعالیٰ کی پکڑنے، اپنے پیارے نبی کی غیرت نے اس کو پکڑا اور اس کی تمام تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتائی کہ مَیں اس کو پکڑوں گا اور کس طرح اس کا انجام ہو گا۔ آپ نے اس بارے میں پیشگوئی فرمائی اور باوجود تمام تر حفاظتی تدابیر کے کوئی اس کو بچا نہ سکا۔ یہ بھی ایک لمبی کہانی ہے۔ بہرحال اس کے قتل کے بعد اس پیشگوئی کی بنا پر جو حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے انجام کی کی تھی حکومت کے کارندوں نے بھی کوششیں کیں اور لوگوں نے بڑا شور مچایا اور آپ پر الزام لگایا گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق آپ کی ہر لحاظ سے یہاں بھی بریت فرمائی۔ "

(خطبہ جمعہ 7/ جولائی 2006ء)

لیکھو کی بدزبانی کارد ہوئی تھی اُس پر
پھر بھی نہیں سمجھتے حمق و خطا یہی ہے
جس کی دُعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

(یہ تقریر کتاب "تیغِ دعا" از حنیف محمود سے تیار کی گئی)

(کمپوزڈ بائی: منہاس محمود۔ جرمنی)

﴿12﴾ ﴿مشاہدات۔345﴾

9 مارچ۔ اسلام کی فتح عظیم کا دن

حضرت مسیح موعودؑ کی دعوت مباہلہ اور ڈوئی کی ہلاکت

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ عَزِيۡزٌ (المجادلہ:22)

اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زارو نزار
ہے سرِ رہ پر مرے وہ خود کھڑا مولیٰ کریم
پس نہ بیٹھو میری رہ میں اَے شریرانِ دیار

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ 9 مارچ۔ اسلام کی فتح عظیم کا دن۔ حضرت مسیح موعودؑ کی دعوت مباہلہ اور ڈوئی کی ہلاکت

سنتِ مستمرہ کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ دنیا میں تکبّر سے کام لینے والوں نے ٹھٹھا سے کام لیا۔ آپؑ کی شدید مخالفت کی اور آپؑ کے الٰہی مشن کو فیل کرنے اور ناکام کرنے کے لئے سر توڑ کوششیں کیں۔ اِن مخالفین میں سے ایک امریکہ کے مغرور اور متکبر انسان ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی بھی تھا جس نے آپؑ کی مخالفت کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اِس کے بالمقابل خدائی وعدہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىۡ کہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ہی ہمیشہ غالب رہے ہیں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبولیت دعا اور صداقتِ اسلام کا عظیمُ الشّان نشان دیا گیا اور آپؑ کے دعوتِ مباہلہ اور دعاؤں کے نتیجہ سے اسلام کی فتح عظیم کا حیرت انگیز واقعہ رونما

ہوا جس کے نتیجہ میں ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی حسرتِ یاس لئے اس دنیا سے کوچ کر کے جماعتِ احمدیہ کے حق میں صداقت کا منہ بولتا ثبوت چھوڑ گیا۔

سامعین! ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی سکاٹ لینڈ کا ایک شخص تھا جو بچپن میں اپنے والدین کے ساتھ آسٹریلیا چلا گیا جہاں 1872ء کے قریب وہ ایک کامیاب مقرر اور پادری کی حیثیت سے پبلک کے سامنے آیا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے یہ اعلان کیا کہ یسوع مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے سے بیماروں کو شفا دینے کی قوت مجھے دی گئی ہے۔ 1888ء میں وہ امریکہ کی نئی دنیا میں اپنے خیالات پھیلانے کے لئے سان فرانسسکو آ گیا۔ سان فرانسسکو کے قرب وجوار اور دوسری مغربی ریاستوں میں کامیاب جلسے کرنے کے بعد اس نے 1893ء میں شکاگو میں اپنی خاص سرگرمیاں شروع کر دیں ایک مکان کرایہ پر لیا جس کا نام ''زائن روم'' رکھا۔ ایک اور بلڈنگ میں ''زائن پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ ہاؤس'' کھولا۔ اور ایک اخبار ''لیوز آف ہیلنگ'' کے نام سے جاری کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں امریکہ کے طول وعرض میں اسے بڑی شہرت حاصل ہوئی اور اس کے ماننے والوں میں بڑی تیزی سے اضافہ ہونے لگا۔ ڈوئی نے یہ کامیابی دیکھ کر 22 فروری 1896ء کو ایک نئے فرقہ کی بنیاد رکھی اور اس کا نام ''کرسچن کیتھولک چرچ'' رکھا۔ پھر اِس نے پیغمبری کا دعویٰ کر دیا اور اس فرقہ کو ''کرسچن کیتھولک اپاسٹلک چرچ'' کا نام دیا۔

اور ایک صیحون نامی شہر کی بنیاد رکھ کر ظاہر کیا کہ مسیح اسی شہر میں نازل ہو گا۔ اس نے اپنی ترقیات کو دیکھ کر اپنے اخبار ''لیوز آف ہیلنگ'' میں لکھا۔ ''اگر یہ ترقی اس طرح جاری رہی تو ہم بیس 20 سال کے عرصے میں ساری دنیا کو فتح کر لیں گے''۔

سامعین! ڈوئی اسلام کا بدترین دشمن تھا۔ اِس کی باتیں اور تقاریر، اسلام دشمنی سے بھرپور ہوتیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ جھوٹا اور مفتری خیال کرتا تھا اپنی تقاریر میں اِس کا اعلان کرتا جو اُس کے اپنے اخبار میں بھی شائع ہوتا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے حقیقۃ الوحی میں نشان نمبر 196 کے تحت لکھا۔

آپؑ فرماتے ہیں:۔

”واضح ہو کہ یہ شخص جس کا نام عنوان (ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی امریکہ کا جھوٹا نبی) میں درج ہے۔ اسلام کا سخت درجہ پر دشمن تھا اور علاوہ اس کے اس نے جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا اور حضرت سیّد النبیّین و اصدق الصادقین و خیر المرسلین وامام الطیّبین جناب تقدّس مآب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب اور مفتری خیال کرتا تھا اور اپنی خباثت سے گندی گالیاں اور فحش کلمات سے آنجناب کو یاد کرتا تھا۔ غرض بُغض دینِ متین کی وجہ سے اُس کے اندر سخت ناپاک خصلتیں موجود تھیں اور جیسا کہ خنزیروں کے آگے موتیوں کا کچھ قدر نہیں ایسا ہی وہ توحیدِ اسلام کو بہت ہی حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اور اس کا استیصال چاہتا تھا اور حضرت عیسیٰؑ کو خدا جانتا تھا اور تثلیث کو تمام دنیا میں پھیلانے کے لئے اتنا جوش رکھتا تھا کہ میں نے باوجود اس کے کہ صدہا کتابیں پادریوں کی دیکھیں مگر ایسا جوش کسی میں نہ پایا چنانچہ اس کے اخبار لیئوز آف ہیلنگ مؤرخہ 19، دسمبر 1903ء اور 14، فروری 1907ء میں یہ فقرے ہیں۔ ”میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلد آوے کہ اسلام دنیا سے نابود ہو جاوے اے خدا! تو ایسا ہی کر۔ اے خدا! اسلام کو ہلاک کر دے“ اور پھر اپنے پرچہ اخبار 12، دسمبر 1903ء میں اپنے تئیں سچا رسول اور سچا نبی قرار دے کر کہتا ہے کہ ”اگر میں سچا نبی نہیں ہوں تو پھر رُوئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو خدا کا نبی ہو۔“

(حقیقۃالوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 504-505)

حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے ڈوئی کو مباہلہ کا چیلنج

سامعین! جب ڈوئی اپنی شوخیوں اور بے باکیوں میں یہاں تک پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت کا ایک زبردست جوش پیدا کیا۔ چنانچہ حضورؑ نے ستمبر 1902ء کو ایک مفصل اشتہار لکھا جس میں حضورؑ نے تثلیث پرستی پر تنقید کرنے اور اپنے دعویٰ مسیحیت کا تذکرہ کرنے کے بعد تحریر فرمایا۔

”حال میں ملک امریکہ میں یسوع مسیح کا ایک رسول پیدا ہوا ہے جس کا نام ڈوئی ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ یسوع مسیح نے بحیثیت خدائی دنیا میں اس کو بھیجا ہے تا سب کو اس بات کی طرف کھینچے کہ بجز مسیح کے اور کوئی خدا نہیں...... اور بار بار اپنے اخبار میں لکھتا ہے کہ اس کے خدا یسوع مسیح نے اس کو خبر دی ہے کہ تمام

مسلمان تباہ اور ہلاک ہو جائیں گے اور دنیا میں کوئی زندہ نہیں رہے گا بجز ان لوگوں کے جو مریمؑ کے بیٹے کو خدا سمجھ لیں اور ڈوئی کو اس مصنوعی خدا کا رسول قرار دیں۔"

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: "سو ہم ڈوئی صاحب کی خدمت میں باادب عرض کرتے ہیں کہ اس مقدمہ میں کروڑوں مسلمانوں کے مارنے کی کیا حاجت ہے ایک سہل طریق ہے جس سے اس بات کا فیصلہ ہو جائے گا کہ آیا ڈوئی کا خدا سچا ہے یا ہمارا خدا۔ وہ بات یہ ہے کہ وہ ڈوئی صاحب تمام مسلمانوں کو بار بار موت کی پیش گوئی نہ سناویں بلکہ ان میں سے صرف مجھے اپنے ذہن کے آگے رکھ کر یہ دعا کر دیں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے کیوں کہ ڈوئی یسوع مسیح کو خدا مانتا ہے مگر مَیں اس کو ایک بندہ عاجز مگر نبی مانتا ہوں۔ اب فیصلہ طلب یہ امر ہے کہ دونوں میں سے سچا کون ہے۔ چاہئے کہ اس دعا کو چھاپ دے اور کم سے کم ہزار آدمی کی اس پر گواہی لکھے اور جب وہ اخبار شائع ہو کر میرے پاس پہنچے گی تب مَیں بھی بجواب اس کے یہی دعا کروں گا اور ان شاء اللہ ہزار آدمی کی گواہی لکھ دوں گا اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ ڈوئی کے اس مقابلہ سے تمام عیسائیوں کے لئے حق کی شناخت کے لئے راہ نکل آئے گی۔ مَیں نے ایسی دعا کے لئے سبقت نہیں کی بلکہ ڈوئی نے کی۔ اس سبقت کو دیکھ کر غیور خدا نے میرے اندر یہ جوش پیدا کیا اور یاد رہے کہ مَیں اس ملک میں معمولی انسان نہیں ہوں۔ مَیں وہی مسیح موعود ہوں جس کا ڈوئی انتظار کر رہا ہے۔ صرف یہ فرق ہے کہ ڈوئی کہتا ہے کہ مسیح موعود پچیس برس کے اندر اندر پیدا ہو جائے گا اور مَیں بشارت دیتا ہوں کہ وہ مسیح پیدا ہو گیا اور وہ مَیں ہی ہوں۔ صدہا نشان زمین سے اور آسمان سے میرے لئے ظاہر ہو چکے۔ ایک لاکھ کے قریب میرے ساتھ جماعت ہے جو زور سے ترقی کر رہی ہے۔"

حضرت اقدسؑ نے یہ اشتہار براہ راست ڈوئی کو بجھوا دیا لیکن ڈوئی نے اس طریق فیصلہ کی طرف بھی ذرا توجہ نہ کی بلکہ حضور کو براہ راست اس کا جواب تک نہ دیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ اسلام کے خلاف پہلے سے زیادہ بدزبانی شروع کر دی۔

چنانچہ اپنے ستمبر 1902ء کے پرچہ میں لکھا کہ:

”میرا کام یہ ہے کہ مَیں مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب سے لوگوں کو جمع کروں اور مسیحیوں کو اس شہر اور دوسرے شہروں میں آباد کروں یہاں تک کہ وہ دن آجائے کہ مذہب محمدی دنیا سے مٹادیا جائے۔“

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 242-243)

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے مباہلہ کے چیلنج کو امریکہ کے اخبارات میں بھی شائع کرایا اور اس کی اشاعت وسیع پیمانے پر ہوئی۔ جیسے شکاگو انٹر پریٹر 28؍جون 1903ء۔ ٹیلیگراف 5؍جولائی 1903ء۔ ارگوناٹ سان فرانسسکو یکم دسمبر 1902ء اور نیویارک کمرشل ایڈورٹائزر 26؍اکتوبر 1903ء۔

سامعین! حضرت مسیح موعودؑ کے دعوتِ مباہلہ کے جواب میں بدقسمت ڈوئی نے دسمبر 1903ء کے ایک پرچہ میں اور نیز 26 ستمبر 1903ء کے شمارہ میں اپنی طرف سے یہ چند سطریں انگریزی میں شائع کیں۔ جن کا ترجمہ ہے کہ

”ہندوستان میں ایک بے وقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا اور کہ تو کیوں اس شخص کا جواب نہیں دیتا مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ مَیں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا اگر مَیں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو مَیں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا۔“

یہ وہ متکبرانہ رویہ تھا جو ڈوئی نے دکھایا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”مَیں ہمیشہ اس بارہ میں خدا تعالیٰ سے دُعا کرتا تھا اور کاذب کی موت چاہتا تھا چنانچہ کئی دفعہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تو غالب ہوگا اور دشمن ہلاک کیا جائے گا اور پھر ڈوئی کے مرنے سے قریباً پندرہ 15 دن پہلے خدا تعالیٰ نے اپنی کلام کے ذریعہ مجھے میری فتح کی اطلاع بخشی جس کو مَیں اس رسالہ میں جس کا نام ہے

"قادیان کے آریہ اور ہم" اس کے ٹائٹل پیج کے پہلے ورق کے دوسرے صفحہ میں ڈوئی کی موت سے قریباً دو ہفتہ پہلے شائع کر چکا ہوں اور وہ یہ ہے:

خدا فرماتا ہے کہ میں ایک تازہ نشان ظاہر کروں گا جس میں فتح عظیم ہو گی وہ تمام دنیا کے لئے ایک نشان ہو گا اور خدا کے ہاتھوں سے اور آسمان سے ہو گا چاہئے کہ ہر ایک آنکھ اس کی منتظر رہے۔ کیونکہ خدا اس کو عنقریب ظاہر کرے گا تا وہ یہ گواہی دے کہ یہ عاجز جس کو تمام قومیں گالیاں دے رہی ہیں اس کی طرف سے ہے مبارک وہ جو اس سے فائدہ اُٹھاوے"

(20؍فروری 1907ء)

مباہلہ کے نتیجہ میں ڈوئی کی ذلت آمیز اور عبرتناک موت اور ہلاکت

سامعین! یہ خدا تعالیٰ کا فضل تھا کہ قادیان کی ایک چھوٹی سی بستی میں بیٹھ کر آپؑ نے امریکہ کے ڈوئی کو یہ چیلنج دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس کی اشاعت کے سامان تمام دنیا خصوصاً امریکہ اور یورپ میں کر دیئے یہ بھی خدا ہی کا کام تھا۔ کوئی انسان ہرگز ایسا نہ کر سکتا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کو خدا تعالیٰ نے سنا اور اس جھوٹے نبی کو ذلت آمیز اور عبرتناک سزا دی اور اس کے سارے کاموں پر تباہی آئی۔ جس کا ذکر تاریخ احمدیت میں یوں ملتا ہے:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئی کے مطابق ڈوئی کے خدائی قہر کی زد میں آنے کی اولین صورت خود اس کے ہاتھوں یہ پیدا ہوئی کہ اس کی پیدائش ناجائز نکلی اور وہ ولد الحرام ثابت ہوا۔ یہ حقیقت اخبار "نیویارک ورلڈ" کے ذریعہ سے منکشف ہوئی جس نے ڈوئی کے سات خطوط شائع کئے جو اس نے اپنے باپ "جان مرے ڈوئی" کو اپنی ناجائز ولدیت کے بارہ میں لکھے تھے۔ جب ملک میں اس امر کا چرچا ہونے لگا تو خود "ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی" نے 25؍ستمبر 1904ء کو اعلان کیا کہ وہ چونکہ ڈوئی کا بیٹا نہیں اس لئے "ڈوئی" کا لفظ اس کے نام کے ساتھ ہرگز استعمال نہ کیا جائے۔ اس اخلاقی موت کے ایک سال کے بعد یکم اکتوبر 1905ء کو اس پر فالج کا شدید حملہ ہوا۔ ابھی اس کے اثرات چل رہے تھے کہ 19؍دسمبر 1905ء کو اس پر دوبارہ فالج گرا اور وہ اس سخت بیماری سے لاچار ہو کر صیحون سے ایک جزیرہ کی طرف چلا گیا۔ جوں ہی ڈوئی نے صیحون سے باہر قدم رکھا اس کے مریدوں کو تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ ایک نہایت

ناپاک اور سیاہ کار انسان ہے۔ وہ مریدوں کو شراب بلکہ تمباکو نوشی سے بھی روکتا تھا مگر خود گھر جا کر مزے سے شراب پیا کرتا تھا۔ چنانچہ اس کے پرائیویٹ کمرہ سے شراب برآمد ہوئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کے تعلقات بعض کنواری لڑکیوں سے تھے۔ قریباً پچاسی لاکھ روپے کی اس کی خیانت بھی ثابت ہوئی کیوں کہ یہ روپیہ صیحون کے حساب میں کم تھا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک لاکھ سے زیادہ روپیہ اس نے صرف بطور تحائف صیحون کی خوبصورت عورتوں کو دے دیا تھا۔ ان الزامات سے ڈوئی اپنی بریت ثابت نہ کر سکا۔ اب نتیجہ یہ ہوا کہ اپریل 1906ء کو اس کی کیبنٹ کے نمائندوں کی طرف سے ڈوئی کو تار دیا گیا.... تمہاری منافقت، جھوٹ، غلط بیانیوں، فضول خرچیوں، مبالغہ آمیزیوں اور ظلم و استبداد کے خلاف زبردست احتجاج کرتے ہیں۔ اس تار میں اسے متنبہ کیا گیا کہ اگر اس نے نئے انتظام میں کوئی مداخلت کی تو اس کے تمام اندرونی رازوں کا پردہ چاک کر دیا جائے گا اور اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔

اس نے یہ کوشش کی کہ عدالتوں کے ذریعہ صیحون پر اور روپے پر قبضہ حاصل کر لے مگر اس میں بھی اسے ناکامی ہوئی۔ وہ صیحون کے شہر میں جہاں ہزاروں آدمی اس کے ادنیٰ اشارے پر چلتے تھے واپس آیا تو ایک بھی آدمی اس کے استقبال کے لئے موجود نہ تھا۔ اس نے چاہا کہ اپنے مریدوں کے سامنے اپیل کر کے ان کو پھر اپنا مطیع کر لے مگر چاروں طرف سے اس کے لئے مایوسی ہی مایوسی تھی۔ جسمانی طور پر اس کی حالت ایسی خراب ہو گئی کہ وہ خود اٹھ کر ایک قدم بھی نہ چل سکتا تھا بلکہ اس کے حبشی ملازم اسے ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ لے جا رہے تھے۔ اسی حالت میں وہ دیوانہ ہو گیا اور بالآخر 9، مارچ 1907ء کی صبح کو بڑے دکھ اور حسرت کے ساتھ دنیا سے کوچ کر گیا اور خدا کے مقدس مسیح موعودؑ کے یہ الفاظ کہ ”وہ میرے دیکھتے ہی دیکھتے اس دنیائے فانی کو چھوڑ دے گا“۔ عبرتناک رنگ میں پورے ہو گئے۔

امریکہ اور یورپ کے پریس کا تبصرہ ڈوئی کی ہلاکت پر

سامعین! ڈوئی کی ہلاکت کا نشان دنیا کی تاریخ میں ایک غیر معمولی نوعیت کا نشان تھا جس نے مغرب کی مادیت پرست دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اور امریکہ اور یورپ کے بعض اخبارات کو تسلیم کرنا پڑا کہ محمدی مسیح کی پیشگوئی ایسی شان سے پوری ہوئی ہے جس پر وہ جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔ بے شمار اخبارات

میں سے وقت کی رعایت سے صرف ایک اخبار ”شکاگو ٹریبیون“ کی 10، مارچ 1907ء کی اشاعت کا ایک حوالہ پیش کرتا ہوں وہ لکھتا ہے۔

”ڈوئی کل صبح 7 بج کر 40 منٹ پر شیلو ہاؤس میں مر گیا۔ اس وقت اس کے خاندان کا کوئی فرد بھی موجود نہ تھا... ڈوئی کے مرنے کے چند گھنٹے بعد ہی اس کی آراستہ وپیراستہ اقامت گاہ اور اس کے سارے سامان پر سرکاری ریسیور مسٹر جان ہارٹلے نے صیحون کے قرض خواہوں کے نام پر قبضہ کر لیا۔ جب ڈوئی کی نعش صندوق میں پڑی ہوئی تھی اس وقت سرکاری کسٹوڈین مکان کے احاطہ میں جائداد کی نگرانی کرتا رہا۔ یہ خود مصنوعی پیغمبر کسی اعزاز کے بغیر بالکل کس مپرسی کے عالم میں مر گیا۔ اس وقت اس کے پاس نصف درجن سے بھی کم وفادار پیرو موجود تھے جن میں باتنخواہ ملازمین من جملہ ایک حبشی کے شامل تھے۔ اس کے بستر موت پر کوئی قریبی عزیز نہ آیا۔ اس کی بیوی اور لڑکا جیمل مشی گن کے دوسری طرف والے مکان بین ملکڈوہی میں اس عرصہ میں مقیم رہے۔ وہ آدمی جس نے دوسروں کو شفا دینے کا پیشہ اختیار کیا وہ خود کو شفا نہ دے سکا۔ اس کی غیر مطیع سپرٹ کو اس بیماری کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا جو اس کو قریباً دو سال سے دبوچے ہوئے تھی۔ اس کا شفا دینے کا ایمان اس کے فالج اور دوسری پیچیدہ امراض کے سامنے بالکل بے طاقت ثابت ہوا۔“

سامعین! ”بوسٹن ہیرلڈ“ نے اپنے سنڈے ایڈیشن (مورخہ 23، جون 1907ء) کے ایک پورے صفحے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پورے قد کا بڑا فوٹو بھی شائع کر کے یہ عنوان دیا کہ ”مرزا غلام احمد المسیح ایک عظیم الشان انسان ہے“۔ لکھا۔

”یہ ہندوستانی صاحب مشرقی دنیا میں کئی برس سے مشہور ہیں۔ آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ آپ ہی وہ مسیح صادق ہیں جو آخری زمانہ میں آنے والا تھا۔ اور یہ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو اپنی تائید سے نوازا ہے۔ امریکہ میں آپ کا تعارف 1903ء میں ہوا جب کہ آپ نے ڈوئی سے مقابلہ کیا...... آپ نے نہ صرف ڈوئی کی موت کی پیش گوئی کی تھی بلکہ یہ بھی بتا دیا تھا کہ وہ آپ کی زندگی میں مرے گا اور بڑی حسرت اور درد اور دکھ کے ساتھ مرے گا“. ”اس وقت ڈوئی 59 سال کا تھا اور یہ نبی 75 سال کا۔“

یہ وہی خنزیر تھا

سامعین! حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس کی موت پر 17 اپریل 1907ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں اس عظیم الشان پیشگوئی کے ظہور اور ڈوئی کے مرنے کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے لکھا کہ:

”پس میں قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ وہی خنزیر تھا جس کے قتل کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مارا جائے گا۔ اگر میں اُس کو مباہلہ کے لئے نہ بُلاتا اور اگر میں اُس پر بد دعا نہ کرتا اور اس کی ہلاکت کی پیشگوئی شائع نہ کرتا تو اس کا مرنا اسلام کی حقیّت کے لئے کوئی دلیل نہ ٹھہرتا لیکن چونکہ میں نے صدہا اخباروں میں پہلے سے شائع کرا دیا تھا کہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہوگا۔ میں مسیح موعود ہوں اور ڈوئی کذّاب ہے اور بار بار لکھا کہ اس پر یہ دلیل ہے کہ وہ میری زندگی میں ذلت اور حسرت کے ساتھ ہلاک ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہو گیا۔ اس سے زیادہ کھلا کھلا معجزہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو سچا کرتا ہے اور کیا ہوگا؟ اب وہی اس سے انکار کرے گا جو سچائی کا دشمن ہوگا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ نمبر 515، 516 روحانی خزائن جلد 22 ایڈیشن 2009ء)

سامعین! 1972ء میں مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب جب عالمی بینک میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے تو آپ کچھ ساتھیوں کی ہمراہ شکاگو میں ایک بڑے Nursing Home میں تشریف لے گئے۔ جہاں ایک بوڑھے امریکی سے پوچھا کہ کیا تمہیں ڈاکٹر ڈوئی کے بارہ میں کچھ یاد ہے۔ تو اس نے برملا کہا کیوں نہیں میں خود اس کا پیروکار تھا اور ZOIN کا ہی رہنے والا ہوں۔ وہ ہمارا مذہبی رہنما تھا اور بہت اثر و رسوخ والا اور مالدار انسان تھا اور ہزاروں اس کے مرید تھے۔ اسی اثنا میں دوسرے بستر والا شخص بھی ہماری گفتگو میں شامل ہو چکا تھا۔ پھر ڈاکٹر صاحب کے استفسار پر کہ آخر اس کا کیا ہوا؟ تو کہنے لگا کہ انڈیا کے کسی قصبے میں ایک شخص کے ساتھ اس کی خط و کتابت شروع ہو گئی تھی۔ اس نے مسیح ہونے کا دعویٰ بھی کیا تھا۔ پھر کافی دیر اُن میں خط و کتابت رہی اور اخبارات کی سرخیاں بھی بنتی رہیں۔ بالآخر ڈاکٹر ڈوئی بہت ہی بیچارگی اور رنج و غم کی حالت میں مر گیا۔

اُس امریکی نے سوال کیا کہ ہم کیوں اس سے یہ پوچھ رہے ہیں اور کیا ہم اس انڈیا والے مہدی کے بارے میں کچھ جانتے ہیں۔ تو اِس وفد میں سے ایک دوست نے برملا حضرت صاحبزادہ صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا کہ ہاں یہ بزرگ انسان اُنہی کا پوتا ہے جنہوں نے ڈاکٹر ڈوئی کے اس طرح ہلاک ہونے کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ جس پر وہ امریکی حیران ہوا۔

(الفضل 22 نومبر 2008ء)

نشان فتح عظیم اور زائن جماعت

خدا تعالیٰ کے فضل سے حق کا بول بالا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عظیم الشان نشان حضرت مسیح موعودؑ کی دعائے مباہلہ کا ذریعہ ظاہر فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ جب آخری زمانے میں مسیح موعود اور امام مہدی آئیں گے تو حکم وعدل ہوں گے۔ ان کے ذریعہ صلیبی عقائد کو پاش پاش کر دیا جائے گا نیز خنزیر کو بھی وہ قتل کریں گے۔ اس حدیث کے صحیح مصداق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ہیں جنہوں نے زائن میں ڈوئی کے ساتھ مباہلہ کر کے اس خنزیر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مباہلہ کے ذریعہ ہلاک کر کے دکھایا۔ کیوں کہ یہ خبیث باطن ہمارے پیارے آقا سید الانبیاء کو گالیاں دیتا اور نَعُوْذُ بِاللّٰہِ جھوٹا سمجھتا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تبلیغ یہاں اس زائن میں پہنچی اور ڈوئی کی عبرتناک موت سے یہاں پر توحید باری تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند شان سے گاڑ دیا گیا اور اس کی آبیاری کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ سامان پیدا فرمایا کہ امریکہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک مخلص اور فدائی جماعت قائم ہو گئی۔

سامعین! آئیں! کچھ زائن شہر میں احمدیت کا جائزہ لیں جہاں سے ڈاکٹر ڈوئی نے اسلام کے خاتمے کا اعلان کیا تھا۔ یہاں 1965ء تک جماعت نہ تھی۔ لیکن چند احمدی احباب اپنی نمازوں، میٹنگز کے لئے احمدی گھروں میں اکٹھے ہوتے تھے۔ نمازیں بھی وہاں ہی جماعت کے ساتھ پڑھتے، تبلیغ کے پلان بھی بناتے اور اسی کے مطابق عمل ہوتا رہا۔ نماز جمعہ کے لئے احباب جماعت نے کرایہ پر جگہ حاصل کی۔

زائن کی یہ جماعت واکیگن کی جماعت کہلاتی تھی۔ جو کہ آفیشل 1969ء میں بنی۔ 1983ء میں جماعت نے یہاں پر مشن ہاؤس کے لئے ایک عمارت خریدی۔ بعد ازاں ایک بڑی جگہ برائے مسجد خریدی گئی۔ جہاں

خوبصورت اور عالی شان مسجد ''مسجد فتح عظیم'' کی تعمیر ہوئی جس کا افتتاح امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 1922ء کو اپنے تاریخ ساز دورہ امریکہ میں فرمایا۔ دنیا بھر سے ہزاروں ہزار افراد اعلائے کلمہ اسلام کے لئے اِس شہر مَیں پہنچے۔ اللہ اکبر کی صدائیں مستقل بلند ہونے لگیں۔ ڈاکٹر ڈوئی کا نام لیوا تو کوئی نظر نہ آیا تاہم حضرت خلیفۃ المسیح کی تقاریر، خطبات اور ملاقاتوں سے لوگوں کو علم ہوا کہ یہاں ایک شخص ڈاکٹر ڈوئی بھی ہوا کرتا تھا۔

سامعین! اس شخص نے غرور و تکبر سے مسیح محمدی کے بارے میں کہا تھا۔

''ہندوستان کا ایک بے وقوف محمدی مسیح مجھے بار بار لکھتا ہے کہ یسوع مسیح کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تُو کیوں اس شخص کو جواب نہیں دیتا۔ مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ مَیں ان مچھروں اور مکھیوں کو جواب دوں گا۔ اگر مَیں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو مَیں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا''

مگر اِسی مسیح محمدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی دعا سے یہ شخص نابود اور ذلت کی موت سے مرا اور اس طرح توحید باری تعالیٰ، اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بلند ہو کر ایک ''فتح عظیم'' کا نشان بن گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد فتح عظیم میں خطبہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''آج سے ایک سو بیس سال پہلے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر جس جھوٹے دعویدار اور دشمنِ اسلام کی ہلاکت کی پیش گوئی آپؑ نے فرمائی تھی آج اس کے شہر میں جس کے بارے میں اس کا اعلان تھا کہ کوئی مسلمان یہاں داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ عیسائی نہیں ہو جاتا اللہ تعالیٰ نے جماعت کو مسجد بنانے کی توفیق دی۔ پس یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے کام۔ ایک ارب پتی اور دنیاوی جاہ و حشمت رکھنے والے کو اللہ تعالیٰ نے جھوٹا کر دیا، ختم کر دیا اور پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہنے والے اپنے فرستادے کا دعویٰ جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔ دنیا کے دو سو بیس ممالک میں گونجنے کے سامان پیدا کر دیے۔ لیکن کیا یہاں ہمارا کام ختم ہو جاتا ہے؟ کیا یہی کافی ہے کہ امریکہ کے ایک چھوٹے سے شہر میں ہم نے مسجد بنا لی اور جماعت کو ترقی مل گئی؟ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا کو میدانِ عمل بنایا ہے۔

ہم نے تو چھوٹے شہر، بڑے شہر اور ملکوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں لانا ہے ....اگر ہم اپنی عبادتوں کے معیار بلند کریں گے، دین کو دنیا پر مقدم کریں گے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے جو وعدے ہیں انہیں اپنی زندگیوں میں پورا ہوتے دیکھیں گے۔"

(خطبہ جمعہ 30/ستمبر 2022ء)

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نذیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم سید شمشاد احمد ناصر مبلغ امریکہ کے ایک مضمون سے اعانت لی گئی ہے۔فجزاہ اللہ تعالیٰ)

﴾13﴿ ﴾مشاہدات۔347﴿

دشمنوں کی ہلاکت اور اُن کی ذلت ورسوائی

(حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کی روشنی میں)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

عٰلِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا۔اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ (الجن:27۔28)

ترجمہ: وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔

گڑھے میں تو نے سب دشمن اتارے
ہمارے کر دیئے اونچے منارے
مقابل پر مرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تُو نے ہی مارے
شریروں پر پڑے اُن کے شرارے
نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے
اُنہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فَسُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَخۡزَی الۡاَعَادِیۡ

معزز سامعین! آج مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری اور وعیدی پیشگوئیوں میں سے چند ایک کا ذکر آپ حاضرین کے سامنے کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے کثرت سے غیب کی خبریں پانا انبیاء کی صداقت کی دلیل ہوتی ہے۔ انبیاء اپنے مامور من اللہ ہونے کی دلیل دیتے ہوئے خدا تعالیٰ سے حاصل کردہ غیب کی خبریں عوام تک پہنچاتے ہیں۔ جن میں کثرت سے مستقبل میں واقع ہونے والی پیشگوئیاں بھی ہوتی ہیں۔ اِن پیشگوئیوں میں سے

ایک قسم وعید یعنی عذاب کی خبر پر مشتمل ہوتی ہیں جنہیں انذاری پیشگوئیاں بھی کہا جاتا ہے۔ یہ تمام پیشگوئیاں عدم عفو کی شرط سے مشروط ہوتی ہیں۔ یعنی اگر خدا تعالیٰ نے معاف نہ کر دیا تو لفظاً لفظاً پوری ہوتی ہیں۔ لہٰذا اگر وعیدی پیشگوئی پوری نہ ہو تو اس سے خدا کے کلام کا جھوٹا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

(بحوالہ تعلیمی پاکٹ بک، صفحہ 220)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئیاں جو آپؑ کے دشمنوں کی ہلاکت، اُن کی ناکامی و نامرادی اور ذلّت ورُسوائی کے متعلق ہیں وہ آپؑ کی صداقت کا ایک عظیم الشان ثبوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو الہاماً فرمایا۔ اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ یعنی جو تجھے ذلیل کرنے کا ارادہ کرے گا مَیں اس کو ذلیل کروں گا۔ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 601) پھر فرمایا وَنُمَزِّقُ الْاَعْدَاءَ کُلَّ مُمَزَّقٍ یعنی مَیں تیرے دشمن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا (تذکرہ صفحہ 550) اور پھر ایک موقع پر اللہ تعالیٰ آپؑ کو مخاطب ہو کر فرماتا ہے۔ یَعْصِمُكَ اللّٰهُ مِنَ الْعِدَا وَیَسْطُوْبِکُلِّ مَنْ سَطَا یعنی اللہ دشمنوں سے تجھے بچائے گا اور ہر ایک جو تجھ پر حملہ کرتا ہے اُس پر حملہ کرے گا۔

(تذکرہ صفحہ 558)

ان پیشگوئیوں اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق جس نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رُسوا کرنے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ نے اُسے رُسوا کیا۔ جس نے بھی آپ علیہ السلام سے مباہلہ کیا اور اللہ سے آپؑ کی موت چاہی اللہ تعالیٰ نے اُسے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ جس نے کہا کہ آپ طاعون سے مریں گے اللہ تعالیٰ نے اُسے طاعون کا شکار بنا دیا۔ غرض جس نے جس رنگ میں آپ کو رُسوا اور ذلیل کرنے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ نے اُسے اُسی رنگ میں اُس کو رسوا کیا۔ اگر کسی نے کہا کہ آپ ابتر رہیں گے تو اللہ نے اُس کو ابتر بنا دیا، اگر کسی نے آپ پر سرقہ یعنی چوری کا الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ نے ایک جہان کے سامنے اس کو چور ثابت کر دیا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اپنی ان پیشگوئیوں کو بڑی شان کے ساتھ پورا فرمایا۔ جیسے

سوامی پنڈت دیانند کا انجام:

آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند صاحب سرسوتی نے ممبئی میں 1875ء میں ہندوؤں کے اندر آریہ تحریک کی بنیاد رکھی تا کہ ویدوں کی قریباً متروک تعلیم کی نئی توضیحات کر کے اُسے سائنٹفک رنگ دیا جائے

اور ہندوؤں کے اندر پائے جانے والے جمود کو توڑ کر ان میں اجتماعی بیداری پیدا کی جائے۔ اِس غرض کے لئے سوامی صاحب نے ہندوؤں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کی فضا قائم رکھنے کیلئے ''ستیارتھ پرکاش'' جیسی رسوائے زمانہ کتاب لکھی جس میں اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک پر مکروہ حملے کئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سے مقابلہ کا آغاز کیا اور 30 / اکتوبر 1883ء کو اجمیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق یہ وفات پا گیا۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اِس ملک پنجاب میں جب دیانند بانی مبانی آریہ مذہب نے اپنے خیالات پھیلائے اور سفلہ طبع ہندوؤں کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر اور ایسے ہی دوسرے انبیاء کی توہین پر چالاک کر دیا اور خود بھی قلم پکڑتے ہی اپنی شیطانی کتابوں میں جابجا خدا کے تمام پاک اور برگزیدہ نبیوں کی تحقیر اور توہین شروع کی اور خاص اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں بہت کچھ جھوٹ کی نجاست کو استعمال کیا اور بزرگ پیغمبروں کو گندی گالیاں دیں تب مجھے اُس کی نسبت الہام ہوا کہ **خدا تعالیٰ ایسے موذی کو جلد تر دنیا سے اُٹھالے گا اور یہ بھی الہام ہوا سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُر یعنی آریہ مذہب کا انجام یہ ہوگا کہ خدا اُن کو شکست دے گا اور آخر وہ آریہ مذہب سے بھاگیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے اور آخر کالعدم ہو جائیں گے۔** یہ الہام مدّت دراز کا ہے جس پر قریباً تیس برس کا عرصہ گزرا ہے جس سے اِس جگہ کے ایک آریہ یعنی لالہ شرمپت کو اطلاع دی گئی تھی اور اُس کو کھلے طور پر کہا گیا تھا کہ اُن کا بدزبان پنڈت دیانند اب جلد تر فوت ہو جائے گا۔ چنانچہ ابھی ایک سال نہیں گزرا تھا کہ خدا تعالیٰ نے اِس پنڈت بدزبان سے اپنے دین کو نجات دی اور وہ اجمیر میں مر گیا اور شرمپت کیلئے یہ ایک بڑا نشان تھا... افسوس کہ ان لوگوں نے ان نشانوں سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا بلکہ شوخی اور چالاکی اور شرارت میں بہت بڑھ گئے یہاں تک کہ مسمّی سومراج اور اچھرمل اور بھگت رام نے قادیان میں ایک اخبار نکالا اور اُس کا نام شبھ چنتک رکھا اور اُس میں گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا اپنا فرض سمجھا۔ مگر خدا نے ایک مُدت سے کئی بار مجھے خبر دے رکھی تھی کہ آریہ سماج کی عمر اَب خاتمہ پر ہے.....
پھر مَیں نے اِسی رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم کی نظم میں یعنی صفحہ 54 میں یہ پیشگوئی کی ہے۔

شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں ان کے ہر گز
وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا یہی ہے
ہم نے ہے جس کو مانا قادر ہے وہ توانا
اُس نے ہے کچھ دکھانا اُس سے رجا یہی ہے

....اِس دعا کا ماحصل یہ ہے کہ نشان کے طور پر کوئی اور بلا آریوں پر نازل ہو۔ یہ پیشگوئیاں ہیں جو آریہ سماج کے حق میں کی گئی تھیں۔ سو ایک عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ وہ کیسے کھلے کھلے طور پر ظہور میں آگئی ہیں۔ اورآریہ سماج کا نحس ستارہ ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ اُن کے مطابق قادیان کی آریہ سماج کے پرجوش ممبر جو اخبار شبھ چنتک کو چلاتے تھے طاعون کے ایک ہی طمانچہ سے سب کے سب ہلاک ہو گئے‘‘

(حقیقۃالوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 607 تا609)

مجسٹریٹ لالہ چندولال کا انجام:

سامعین! جب مولوی کرم دین جہلمی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ازالۂ حیثیت عُرفی کا مقدمہ بنایا تو دو آریہ مجسٹریٹوں نے آپؑ کے خلاف اپنے بغض و کینہ کا ہر طرح سے اظہار کیا اور دونوں خدا کی قہری تجلّیات کا نشانہ بنے۔ ان میں سے پہلا ضلع گورداسپور کا مجسٹریٹ لالہ چندولال تھا۔ یہ شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے لیکھرام کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ گورداسپور کے آریوں نے لالہ چندولال سے مل کر ایک مکروہ منصوبہ تیار کیا اور حضورؑ کے متعلق اُسے کہا کہ یہ شخص لیکھرام کا قاتل ہے اور اب وہ تمہارے ہاتھ کا شکار ہے اور ساری قوم کی نظر تم پر ہے۔ لالہ چندولال نے بھی اُن سے وعدہ کر لیا کہ وہ پہلی پیشی پر ہی عدالتی کارروائی عمل میں لے آئے گا اور اپنا اختیار استعمال کرتے ہوئے ملزم کو بغیر ضمانت قبول کئے گرفتار کرلے گا۔ اس ناپاک سازش کی اطلاع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی گئی۔

جونہی آپؑ نے اپنے بارہ میں آریوں کی طرف سے کہا گیا لفظ شکار سُنا تو آپؑ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور چہرۂ مبارک سُرخ ہوگیا اور بلند آواز میں فرمایا :

’’مَیں اسکا شکار ہوں! مَیں شکار نہیں ہوں مَیں شیر ہوں اور شیر بھی خدا کا شیر۔ وہ بھلا خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال سکتا ہے؟ ایسا کر کے تو دیکھے۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے آپ کی آواز اتنی بلند ہوگئی کہ کمرے کے باہر بھی سب لوگ چونک اُٹھے اور حیرت کے ساتھ اِدھر متوجہ ہوگئے مگر کمرے کے اندر کوئی نہیں آیا۔ حضور نے کئی دفعہ خدا کے شیر کے الفاظ دہرائے اور اس وقت آپ کی آنکھیں جو ہمیشہ جھکی ہوئی اور نیم بند رہتی تھیں واقعی شیر کی آنکھوں کی طرح کھل کر شعلہ کی طرح چمکتی تھیں اور چہرہ اتنا سرخ تھا کہ دیکھا نہیں جاتا تھا۔ پھر آپؑ نے فرمایا میں کیا کروں مَیں نے تو خدا کے سامنے پیش کیا ہے کہ مَیں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں لوہا پہننے کو تیار ہوں مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں مَیں تجھے ذلت سے بچاؤں گا اور عزت کے ساتھ بری کروں گا۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل، روایت نمبر 107)

اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کو سازش سے بچانے کی یہ تدبیر فرمائی کہ آپؑ کو اچانک خون کی قَے ہوئی۔ اس پر مقامی ہسپتال کے سول سرجن ایک انگریز ڈاکٹر نے معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ اس عمر میں خون کی قَے آنا خطرناک ہے اور سرٹیفکیٹ دیا کہ آپؑ ایک ماہ کیلئے کچہری میں پیش ہونے کے قابل نہیں۔ اسکے بعد حضورؑ پیشی سے قبل ہی قادیان روانہ ہوگئے۔ اگلے روز مجسٹریٹ نے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ دیکھا تو سٹپٹا کر رہ گیا اور عدالتی کارروائی موٴخر کرنے پر مجبور ہوگیا۔ بعد میں اُسی سِول سرجن نے قادیان جاکر بھی حضورؑ کا معائنہ کیا اور آپؑ کی عمومی حالت کے پیش نظر مزید چھ ہفتہ کیلئے آرام کی ہدایت کی اور اتنے عرصہ کیلئے سفر کے ناقابل ہونے کا سرٹیفکیٹ بھی دے دیا۔

دورانِ مقدمہ جب آپؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ چندولال کا ارادہ آپؑ کو قید کرنے کا معلوم ہوتا ہے تو آپؑ نے فرمایا:

’’مَیں تو چندولال کو عدالت کی کرسی پر نہیں دیکھتا۔‘‘

اس کی تقریب یوں پیدا ہوئی کہ گورداسپور جیل میں کسی مجرم کو پھانسی لگنی تھی۔ڈپٹی کمشنر کی طرف سے چندولال کی ڈیوٹی اس موقع پر لگائی گئی تو اُس نے عذر کیا کہ وہ اتنا رقیق القلب ہے کہ کسی مجرم کو پھانسی لگتے نہیں دیکھ سکتا۔ اس پر یہ ڈیوٹی کسی دوسرے مجسٹریٹ کے سپرد کر دی گئی اور ڈپٹی کمشنر نے چندولال کے بارہ میں حکّام بالا کو رپورٹ بھجوائی کہ یہ اس قابل نہیں کہ اسے فوجداری اختیارات تفویض کئے جائیں۔ چنانچہ چندولال اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے عہدہ سے معزول ہو کر عام جج بنا کر ملتان بھجوا دیا گیا۔ بعد میں وہ اسی صدمہ کی وجہ سے پاگل ہو گیا اور اسی حالت میں راہی ملک عدم ہوا۔

لالہ آتمارام کا انجام:

چندولال کے بعد مقدمہ آتمارام کی عدالت میں آیا۔اس نے تاریخیں قریب قریب مقرر کرنا شروع کر دیں تا کہ آپؑ کو تکلیف ہو۔ مئی سے جولائی تک کئی بار آپؑ کو گورداسپور جانا پڑا اور آخر اُس نے فیصلہ سناتے ہوئے حضورؑ کو سات سو روپیہ ناحق جرمانہ کیا۔ اس کی سازش یہی تھی کہ عدم ادائیگی کا بہانہ بنا کر آپؑ کو گرفتار کر لیا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیّت تھی کہ اسی روز حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ نے ایک آدمی کے ہاتھ نو سو روپیہ بھجوا دیا اور جونہی مقدمہ کا فیصلہ سنایا گیا اُسی وقت جرمانے کی رقم ادا کر دی گئی۔ چنانچہ آتمارام اپنے بد منصوبے میں ناکام رہا۔

حضور علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ

”کرم دین نام ایک مولوی نے فوجداری مقدمہ گورداسپور میں میرے نام دائر کیا اور میرے مخالف مولویوں نے اُس کی تائید میں آتمارام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی عدالت میں جا کر گواہیاں دیں اور ناخنوں تک زور لگایا اور اُن کو بڑی اُمید ہوئی کہ اب کی دفعہ ضرور کامیاب ہوں گے اور اُن کو جھوٹی خوشی پہنچانے کیلئے ایسا اتفاق ہوا کہ آتمارام نے اِس مقدمہ میں اپنی نافہمی کی وجہ سے پوری غور نہ کی اور مجھ کو سزائے قید دینے کیلئے مستعد ہو گیا۔ اُس وقت خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ آتمارام کو اس کی اولاد کے ماتم میں مبتلا کرے گا چنانچہ یہ کشف مَیں نے اپنی جماعت کو سنا دیا اور پھر ایسا ہوا کہ قریباً بیس پچیس دن کے عرصہ میں دو بیٹے اُس کے مر گئے اور آخر یہ اتفاق ہوا کہ آتمارام سزائے قید تو مجھ کو نہ دے سکا اگرچہ فیصلہ لکھنے میں اُس نے قید کرنے کی بنیاد بھی باندھی مگر اخیر پر خدا نے اُسکو اس حرکت سے روک دیا۔ لیکن تاہم اُس نے

سات سو روپیہ جرمانہ کیا۔ پھر ڈویژنل جج کی عدالت سے عزت کے ساتھ مَیں بری کیا گیا اور کرم دین پر سزا قائم رہی اور میرا جرمانہ واپس ہوا۔ مگر آتمارام کے دو بیٹے واپس نہ آئے۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 124 تا 126)

رلیارام کی ناکامی:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ایک یہ واقعہ ہے کہ تخمیناً پندرہ یا سولہ سال کا عرصہ گزرا ہو گا یا شاید اس سے کچھ زیادہ ہو کہ اِس عاجز نے اسلام کی تائید میں آریوں کے مقابل پر ایک عیسائی کے مطبع میں جس کا نام رلیارام تھا اور وہ وکیل بھی تھا اور امرتسر میں رہتا تھا اور اس کا ایک اخبار بھی نکلتا تھا ایک مضمون بغرض طبع ہونے کے ایک پیکٹ کی صورت میں جس کی دونوں طرفیں کھلی تھیں بھیجا اور اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھ دیا۔ چونکہ خط میں ایسے الفاظ تھے جن میں اسلام کی تائید اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا اور مضمون کے چھاپ دینے کیلئے تاکید بھی تھی اس لئے وہ عیسائی مخالفت مذہب کی وجہ سے افروختہ ہوا اور اتفاقاً اس کو دشمنانہ حملہ کیلئے یہ موقع ملا کہ کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا قانوناً ایک جرم تھا جس کی اس عاجز کو کچھ بھی اطلاع نہ تھی اور ایسے جرم کی سزا میں قوانین ڈاک کے رو سے پانسو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ تک قید ہے۔ سو اُس نے مخبر بن کر افسران ڈاک سے اس عاجز پر مقدمہ دائر کرا دیا اور قبل اس کے جو مجھے اس مقدمہ کی کچھ اطلاع ہو رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ **رلیارام وکیل نے ایک سانپ میرے کاٹنے کیلئے مجھ کو بھیجا ہے اور میں نے اسے مچھلی کی طرح تل کر واپس بھیج دیا ہے۔** مَیں جانتا ہوں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آخر وہ مقدمہ جس طرز سے عدالت میں فیصلہ پایا وہ ایک ایسی نظیر ہے جو وکیلوں کے کام میں آسکتی ہے۔ غرض میں اس جرم میں صدر ضلع گورداسپورہ میں طلب کیا گیا اور جن جن وکلاء سے مقدمہ کیلئے مشورہ لیا گیا انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ بجز دروغ گوئی کے اور کوئی راہ نہیں اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار دے دو کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں ڈالا۔ رلیارام نے خود ڈال دیا ہو گا اور نیز بطور تسلی دہی کے کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ ہو جائے گا اور دو چار جھوٹے گواہ دے کر بریت ہو جائے گی ورنہ صورت مقدمہ سخت مشکل ہے اور کوئی طریق رہائی نہیں مگر مَیں نے ان سب کو جواب دیا کہ مَیں

کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا جو ہو گا سو ہو گا تب اسی دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا اور میرے مقابل پر ڈاک خانہ جات کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی ہونے کے حاضر ہوا۔ اس وقت حاکم عدالت نے اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا اور سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تم نے اپنے پیکٹ میں رکھ دیا تھا اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے۔ تب مَیں نے بلا توقف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط اور میرا ہی پیکٹ ہے اور مَیں نے اس خط کو پیکٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا مگر مَیں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی محصول کیلئے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا بلکہ مَیں نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا اور نہ اس میں کوئی نج کی بات تھی۔ اس بات کو سنتے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا اور میرے مقابل پر افسر ڈاک خانہ جات نے بہت شور مچایا اور لمبی لمبی تقریریں انگریزی میں کیں جن کو میں نہیں سمجھتا تھا مگر اس قدر مَیں سمجھتا تھا کہ ہر ایک تقریر کے بعد زبان انگریزی میں وہ حاکم نو نو کر کے اسکی سب باتوں کو رد کر دیتا تھا۔ انجام کار جب وہ افسر مدعی اپنے تمام وجوہ پیش کر چکا اور اپنے تمام بخارات نکال چکا تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور شاید سطر یا ڈیڑھ سطر لکھ کر مجھ کو کہا کہ اچھا! آپ کیلئے رخصت۔ یہ سن کر مَیں عدالت کے کمرہ سے باہر ہوا اور اپنے محسنِ حقیقی کا شکر بجا لایا جس نے ایک افسر انگریز کے مقابل پر مجھ کو ہی فتح بخشی اور مَیں خوب جانتا ہوں کہ اس وقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس بلا سے مجھ کو نجات دی۔ مَیں نے اس سے پہلے یہ خواب بھی دیکھی تھی کہ ایک شخص نے میری ٹوپی اُتارنے کیلئے ہاتھ مارا۔ مَیں نے کہا کیا کرنے لگا ہے تب اس نے ٹوپی کو میرے سر پر ہی رہنے دیا اور کہا کہ خیر ہے خیر ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5 صفحہ 297)

یہ مقدمہ مذہبی تعصب کی وجہ سے کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کامیاب اور سرخرو کیا اور آپ کا دشمن ناکام اور رُسوا ہوا۔

ڈاکٹر مارٹن کلارک کی رسوائی:

سامعین! عیسائی پادریوں کی ایک گہری اور نہایت خطرناک سازش سے مختلف مذہبی طاقتیں حضرت اقدسؑ کو مقدمہ اقدام قتل میں ماخوذ کرنے کیلئے جمع ہو گئیں۔ "جنگ مقدس" میں اسلام کے مقابل

عیسائیت کو جو شکست فاش نصیب ہوئی تھی اس نے پادریوں کو غضب ناک کر دیا تھا اور وہ آتش غیظ و غضب کا شعلہ جوالہ بن کر آپ کے خلاف انتقامی کارروائی کرنے کا فیصلہ کر کے کسی موقعہ کی تاک میں تھے کہ ایک آوارہ مزاج نوجوان عبدالحمید جو جہلم کے ایک غیر احمدی عالم مولوی سلطان محمود کا بیٹا اور مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ کا بھتیجا تھا عیسائی بننے کے لئے ان کے پاس پہنچ گیا۔ یہ ایک متلون انسان اور تبدیلی مذہب کا خوگر شخص تھا۔ کبھی عیسائی ہوتا کبھی ہندو اور کبھی مسلمان۔ اسی چکر میں وہ قبل ازیں دو دفعہ قادیان بھی گیا مگر حضورؑ نے اس کی بیعت لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر وہ ناراض ہو کر قادیان سے چلا گیا اور امرتسر پہنچ کر پادری نوردین ساکن بٹالہ اور انچارج مشن پادری گرے صاحب کے توسط سے پادری ہنری مارٹن کلارک صاحب کے پاس جا کر بتایا کہ میں قادیان سے آیا ہوں ہندو سے مسلمان ہوا ہوں اور عیسائی ہونا چاہتا ہوں۔ عبدالحمید کی زبانی قادیان سے آنے کا تذکرہ سن کر پادری مارٹن کلارک نے نہایت ہوشیاری سے یہ خوفناک سکیم تیار کر لی کہ اسے آلہ کار بنا کر حضور کے خلاف اقدام قتل کا مقدمہ دائر کیا جائے۔ عبدالحمید کو ڈرا دھمکا کر اپنے منشا کے مطابق بیان لکھ کر اس پر دستخط کروالئے۔ آٹھ پادریوں نے اس پر گواہی کے دستخط کئے اس کے بعد اسے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر اے ای۔ مارٹینو کی عدالت میں لے گئے جہاں دفعہ 107 فوجداری کے تحت اس نے وہی سکھایا ہوا بیان دیا پھر مارٹن کلارک نے عبدالحمید کا تحریری بیان عدالت میں پیش کیا اور اپنی گواہی میں کہا کہ ”میری واقفیت مرزا صاحب سے اس مباحثہ کے وقت سے ہے جو 1893ء میں موسم گرما میں ہوا تھا مَیں نے اس مباحثہ میں بڑا بھاری حصہ لیا تھا۔ یہ مباحثہ اس میں اور ایک بھاری عیسائی عبداللہ آتھم کے مابین ہوا جو مر گیا ہے۔ میں میر مجلس تھا اور دو موقعوں پر مسٹر آتھم کی جگہ بطور مباحث کے بیٹھا تھا۔ مرزا صاحب کو بہت ہی رنج ہوا تھا اور اس کے بعد اس نے ان تمام کی موت کی پیشگوئی کی جنہوں نے اس مباحثہ میں حصہ لیا تھا اور میرا حصہ بہت ہی بھاری تھا۔ اس وقت سے اس کا سلوک میرے ساتھ بہت ہی مخالفانہ رہا ہے... عبدالحمید کے بیان پر یقین کرنے کیلئے میرے پاس کافی وجوہ ہیں اور نیز اس بات کا یقین کرنے کیلئے کہ مرزا صاحب مجھے نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہیں مرزا صاحب کا یہ ہمیشہ کا طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے مخالفوں کی موت کی پیشگوئی کرتے ہیں۔“

مقدمہ چونکہ نہایت سنگین اور اپنے ہم مذہب پادری کی طرف سے تھا اس لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرت سر بیان سنتے ہی دفعہ 114 ضابطہ فوجداری کے تحت حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کر دیئے اور اس کے ساتھ چالیس ہزار روپیہ کی ضمانت کا حکم اور بیس ہزار کا مچلکہ بھی تھا۔ بعض وجوہ کی بنا پر یہ مقدمہ امرتسر سے گورداسپور ولیم مانٹیگو ڈگلس کی عدالت میں منتقل ہوا۔

حضرت اقدس کو مقدمہ سے تین ماہ پہلے مندرجہ ذیل الہام اس ابتلاء کے بارے میں ہو چکا تھا۔ قَدِ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ مَاھٰذَا اِلَّا تَھْدِیْدُ الْحُکَّامِ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَادُّكَ اِلٰی مَعَادٍ اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْكَ بَغْتَةً یَاتِیْكَ نُصْرَتِیْ۔ اِنِّیْ اَنَا الرَّحْمٰنُ ذُوالْمَجْدِ وَالْعُلٰی۔

اللہ تعالیٰ نے مسٹر ڈگلس کی رہنمائی اس رنگ میں کی کہ وہ خود کہتے ہیں کہ مَیں نے جب سے مرزا صاحب کی شکل دیکھی ہے اس وقت سے مجھے یوں نظر آتا ہے کہ کوئی فرشتہ مرزا صاحب کی طرف ہاتھ کر کے مجھ سے کہہ رہا ہے کہ مرزا صاحب گنہگار نہیں۔ ان کا کوئی قصور نہیں۔ سر ڈگلس نے یہ ساری کیفیت سپرنٹنڈنٹ لیمار چند کو بتایا تو اس نے کہا اس میں کسی اور کا قصور نہیں۔ آپ کا اپنا قصور ہے آپ نے گواہ کو پادریوں کے حوالہ کیا ہوا ہے، وہ لوگ جو کچھ اسے سکھاتے ہیں وہ عدالت میں آکر بیان کر دیتا ہے چنانچہ اسی وقت ڈگلس نے کاغذ منگوایا اور حکم دے دیا کہ عبد الحمید کو پولیس کے حوالہ کیا جائے۔

ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر لیمار چند نے عبد الحمید سے پوچھ گچھ شروع کی اور کہا اب تمہیں انار کلی نہیں بھیجا جائے گا گورداسپور لے جاویں گے بس یہ کہنا ہی تھا کہ عبد الحمید ان کے پاؤں پر گر کر زار و قطار رونے لگا اور اس نے سازش کا انکشاف کرتے ہوئے سارا قصہ بے کم و کاست کہہ ڈالا اور صاف لفظوں میں اعتراف کیا کہ جو کچھ میں بیان دیتا رہا ہوں محض ان کے سکھانے پر دیتا رہا ہوں۔ اس واقعہ کے چار روز بعد امرت سر سے پادری ایچ.جی. گرے اور نور دین کی چٹھیاں بھی عدالت میں پہنچ گئیں جن سے اس بیان کی مزید تصدیق ہو گئی۔ عبد الحمید نے 20/ اگست کو سرکاری گواہ کے طور پر عدالت میں اپنا اصل بیان پڑھا تو پادریوں اور ان کے لگے بندھوں کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ پادری مارٹن کلارک نے اپنے آخری بیان میں اپنی ''معصومیت'' کا اظہار کرنے کیلئے اِدھر اُدھر ہاتھ مارنے کی بے حد کوشش کی لیکن اب راز کھل چکا تھا لہٰذا 23/ اگست 1897ء کو مسٹر ولیم مانٹیگو ڈگلس نے حضرت اقدسؑ کو بالکل بری کر دیا اور

اپنے فیصلہ میں اس واقعہ کی پوری تفصیل دیتے ہوئے لکھا ”جہاں تک ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ کا تعلق ہے ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ غلام احمد سے حفظ امن کیلئے ضمانت لی جائے یا یہ کہ مقدمہ پولیس کے سپرد کیا جائے لہٰذا وہ بری کئے جاتے ہیں۔“ پھر عین کچہری میں انہوں نے ہنستے ہوئے حضور کو مبارکباد پیش کی اور کہا کیا آپ چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر کلارک پر مقدمہ چلائیں۔؟ اگر چاہتے ہیں تو آپ کو حق ہے۔ ”حضرت اقدسؑ نے جو ایمان افروز جواب دیا وہ خدا کے اولوالعزم پیغمبروں ہی کی زبان سے نکل سکتا ہے۔ حضورؑ نے فرمایا۔ ”میں کسی پر مقدمہ کرنا نہیں چاہتا۔ میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے۔“ اس طرح یہ ابتلاء تو چند روز کے اندر اندر ختم ہو گیا۔ لیکن اس کا نتیجہ ایک عظیم الشان پیشگوئی اور نصرتِ الٰہی کا نشان بن کر رہ گیا جو ہمیشہ کیلئے یادگار رہے گا۔

(تلخیص از تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 620-633)

مولوی محمد حسین بٹالوی:

سامعین! مولوی محمد حسین بٹالوی نے پوری زندگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے وعدہ اِنِّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَدَ اِھَانَتَکَ کے تحت پوری زندگی محمد حسین بٹالوی کو ذلیل ورسوا کیا۔ اُس کی رسوائی کی کہانی اُسی کی زبانی ملاحظہ فرمائے۔ مولوی محمد حسین نے اپنے رسالہ ”اشاعۃ السنۃ“ میں لکھا کہ ”میرے لڑکوں کی سفاہت، درجہ فسق کو کامل کر کے درجہ کفر تک پہنچ گئی ہے اور تحصیل علومِ دینی سے ان کے انکار اور فسق و فجور پر سالہا سال سے اُن کے اصرار کرنے سے کوئی صورت اُن کی رشد وہدایت کی نظر نہیں آتی۔“

اسی حوالہ سے مزید لکھتے ہیں کہ ”ان سب میں سے اوّل درجہ کا متکبر اور میری اطاعت سے سرکش نمبر اوّل عبد السلام ہے اور سب سے بڑھ کر بد چلنی اختیار کرنے والا اور مجھے جانی و مالی ایذا دینے والا نمبر چہارم و پنجم ہے... بعض ایسے بھی ہیں جو قانونی جرائم کے مرتکب ہو چکے ہیں اور ان کے مقدمات کی مثلیں عدالت میں موجود ہیں اور بعض میری جان کو نقصان پہنچانے کا ارادہ بھی ظاہر کر چکے ہیں۔“

اسی طرح اپنی لڑکیوں کے بارہ میں لکھتے ہیں:

”پانچ بلکہ سات لڑکوں کے علاوہ میری تین جوان لڑکیاں صاحبِ اولاد ہیں۔ یہ جب تک صغیر سن رہیں، میری اطاعت میں رہیں اور جب جوان ہوئیں اور ان کی شادی ہوگئی تو تینوں بحکم اپنے شوہروں کے جو میرے مخالف ہیں، میری اطاعت سے فارغ ہوگئیں۔“

(بحوالہ ماہنامہ ”احمدیہ گزٹ“ کینیڈا، جنوری، فروری اور مارچ 2011ء)

ایک وقت ایسا آیا کہ اسٹیشن پر اکیلے اپنا اسباب اپنی بغل اور پیٹھ پر اُٹھائے ہوئے چلے جارہے ہیں اور کوئی پوچھتا نہیں۔ لوگوں میں بے اعتباری اس قدر بڑھ گئی کہ بازار والوں نے سودا تک دینا بند کر دیا۔ غرض تمام قسم کی عزتوں سے ہاتھ دھو کر اور عبرت کا نمونہ دکھا کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ 1991ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے یہ تحقیق کروائی کہ محمد حسین بٹالوی کا بٹالہ میں بھی کوئی نام ونشان ہے یا نہیں تب کوئی واقف کار ملا اور نہ قبر کا پتہ لگا۔

مولوی کرم الدین، عتابِ الٰہی کی زد میں:

سامعین! اب آپ کو مولوی کرم الدین ساکن بھیں ضلع جہلم کے انجامِ بد کا بتلاتا ہوں۔ اِس مخالفِ احمدیت نے جھوٹ اور مکروہ حرکتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں قریباً چار سال تک ایک زلزلہ برپا کئے رکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی عربی کتاب ”مواہب الرحمن“ میں کرم دین کو ”کذاب“ اور ”لئیم“ قرار دیا۔ انہی الفاظ کو بنیاد بناتے ہوئے مولوی کرم الدین نے آپؑ پر عدالت میں ”ازالہ حیثیت عرفی“ کا دعویٰ دائر کر دیا۔ یہ مقدمہ تین سال تک طویل ہوتا چلا گیا۔ مولوی کرم الدین سے جب حلف لیا گیا تو انہوں نے تسلیم کیا کہ اُن کا بیان جھوٹا تھا۔ مگر کہا کہ جھوٹے کو تو عربی میں کاذب کہتے ہیں، مرزا صاحب نے مجھے کذّاب کہا ہے جس کے معنی ہیں بہت جھوٹا۔

جج صاب نے اپنے فیصلے میں لکھا:

” لفظ ’کذّاب‘ اور ’لئیم‘ جو کرم دین کی نسبت استعمال کئے گئے ہیں وہ محل پر ہیں اور کرم دین ان الفاظ کا مستحق ہے بلکہ اگر ان الفاظ سے بڑھ کر اَور سخت الفاظ کرم دین کی نسبت لکھے جاتے تب بھی وہ ان الفاظ کا مستحق تھا۔ ایسے الفاظ سے کرم دین کی کوئی ازالہ حیثیت عرفی نہیں ہوئی۔“

اور فاضل جج نے اپنے فیصلہ میں ماتحت عدالت کو اس مقدمہ کے سلسلہ میں نا اہلی اور وقت کے ضیاع کا مرتکب قرار دیتے ہوئے لکھا:

"بہت ہی افسوس ہے کہ ایسے مقدمہ میں جو کارروائی کے ابتدائی مراحل میں ہی خارج کیا جانا چاہئے تھا، اس قدر وقت ضائع کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہر دو ملزمان مرزا غلام احمد و حکیم فضل دین بری کئے جاتے ہیں۔ ان کا جرمانہ واپس دیا جائے گا۔"

سامعین! مقدمہ میں ذلت اٹھانے کے علاوہ اِس کا اپنی عمر کے آخری حصہ میں مسلسل کئی قسم کے صدموں سے دوچار ہو کر بالآخر بڑی کسمپرسی کی حالت میں ہلاک ہونے کے متعلق بھی جاننا ضروری ہے۔ اسکی تفصیل یوں ہے کہ ایک تو اس نے ایک ساس اور داماد کا آپس میں نکاح پڑھ دیا۔ اسکے نتیجے میں اس کے خلاف اسکے اپنے ہی گاؤں بھیں اور ارد گرد میں شور اٹھ کھڑا ہوا۔ چنانچہ ایک بہت بڑے جلسہ میں قریباً دوصد افراد نے حلفاً گواہی دی کہ مولوی کرم دین نے نفسانی لالچ میں آکر ایسا خلاف شرع اقدام کیا ہے۔ نیز اسی جلسہ میں بعض لوگوں نے یہ بھی گواہی دی کہ اس نے فلاں نکاح پر نکاح پڑھا ہے۔ اس پر اس کے خلاف ایک قرارداد پاس ہوئی جس میں اس پر "ننگِ اسلام" ہونے کا فتویٰ لگایا گیا۔ یہ تو ان کے اپنے ساختہ پرداختہ کی وجہ سے ہوا۔

دوسری ذلّت کی مار اُس پر اُس کے بیٹے کی وجہ سے پڑی۔ 1941ء میں اُس کا لڑکا منظور حسین چکوال کے S.D.O. کو قتل کرکے مفرور ہو گیا۔ اس پر پولیس اُس کے باپ مولوی کرم دین کو شہر بہ شہر اپنے ساتھ لئے پھرتی رہی تا کہ کسی طرح بیٹے کا سراغ مل جائے۔ اسی طرح ان کی بیوی بھی کئی دن تک پولیس کی تحویل میں رہی۔ جب اس طرح بھی منظور حسین کا کوئی سراغ نہ ملا تو مولوی کرم دین کی جائیداد بحق سرکار ضبط کرلی گئی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ منظور حسین پولیس مقابلہ میں مارا گیا ہے۔ اس طرح پر مولوی کرم دین کو بڑھاپے میں اپنے جوان بیٹے کے قتل ہو جانے کا صدمہ بھی سہنا پڑا اور ذلّت الگ اٹھانی پڑی۔ بالآخر وہ خود بھی حافظ آباد میں چھت کی منڈیر پر سے گر کر موت کا شکار ہو گیا۔

(ویب سائٹ "خادمِ مسرور" بحوالہ ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا، جنوری تا مارچ 2011ء)

مولوی رشید احمد گنگوہی:

مولوی رشید احمد گنگوہی نے 1891ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے تحریری یا تقریری مباحثے کی ہر کوشش کو ٹھکرا دیا تھا۔ یہ بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے شدید ترین مخالفین کی فہرست میں سے تھا۔ اس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلے میں نہ صرف یہ کہا کہ ”لعنت اللہ علی الکاذبین“ بلکہ اپنے ایک اشتہار میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا نام شیطان رکھا۔ یہ مولوی صاحب سانپ کے کاٹنے کے دم کی شہرت رکھتے تھے۔ لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مباہلہ کی دعا میں یہ لکھا تھا کہ مباہلہ کی صورت میں کوئی ان میں سے اندھا ہو جائے اور کوئی مفلوج اور کوئی دیوانہ اور کسی کی موت سانپ کے کاٹنے سے ہو۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کے بعد مولوی رشید احمد گنگوہی پہلے اندھا ہوا پھر سانپ کے کاٹنے سے فوت ہو گیا۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 313)

مولوی محمد حسن فیضی کا بدانجام:

سامعین! مدرسہ نعمانیہ (واقع شاہی مسجد لاہور) کے ایک مدرس مولوی محمد حسن فیضی نے اشتہار شائع کیا کہ وہ ”اعجاز المسیح“ کا جواب لکھنے والا ہے۔ مگر خدا کی جلالی قدرت کا کرشمہ دیکھیں کہ ابھی اُس نے کتاب ”اعجاز المسیح“ کے حواشی پر کچھ نوٹ ہی لکھے تھے اور ایک جگہ اُس نے لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن کے الفاظ بھی لکھ دیئے کہ خدا کے غضب کی لاٹھی اس پر چل گئی اور وہ دو ہفتوں کے اندر اندر کسی نامعلوم بیماری کا شکار ہو کر مر گیا۔

چراغ دین ساکن جموں:

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

”چراغ دین نام ساکن جموں اُٹھا جو رسول ہونے کا دعویٰ کرتا تھا جس نے میرا نام دجّال رکھا تھا اور کہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ نے مجھے خواب میں عصا دیا ہے تا مَیں عیسیٰ کے عصا سے اس دجال کو ہلاک کروں سو وہ بھی میری اس پیشگوئی کے مطابق جو خاص اُسکے حق میں رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء میں اُسکی

زندگی میں ہی شائع کی گئی تھی 4/ اپریل 1906ء کو مع اپنے دونوں بیٹوں کے طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ کہاں گیا عیسیٰ کا عصا جس کے ساتھ مجھے قتل کرتا تھا؟ اور کہاں گیا اُس کا الہام اِنِّی لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ؟ ''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 236)

سامعین! نور احمد موضع بھڑی چٹھہ، مولوی زین العابدین ، حکیم محمد شفیع سیالکوٹی اور مرزا سردار بیگ سیالکوٹی اُن مخالفین میں سے تھے جو شوخی، گستاخی، گندہ زبانی، استہزاء و ٹھٹھہ اور الزامات لگانے میں پیش پیش تھے اور بزبان خود یہ کہتے تھے کہ ہمیں تو طاعون نہیں چھوئے گی یہ تو آئی مرزا غلام احمد کی ہلاکت کے لئے ہے۔ مگر یہ تمام یکے بعد دیگرے طاعون سے ہلاک ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر مہر ثبت کر گئے۔ اب شیخ المشائخ مولوی نذیر حسین دہلوی کی ہلاکت کا واقعہ سنتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''ایک پیشگوئی اخبار الحکم اور البدر میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے کہ تخرج الصدور الی القبور۔ اس کے معنوں کی تفہیم خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ہوئی تھی کہ پنجاب کے صدر نشین مولوی جو اپنی اپنی جگہ مفتی سمجھے جاتے ہیں جو ماتحت مولویوں کے استاد اور شیخ ہیں وہ بعد اس الہام کے قبروں کی طرف انتقال کریں گے سو بعد اس کے تمام مولویوں کے شیخ المشائخ مولوی نذیر حسین دہلوی اس دنیا کو چھوڑ گئے وہی میری نسبت سب سے پہلے فتویٰ دینے والے تھے جنہوں نے میرے کُفر کا فتویٰ دیا تھا اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے اُستاد تھے اور انہوں نے مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کے استفتاء پر یہ کلمات میری نسبت لکھے تھے کہ ایسا شخص ضال مضل اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ایسے لوگوں کو مسلمانوں کی قبروں میں دفن نہیں کرنا چاہئے اور اس مولوی نے یہ فتوے دیکر تمام پنجاب میں آگ لگا دی تھی اور لوگ اس قدر ڈر گئے تھے کہ ہم سے مصافحہ کرنے سے بھی بیزار ہو گئے تھے کہ شاید اس قدر تعلق سے بھی ہم کافر ہو جائیں گے۔''

(حقیقۃ الوحی: نشان نمبر 97)

مولوی اسمٰعیل علی گڑھی:

فرماتے ہیں:

”مولوی اسمٰعیل باشندۂ خاص علی گڑھ وہ شخص تھا جو سب سے پہلا عداوت پر کمربستہ ہوا... چنانچہ قریباً ایک برس اس مباہلہ پر گذرا ہو گا کہ وہ یک دفعہ کسی ناگہانی بیماری میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا اور اُس نے اپنی کتاب میں جو میرے مقابل پر اور میرے ردّ میں شائع کی تھی یہ لکھا تھا کہ جآء الحقّ وزھق الباطل۔ پس خدا نے لوگوں پر ظاہر کر دیا کہ حق کون سا ہے جو قائم رہا اور باطل کون سا تھا جو بھاگ گیا۔“

(حقیقۃ الوحی، نشان نمبر 144)

پیر مہر علی شاہ گولڑی:

حضورؑ فرماتے ہیں۔

”پیر مہر علی شاہ گولڑی نے اپنی کتاب سیف چشتیائی میں مجھے چور کہا تھا یعنی اُس کے خیال میں مَیں نے دوسروں کی کتابوں کا مضمون چُرا کر لکھا ہے اِس افترا کی خدا نے اُس کو یہ سزا دی کہ عدالت میں کرم دین کے مقدمہ میں وہ خود محمد حسن بھیں کے نوٹوں کا چور ثابت ہوا چنانچہ عدالت میں اِس بارہ میں حلفی شہادتیں گزر گئیں تب اس پر بھی الہام اِنِّی مھینٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَكَ پورا ہو کر خدا تعالیٰ کا نشان ظاہر ہوا۔“

(حقیقۃ الوحی، نشان نمبر 154)

سعد اللہ لدھیانوی کا عبرت ناک انجام:

سامعین! ہندوؤں میں سے مسلمان ہونے والے سکول ٹیچر سعد اللہ لدھیانوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ایک کتاب ”شہاب ثاقب بر مسیح کاذب“ کے عنوان سے لکھی جس میں یاوہ گوئی اور دشنام طرازی سے کام لیتے ہوئے آپؑ کو کذّاب اور مفتری قرار دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ (یعنی حضرت اقدس علیہ السلام) ذلّت کی مَوت مرے گا نعوذ باللہ اور اِس کی جماعت متفرق اور منتشر ہو جائے گی، وغیرہ۔ اُس کی بدزبانی اس قدر بڑھتی چلی گئی کہ حضورؑ کو بالآخر اس کیلئے بددعا کرنی پڑی۔ چنانچہ سعد اللہ کی نسبت الہام ہوا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَالْاَبْتَر اسکے علاوہ حضورؑ نے یہ بھی پیشگوئی فرمائی کہ وہ نامرادی اور ذلّت کے

ساتھ میرے رُوبرو مرے گا۔ پھر سعد اللہ کی ذلّت کی موت کی پیشگوئی کو اپنی صداقت کا معیار قرار دیتے ہوئے اسے ایک مباہلہ قرار دیا کہ جس کے نتیجہ میں صادق کی زندگی میں ہی جھوٹے کی مَوت ہو جائے گی بلکہ ایک شعر میں یہ اشارہ بھی کر دیا کہ اُسکی موت نمونیہ پلیگ سے ہو گی جس سے پھیپھڑے میں شگاف ہو جائے گا۔ چنانچہ سعد اللہ اس پیشگوئی کے بارہ سال بعد جنوری 1907ء میں نمونیہ پلیگ سے بیمار ہو کر ہلاک ہو گیا۔

(حقیقۃ الوحی، نشان نمبر 167)

سامعین! حضرت مرزا صاحب کی ہلاکت کی پیشگوئی کرنے والا فقیر مرزا موضع دوالمیال پنڈ دادن خان گھر میں چار آدمیوں کے ساتھ مقیم تھا جو تمام یکے بعد دیگرے طاعون سے ہلاک ہوئے۔ عبد القادر ساکن طالب پور پنڈوری حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سخت عناد اور بغض رکھتا اور ہمیشہ مجھے گندی گالیاں دیتا تھا۔ اُس نے مباہلہ کے طور پر ایک نظم لکھی...

یا الٰہی جلد تر انصاف کر
جھوٹ کا دنیا سے مطلع صاف کر

... چنانچہ ان شعروں کے لکھنے کے چند روز بعد ہی یہ شخص طاعون سے ہلاک ہوا بلکہ اور بھی اس کے بعض عزیز طاعون سے مر گئے ایک داماد بھی مر گیا۔ پس اس طرح پر اسکے شعر کے مطابق جھوٹ کا مطلع صاف ہو گیا۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 482)

ذوالفقار علی بھٹو:

حضرت مسیح موعودؑ کو ملنے والی کچھ ایسی پیشگوئیاں بھی تھیں جن کے پورا ہونے کا تعلق مستقبل سے تھا۔ مثلاً کتاب "ازالہ اوہام" میں تحریر فرمایا کہ:

"ایک شخص کی موت کی نسبت خدائے تعالیٰ نے اعداد تہجی میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کہ کَلْبٌ یَمُوْتُ عَلٰی کَلْبٍ یعنی وہ کتا ہے اور کتے کے عدد پر مرے گا جو 52 سال پر دلالت کر رہے ہیں۔ یعنی اس کی

عمر 52 سال سے تجاوز نہیں کرے گی۔ جب 52 سال کے اندر قدم دھرے گا تب اس سال کے اندر اندر راہی ملک بقا ہو گا۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1956ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"مَیں ایسے شخص کو جسے خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا تو...اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔"

(خلافت حقہ اسلامیہ)

چنانچہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ جب خلیفۃ المسیح الثالث منتخب ہوئے تو معاندین احمدیت نے عام ہجوم اور جتھوں سے اُوپر اُٹھ کر منتخب حکومت کو احمدیت کی مخالفت پر انگیخت کیا۔ المختصر یہ کہ نوّے سالہ مسئلے کو حل کرنے کا کریڈٹ لینے والا خود اپنی ہی قوم کے ہاتھوں بدکار اور قاتل قرار دے کر 4/اپریل 1979ء کو تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا جب کہ اُس نے 52 سال کی عمر میں قدم ابھی رکھا ہی تھا۔

جنرل ضیاء الحق کا انجام:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے 1897ء کے فیصلہ کن مباہلہ کے چیلنج کے مقابلے پر اگرچہ کوئی مولوی کھڑا نہ ہوا۔ تاہم آسمانی سزاؤں کے وارد ہونے کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ جلد یا بدیر بہت سے علماء ہلاک ہوتے چلے گئے۔ کسی نے اشارۃً بھی چیلنج کیا تو وہ سزا سے بچ نہ سکا۔ عصر حاضر میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے مباہلہ کے نتیجہ میں ہلاک ہونے والے شدید دشمن احمدیت کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اس مباہلے کا چیلنج آپؒ نے اُس وقت دیا تھا جب ضیاء الحق کی ڈکٹیٹرانہ اور آمرانہ حکومت قائم تھی۔ 26/ اپریل 1984ء کو جنرل ضیاء الحق نے بدنامِ زمانہ امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کے ذریعے احمدیوں کی مذہبی آزادی پر حملہ کیا اور ان پر بعض پابندیاں عائد کر دیں۔ اس قانون کے تحت کلمہ پڑھنے، اذان دینے، مسجد کو مسجد کہنا قابلِ تعزیر جرائم ٹھہرائے گئے۔ احمدیوں کیلئے خود کو مسلمان ظاہر کرنے پر قید کی سزا مقرر کی گئی اور بعض القابات کا استعمال کو قابلِ تعزیر بنا دیا گیا۔ اس قانون کے ذریعہ احمدیوں کی مذہبی آزادی کاری ضرب لگائی گئی تھی۔ قانون کی زد براہِ راست ہر احمدی پر پڑتی

تھی۔ جب یہ صورت حال اپنی انتہا کو پہنچ گئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 10/جون 1988ء کے خطبہ جمعہ میں اَئمۃ المکفرین، مکذبین اور معاندین کو مباہلہ کا چیلنج دیتے ہوئے اعلان فرمایا:

"پس اب ظلم کی اس انتہا کے بعد باوجود اسکے کہ بار بار اس قوم کو ہر رنگ میں سمجھانے کی کوشش کی اب میں مجبور ہو گیا ہوں کہ مکفرین اور مکذبین اور ان کے سربراہوں اور ان کے ائمہ کو قرآن کریم کے الفاظ میں مباہلہ کا چیلنج دوں...مجھے خدا کی غیرت سے، اس کی حمیت سے توقع ہے کہ وہ ان کے خلاف اور جماعت احمدیہ کی صداقت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے حق میں عظیم الشان نشان دکھائے گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/جون 1988ء، مطبوعہ خطبات طاہر، جلد 7، صفحہ 410-420)

مباہلے کے اعلان کے بعد سب کی نظریں جنرل ضیاء الحق کے انجام کی طرف بھی تھیں کیونکہ وہی مکفرین اور مکذبین احمدیت کا امیر تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کے بارے میں یکم جولائی 1988ء کے خطبہ جمعہ میں واضح طور پر اعلان فرمایا:

"جہاں تک صدر پاکستان ضیاء صاحب کا تعلق ہے ...ہم انتظار کرتے ہیں کہ خدا کی تقدیر دیکھیں کیا ظاہر کرے لیکن چیلنج قبول کریں یا نہ کریں چونکہ تمام اَئمۃ المکفرین کے امام ہیں اور تمام اذیت دینے والوں میں سب سے زیادہ ذمہ داری اس ایک شخص پر عائد ہوتی ہے۔ جنہوں نے معصوم احمدیوں پر ظلم کئے ہیں۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مورخہ 12/اگست 1988ء کے خطبہ جمعہ میں اپنی ایک رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہ شخص اپنے انجام کو پہنچنے والا ہے۔ آپؒ نے فرمایا یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سزا ایک قسم کا مقدر بن گئی ہے۔ چنانچہ اس خطبہ کے پانچویں روز 17/اگست 1988ء کو جنرل ضیاء الحق امریکی ساخت کے مضبوط ترین ہوائی جہاز C130 کے ذریعہ بہاولپور فوجی اڈے سے واپس آتے ہوئے ایک فضائی حادثہ میں 28 اعلیٰ فوجی افسران کے ساتھ ہلاک ہو گیا۔ اُس کی لاش ٹکڑے ٹکڑے ہو کر جل کر بکھر گئی۔ اور اَئمۃ المکفرین کا امام عبرت کا نشان بن گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

دشمنان احمدیت کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں
ایسے کاذب کے لئے کافی تھا وہ پروردگار
کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی
خود مجھے نابود کرتا وہ جہاں کا شہریار
اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذّاب کی
کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم حافظ سید رسول نیاز۔ ایڈیٹر رسالہ انصار اللہ قادیان کے ایک مضمون سے مدد لی گئی ہے)

﴿14﴾ ﴿مشاہدات۔48﴾

”اس زمانہ کا حصنِ حصین میں ہوں“
(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار

معزز سامعین! آج میری گزارشات کا عنوان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ ہیں کہ ”اس زمانہ کا حصنِ حصین میں ہوں“

حضرت مسیح موعودؑ اپنے آپ کو اِس زمانے کا حصنِ حصین قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”دنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اُس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ **اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔**“

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34)

اس اہم عنوان پر گفتگو کرنے سے قبل ہمیں حصنِ حصین کے معنی کو جاننا ضروری ہے۔ یہ الفاظ عربی زبان کے ہیں۔ جس کے معنی مضبوط قلعہ، مضبوط چار دیواری اور فصیل کے ہیں۔ جس کے اندر کے رہائشی اپنے دشمنوں اور مخالفوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ ہم اس مضمون کو سائبان، حصار، چھتری، کیمپ، ڈھال،

سفینہ، چمن اور آشیاں سے بھی تشبیہ دے سکتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں انسان کو ارد گرد کے خطروں سے محفوظ رکھتی ہیں۔

سامعین! ہم جانتے ہیں کہ پرانے وقتوں میں بادشاہ اپنی حفاظت کے لئے بڑے بڑے مضبوط قلعے بنایا کرتے تھے جو بالعموم پہاڑوں یا اونچی اور بلند جگہوں پر بنائے جاتے تھے جہاں دشمن افواج کی رسائی بہت مشکل ہوا کرتی تھی۔ یورپ اور مغربی اقوام میں ان قلعوں کو حکومتوں نے سیاحت کے لئے محفوظ کر رکھا ہے۔ ایشین ممالک میں بعض قلعے تو محفوظ ہیں اور بعض کے اب آثار باقی ہیں ان تمام ورثوں کو آثار قدیمہ قرار دے کر محفوظ کیا گیا ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے بادشاہ، ان کے اہل خانہ، حواری، افواج ان میں قلعہ بند ہو کر اپنی مخالف افواج پر حملہ آور ہوا کرتے تھے اور اگر دشمن فوجیں ان قلعوں پر حملہ آور ہوتیں تو ان قلعوں کی مضبوط سیسہ پلائی دیواروں سے ٹکرا کر اپنا نقصان کرتیں بسا اوقات ہزاروں جانوں کا بھی نقصان اٹھانا پڑتا۔

روحانی معنوں میں مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنے آپ کو ایک ایسا مضبوط اور محکم قلعہ ہے جس کے اندر وہ اپنے حواریوں اور احباب جماعت کے ساتھ غیر از جماعت قوتوں اور طاقتوں کے ساتھ برسرپیکار رہے اور آپؑ کی وفات کے بعد خلفاء نے اس قلعہ کی حفاظت کی اور آج کل ہمارے پیارے موجودہ امام حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ اس کی دیکھ بھال اور حفاظت پر مامور ہیں اور ہم احباب جماعت اس میں قلعہ بند ہونے کی وجہ سے محفوظ ہیں جبکہ ہم پر حملہ آور ہمارے دشمن قلعہ پر حملہ کر کے نقصان اٹھاتے رہتے ہیں۔

بھائیو اور بہنو! اس زمانے کے حصنِ حصین کے دو معانی ہو سکتے ہیں۔ ایک اپنوں کے لئے جو ایمان لا کر اس قلعہ میں پناہ گزیر ہوئے اور دوسرے وہ جنہوں نے اس روحانی قلعہ میں محفوظ بندوں سے بزعم خود جنگ سہیڑی اور ان کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں لگے رہے مگر حضرت مسیح موعودؑ، آپ کے خلفاء اور افرادِ جماعت کی طرف سے مقابلہ کرنے کی بجائے حصنِ حصین کے مکینوں کی طرف سے ان نفرت کرنے والوں کو امن اور محبت کا ہی پیغام گیا۔

ان لوگوں نے اس حصنِ حصین سے لڑنے اور نقصان پہچانے کے عزم سے جو خود نقصان اٹھایا اس کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کی زبانی سنیے اور اپنے ایمان کو جلا بخشیے۔ آپ فرماتے ہیں:

”جس خلافت کے گرد خدا کی مدد اور اس کی نصرت پہرہ دے رہی ہے **اس خلافت کے قلعے پر اگر تمہاری لات پڑے گی تو تمہاری ہڈیاں بھی اس طرح چور چور ہو جائیں گی** ان کے ذرّے ذرّے بھی دنیا کو نظر نہیں آئیں گے۔“

(خطبہ جمعہ 10 مارچ 1972 روزنامہ الفضل آن لائن 15 فروری 2022ء)

سامعین! ہم احمدی واقعتاً اس قلعہ میں اپنے آپ کو محفوظ پاتے ہیں اس پر جتنا ہم اپنے اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کریں کم ہے۔ آج معاشرہ اور ماحول میں جو منافرت، دشمنی، بے امنی، قتل و غارت گری پائی جاتی ہے۔ سڑکوں پر ہنگامہ دیکھنے کو ملتا ہے، ہڑتالیں روز کا معمول بن چکی ہیں، لوگوں کی جائدادوں کا جلاؤ گھیراؤ روز کا معمول بن چکا ہے۔ایک فرقہ دوسرے فرقے کے خلاف آگ اگلنے میں مصروف اور دوسرے مخالف فرقہ کی مساجد اور عبادت گاہوں کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ خود احمدیوں کی مساجد اور جائیدادیں ان شر پسندوں کے ہاتھوں محفوظ نہیں۔ مگر ایک احمدی پُر امن قلعہ میں محفوظ ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو محفوظ و مامون محسوس کرتا ہے۔نہ وہ سڑکوں پر نظر آتا ہے نہ وہ جائدادیں لوٹنے میں مصروف عمل ہے یوں وہ اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اس حصن حصین کو مزید مضبوط کرتا چلا جاتا ہے۔ ایک جگہ جماعت کے ایک بہت بڑے عہدیدار اللہ رب العالمین کا شکر ان الفاظ میں ادا کر رہے تھے کہ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں ایک احمدی گھرانے میں جنم دیا اور ہم اس زمانے کے امام مہدیؑ کے حصنِ حصین میں آکر محفوظ ہو گئے وگرنہ ہم بھی مسیح و مہدی کے خلاف وٹّے مارنے والوں میں ہوتے۔

ہر زمانے میں اللہ کا مامور اُس زمانے کے لوگوں کے لیے بطور نجات دہندہ ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں بنی نوع انسان کو ہلاکتوں سے بچانے کے لیے بھیجا ہے۔ چنانچہ حضرت نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ كَيْفَ تُهْلِكُ أُمَّةً أَنَا أَوَّلُهَا وَالْمَسِيحُ آخِرُهَا۔(کتاب الفتن لابی نعیم بقَدْرُ بَقَاءِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ نُزُولِهِ)یعنی میری امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے کہ

مَیں اس کے شروع میں ہوں اور عیسیٰ بن مریم یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے آخر میں ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

”اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 269)

میرے بھائیو اور بہنو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حصنِ حصین کی وضاحت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

”رب العالمین نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک روحانی فرزند کو اس زمانہ کا حصنِ حصین بنایا ہے۔ چوروں، قزاقوں اور درندوں سے آج اسی کی جان محفوظ ہے جو اس قلعہ میں پناہ لیتا ہے۔ اللہ کرے تم بدی کو چھوڑ کر نیکی کی راہ اختیار کرکے اور کجی کو چھوڑ کے راستی پر قدم مار کر اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو کر اپنے رب عظیم کے بندہ مطیع بن کر اس حصنِ حصین، اس مضبوط روحانی قلعہ کی چار دیواری میں پناہ اور امن پاؤ۔ خدا کرے تمہارے نفس کی دوزخ کُلی طور پر ٹھنڈی ہو جائے اور اس لعنتی زندگی سے تم بچائے جاؤ جس کا تمام ہم و غم محض دنیا کے لئے ہوتا ہے۔ تم اور تمہاری نسلیں شرک اور دہریت کے زہریلے اثرات سے ہمیشہ محفوظ رہیں۔ خدائے واحد و یگانہ کی روح تم میں سکونت کرے اور اس کی رضا کی

خاص تجلی تم پر جلوہ گر ہو۔ پُرانی انسانیت پر ایک موت وارد ہو کر ایک نئی اور پاک زیست تمہیں عطا ہو اور لیلۃ القدر کا حسین جلوہ اس عالم میں بہشتی زندگی کا تمام پاک سامان تمہارے لئے پیدا کر دے۔"

(خطباتِ ناصر جلد ششم صفحہ 516)

پھر آپؒ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ جو بندوں سے پیار کرنے والا ہے اس دنیا کی نازک حالت کو دیکھتے ہوئے اپنے ایک بندے کو اس کی طرف مبعوث فرمایا اور اس دنیا کو ایک حصن حصین، ایک قلعہ بنا دیا جس میں تمام دنیا کو پناہ مل سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام جس کا کچھ حصہ یوں ہے..."رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ گزیں ہوئے ایک قلعہ ہند میں" (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 404) اس کا بھی یہ مطلب ہے کہ اسلام میں احمدیت ایک ایسا قلعہ ہے جس میں داخل ہو کر انسان سب شیطانی حملوں سے بچ جاتا ہے۔ ایک ایسا قلعہ جس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے انسان اس کے غضب سے محفوظ رہنے کے بعد خدا کی رضا حاصل کر لیتا ہے۔ جب ہم ان اندھیروں میں بسنے والی اقوام کے ان لوگوں کو جو ایسے قلعوں میں داخل ہوئے یعنی ان اقوام کے احمدی افراد کے شاندار نمونہ، اخلاص، اسلام کے ساتھ تعلق، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے دلوں میں عشق اللہ، اللہ کی توحید پر ایمان اور اسکی صفات سے ان کے دلی لگاؤ اور ان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا پرتو دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ یہ الہام سچ اور برحق ہے کہ "اس زمانے کا حصن حصین میں ہوں۔"

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 792 تا 793)

بھائیو اور بہنو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام اِس امر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو اس قلعے میں محفوظ رہ سکتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی کلام میں یہ وعدہ ہے اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ۔ یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے میں اُس کو بچاؤں گا۔ اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس

خاک و خشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 10)

سامعین! اس قلعہ، اِس حصنِ حصین، اس فصیل اور اِس چار دیواری سے مادی دنیا کی چار دیواری یا فصیل یا قلعہ مراد نہیں بلکہ اس سے روحانی چار دیواری، روحانی فصیل اور روحانی قلعہ مراد ہے۔ اور مراد یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فصیل، چار دیواری اور قلعہ میں پناہ لیتا ہے وہ ظاہری بیعت اور اطاعت سے ہی نہیں بلکہ روحانی معنوں میں مکمل اطاعت، خلوص اور محبت کے ساتھ اپنے دلوں میں پائی جانے والی خواہشات کے بر عکس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات. وفرمودات پر قدم مارنے سے اس میں داخل ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اُسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو! میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اُس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو۔ دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص در حقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی اور ہر ایک بد عملی سے یعنی شراب سے، قمار بازی سے، بد نظری سے اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرّف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر

بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں اُن کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہّد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنی اہلیہ اور اُس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اُس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغ گو، جعل ساز اور ان کا ہم نشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ 18 تا19)

ہم بخوبی اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ اللہ کے فرشتے ہمارے لیے حفاظت کا کام کر رہے ہیں اور ہم اپنے آپ کو اپنے اللہ کی حفاظت اور اس کے حصار میں محسوس بھی کرتے ہیں۔

اس مضمون کو حضرت مسیح موعودؑ نے یوں بیان فرمایا ہے:

"ایک مرتبہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پہرہ کے لئے پھرتا ہوں۔ جب میں چند قدم گیا تو ایک شخص مجھے ملا اور اُس نے کہا آگے فرشتوں کا پہرہ ہے یعنی تمہارے پہرہ کی کچھ ضرورت

نہیں، تمہاری فرود گاہ کے ارد گرد فرشتے پہرہ دے رہے ہیں۔ پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا امن است در مقامِ محبت سرائے ما''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 315)

سامعین! آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

''اس دنیا میں حضرت مسیح موعودؑ نے جو تعلیم دی ہے اس کی پیروی سے ہی دنیا اور آخرت سے نجات پائیں گے۔ جو اس طرف آتا ہے وہ اس شخص کی طرح محفوظ ہے جو سخت طوفان میں جہاز میں بیٹھا ہو۔ وہ حصن حصین میں ہے اور چوروں اور قزاقوں سے محفوظ ہے۔ یہی توقع حضرت مسیح موعودؑ کو ہم سے ہے کہ ہم اس تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والے ہوں۔''

(روزنامہ الفضل 27/مارچ 2012ء)

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہم سب کو اپنی حصار میں رکھے اور ہم اِس زمانے کے حصنِ حصین میں قلعہ بند ہو کر اپنے اللہ اور اُس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ آمین

حصارِ امن و ایمان و یقین ہے
کِنار عافیت، حبل اللہ متین ہے

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ)

﴿15﴾ ﴿مشاہدات۔102﴾

عہدِ بیعت اور ہماری ذمہ داریاں

ہے عہدِ بیعت اپنا، ہمیں جان سے پیارا
جو اِس سے پھرے، اُس کے مقدّر میں خسارہ
ہم عہد نبھائیں گے جو اللہ سے باندھا
حاضر ہے ہر اِک بوجھ اُٹھانے کو یہ کاندھا

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ ۚ فَمَنۡ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنۡکُثُ عَلٰی نَفۡسِہٖ ۚ وَمَنۡ اَوۡفٰی بِمَا عٰہَدَ عَلَیۡہُ اللّٰہَ فَسَیُؤۡتِیۡہِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا (الفتح:11)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ہے جو اُن کے ہاتھ پر ہے۔ پس جو کوئی عہد توڑے تو وہ اپنے ہی مفاد کے خلاف عہد توڑتا ہے اور جو اُس عہد کو پورا کرے جو اُس نے اللہ سے باندھا تو یقیناً وہ اسے بہت بڑا اجر عطا کرے گا۔

کیوں جُرم نقضِ عہد کے ہوں مرتکب جناب
جب آپ عہد کرنے پر مجبور ہی نہیں
مومن تو جانتے ہی نہیں بزدلی ہے کیا
اس قوم میں فرار کا دستور ہی نہیں
دل دے چکے تو ختم ہوا قصّہ حِساب
معشوق سے حساب کا دستور ہی نہیں

میری بہنو اور بھائیو! آج میری تقریر کا عنوان ہے "عہدِ بیعت اور ہماری ذمہ داریاں"

اللہ تعالیٰ نے اپنی پیاری کتاب قرآن کریم میں درج ذیل تین مقامات سورۃ الفتح آیت 11 اور آیت 19 نیز سورۃ الممتحنہ آیت 13 پر عہدِ بیعت کا ذکر فرما کر اِس کے کچھ اصول اور شرائط وضع فرمائی ہیں۔

اس مضمون میں داخل ہونے سے قبل عنوان میں الفاظ عہد اور بیعت کے لغوی و اصطلاحی معنی جاننے کے علاوہ ان کی اسلامی ضرورت و اہمیت کو بیان کرنا ضروری ہے۔ عہد دو یا اِس سے زیادہ فریقوں کے درمیان ایک معاہدہ کو کہتے ہیں جس کی اہمیت و ضرورت قرآن و احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات میں خوب بیان ہوئی ہے۔

کسی بھی افراد اور قوموں کی زندگیوں میں طے پانے والے عہد و پیمان کے بارہ میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا (بنی اسرائیل:35) کے الفاظ میں پورا کرنے کی مومنوں کو تلقین فرمائی ہے کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اپنے عہد پورے کیا کرو ہر عہد کے بارہ میں تم سے پوچھا جائے گا۔ سورۃ الفتح آیت 11 میں فرمایا کہ جس نے اللہ کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو پورا کیا تو اُس کو بہت بڑا اجر دیں گے۔ ان دو جگہوں پر عہد و پیمان کو پورا کرنے پر بشارت دی گئی ہے مگر اپنے عہدوں کو توڑنے والوں کو یہ تنبیہ بھی کی گئی کہ عہد شکنی کرنے والے الخاسرون یعنی سخت گھاٹا پانے والے ہوں گے۔ قوموں سے عہد و پیمان کی ایک نمایاں مثال بنی اسرائیل کے معاہدے کی قرآن کریم میں سورۃ البقرہ آیت 41 میں یوں بیان ہوئی ہے۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ

(البقرہ:41)

ترجمہ: اے بنی اسرائیل! اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی اور میرے عہد کو پورا کرو، میں بھی تمہارے عہد کو پورا کروں گا اور بس مجھ ہی سے ڈرو۔

اس عہد کی بدولت بنی اسرائیل کی قوم نبوت اور خلافت جیسی عظیم نعمت کی وارث ٹھہری۔ مگر جب انہوں نے اپنے اِسی عہد کو فراموش کیا تو پھر خدا نے اُن سے یہ تمام انعامات واپس لے لیے اور غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ ٹھہری۔

سامعین / سامعات! جہاں تک لفظ بیعت کا تعلق ہے یہ ''بَیَعَ'' سے مشتق ہے جس کے لفظی معنی فروخت کرنے کے ہیں اور بیعت کے اصطلاحی معنی اپنے آپ کو فروخت کرنے اور بیچنے کے ہیں۔ ایک انسان جب کسی کی بیعت کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو اُس روحانی بندے کے ہاتھ فروخت کر کے اپنے نفس کو بھسم کر دیتا ہے۔ لُغات میں بھی اس کے معنی کے نیچے Sold لکھا آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ گائے کی مثال دے کر سمجھایا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی گائے کسی کے آگے فروخت کر دے تو پھر بیچنے والے کے حقوق اُس گائے پر ختم ہو جاتے ہیں۔ بعینہٖ بیعت کر کے انسان کا حق اپنے نفس پر نہیں رہتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیعت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بیعت سے مراد خدا تعالیٰ کو جان سپرد کرنا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے اپنی جان آج خدا تعالیٰ کے ہاتھ بیچ دی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں چل کر انجام کار کوئی شخص نقصان اٹھاوے۔ صادق کبھی نقصان نہیں اُٹھا سکتا۔ نقصان اسی کا ہے جو کاذب ہے۔ جو دنیا کے لیے بیعت کو اور عہد کو جو اللہ تعالیٰ سے اس نے کیا ہے توڑ رہا ہے۔ وہ شخص جو محض دنیا کے خوف سے ایسے امور کا مرتکب ہو رہا ہے۔ وہ یاد رکھے بوقت موت کوئی حاکم یا بادشاہ اُسے چھڑا نہ سکے گا۔ اُس نے احکم الحاکمین کے پاس جانا ہے جو اُس سے دریافت کرے گا کہ تو نے میرا پاس کیوں نہیں کیا؟ اِس لیے ہر مومن کے لیے ضروری ہے کہ خدا جو مُلكُ السمٰوات والارض ہے اس پر ایمان لاوے اور سچی توبہ کرے۔''

(**ملفوظات جلد7 صفحہ 29-30 ایڈیشن 1984ء**)

معزز بہنو اور بھائیو! اب ہم عہد بیعت کے الفاظ پر آتے ہیں۔ اِس کے دو حصے ہیں۔ ایک وہ دس شرائط ہیں جن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام دوستوں سے بیعت لیا کرتے تھے اور بعد میں خلفاء بھی ان شرائط پر بیعت لیتے رہے یہ شرائطِ بیعت کہلاتی ہیں جو 12 جنوری 1889ء کو منظر عام پر لائی گئیں جن میں آج تک کوئی ردّ و بدل نہیں ہوا اور وہ یہ ہیں۔

اوّل:۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم:۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہو گا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم:۔ یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم:۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم:۔ یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہو گا اور ہر ایک ذِلّت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم:۔ یہ کہ اتباعِ رسم اور متابعتِ ہوا وہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قَالَ اللہ اور قَالَ الرَّسُول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم:۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم:۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم:۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم:۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ اقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12ء جنوری 1889ء)

اس عہد بیعت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"در حقیقت وہی بیعت کرتا ہے جس کی پہلی زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے اور ایک نئی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ ہر ایک امر میں تبدیلی کرنی پڑتی ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 257 ایڈیشن 2003ء)

پھر نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"بیعت کی حقیقت یہی ہے کہ بیعت کنندہ اپنے اندر سچی تبدیلی اور خوفِ خدا اپنے دل میں پیدا کرے...... اور اصل مقصود کو پہچان کر اپنی زندگی میں ایک پاک نمونہ کر کے دکھاوے۔ اگر یہ نہیں تو پھر بیعت سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ بیعت پھر اس کے واسطے اور بھی باعثِ عذاب ہو گی کیونکہ معاہدہ کر کے جان بوجھ کر اور سوچ سمجھ کر نافرمانی کرنا سخت خطرناک ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 604-605 ایڈیشن 2003ء)

سامعین / سامعات! عہدِ بیعت کا دوسرا حصہ اُن الفاظ پر مشتمل ہے جو ہر دَور کی مناسبت سے خلفاء اپنے دَور میں الفاظ میں قدرے معمولی تبدیلی کے ساتھ لیتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک دور میں عہد بیعت کے الفاظ یہ ہیں۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

میں شہادت دیتا ہوں / دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں شہادت دیتا / دیتی ہوں کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

آج میں مسرور کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں داخل ہوتا / ہوتی ہوں۔ میرا پختہ اور کامل ایمان ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوۃ السلام کو وہی امام مہدی اور مسیح موعود تسلیم کرتا / کرتی ہوں جس کی خوشخبری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے عطا فرمائی تھی۔ میں وعدہ کرتا / کرتی ہوں کہ:

- مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مقرر کردہ دس شرائط بیعت کا پابند رہنے کی کوشش کروں گا / گی۔
- دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا / گی۔
- خلافت احمدیہ کے ساتھ ہمیشہ وفا کا تعلق رکھوں گا / گی۔
- ہمیشہ خلیفۃ المسیح آپ کی تمام معروف ہدایات پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا / گی۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کل ذَنبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کل ذَنبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کل ذَنبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہ

- میں اللہ تعالیٰ سے ہر گناہ کی بخشش مانگتا / مانگتی ہوں جو میرا رب ہے اور میں اسی کی طرف جھکتا / جھکتی ہوں۔

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

- اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا / کرتی ہوں۔ تو میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔

ہے بیعت کنندہ پہ سدا ہاتھ خدا کا
چھوڑے نہ وہ دامان اگر صبر و رضا کا

بہنو اور بھائیو! ایک تقریر میں اُن تمام امور پر الگ سے روشنی ڈالنی مشکل ہے جن کا ذکر شرائطِ بیعت اور عہدِ بیعت میں ہے۔ دس شرائط بیعت کا اگر تفصیل سے احاطہ کریں تو قریباً 15 برائیوں سے رُکنے اور

قریباً 38 نیکیوں کو اپنا کر جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کا اقرار موجود ہے۔ جن کی اہمیت، افادیت اور ضرورت نیز اِن کو اپنانے کے فوائد پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ گاہے بگاہے اپنے خطبات جمعہ اور خطابات میں ہمیں توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ آپ نے اپنے دورِ خلافت کے آغاز پر ہی جولائی 2003ء سے ستمبر 2003ء تک اپنے خطابات و خطبات میں اِن 10 شرائط بیعت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ جن کو بعد ازاں **"شرائطِ بیعت اور ہماری ذمہ داریاں"** کے عنوان سے جماعت احمدیہ نے شائع کروایا جس کو اپنے زیرِ مطالعہ رکھنا چاہئے۔

جہاں تک عہدِ بیعت کا تعلق ہے اِس میں اپنے خالقِ حقیقی اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھنے کے بعد اُس پاک نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا، حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور امام مہدی گردانناضروری ہے۔ ان تین باتوں پر ایمان لانے کے بعد دس شرائط بیعت کا پابند رہے، دین کو دنیا پر مقدم رکھنے، خلافتِ احمدیہ سے وفا کا تعلق رکھنے اور خلیفۃ المسیح کی تمام معروف ہدایات پر عمل کرنے کا عہد باندھا جاتا ہے۔ وقت کی مناسبت سے طاعت در معروف پر روشنی ڈالنی ضروری ہے جس پر بعض کم عقل اعتراض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الممتحنہ آیت 13 میں جہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمان عورتوں سے عہدِ بیعت لینے کا ذکر ہے۔ وہاں لَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ یعنی نہ ہی معروف امور میں تیری نافرمانی کریں گی کے الفاظ میں معروف احکامات کا ذکر فرما کر مومنوں کو یہ تعلیم دی کہ آپ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معروف احکام ماننے ہیں۔ ایک دفعہ قافلہ کے امیر نے اپنے ماتحتوں کو آگ جلا کر اِن کو اِس آگ میں کود جانے کا حکم دیا۔ جسے صحابہ نے ماننے سے انکار کر دیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے اِس فعل کو پسند فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ امیر کی ہدایت معروف حکم میں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس بارہ میں فرماتے ہیں:

"ایک اور غلطی ہے وہ طاعت در معروف کے سمجھنے میں ہے کہ جن کاموں کو ہم معروف نہیں سمجھتے اُس میں طاعت نہ کریں گے۔ یہ لفظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی آیا ہے وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ

مَعۡرُوۡفٍ(الممتحنہ:13) اب کیا ایسے لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عیوب کی بھی کوئی فہرست بنالی ہے۔“

(حقائق الفرقان جلد4 صفحہ 75-76)

عہد بیعت میں ایک لازمی جز اطاعت ہے۔ اطاعت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”اطاعت صرف اپنے ذوق کے مطابق احکام پر عمل کرنے کا نام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہر حکم پر عمل کرنے کا نام ہے خواہ وہ کسی کی عادت یا مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔“

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 15)

عہد بیعت میں ایک ضروری امر ادب کا خیال رکھنا بھی ہے۔ اس کے متعلق نصیحت کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

”خلافت کے خلاف بے ادبی کرنے والوں کا کبھی بھی مَیں نے نیک انجام ہوتے نہیں دیکھا۔ وہ بھی تباہ ہوئے اور ان کی اولاد بھی تباہ ہوئی۔ اس لیے ہمیشہ کامل غلامی کے ساتھ خلافت کی اطاعت کا عہد کریں اور اس پر قائم رہیں۔“

(الفضل انٹرنیشنل 21 تا 31 مئی 2021 صفحہ 92)

اطاعت در معروف کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”نبی نے تمہیں کوئی خلافِ شریعت اور خلافِ عقل حکم تو نہیں دینا۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھے مان لیا ہے تو پنج وقتہ نماز کے عادی بنو، جھوٹ چھوڑ دو، کبر چھوڑ دو، لوگوں کے حق مارنا چھوڑ دو، آپس میں پیار و محبت سے رہو، تو یہ سب طاعت در معروف کے حکم میں ہی آتا ہے۔ تو یہ کام تو کرو نہ اور کہتے پھرو کہ ہم قسم کھاتے ہیں کہ آپ جو حکم ہمیں دیں گے کریں گے۔ اسی طرح خلفاء کی طرف سے بھی مختلف وقتوں میں روحانی ترقی کے لیے مختلف تحریکات ہیں۔ جیسے مساجد کو آباد کرنے کے بارے میں، اولاد کی تربیت کے بارے میں، اپنے اندر وسعتِ حوصلہ پیدا کرنے کے بارے میں، دعوت الی اللہ کے بارے میں یا متفرق مالی تحریکات ہیں۔ تو یہی باتیں ہیں جن کی اطاعت کرنا ضروری ہے یا

دوسرے لفظوں میں طاعت در معروف کے زُمرے میں آتی ہیں۔ تو نبی نے یا کسی خلیفہ نے تمہارے سے خلافِ احکامِ الٰہی اور خلافِ عقل توکام نہیں کروانے۔ یہ تو نہیں کہنا کہ تم آگ میں کود جاؤ اور سمند میں چھلانگ لگادو۔ انہوں نے تو تمہیں ہمیشہ شریعت کے مطابق ہی چلانا ہے۔"

(شرائط بیعت اور ہماری ذمہ داریاں صفحہ 177)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ عہدِ بیعت کو امانت قرار دیتے ہوئے اس کی اہمیت کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

"اب اللہ تعالیٰ کی امانتوں میں سے، عہدوں میں سے ایک عہد، عہدِ بیعت بھی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہم نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے۔"

(خطاب جلسہ سالانہ قادیان 2022ء بر موقع ایوان مسرور اسلام آباد)

معزز بہنو اور بھائیو! اللہ تعالیٰ نے ہم کو آج کے مبارک دَور میں پیدا کیا اور ہم خوش نصیب ہیں کہ عالمی بیعت کے ذریعہ سال میں ایک بار یا دو بار تجدیدِ عہدِ بیعت ہو جاتی ہے۔ شرائطِ بیعت کی دہرائی ہو جاتی ہے اور عہدِ بیعت میں درج ذیل امور ذہن میں تازہ ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح سے عہدِ وفا کی نہ صرف تجدید ہوتی ہے بلکہ ایک روحانی تعلق قائم ہونے سے حضرت خلیفۃ المسیح سے نور اور تقویٰ سرایت کرتا ہوا ہمارے اندر داخل ہوتا ہے اور ایک دفعہ پھر نو مولود بچے کی طرح ہماری پیدائش ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عہد بیعت سمجھتے ہوئے تا قیامت اس پر عمل کرنے والا بنائے اور ہمیں ان اُمور اور شرائط کو اپنی اولاد در اولاد میں سرایت کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

اللہ کرے تابندہ ہو ہر نسل ہماری
اللہ کرے اخلاص کے بہتے رہیں دھارے
باندھا ہے اطاعت سے ہی اک عہد ہمیشہ
کتنے ہی زمانے یوں دیا ہم نے سنوارے

۞۞۞۞

﴿16﴾ ﴿مشاہدات۔72﴾

عہدِ بیعت، عہدِ خدام الاحمدیہ اور معروف فیصلے کی اہمیت اور ضرورت

خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی
مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

سامعین و سامعات! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے۔ **عہدِ بیعت، عہدِ خدام الاحمدیہ اور معروف فیصلے کی اہمیت اور ضرورت**

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

وَأَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (آل عمران:133)

کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

ایک اور مقام پر فرمایا کہ

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ (النساء:81)

کہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ یعنی اللہ کی اطاعت دراصل رسول کی اطاعت سے ہی وابستہ ہے۔

اسی طرح احادیث میں آنحضور ﷺ نے اپنے خلفاء کی اطاعت کو لازمی قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

عَلَيكُم بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ المَهْدِيِّيْنَ

(ترمذی کتاب العلم۔ ابوداؤد کتاب السّنّة)

کہ تم پر میری سنّت اور میرے خلفائے راشدین کی سنّت پر عمل کرنا لازم ہے۔
یعنی قرآن کریم اور احادیث کے مطابق نبوّت اور خلافت کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کہلائے گی۔
میرے بھائیو اور بہنو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ میں داخلے کے لئے جو شرائطِ بیعت رکھیں۔اُن میں سے آخری شرط یہ ہے کہ **طاعت در معروف کے اقرار پر مرتے دم تک قائم رہوں گا۔**
اِسی طرح عہدِ بیعت کے الفاظ میں سے اِس امر کا بھی اقرار ہے کہ **خلیفۃ المسیح کی تمام معروف ہدایات پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا/گی۔**
اسی طرح جماعت کی مختلف تنظیموں کے جو عہد ہیں ان عہدوں میں سے مجلس خدام الاحمدیہ کے عہد کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ **"خلیفہ وقت جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کرنی ضروری سمجھوں گا"**
بعض ٹیڑھے مزاج کے لوگ یا منافقانہ سوچ رکھنے والے لوگ یہ کہتے دکھائی دیتے ہیں کہ معروف فیصلہ پر عہد ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ خلیفہ وقت کے بعض فیصلے معروف نہیں ہوتے یا بعض ان کی نظر میں معروف نہیں ہیں۔بیشک یہ تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہی ہے،شاید لاکھ میں سے ایک ہو لیکن اس سوچ کا ردّ ضروری ہے کیونکہ نوجوان نسل کو پھر یہ سوچ زہر آلود کرتی ہے۔اگر اس طرح پر کوئی خود معروف فیصلے کی تشریح کرنے لگ جائے تو پھر جماعت کی وحدت قائم نہیں رہ سکتی۔پھر اس بات پر بحث شروع ہو جائے گی کہ کیا معروف ہے اور کیا غیر معروف ہے؟
سامعین وسامعات! آگے بڑھنے سے پہلے اس بات کا جائزہ لینا ضروری ہے کہ معروف ہے کیا؟ چنانچہ عربی لغت میں معروف کا مطلب لکھا ہے کہ
"وَالْمَعْرُوفُ اِسْمٌ لِكُلِّ فِعلٍ يُعْرَفُ بِالْعَقْلِ اَوِ الشَّرْعِ حُسْنُهُ وَالْمُنْكَرُ مَا يُنْكَرُ بِهِمَا"
یعنی معروف ہر اُس قول یا فعل کا نام ہے جس کی خوبی عقل یا شریعت سے ثابت ہے اور منکر ہر اُس بات کو کہا جائے گا جو عقل و شریعت کی رو سے بُری ہو۔
(مفردات امام راغب)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”غیر معروف وہ ہے جو واضح طور پر اللہ تعالیٰ کے احکامات اور شریعت کے احکامات کی خلاف ورزی ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19 ستمبر 2003ء)

میرے بھائیو اور بہنو! انسان کے ایمان کے لئے بنیادی چیز اطاعت ہے۔ کامل اطاعت کے بغیر کامل ایمان میسر نہیں آسکتا اور کامل ایمان کے بغیر نجات کا دروازہ نہیں کھل سکتا اور نہ انسان خدا تعالیٰ کی محبت سے حصہ پاسکتا ہے۔

اطاعت کیسی عمدہ چیز ہے اور انسان کو اس سے کیسے فوائد حاصل ہوسکتے ہیں اور اس کی ضرورت کیوں ہے؟ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں نور اور روح میں ایک لذّت اور روشنی آجاتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کرنا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے مُوَحدوں کے قلب میں بھی بُت بن سکتی ہے۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 2 صفحہ 248)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اطاعت در معروف کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ایک اور غلطی ہے وہ طاعت در معروف کے سمجھنے میں ہے کہ جن کاموں کو ہم معروف نہیں سمجھتے اس میں اطاعت نہ کریں گے۔ یہ لفظ نبی کریم ﷺ کے لئے بھی آیا ہے۔ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِي مَعْرُوْفٍ۔ اب کیا ایسے لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عیوب کی بھی کوئی فہرست بنالی ہے؟۔ اسی طرح حضرت صاحب نے بھی شرائط بیعت میں طاعت در معروف لکھا ہے۔ اس میں ایک سرّ ہے۔ میں تم میں سے کسی پر ہرگز بدظن نہیں۔ میں نے اس لئے اِن باتوں کو کھولا ہے تا تم میں سے کسی کو اندر ہی اندر دھوکہ نہ لگ جائے“

(خطبات نور)

سامعین وسامعات! حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ امام وقت کی کامل اطاعت کیوں ضروری ہے اور اس سے کیا حاصل ہو گا اس کے متعلق فرماتے ہیں:

”اگر ایک امام اور خلیفہ کی موجودگی میں انسان یہ سمجھے کہ ہمارے لئے کسی آزاد تدبیر اور مظاہرے کی ضرورت ہے تو پھر خلیفہ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم جو مومن اٹھاتا ہے اس کے پیچھے اٹھاتا ہے، اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے، اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے، اپنے سامانوں کو اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو ان کے لئے کامیابی اور فتح یقینی ہے۔“

(خطبات محمود جلد 18 صفحہ 367)

ایک اور موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

”تم سب امام کے اشارے پر چلو اور اس کی ہدایت سے ذرہ بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہو۔ جب وہ حکم دے بڑھو اور جب وہ حکم دے ٹھہر جاؤ اور جدھر بڑھنے کا حکم دے اُدھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا حکم دے اُدھر سے ہٹ جاؤ۔“

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 515-516)

حدیثِ نبوی ﷺ میں آتا ہے کہ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تنگ دستی اور خوشحالی اور خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک، غرض ہر حالت میں تیرے لیے (حاکمِ وقت کو) سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے۔

(مسلم)

امام وقت کی کامل اور غیر مشروط اطاعت نہ ہو تو اس سے کیا نتائج اخذ ہوں گے اس کے متعلق حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ لکھتے ہیں:

''امامِ وقت سے سرکشی اور روگردانی گستاخی کا باعث ہے۔ امام کے ساتھ خودسری گویا کہ رسول کے ساتھ ہمسری ہے۔ خفیہ طور پر رب العزت پر اعتراض ہے کہ ایسے ناقص شخص کو کامل شخص کی نیابت کا منصب عطا ہوا۔ الغرض اس کے توسط کے بغیر قرب الٰہی محض وہم وخیال ہے جو سراسر باطل اور محال ہے۔''

(منصبِ امامت از شاہ اسماعیل شہید صفحہ 111)

نبوت کے ہاتھوں جو پَودا لگا ہے
خلافت کے سائے میں پُھولا پھلا ہے
یہ کرتی ہے اس باغ کی آبیاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

میرے بھائیو اور بہنو! ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں
''یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا نبی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوتا ہے کیا وہ بھی ایسے احکامات دے سکتا ہے جو غیر معروف ہوں اور اگر نبی کر سکتا ہے تو ظاہر ہے پھر خلفاء کے لئے بھی یہی ہوگا کہ وہ بھی ایسے احکامات دے سکتے ہیں جو غیر معروف ہوں۔ اس بارہ میں واضح ہو کہ نبی کبھی ایسے احکامات دے ہی نہیں سکتا۔ نبی جو کہے گا معروف ہی کہے گا۔ اس کے علاوہ سوال ہی نہیں کہ کچھ کہے۔ اس لئے قرآن شریف میں کئی مقامات پر یہ حکم ہے کہ اللہ اور رسول کے حکموں کی اطاعت کرنی ہے، انہیں بجالانا ہے۔ کہیں نہیں لکھا کہ جو معروف حکم ہوں اس کی اطاعت کرنی ہے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دو مختلف حکم کیوں ہیں۔ یہ اصل میں دو مختلف حکم نہیں ہیں، سمجھنے میں غلطی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا کہ نبی کا جو بھی حکم ہوگا معروف ہی ہوگا اور نبی کبھی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے خلاف، شریعت کے احکامات کے خلاف کر ہی نہیں سکتا۔ وہ تو اسی کام پر مامور کیا گیا ہے۔ تو جس کام کے لئے مامور کیا گیا ہے، اس کے خلاف کیسے چل سکتا ہے۔ یہ تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ تم نے نبی کو مان کر، مامور کو مان کر، اس کی جماعت میں

شامل ہو کر اپنے آپ کو محفوظ کر لیا ہے، تم محفوظ ہو گئے ہو کہ تمہارے لئے اب کوئی غیر معروف حکم ہے ہی نہیں۔ جو بھی حکم ہے اللہ تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ ہے۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 26 ستمبر 2003)

غیر معروف حکم دینے کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"واضح ہو کہ نبی یا خلیفہ وقت کبھی بھی مذاق میں بھی یہ بات نہیں کر سکتا۔ تو اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم کسی واضح حکم کی خلاف ورزی تم امیر کی طرف سے دیکھو تو پھر اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو اور اب اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت راشدہ کا قیام ہو چکا ہے اور خلیفۂ وقت تک پہنچو۔ جس کا فیصلہ ہمیشہ معروف فیصلہ ہی ہو گا ان شاء اللہ اور اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کے مطابق ہی ہو گا۔ تو جیسا کہ مَیں نے پہلے عرض کیا کہ تمہیں خوشخبری ہو کہ اب تم ہمیشہ معروف فیصلوں کے نیچے ہی ہو۔ کوئی ایسا فیصلہ ان شاء اللہ تمہارے لئے نہیں ہے جو غیر معروف ہو۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 26 ستمبر 2003)

میرے بھائیو اور بہنو! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"بعض لوگوں کی اس غلط فہمی کو بھی دور کر دوں گو کہ پہلے بھی مَیں شرائط بیعت کے خطبات کے ضمن میں اس کا تفصیلی ذکر کر چکا ہوں کہ ہر احمدی خلیفہ وقت سے اس کے معروف فیصلہ پر عمل کرنے کا عہد کرتا ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ معروف کی تعریف انہوں نے خود کرنی ہے۔ ان پر واضح ہو کہ معروف کی تعریف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دی ہے۔ یہ پہلے ہی تعریف ہو چکی ہے۔ معروف فیصلہ وہ ہے جو قرآن اور سنت کے مطابق ہو۔ جس خلافت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق عَلٰی مِنْہَاجِ النّبُوۃ قائم ہونا ہے، اس طریق کے مطابق چلنا ہے جو نبوت قائم کر چکی ہے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق یہ دائمی بھی ہے جو آپ کے کام کو آگے چلانے کے لئے ہے وہ قرآن و سنت کے منافی یا خلاف کوئی کام کر ہی نہیں سکتی اور یہی معروف ہے۔ معروف سے یہاں یہ مراد ہے۔ پس اطاعت کے بغیر دوسروں کے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ یا پھر قرآن و سنت سے جو اختلاف کرنے والے ہیں یہ ثابت کریں کہ خلیفۂ وقت کا فلاں فیصلہ یا فلاں کام قرآن

و سنت کے منافی ہے۔ یہاں یہ بھی بتا دوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتایا ہے کہ خلفاء راشدین کے فیصلے اور عمل اور سنت بھی تمہارے لئے قابل اطاعت ہیں۔ ان پر چلو۔

(سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی لزوم السنۃ حدیث 4607)

پس یہ ثابت کرنے کے لئے کہ فیصلے غلط ہیں پہلے بہت کچھ سوچنا ہو گا۔ جماعت میں رہتے ہوئے اگر کوئی بات کرنی ہے تو پھر ادب کے دائرہ میں رہتے ہوئے خلیفہ وقت کو لکھنا ہو گا۔ لکھنے کی اجازت ہے۔ اِدھر اُدھر باتیں کرنے کی اجازت نہیں۔ یہاں سے وہاں بیٹھ کر غلط قسم کی افواہیں پھیلانے کی اجازت نہیں ہے۔ تاکہ اگر سمجھنے والے کی سمجھ میں غلطی ہے تو خلیفہ وقت اس کو دور کر سکے اور اگر سمجھے کہ اس غلطی کو جماعت کے سامنے بھی رکھنے کی ضرورت ہے تو تمام جماعت کو بتائے۔ جماعت جب بڑھتی ہے تو منافقین بھی اپنا کام کرنا چاہتے ہیں۔ حاسدین بھی اپنا کام کرتے ہیں۔ خلافت سے سچی وفا یہ ہے کہ ان کے منصوبوں کو ہر سطح پر ناکام بنائیں اور خلافت سے جو بعض بدظنیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو اپنے قریب بھی نہ پھٹکنے دیں۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب کا ایک واقعہ ہے جو قرآن کریم کا ترجمہ انگلش میں کرنے کے لئے لندن آرہے تھے تو بمبئی سے غالباً ان کی روانگی تھی۔ وہاں پہنچے تو جمعہ کا دن آگیا۔ جماعت نے درخواست کی کہ آج جمعہ ہے آپ جمعہ پڑھائیں۔ قادیان سے آئے ہیں بزرگ ہیں صحابی ہیں ہم بھی آپ سے کوئی فیض پالیں۔ نہ جماعت والے آپ کو جانتے تھے، نہ کبھی دیکھا تھا، نہ آپ کسی کو جانتے تھے۔ آپ نے خطبہ دیا کہ دیکھو! تم مجھے جانتے نہیں ہو۔ بعضوں نے مجھے دیکھا بھی نہیں ہوا۔ تم نے مجھے جمعہ کے لئے کھڑا کر دیا۔ آج اپنا امام بنا دیا۔ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ اگر امام نماز پڑھاتے ہوئے کوئی غلطی کرے تو تم نے سبحان اللہ کہہ دینا ہے۔ اگر امام اس سبحان اللہ پر اپنی اصلاح کر لیتا ہے تو ٹھیک ہے۔ اگر وہ اصلاح نہیں کرتا، اسی طرح اپنے عمل جاری رکھتا ہے تو تمہارا کام کامل اطاعت کرتے ہوئے اس کے ساتھ اٹھنا اور بیٹھنا ہے۔ تمہارا کوئی حق نہیں بنتا ہے کہ تم اپنے طور پر نماز پڑھنی شروع کر دو۔ اسی طرح تم نے بیٹھنا ہے اسی طرح اٹھنا ہے اسی طرح جھکنا ہے۔ پس آگے انہوں نے فرمایا کہ جب عارضی امامت میں اطاعت کا یہ معیار ہے اس کی اتنی پابندی ہے تو خلیفہ وقت کی بیعت میں آکر جو تم عہد کرتے ہو اور خوشی سے عہد کر کے خود شامل ہوتے ہو، اس میں کس قدر اطاعت ضروری ہے۔ جبکہ تم نے خود سوچ سمجھ کر یہ بیعت کی ہے۔ پس

یاد رکھیں! عہد بیعت پورا کرنے کے لئے اطاعت انتہائی اہم ہے............ تاریخ اسلام میں ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ نے کامل اطاعت کی وجہ سے اپنی گردنیں کٹوانے سے بھی دریغ نہیں کیا اور چند سالوں میں دنیا میں اسلام کو پھیلا دیا تو یہ اطاعت کی وجہ تھی۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جنگوں سے اسلام پھیلا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ تبلیغ بھی انہوں نے کی۔ اگر کہیں جنگوں کا سامنا ہوا تو دشمن کی کثرت اور تعداد اور حملے انہیں اپنے کام سے روک نہیں سکے۔ اطاعت کی روح ان میں تھی تو کثیر دشمن کے سامنے بھی اگر ضرورت پڑی تو کھڑے ہو گئے اور اس کے مقابلے میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے ماننے والوں نے اطاعت کا نمونہ نہ دکھا کر چالیس سال تک اپنے آپ کو انعام سے محروم رکھا۔ پس اگر ترقی کرنی ہے تو اس زمانے کا جو جہاد ہے جو اپنی تربیت کا جہاد ہے اور پھر وہ جہاد ہے جو تبلیغ کے ذریعہ ہونا ہے خلیفہ وقت کے پیچھے چل کے ہونا ہے اس کی پابندی کرنی ہو گی۔ اسی طرح عمل کرنا ہو گا جس کی مثال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِبل یعنی اونٹوں کی مثال سے واضح فرمائی ہے۔ اپنی فطرت ثانیہ اطاعت کو بنانا ہو گا بلکہ ہر چیز پر اطاعت امام کو فوقیت دینی ہو گی۔ . . . . روحانی آسمان کی بلندیوں کو بھی انسان اُسی وقت چھو سکتا ہے جب اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (النساء:60) کے مضمون کو سمجھیں۔"

(خطبہ جمعہ 6 جون 2014ء)

نیز حضورِ انور ایدہ اللہ نے طاعت در معروف کے حوالے سے مزید فرمایا:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام امر بالمعروف کی تفسیر میں یہ فرماتے ہیں کہ:

"یہ نبی ان باتوں کے لئے حکم دیتا ہے جو خلاف عقل نہیں ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 420)

یعنی معروف باتیں وہ ہیں جو خلاف عقل نہیں ہیں اور وہ قرآن کریم کے حکموں کے مطابق بھی ہیں۔ پھر ایک حدیث میں واقعہ آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ ایک قافلہ بھیجا۔ وہاں پہنچ کر ایک جگہ لوگوں نے آگ جلائی تو جو امیر قافلہ تھا اس نے ازراہ مذاق کہہ دیا کہ اگر میں تمہیں اس آگ میں کودنے کا حکم دوں تو کود جاؤ گے؟ بعض لوگوں نے کہا بالکل غلط چیز ہے، یہ تو خودکشی ہے۔ بعض نے کہا امیر کی اطاعت ضروری ہے۔ لیکن بہرحال بعد میں اس نے کہا میں مذاق کر رہا تھا۔ معاملہ ختم ہو گیا۔ مدینہ واپس پہنچے تو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ واقعہ بتایا تو آپؐ نے فرمایا کہ امراء میں سے جو شخص تمہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دے اس کی اطاعت نہ کرو۔

(سنن ابی داؤد ،کتاب الجہاد باب فی الطاعة حدیث2625)

یہ معروف کی تفصیل ہے کہ جو اللہ کا حکم ہے اس کے خلاف اگر حکم ہے تو وہ معروف نہیں ہے۔ لیکن جو اللہ اور اس کے رسول کے احکامات ہیں، ان کے مطابق حکم ہے تو وہ معروف ہے اور پس یہ واضح ہو گیا کہ طاعت در معروف یا معروف فیصلہ جس کی پابندی ضروری ہے وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں اور پھر اس کے رسول کے احکامات ہیں۔ پس جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق حقیقی خلافت قائم ہے اور یہ ان شاء اللہ قائم رہنی ہے تو یہ خلافت جو ہے کبھی بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں کے خلاف فیصلہ نہیں کرے گی، جو قرآن اور سنت ہے اس کے مطابق ہی چلے گی۔

یہ الفاظ طاعت در معروف یا معروف فیصلہ کی اطاعت کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں استعمال کئے جیسا کہ بیان ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی شرائط بیعت میں اس کو رکھا ہے اور خلافت احمدیہ میں بھی ہر عہد میں یہ شامل کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو جاری کرنا اور جماعت کو اس کی تلقین کرنا اور ہر شخص جو اپنے آپ کو جماعت کا حصہ سمجھتا ہے اس کا یہ فرض ہے کہ اس عہد کی پابندی کرتے ہوئے خلیفہ وقت کی جو جماعت سے متعلق ہدایات ہیں ان پر عمل کرے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا، اگر کبھی کوئی غلط ہدایت ہو گی بھی تو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کی حفاظت کرنی ہے اس لئے اس کے نتائج اللہ تعالیٰ کبھی بُرے نہیں ہونے دے گا اور ایسے حالات پیدا کر دے گا کہ اس کے بہتر نتائج پیدا ہوں۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد6 صفحہ 376-377 زیر آیت النور:56)

اس لئے معروف فیصلہ کی تشریح کرنا کسی شخص کا کام نہیں ہے معروف فیصلہ وہ ہے جو قرآن کے مطابق ہے اور سنت کے مطابق ہے اور حدیث کے مطابق ہے اور اس زمانے کے حَکم عَدل کے احکامات کے مطابق ہے اور یہی وہ ذریعہ ہے جس سے جماعت کی وحدت قائم رہ سکتی ہے اور یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے کہ وحدت پیدا کی جائے اور مخلصین اور اطاعت گزار لوگوں

کی ایک جماعت پیدا ہو۔ ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واضح فرمایا ہے کہ مجھے تعداد بڑھانے سے کوئی غرض نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد بڑھاتا رہوں، جو میرے ساتھ شامل ہوتے رہیں لیکن اطاعت کرنا نہ جانتے ہوں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر میری طرف منسوب ہونے والوں اور میری بیعت میں آنے والوں کی اصلاح نہیں ہوتی اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیاں نہیں گزارتے تو ایسی بیعت بے فائدہ ہے۔

(ماخوذ از مواہب الرحمٰن روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 276)

(ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 142، ملفوظات جلد 10 صفحہ 334)

پس ہمارے احمدی ہونے کا فائدہ تبھی ہے جب ہم اس حقیقت کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی تمام تر صلاحیت کے ساتھ کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

”اطاعت کوئی چھوٹی سی بات نہیں اور سہل امر نہیں۔“ یہ کوئی اتنا آسان کام نہیں ہے ”یہ بھی ایک موت ہوتی ہے...(ملفوظات جلد 4 صفحہ 74 حاشیہ۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

”جو شخص پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا وہ اس سلسلہ کو بدنام کرتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 74۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپؑ فرماتے ہیں کہ:

”میں نے بارہا اپنی جماعت کو کہا ہے کہ تم نِرے اس بیعت پر ہی بھروسہ نہ کرنا اس کی حقیقت تک جب تک نہ پہنچو گے “یعنی بیعت کی حقیقت تک ”تب تک نجات نہیں“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 232-233 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کی حقیقی تعلیم کو سمجھتے ہوئے اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے حق کو ادا کرنے والے ہم ہوں اور ہمیشہ خلافت سے مکمل اطاعت کے ساتھ وابستہ رہیں اور خلیفہ وقت کے تمام معروف فیصلوں پر سچے دل کے ساتھ اور کامل اطاعت کے ساتھ عمل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔

(خطبہ جمعہ 2 نومبر 2018ء)

اللہ کرے تابندہ ہو ہر نسل ہماری
اللہ کرے اخلاص کے بہتے رہیں دھارے
تا عمر خلافت کا ہو سایہ یونہی پھیلا
بیٹھیں جہاں بے تاب ہم اور بچے ہمارے

۞۞۞۞

﴿17﴾ ﴿مشاہدات۔298﴾

اک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا

فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (الاعراف:70)

ترجمہ: پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو اک عالَم کو اک عالَم دکھاتی ہے
مومن ہی فتح پاتے ہیں انجام کار میں
ایسا ہی پاؤ گے سخن کرد گار میں

معزز سامعین! خاکسار کو آج جس موضوع پر کچھ کہنے کا موقع مل رہا ہے اُس کا عنوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایسے منظوم کلام کا ایک مصرع ہے جس میں آپؑ نے اپنے اوپر نازل ہونے والے خدائی انعامات کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ مصرع یوں ہے۔

اک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِس منظوم کلام سے چند اشعار پیش کرتا ہوں۔

اک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا
مَیں خاک تھا اُسی نے ثریا بنا دیا
مَیں تھا غریب و بیکس و گُم نام بے ہُنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کِدھر

معزز سامعین! حضرت مسیح موعودؑ اللہ کے فرستادہ تھے اور آپؑ نے اذنِ الٰہی سے اُس مسیح و مہدی ہونے کا اعلان فرمایا جس کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اُس کو میرا سلام پہنچانا خواہ تمہیں پہاڑوں کے تودوں پر سے جانا پڑے۔ آپؑ گمنامی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ کسی کے سامنے آنے میں شرم محسوس کرتے تھے۔ گھر والے آپؑ کو مسیتڑ کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ علیہ السلام اپنے خدا کے حضور شب و روز ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ اپنا کمرہ بند کر لیتے اور قرآنِ کریم کی تلاوت میں مصروف رہتے۔ آپؑ بچپن سے غور و فکر کی عادت رکھنے والے، تنہائی پسند، کم گو تھے۔ آپؑ کے والد صاحب اکثر متفکر ہو کر کہتے کہ تمہارا بڑا فکر ہے تم کس طرح گزارہ کرو گے۔ والد صاحب کے بار بار کہنے پر آپؑ جواب دیتے کہ جو مالک الملک اور احکم الحاکمین کا ملازم ہے اُسے ملازمت کی کیا پرواہ ہے؟ اس پر آپؑ کے والدِ محترم آبدیدہ ہو جاتے اور فرماتے یہ شخص زمینی نہیں آسمانی ہے۔ یہ آدمی نہیں فرشتہ ہے۔

آپؑ ایک ایسی پسماندہ بستی میں رہتے تھے جس کو دور و نزدیک والے نہ جانتے تھے۔ قادیان دنیا سے کٹی ہوئی ایک بستی تھی جیسے آپ علیہ السلام نے خود فرمایا۔

قادیان بھی تھی نہاں گویا زیر غار

مگر آپؑ حکمِ الٰہی سے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کرتے ہیں اور خدا یہ خبر دیتا ہے کہ یَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ وَيَاْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ کہ تیرے پاس آئندہ سے لوگ اِس کثرت سے آئیں گے کہ رستوں میں گڑھے پڑ جائیں گے اور ہر طرف سے لوگ ساز و سامان کے ساتھ آئیں گے کہ رستوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔

یہ فرمان آپؑ کی مبارک زندگی میں ہی پورا ہونے لگا جب کثرت سے لوگ کشاں کشاں قادیان کی طرف بڑھ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچانے کے لئے آنے لگے۔ یہ لوگ اتنی کثرت سے آئے کہ رہائش کے لئے جگہیں کم پڑنے لگیں تب اللہ تبارک و تعالیٰ نے لوگوں کے مزید آنے کی خوشخبری اور نوید دیتے ہوئے وَسِّعْ مَكَانَكَ کا حکم فرمایا کہ مزید لوگ آنے والے ہیں اِس لئے اپنے مکان اور رہائش کو مزید کھلا کر۔ آپؑ نے ایک لنگر خانہ تعمیر فرمایا جہاں مہمانوں کی رہائش اور اُن کے کھانے کا انتظام ہوتا۔ سردی

کی شدت کی وجہ سے جب لحاف کم پڑ جاتے تو حضورؑ ایک کونے میں کھیس لے کر گزار دیتے اور کبھی چارپائیاں کم پڑتیں تو راتوں رات چارپائی بُن کر مہمانوں کو سہولت پہنچاتے۔ ایک وہ وقت تھا جب کبھی کھانا پورا نہ ہوتا اور کبھی رہائش کے مسائل سامنے آتے اور آج 100 سے زائد ممالک میں لنگر خانوں اور گیسٹ ہاؤسز کا ایسا مضبوط اور مربوط نظام ہے جس کا ذکر آپؑ نے اپنی کتاب فتحِ اسلام میں اشاعتِ اسلام کی پانچ شاخوں میں سے ایک شاخ قرار دے کر فرمایا۔ اِسے ہی کہتے ہیں کہ اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا۔

اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

سامعین! یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا ہی نتیجہ ہے کہ ایک لنگر خانہ، سو سے زائد میں تبدیل ہو چکا ہے۔ جس کے انتظامات اور وافر کھانے کو غیر از جماعت مہمان دیکھ کر بھی حیران ہوتے ہیں ۔ ورنہ تو مخالفین و معاندینِ جماعت نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ لوگ قادیان نہ جائیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مولوی محمد حسین امرتسری صاحب، روزانہ امرتسر کے ریلوے اسٹیشن پر قادیان کی طرف جانے والے مہمانوں کو روکنے کے لئے جاتے۔ اِن کی لوگوں کو روکتے روکتے جوتیاں گھس جاتی رہیں جبکہ لوگوں کی قادیان کی پیدل آتے آتے جوتیاں گھستی رہیں۔ سبحان اللہ

ایک وقت تھا کہ والد کی وفات پر آپؑ کو بشری تقاضوں کے مطابق فکر لاحق ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے خود وعدہ فرمایا کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کیا مَیں اپنے بندے کے لیے کافی نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے ایسا متوکل اور والی ہوا کہ آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ

”ایک وقت تھا کہ دستر خوان کے بچے کھچے ٹکڑے میرا کھانا ہوتا تھا اب میرے دستر خوان پر خاندانوں کے خاندان کھانا کھاتے ہیں۔“

معزز سامعین! آپؑ فرماتے ہیں کہ

"مَیں تو تخم ریزی کرنے آیا ہوں اور میرے ہاتھ سے یہ تخم بویا گیا اور یہ بڑھے گا اور پھولے گا اور تناور درخت بن جائے گا۔"

پھر ایک جگہ فرمایا:

"خدا نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا ہے کہ مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کنارے تک پہنچاؤں گا۔"

آپؑ پھر فرماتے ہیں:

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔

خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے، ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان، نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں، ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔"

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

سامعین کرام! 1889ء میں جب آپؑ نے پہلی بیعت لی تو صرف چالیس افراد نے بیعت کا حلف اٹھا کر آپؑ کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا جو ایک قطرہ کی مانند تھا مگر آج یہ چالیس نفوس کا قافلہ کروڑوں میں بدل چکا

ہے۔ ایک گمنام بستی سے اٹھنے والی آواز دو صد بیس ممالک میں اپنے جھنڈے گاڑنے کے بعد بڑی تیزی سے اپنا سفر آگے کی طرف جاری رکھے ہوئے ہے۔ قادیان میں حضرت مسیح موعودؑ کے دور میں دو مسجدیں تھیں اب دنیا بھر میں ہزاروں مساجد میں پنجوقتہ اذان کی آوازیں بلند ہوتی ہیں اور کروڑوں اللہ کے عبادت گزار اِن مسجدوں میں جمع ہو کر پنجوقتہ نمازیں ادا کرتے اور تسبیحات کے ساتھ اپنے پیارے رسولؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ سال 2023ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز سالانہ رپورٹ میں فرمایا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال نئی مساجد اور جماعت کو عطا ہونے والی مساجد کی تعداد 185 ہے۔ ان میں سے 129 نئی مساجد تعمیر ہوئی ہیں اور 56 بنی بنائی مساجد عطا ہوئی ہیں۔ پیارو! کس کس رنگ میں اِس قطرہ کا ذکر کروں جو اب دریا کیا سمندر کا روپ اختیار کر گیا ہے۔ ایک جلسہ سالانہ کا آغاز قادیان سے ہوا تھا جس میں 75 احباب نے شرکت کی تھی اب یہ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں تبدیل ہو کر 100 کے لگ بھگ ممالک میں یہ جلسہ ہائے سالانہ بڑی دھوم دھام کے ساتھ منعقد ہوتے ہیں جن میں اپنے تو بھرپور حصہ لیتے اور نئے عزم کے ساتھ شامل ہوتے ہی ہیں۔ اِن کے علاوہ ملکوں کے سربراہوں کے علاوہ سرکردہ سرکاری وزراء اور سفیر اِن میں شامل ہونے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ صرف برطانیہ اور جرمنی کے جلسوں میں شاملین کی تعداد 30 سے 40 ہزار تک ہوتی ہے جو دنیا بھر سے ہر سال شامل ہوتے ہیں۔ قرآنِ کریم کے تراجم کو لیں تو 80 کے قریب زبانوں میں قرآن کے تراجم ہو چکے ہیں۔

پھر رپورٹ پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ قرآن کریم کے علاوہ وکالت تعمیل و تنفیذ کی رپورٹ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی 88 کتب میں سے 78 کتب کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔

پیارے سامعین! دنیا میں کوئی کمیونٹی اور جماعت ایسی نہیں جس نے جماعتِ احمدیہ سے تعداد میں کہیں زیادہ اور اموال و دولت زیادہ رکھنے کے نیز مختلف اسلامی ممالک کی تائید و نصرت رکھنے کے باوجود قرآن کے اتنی زبانوں میں تراجم کیے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے جماعت احمدیہ پر ہونے والے ایک ایسے انعامِ الٰہی کا ذکر ضروری ہے جو ایک قطرے کی طرح برسا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک ایسی رحمتوں والی موسلا دھار بارش میں تبدیل ہوا کہ شاید ہی کُرہ ارض کا کوئی ایسا کونا ہو جس کو اِس کے روحانی پانی نے سیر اب نہ کیا ہو اور وہ

ہے مسلم احمدیہ ٹی وی۔ ایک وقت تھا کہ یہ ایک ایسا مسلم ٹی وی تھا جس پر اسلام کی تعلیمات بیان ہوتی تھیں اِس کے مقابل پر چوبیس گھنٹے کی نشریات والا کوئی اسلامی چینل نہ تھا۔ ایم ٹی اے کی وجہ سے دنیا کے کئی دور دراز کے علاقوں میں اسلام احمدیت کے نئے پودے لگ رہے ہیں مثلاً 2023ء میں کیمرون کے انتہائی شمالی علاقے میں ایم ٹی اے العربیہ کے ذریعے سے احمدیت قائم ہوئی اور ایک سَو سے زائد آدمیوں نے احمدیت قبول کی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے مختلف علاقوں کے لیے ایم ٹی اے کے آٹھ چینلز چوبیس گھنٹے کی نشریات پیش کر رہے ہیں، اِن چینلز پر اِس وقت 23 مختلف زبانوں میں رواں ترجمے نشر کیے جارہے ہیں۔ مولویوں نے جماعتِ احمدیہ کے حصے میں آنے والی اِس بڑی اسلامی کامیابی سے پریشان ہو کر یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ حج کا خطبہ بمشکل پانچ براعظموں میں نشر ہوتا ہے۔ قادیانیوں کے پاس پیسہ کہاں سے آگیا کہ اِن کا چینل چوبیس گھنٹے ساری دنیا میں اپنی نشریات جاری رکھے ہوئے ہے بلکہ ایک نے یہاں تک لکھ دیا کہ اگر ہم نے قادیانیوں کے اِس چینل کا محاسبہ نہ کیا تو ”ہماری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں“

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگوں کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

سامعین! الغرض مخالفین نے ہر طرح کا زور لگالیا اور ساری تدابیر اختیار کرلیں کہ یہ آواز کسی طرح دب جائے اِسے کچل دیا جائے، مگر کوئی مخالفت اِس رستے کی دیوار نہ بن سکی۔ خدائے قدوس نے اپنے مہدی موعودؑ کو خود یہ خوش خبری دی کہ تم خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا بیج ہو جو زمین میں بویا گیا، یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت بن جائے گا۔

سامعین! اِس عظیم کامیابی کو ہم اپنے نکتہ نگاہ سے دیکھیں جس کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ”مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا کہ اوّل دنیا کے مختص کناروں فجی، ناروے، پرتگال میں ہمارے خلفاء اور مبلغین کے ذریعہ پیغامِ حق پہنچا اور دوم ہمارے مخالفین یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اب یہ جماعت ہماری پہنچ سے باہر ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔

ہے ترے پاس کیا گالیوں کے سوا، ساتھ میرے ہے تائید ربّ الورٰی
کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغِ دعا، آج بھی، اِذن ہو گا تو چل جائے گی

سامعین! اگر آپؑ کی خاندانی ترقی اور ایک قطرے کو دریا میں بدلنے کی بات نہ کروں تو یہ تقریر ادھوری رہ جائے گی۔ آپؑ نے اکیلے اِس سفر کا آغاز کیا تھا۔ باہر سے تو مخالفت طبعی بات تھی گھر کے اندر سے بھی آپؑ کو مخالفت کا سامنا کرنا پڑا آپؑ کی چچی آپؑ کو روٹی کے سوکھے ٹکڑے کھانے کو دیتی۔ والدِ محترم کی طرف سے خاندان کی ایک پٹی کی طرف سے مخالفت کا آپؑ کو سامنا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کا کہا "اک سے ہزار ہوویں بابرگ و بار ہوویں" اب پورا ہونے کو ہے۔ پنڈت لیکھرام نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی۔ غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ پر تو اُس خدا کا ہاتھ تھا جو ابتدائے آفرینش سے انبیاء کے سروں پر ہوتا چلا آیا ہے۔

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مَولٰی سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

معزز سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اے نادانو اور اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق دیا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر خفا نہیں۔ کیا وہ مجھے چھوڑ دے گا کبھی نہیں چھوڑے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔"

پھر فرمایا۔

"میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرّے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی آخر فتح یاب ہوں گا مجھ کو

کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے۔ میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا دشمن کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں۔"

(انوار الاِسلام، روحانی خزائن جلد9 صفحہ 23)

معزز سامعین! مَیں آپ سامعین کو ذرا تاریخ کے جھرونکوں میں لے جانا چاہتا ہوں۔

1930ء کی دہائی کی بات ہے جب جماعت احمدیہ کی ایک مخالف ترین تنظیم مجلسِ احرار نے جماعت کے خلاف بہت سازشیں شروع کر دیں یہاں تک کہہ دیا قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیں گے مگر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا مَیں ان کے پاؤں سے زمین نکلتی دیکھ رہا ہوں اور تحریکِ جدید جیسی عظیم الشان سکیم کا آغاز کیا اور فرمایا خدا تعالیٰ نے میرے ذہین میں یہ سکیم ڈالی ہے اور خدا اس کو ضرور پوری کرے گا۔

سامعین! مسیح و مہدیٔ دوراں کی جماعت دکھی انسانیت کی امتیازی شان کے ساتھ خدمت کی توفیق پا رہی ہے۔ مجلس نصرت جہاں کے تحت بے شمار ہسپتال اور اسکول افریقہ میں روحانی اور جسمانی شفا کا باعث بن رہے ہیں۔ اسی طرح ہیومینٹی فرسٹ اپنے بہترین طریقہ کار کی بدولت مختلف ہسپتالوں، فوڈ بنک، میٹھے پانی کی ترسیل، زلزلوں و دیگر آفات نیز فلسطینیوں کو آسانیاں بہم پہنچانے میں خدمت کی توفیق پا رہی ہے۔ آج تاریخ شاہد ہے کہ جماعت کا ہر قدم بعینہٖ قرآنی احکام کے مطابق اُٹھ رہا ہے وہ آواز جو اکیلی تھی آج وہ ایک سے دو میں، دو سے چار اور سیکڑوں ہزاروں لاکھوں کروڑوں میں تبدیل ہوئی اور مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی برکت سے شش جہات میں امن و محبت اور سلامتی کا پیغام لیے روحوں کی سیرابی کا باعث بن کر گونج رہی ہے۔

سامعین کرام! الغرض ایک بیج خُدا کے ہاتھ سے بویا جاتا ہے اور آسمانی پانی کے ذریعے اس کی آبیاری ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ ایک باثمر درخت بن جاتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال ایک کھیتی کی طرح دیتا ہے، یعنی جس نے پہلے تو اپنی روئیدگی نکالی اور پھر اس کو آسمانی اور زمینی غذا کے ذریعے سے مضبوط کیا اور وہ روئیدگی اَور مضبوط ہو گئی پھر اپنی جڑ پر مضبوطی سے قائم ہو گئی یہاں تک کہ زمیندار کو پسند آنے لگی۔ اُس کی شاخیں آسمانوں سے باتیں کرنے لگتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے اِس

تناظُر میں دیکھیں تو آپؑ نے خدا کے کہنے پر اسلام کے باغ میں ایک پودا لگایا۔ اُس پودے کے ساتھ تائیدِ ربُّ الورٰی تھیں وہ جلدی جلدی بڑا، پھیلا، پھلا اور پھولا یہاں تک کہ پہلے دن اُس کے سایہ میں چالیس عشاقِ احمدیت نے آرام کیااور 135 سالوں میں جو قوموں کی زندگی میں آنکھ جھپکنے کے برابر بھی نہیں ہوتی کروڑوں افراد اِس گھنے سایہ دار درخت کے نیچے آرام کر رہے ہیں جو ربِّ کریم کی حفاظت میں ہیں اور دنیا میں اپنی علمی، عملی، اخلاقی، ایمانی حالتوں کو عین اسلامی تعلیم کے مطابق ڈھال کر اور اپنے اموال اور نفوس کو اللہ کے راستے میں قربان کر کے صحابہ رسولؐ جیسے بن رہے ہیں ۔ الغرض زیرِ عنوان شعر

اک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا
مَیں خاک تھا اُسی نے ثریا بنا دیا

کے تحت انعاماتِ باری تعالیٰ کو دیکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ

رجُلِ فارس حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ثریا سے آئے اور ایک الٰہی جماعت تشکیل دے کر اُسے ثریا کی بلندیوں پر لے گئے۔ الحمد للہ رب العالمین

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ پر اپنے فضلوں کی اس بارش کو ہمیشہ جاری رکھے۔ ہم ہمیشہ خدا تعالیٰ کے ان فضلوں کو حاصل کرنے والے ہوں۔ کبھی ہم سے ایسا کوئی عمل سرزد نہ ہو جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ مخالفین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں: باز آجاؤ! اور اس کے قہر سے ڈرو اور یقیناً سمجھو کہ تم اپنے مفسدانہ حرکات پر مُہر لگا چکے ہو اور اگر خدا تمہارے ساتھ ہوتا تو اس قدر فریبوں کی تمہیں کچھ بھی حاجت نہ ہوتی، تم میں سے صرف ایک شخص کی دعا ہی مجھے نابود کر دیتی۔ مگر تم میں سے کسی کی دعا بھی آسمان تک نہ چڑھ سکی۔ بلکہ دعاؤں کا اثر یہ ہوا کہ دن بدن تمہارا ہی خاتمہ ہوتا جاتا ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ تم گھٹتے جاتے ہو اور ہم بڑھتے جاتے ہیں۔ اگر تمہارا قدم کسی سچائی پر ہوتا تو کیا اس مقابلے میں تمہارا انجام ایسا ہونا چاہیے تھا؟

پس حضرت مسیح موعودؑ کا یہ بڑا واضح اور کُھلا چیلنج ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور ان شاء اللہ یہ جماعت بڑھتی رہے گی۔ اللہ کرے کہ ہم ہمیشہ اس جماعت کا حصّہ بنے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی جو تقدیر ہے اُس غلبے میں ہمارا بھی حصّہ ہو۔“

(خطاب حضور انور بعد دوپہر دوسرا روز جلسہ سالانہ برطانیہ 2023ء)

جاگو کے زمین ہیں اٹھے گونج کنارے
اٹھی سے صدا اک صدا کروڑ اک کہ

﴿18﴾ ﴿مشاہدات۔181﴾

نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے

(صداقت حضرت مسیح موعودؑ)

میں تھا غریب و بیکس و گم نام بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اِس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

معزز بھائیو! حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو 1880ء میں الہام ہوا **اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ** (تذکرہ صفحہ 27) اس وقت آپؑ زیادہ تر گوشہ نشینی کی زندگی گزار رہے تھے۔ کوئی ایسا مقام و مرتبہ نہ تھا جس کی اہانت ہو۔ دراصل یہ الہام آپؑ کی ماموریت کے زمانے کی طرف خدائی اشارہ تھا اور ایک پیش گوئی تھی کہ آپ کو بہت اعلیٰ مقام و مرتبہ پر فائز کیا جائے گا۔ آپؑ کی مخالفت ہوگی مگر جو کام آپؑ کے سپرد کیا جائے گا اس میں اللہ تبارک تعالیٰ کی تائید و نصرت آپؑ کے ہمراہ رہے گی۔ ہمت سے کام کیے جانا ہے۔ جس کسی نے اہانت کرنا تو کیا، اہانت کا ارادہ بھی کیا اُسے اللہ تعالیٰ اپنے قادرانہ تصرف سے ناکام کردے گا۔ حضرت اقدسؑ نے اس الہام کی خود وضاحت فرمائی ہے آپؑ کے مبارک الفاظ ہیں:

"**اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ** یعنی میں اس کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا۔ یہ ایک نہایت پُر شوکت وحی اور پیشگوئی ہے جس کا ظہور مختلف پیرایوں اور مختلف قوموں میں ہوتا رہا ہے اور جس کسی نے اس سلسلہ کو ذلیل کرنے کی کوشش کی وہ خود ذلیل اور ناکام ہوا۔"

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 567)

معزز بھائیو! روز ازل سے چشم فلک نے بارہا یہ نظارہ دیکھا کہ قادر و توانا خدا نے جب بھی ہدایت کی کوئی شمع روشن کی تو ابلیسیت اپنے تکبر و غرور میں پاگل ہو کر تمام تر توانائیوں کے ساتھ اس پر حملہ آور ہو گئی۔ مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو پھیلنے نہ دیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ۔ ہُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ

(الصف:9-10)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے دین کے ہر شعبے پر کلیۃً غالب کر دے خواہ مشرک بُرا منائیں۔

لیکن اللہ جو متقیوں کا نصیر ہوتا ہے اُن کی اِعانت خود پر فرض کر لیتا ہے۔ کیونکہ یہ اُس کا اٹل فیصلہ ہے۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ (المجادلہ:22) یعنی اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول ہی غالب آئیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعثت کے ساتھ حفاظت کا وعدہ دیا اور فرمایا: وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ: 68) پھر اللہ تعالیٰ سورۃ المؤمن میں فرماتا ہے کہ **اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا** (المومن:52) کہ ہم اپنے رسول کی مدد فرماتے ہیں۔

یہ وعدہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند، ظِل، شاگرد اور آپؐ کے عاشقِ صادق حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی کئی دفعہ اور کئی طرح دیا گیا اور اللہ پاک کی فعلی شہادت نے ثابت کیا کہ اس پودے کو بادِ صرصر سے بچانے میں پھیلنے، پھولنے اور پھلنے میں آسمانی ہاتھ کار فرما ہے۔ زمینی طاقتیں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ خدائے ذوالجلال اپنے مرسل کو کس قدر عزیز رکھتا ہے؟۔ اسی گمنامی کے دور کا الہام ہے:

’’اَنۡتَ مِنِّیۡ بِمَنۡزِلَۃِ تَوۡحِیۡدِیۡ وَ تَفۡرِیۡدِیۡ۔ فَحَانَ اَنۡ تُعَانَ وَ تُعۡرَفُ بَیۡنَ النَّاسِ یعنی تو مجھ سے بمنزلہ میری توحید و تفرید کے ہے۔ پس وہ وقت آ گیا ہے کہ تجھے ہر ایک قسم کی مدد دی جائے گی اور دنیا میں تو عزت کے ساتھ شہرت دیا جائے گا اور شہرت دینے کے وعدہ کو توحید اور تفرید کے ساتھ ذکر کرنا اس نکتہ کی طرف

اشارہ ہے کہ جلال اور عزّت کے ساتھ شہرت پانا اصل حق خدائے واحد لاشریک کا ہے۔ پھر جس پر خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہو وہ اپنی نہایت محویت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی توحید کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور رنگِ دُوئی اس سے جاتا رہتا ہے تب خدا تعالیٰ اسی طرح اس کو عزّت اور جلال اور عظمت کے ساتھ شہرت دیتا ہے جیسا کہ وہ اپنے تئیں شہرت دیتا ہے کیونکہ توحید اور تفرید یہ حق پیدا کرتی ہے کہ وہ ایسی ہی عزت حاصل کرے۔"

(روحانی خزائن جلد 22 حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ 170)

نیز فرمایا:

"اے ابراہیم! تجھ پر سلام۔ ہم نے تجھے خالص دوستی کے ساتھ چُن لیا... خدا تیرے سب کام درست کردے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید۔ خدا ایسا نہیں جو تجھے چھوڑ دے... مَیں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔"

(تذکرہ صفحہ 148-149)

معزز بھائیو! بدخواہوں کے دشمن ہاتھوں کا اپنے پیارے کی طرف اُٹھنا اُس قادر و توانا کی غیرت کو للکارتا ہے اور وہ انہیں توڑ دیتا ہے۔ شریروں کے شرارے ان پر الٹ دیتا ہے۔ وہ خود اپنے پیارے کی ڈھال بن جاتا ہے اس کی سنت ہے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے بچاتا اور نمرود کو اُس میں بھسم کر دیتا ہے۔ وہ حضرت موسیٰؑ کو سمندر کے پار پہنچاتا ہے اور فرعون کو اُس میں غرق کر دیتا ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فاتح عالم بناتا ہے اور ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو ذلیل انجام کے گڑھے میں دفن کر دیتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو کام اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے رسولؐ کی برکات کے اظہار اور ثبوت کے لئے ہوں اور خود اللہ تعالیٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو۔ پھر اس کی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں۔ کون ہے جو اس کو تلف کر سکے؟ **یاد رکھو میرا سلسلہ اگر نری دکانداری ہے تو اس کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو ساری دنیا اس کی مخالفت کرے۔ یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی**

حفاظت کریں گے۔ اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے تب بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہو گا۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 148 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی توہین کرنے والوں اور اس کا ارادہ کرنے والوں پر خدا تعالیٰ کی مار کے احوال بیان کرنے کے لئے کئی کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔ اَن گنت بے شمار مثالیں ہیں۔ جن کو بڑے بڑے تین عنوانوں کے تحت جمع کیا جا سکتا ہے۔

اول: اللہ تبارک تعالیٰ نے کبھی مخالفین کو لمبی مہلت دی تا کہ وہ اپنی آنکھوں سے جماعت کی روز اَفزوں ترقی دیکھیں اور اندر ہی اندر حیرت، حسد اور حسرت کی آگ میں جلیں اور اپنی بے بسی پر واویلا کر کے زبانِ حال سے صداقتِ مسیح موعودؑ کا اعلان کریں۔

دوم: بعض مخالفین کئی قسم کی زمینی اور آسمانی آفتوں میں جکڑے گئے اور اپنے انجام سے عبرت کا نشان بن کر صداقتِ مسیح موعودؑ کا اعلان بنے۔

سوم: بعض شدید مخالفین کی نسلوں نے احمدیت کی آغوش میں پناہ لے کر ببانگ دہل صداقتِ مسیحؑ کا اعلان کیا۔

اہانت کرنے والوں کو پے در پے شکستوں کے سوا کچھ نہ ملا۔ کچھ متکبرین نے آپؑ کے الہامات پر، پیشگوئیوں پر، تحریرات پر اور ذات پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے دلائل و براہین اور واقعاتی شہادتوں سے اُن کے منہ بند کئے اور تضحیک، تمسخر، استہزاء اور حقارت کا رُخ خود اُن کی طرف موڑ دیا۔

خدا رسوا کرے گا تم کو مَیں اعزاز پاؤں گا
سنو اے منکرو! اب یہ کرامت آنے والی ہے

معزز بھائیو! لیکھرام عبرت کا ایسا نشان بنا۔ اُس کو چاہنے والے بھی اس کو بھول چکے ہیں۔ کسرِ صلیب کی کاوشوں میں جن عیسائی پادریوں سے مقابلے ہوئے حسرت ناک ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے منٹوں میں تحقیق کر کے ہر متلاشیٔ حق کو تاریخی دستاویزات کے ساتھ مقابل پر

آنے والے ہر ایک مخالف کی ہزیمت کے ثبوت مل جاتے ہیں اور جماعت کی طرف سے ایم ٹی اے اور جرائد سے ثبوت دکھائے جاتے ہیں وہ عبد اللہ آتھم ہو، ہنری مارٹن کلارک ہو یا ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی اُس خدا کے شیر کے آگے کوئی نہ ٹھہر سکا۔ ڈاکٹر ڈوئی نے آپؑ کو مکھی مچھر جیسا کم حیثیت کہا تھا تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار
ہے سرِ رہ پر مرے وہ خود کھڑا مولیٰ کریم
پس نہ بیٹھو میری رہ میں اَے شریرانِ دیار

ارض کابل پر جماعت کی مخالفانہ کارروائی میں احمدی خون بہا۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:

”اے کابل کی زمین! تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بد قسمت زمین! تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے۔“

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 74)

قریباً سوا سو سال سے پھر اس زمین نے خیر کا منہ نہیں دیکھا۔

معزز بھائیو! الٰہی وعدے صرف آپؑ کی ذات سے وابستہ نہیں ہیں بلکہ قیامت تک آپؑ اور آپؑ کے سچے متبعین کے ساتھ اس کا تسلسل قائم رہے گا۔ ہماری آنکھوں کے سامنے کی بات ہے نوّے سالہ قادیانی مسئلے کا حل پیش کرنے والا نہ صرف خود پھانسی کے پھندے میں جھولتا نظر آتا ہے بلکہ اُس کی اولاد اور خاندان کا حشر بھی عبرت ناک ہوتا ہے۔ ایسی بات کرنا اچھا تو نہیں لگتا لیکن خدا تعالیٰ نے اُس کو ایسی رسوائی سے دوچار کیا کہ مرنے کے بعد بھی نہیں چھوڑا اور کئی طرح مزید رسوائی کے سامان ہو رہے ہیں۔ ایک وہ جو امیر المؤمنین کہلانے کا شوقین تھا۔ زمانہ اس کا نام سننا گوارا نہیں کرتا۔ بہت سے متبادل ذلیل نام اس کو دئے گئے ہیں۔ مطالبہ ہو رہا ہے کہ آئین پاکستان سے اس کا نام اور شاہ فیصل مسجد کے صحن سے اُس کا جبڑا نکال دیا جائے۔ اس کا انجام دیکھیں کہ آسمان و زمین کا مالک بد خواہوں کی گستاخیاں پسند نہیں فرماتا۔ حق

بین آنکھ دیکھ سکتی ہے کہ حق کی تائید کس کے ساتھ ہے۔ خدا تعالیٰ کا غضب کبھی زلازل کی صورت میں ، کبھی سیلِ آب کی شکل میں ، کبھی ظالم انداز حکمرانی کے روپ میں انسان کو جگا رہا ہے کہ مخالفت سے باز آجاؤ۔ خدا سے کب تک جھگڑا کرو گے۔ اُس کے فرستادہ کے دامن میں آکر اس کی کشتی میں بیٹھ کر عافیت کے حصار میں پناہ لو۔ اہانت سے باز آؤ۔ خدا کے شیر سے دشمنی کا نتیجہ ناکامی و نامرادی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں :۔

سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار
سنّت اللہ ہے کہ وہ خود فرق کو دکھلائے ہے
تا عیاں ہو کون پاک اور کون ہے مُردار خوار
مجھ کو پَردے میں نظر آتا ہے اِک میرا مُعین
تیغ کو کھینچے ہوئے اُس پر جو کرتا ہے وہ وار

معزز بھائیو! ہر زمانے میں کچھ طالع آزما اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے لگائے ہوئے پودے کو جڑ سے اکھاڑنے کی ناکام کوشش میں ہیں۔ جتنے ہتھکنڈے ممکن ہیں وہ استعمال ہو رہے ہیں۔ زمانے میں بدنامی بھی ہو رہی ہے مگر مخالفت نے اندھا، بہرا اور گونگا بنا دیا ہے۔ دوسروں کا انجام دیکھ کر بھی عبرت نہیں پکڑتے۔ کہاں ہیں احمدیت کو سرطان کہنے والے؟ کہاں ہیں احمدیوں کو کشکول پکڑانے والے؟ کہاں ہیں صرف پاکستان سے نہیں دنیا سے احمدیت کا ملیا میٹ کرنے والے؟ کلیدی آسامیوں سے ہٹانے والے؟ مساجد مسمار کرنے والے؟ کتب و رسائل اور پریس پر پہرے بٹھانے والے؟ کیا انجام ہوا احمدیوں کو شہید کرنے والوں کا؟ قید و بند میں ڈالنے والوں کا؟ قبریں اکھاڑنے والوں کا؟ کیا قانونی، معاشرتی اور معاشی پابندیوں میں جکڑنے والے خود دربدر نہیں ہو رہے؟ اہانت کرنے والوں کی عزتوں کے جنازے گلی گلی سے نہیں اُٹھ رہے ہیں۔

قرآن کا پیغام سمجھنے کی صلاحیت باقی ہے نہ حدیثوں کی پیش گوئیاں یاد ہیں۔ مسلسل ناکامیوں نے جھنجھلاہٹ میں ایسے قوانین بنوائے ہیں جن کا مذاق دنیا میں بن رہا ہے۔

مخالفین کی انفرادی طور پر، اجتماعی طور پر اور حکومتی سطح پر ہر کوشش کو اللہ پاک نے ناکام بنایا۔ کبھی کبھی ان کو ایسی کامیابی نصیب ہوتی ہے کہ کسی احمدی کو شہید کر دیا، کوئی مسجد جلادی، کہیں کتابوں پر پابندی لگا دی، کوئی گھر لوٹ لیا۔ اسی کو یہ کم فہم کامیابی سمجھتے ہیں۔ مگر یہ اسلام احمدیت کے اعلیٰ مقاصد کو نہیں روک سکے۔ اس کو مولیٰ کریم کامیابی قرار دیتا ہے۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ احمدی اپنی آنکھوں سے تائید و نصرت کے نشان نہ دیکھتے ہوں۔

معزز بھائیو! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ 2023ء کے خطاب میں جماعت کی سالانہ ترقی کا جائزہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال پاکستان کے علاوہ دنیا بھر میں 330 نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ 1016 مقامات پر پہلی بار احمدیت کا پودا لگا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال نئی مساجد اور جماعت کو عطا ہونے والی مساجد کی تعداد 185 ہے۔ ان میں سے 129 نئی مساجد تعمیر ہوئی ہیں اور 56 بنی بنائی مساجد عطا ہوئی ہیں.... اللہ تعالیٰ کے فضل سے دورانِ سال 124 مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا ہے۔

اب تک جماعت احمدیہ کی طرف سے قرآن کریم کے شائع شدہ تراجم میں کل زبانوں کی تعداد 76 ہے۔ 12 کتب کا عربی ترجمہ ہو چکا تھا 24 کا مزید ہوا ہے۔ جرمن میں حضرت مسیح موعود کی 82 کتب کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ بنگلہ زبان میں کُل 20 کتب شائع ہوئی ہیں۔ امسال 448 کتب و پمفلٹ 47 زبانون میں طبع ہوئے۔ 26 زبانوں میں مختلف رسائل اور اخبارات شائع ہو رہے ہیں۔

امسال 9166 نمائشوں کے ذریعہ 15 لاکھ نوّے ہزار لوگوں تک پیغام پہنچایا گیا۔

دنیا کے 104 ممالک میں 620 سے زائد ریجنل لائبریریز کا قیام ہو چکا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی 88 کتب میں سے 78 کتب کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ عربی ڈیسک کے تحت گذشتہ سال تک 178ء کتب اور پمفلٹس عربی زبان میں تیار ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔

اخبارات میں جماعتی مضامین اور خبروں کے متعلق حضور انور نے فرمایا کہ امسال 67 ممالک سے موصولہ رپورٹس کے مطابق دو ہزار نو سو اخبارات ور سائل چودہ سو 94 جماعتی مضامین اور خبریں شائع کی ہیں۔ ان کے پڑھنے والوں کی تعداد 22 کروڑ 57 لاکھ 68 ہزار ہے۔

ایم ٹی اے کے علاوہ مقامی ٹی وی پروگرام بھی پیش کیے گئے اس سال تین ہزار 266 ٹی وی پروگرامز کے ذریعہ دو ہزار 848 گھنٹے وقت ملا۔ اسی طرح ریڈیو کے ذریعہ وقت ملا۔

بیعتوں کی تعداد بیان کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ امسال دو لاکھ 17 ہزار 168 سعید روحوں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔"

(دوسرے روز کا خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بر موقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2023ء الفضل انٹرنیشنل 4 اگست 2023ء)

کامیابی تو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے اسلام احمدیت کے نام لکھ دی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"صادق تو ابتلاؤں کے وقت بھی ثابت قدم رہتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ آخر خدا ہمارا ہی حامی ہوگا۔ اور یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہے لیکن باوجود اس کے یہ بھی ایمان ہے کہ اگرچہ ایک فرد بھی ساتھ نہ رہے اور سب چھوڑ چھاڑ کر اپنا اپنا راہ لیں تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرّے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں۔ تب بھی مَیں آخر **فتح یاب ہوں گا۔** مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں۔

اے نادانو اور اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ مَیں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ مَیں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں کیا خدا مجھے چھوڑ

دے گا کبھی نہیں چھوڑے گا کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ مَیں اُس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اُس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہو۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے۔"

(انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 23)

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شُہرۂ عالَم بنا دیا
جو کچھ مری مراد تھی سب کچھ دِکھا دیا
میں اِک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا
دنیا کی نعمتوں سے کوئی بھی نہیں رہی
جو اُس نے مجھ کو اپنی عنایات سے نہ دی

(روحانی خزائن جلد 21 براہین احمدیہ حِصّہ پنجم صفحہ اوّل نصرۃ الحق مطبوعہ 1908ء)

معزز بھائیو! دعا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحیح مقام و مرتبہ کو پہچانیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس نعمت کی ناشکری سے ہماری کوئی غفلت اہانت کے زمرے میں آجائے۔ اے اللہ! ہمیں توفیق دے کہ ہم جیسا کہ حق ہے تیرے مہدی و مسیحؑ سے محبت کریں، اطاعت کریں، تیری رضا اور مغفرت حاصل کر لیں۔ کیونکہ اس تصویر کا دوسرا رُخ ہے۔ وَاِنِّی مُعِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ۔ (مواھب الرحمان، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 347) یعنی میں اس کی اعانت کروں گا جو تیری اعانت کا ارادہ کرے گا۔ ہم احمد زماںؑ کے ہاتھ مضبوط کرنے والے بنیں۔ سلسلہ کی ترقی میں اپنا کردار ادا کریں۔ اپنے ذاتی نمونے سے مجسم تبلیغ بن جائیں

اور سب سے بڑھ کر دعا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمارے شاملِ حال رہے۔ اور دنیا اسلام کی آغوش میں آجائے آمین۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے ہم سے ارشاد فرمایا ہے:

"ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہیئے کہ نری لفّاظی پر نہ رہے بلکہ بیعت کے سچے منشا کو پُورا کرنے والی ہو۔ اندرونی تبدیلی کرنی چاہیئے۔ صرف مسائل سے تم خدا تعالےٰ کو خوش نہیں کر سکتے۔ اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں۔ اگر تم میں مکر، فریب، کسل اور سُستی پائی جائے تو تم دوسروں سے پہلے ہلاک کئے جاؤگے ... اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو۔ نماز میں دعائیں مانگو۔ صدقات خیرات سے اور دوسرے ہر طرح کے حیلے سے وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِيۡنَا (العنکبوت:70)۔ میں شامل ہو جاؤ۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 188 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

وہ جو احمدیت کو مٹانے کے لئے اپنی توانائیاں خرچ کر رہے ہیں آگاہ ہوں کہ سارے احمدی اپنی توانائیاں آپ کو راہِ حق پر لانے پر صرف کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اَللّٰھُمَّ اھۡدِ قَوۡمِیۡ فَاِنَّھُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ۔

(الشفاء لقاضی عیاض جلد اول صفحہ 73)

مخالفین کی ہزیمت سے بھی احمدیوں کے دل دکھتے ہیں کیونکہ امت رسولؐ ہیں۔ کاش! حق کی تائید و نصرت دیکھ کر ہی یہ اُس طرف آجائیں جہاں زندہ خدا کی زندہ تجلیات نظر آ رہی ہیں۔ آمین اللّٰھم آمین

(امۃ الباری ناصر۔ امریکہ)

✡✡✡✡

﴿19﴾ ﴿مشاہدات۔166﴾

آگ ہماری غلام، بلکہ غلاموں کی غلام ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡاَشۡہَادُ (المومن:52)

ترجمہ: یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور اُن کی جو ایمان لائے اِس دنیا کی زندگی میں بھی مدد کریں گے اور اُس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

آنکھ کے پانی سے یارو! کچھ کرو اِس کا علاج
آسماں اَے غافلو! اب آگ برسانے کو ہے

آج مَیں آپ مخاطبین کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام **آگ ہماری غلام، بلکہ غلاموں کی غلام ہے** پر روشنی ڈالنے کے لئے کھڑا ہوا / کھڑی ہوئی ہوں۔

سامعین / سامعات! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لیے انبیاء و رسل بھجوانے کا سلسلہ ابتدائے آفرینش سے جاری کر رکھا ہے اور ہم حضرت آدم علیہ السلام سے یہ مشاہدہ کرتے چلے آرہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرستادوں کی تائید و نصرت فرماتا اور مخالفین کے شر اور مخالفت سے انہیں محفوظ رکھ کر نبی اور اُس کے ماننے والوں کو ترقیات سے نوازتا چلا جاتا ہے۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے بھی یہ بات سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نمائندوں کو مخالفین کی لگائی آگ سے حفاظت بھی فرماتا ہے اور اپنی گود میں لے کر اِن کی مزید آفتوں اور بلاؤں سے حفاظت کرتا ہے۔ اس ضمن میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت صالحؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالیں نمایاں طور پر دی جاسکتی ہیں۔

سامعین / سامعات! آج مجھے اِن انبیاء میں ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مخالفین کی طرف سے جلتی آگ میں ڈالنے اور اللہ کی طرف سے آپؑ کو محفوظ رکھنے کے واقعہ کا ذکر کر کے مضمون کو آگے بڑھانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو مقامات (سورۃ الانبیاء آیت 69-70 اور سورۃ الصافات آیت

98-99) پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مادی آگ میں پھینکنے اور آپؑ کو اِس چِتّا سے نکال کر سلامٌ علیٰ ابراھیم کی دُعا سے نوازا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”حضرت ابراہیمؑ کی قوم نے کہا کہ اگر کچھ کرنا ہی ہے تو ابراہیمؑ کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔ ہم نے کہا۔ اے آگ! تو ابراہیم کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا اور قومِ ابراہیمؑ نے اس کے خلاف ایک تدبیر کرنی چاہی مگر ہم نے اس کو ناکام بنا دیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ کسی غیبی سامان یعنی آندھی یا بارش وغیرہ سے آگ بجھا دی گئی تھی۔ اِسی لیے اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ اے آگ! ٹھنڈی ہو جا۔ یہ نہیں فرماتا کہ اے آگ جلا نہیں۔ در حقیقت ایمان بالغیب کے قیام کے لیے بھی کسی ایسے ہی طریق کی ضرورت ہوتی ہے جس میں ایک حد تک اخفاء کا بھی پہلو ہو ورنہ ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں۔“

(تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ الانبیاء آیت 69-70 صفحہ 531)

اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت سے انبیاء کے ناموں سے مخاطب فرمایا ہے جس میں ابراہیم بھی شامل ہے۔ آپؑ خود فرماتے ہیں۔

میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

جب آپؑ کو ابراہیم کے نام سے پکارا گیا تو لازم تھا کہ آپؑ بھی اُن حالات سے گزارے جاتے جن سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نبرد آزما ہوئے تھے۔ آپؑ کو بھی آگ میں ڈالا جاتا اور آپؑ کا منجانب اللہ ہونا ثابت کرنے کے لیے وہ آگ سرد کر دی جاتی اور آپؑ کو اِس آگ سے نکال کر ترقیات کے راستہ پر گامزن کیا جاتا۔ چنانچہ آپؑ کو تسلّی دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے الہاماً خوشخبری دی۔

”آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 211۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

جس کا نظارہ ہم نے آپؑ کی حیاتِ مبارکہ میں بھی دیکھا اور وفات کے بعد خلفاء کے دَور میں مسلسل دیکھتے آرہے ہیں۔ اِس ایمان افروز تاریخ میں داخل ہونے سے قبل حاضرین کو یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ انبیاء کی آمد پر ایک مخالفت کی آگ بھی ہوتی ہے جو مخالفین اور معاندین کی طرف سے سلگائی جاتی ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جری اللہ فی حُلل الانبیاء ہونے کے ناطے تمام سابقہ انبیاء کا لبادہ پہنے ہوئے تھے اِس لئے آپؑ کی مخالفت میں بھی وہ تمام مخالفتیں جمع ہونی تھیں جن کا آپؑ سے پہلے انبیاء کو سامنا کرنا پڑا۔ ہم مشاہدہ کر رہے ہیں کہ جوں جوں جماعت اکنافِ عالَم میں ترقی کر رہی اور پھیل رہی ہے تُوں تُوں مخالفتوں میں بھی اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دَور میں دائرہ اسلام سے خارج کرنے کی علماء کی طرف سے مخالفت اور مخاصمت ہندوستان سے نکل کر اب پاکستان سے ہوتی ہوئی بنگلہ دیش ،انڈونیشیا، الجزائر، برکینا فاسو اور بعض عرب ممالک سے راہ داری حاصل کرتے ہوئے اب دیگر کئی ممالک کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے۔ اب تو پاکستان میں جماعت احمدیہ کی تعمیر شدہ مساجد کے مینارے، گنبد اور محراب مسمار کر کے شہید کیے جا رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے مطبوعہ قرآن کریم کو نذرِ آتش کر کے شہید کیا گیا۔ گھروں کو نذرِ آتش کیا گیا، جائدادوں کو مالِ مفت دلِ بے رحم کے طور لُوٹا گیا۔ سینکڑوں وجود شہید کر دیے گئے۔ مطبوعات کی طباعت پر پابندی کا جماعت کو سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ہر قسم کا جماعتی اخبار و رسالہ بند ہے۔ لا الہ الا اللہ پڑھنے پر پابندی ہے۔ مسلمانوں کو السلام علیکم کہنا جُرم ہے۔ اب اِس مخالفت کا سامنا سرکاری سطح پر بھی ہے اور مسجد کے مینارے پولیس کی نگرانی میں بلکہ بعض جگہوں پر پولیس خود گرا رہی ہے۔ مگر 134 سالہ تاریخ جماعت احمدیہ گواہ ہے کہ جس قدر مخالفت پاکستان یا دنیا کے کسی بھی حصہ میں ہوتی ہے اُسی قدر بلکہ اُس سے کہیں زیادہ زور کے ساتھ دنیا بھر میں افرادِ جماعت کی تعداد میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ مساجد کی تعمیرات بھی تیزی سے مکمل ہو رہی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اگر ایک مسجد پاکستان میں شہید کی جائے تو اس کے مقابل پر 10 مساجد تعمیر کرنے کا عزم کریں اور اب تثلیث کدہ صرف جرمنی میں 80 کے قریب مساجد میناروں اور گنبدوں کے ساتھ تعمیر ہو چکی ہیں۔ ہمارے پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 5 ستمبر 2023ء کو جرمنی میں مسجد ناصر کے افتتاح کے موقع پر شیخوپورہ پاکستان سے ایک دوست کے تعارف کروانے پر فرمایا کہ ”وہاں تو مسجدوں کے

مینارے گرائے جارہے ہیں۔ وہاں وہ گراتے ہیں تو یہاں 10 بن جاتے ہیں۔ آپ یہاں مسجد بنائیں، مینارے بنائیں۔"

(رپورٹ مکرم عبدالماجد طاہر ایڈیشنل وکیل التبشیر اسلام آباد یوکے از الفضل انٹرنیشنل 4 اکتوبر 2023ء)

سامعین/سامعات! اس بات کا ظہار ہمارے پیارے امام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بارہا اپنے خطابات میں کر چکے ہیں اور دنیا بھر میں ہماری مساجد کی تعمیر اب ہزاروں میں ہے جہاں روزانہ پنجوقتہ اذان کے ذریعہ اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ خواہ وہ دنیا کا کنارہ فجی کے جزائر ہوں یا افریقہ کے لَق و دَق صحراہوں ہر طرف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور دیگر مذاہب والے احمدیوں کو نمائندہ اسلام تصور کر کے اسلام بارے معلومات لینی پسند کرتے ہیں۔

نہ پہلے اس نے چھوڑا ہے نہ آئندہ وہ چھوڑے گا
ہمیں خود پیار سے وہ دامنِ رحمت میں بھر لے گا
خدا کا گھر کسی بھی نام سے ہو اس کی حرمت ہے
تم اس کا گھر گراتے ہو خدا تم کو گرا دے گا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا ایک احمدی کا خاصہ ہے اور ہونا چاہئے جس میں عارضی روکیں اور ابتلاء مزید نکھار پیدا کرتے ہیں۔ اس حوالے سے مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آجکل دنیا کے بعض ممالک میں لگتا ہے احمدیوں کو تنگ کرنے کی ایک مہم شروع ہے۔ جس میں براہ راست یا بالواسطہ تنگ کرنے کے منصوبے بنائے جارہے ہیں۔ یہ حسد کی آگ ہے جس نے ان لوگوں، گروپوں یا حکومتوں کو ایسے قدم اٹھانے پر لگایا ہوا ہے اور یہ حسد کی آگ بھی مسیح موعود کے زمانے میں اپنوں کی طرف سے بھی غیروں کی طرف سے بھی، مسلمانوں کی طرف سے بھی اور غیر مسلموں کی طرف سے بھی زیادہ بھڑکنی تھی۔ غیر مسلموں کی طرف سے اس لئے کہ مسیح موعود کے زمانے میں اسلام کی ترقی دیکھ کر وہ برداشت نہیں کر سکتے کہ اسلام کا غلبہ دنیا پر ہو اور بعض مسلمان لیڈروں اور مُلّاؤں کی طرف سے اس لئے کہ ان کی بادشاہتیں اور

ان کے منبر کہیں ان سے چھن نہ جائیں اور اس کو بچانے کے لئے انہیں غیر مسلموں کے سامنے بھی جھکنا پڑا تو انہوں نے اسے عار نہیں سمجھا۔ پھر جو مسلمان ہیں، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے اور رحم کرے کہ یہ لوگ خود ایسی حرکتیں کر کے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے والے بن رہے ہیں۔ صرف اس لئے کہ احمدیت کی مخالفت کرنی ہے، یہ اگر اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے لڑنے کی کوشش کریں گے تو خود فنا ہو جائیں گے۔"

(خطبہ جمعہ 8 فروری 2008ء)

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لیے

سامعین / سامعات! مخالفت کی اِس آگ کا ذکر صرف اِس لیے آپ کے سامنے کیا ہے کہ ہمارے ایمانوں میں اضافہ ہو یہ سُن کر کہ یہ آگ تھی جسے اللہ تعالیٰ مسلسل جماعت کی ترقی کے لیے بجھاتا چلا جارہا ہے تاہم اس الہام کو شان کے ساتھ پورا ہوتا دیکھیں آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سورۃ الانبیاء آیت 70 کے تحت فُٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"یہاں آگ سے مراد مخالفت کی آگ بھی ہے اور حقیقی آگ بھی مراد ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام ہوا تھا کہ "مجھے آگ سے مت ڈراؤ کیونکہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے" (اربعین نمبر 3، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 429) آگ کے ٹھنڈا پڑ جانے سے مراد یہ ہے کہ اس کی تپش کو ہلاک کرنے کی توفیق نہیں ملے گی بلکہ وہ آگ خود بخود ٹھنڈی ہو جائے گی۔

(ترجمہ قرآن کریم از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سورۃ الانبیاء فُٹ نوٹ صفحہ 552)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ جمعہ یکم اگست 2014ء میں سورۃ البروج آیات 1 تا 12 کی تلاوت کے بعد فرماتے ہیں۔

''اگر انصاف پسند مسلمان سورۃ البروج پر غور کریں تو احمدیوں پر ہونے والے ظلم اور خاص طور پر ایسے ظلموں کے بارے میں اپنے علماء، اپنے لیڈروں، اپنے سیاستدانوں، اپنی حکومتوں کے رویوں اور احمدیت کی مخالفت میں جو عمل یہ لوگ دکھاتے ہیں اور کرتے ہیں ان کی حقیقت کھل جائے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر یقین کر لیں اور اس ظلم کا حصہ نہ بنیں جو ظالم لوگ یا ان کے چیلے احمدیوں پر کرتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کا کلام سمجھنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے ایک فرستادے کی ضرورت ہے۔ لیکن ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ اس کی بات تو یہ لوگ بالکل سننا نہیں چاہتے اور اس لئے ظلموں میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں...... ان آیات میں یہی بتایا گیا ہے کہ بہت ایندھن والی آگیں تمہارے خلاف بھڑکائی جائیں گی۔ ان آگوں میں بار بار ایندھن ڈالا جائے گا۔ یہ آگیں بھڑکانے والے اردگرد بیٹھے تماشا دیکھتے رہیں گے۔ یہ لوگ جنہوں نے ایسے انتظامات اپنے زعم میں کئے ہوں گے کہ گویا خندقیں کھود کر، ان مومنوں کو محدود کر کے، ہر طرف سے گھیر کر پھر آگیں جلائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی یہ فرما دیا کہ بیشک آگ کی تکلیفوں سے تو گزرنا پڑے گا لیکن آخر کار یہ ہر طرف سے گھیر کر مومنوں کو آگ میں جلانے کی کوشش کرنے والے خود ہی ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ اپنے زُعم میں تو یہ آگ کے اردگرد پہرے لگا کر بھی بیٹھے ہوں گے کہ اس آگ سے کوئی بچ کر باہر نہ نکلے۔ اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں پولیس بھی ساتھ کھڑی تماشا دیکھتی رہتی ہے۔ وہ بھی نہیں کوشش کرتی کہ بچائے بلکہ حصہ بن رہی ہوتی ہے۔ اور پھر یہ سب آگ بھڑکانے والے نہ صرف باہر کھڑے ہوتے ہیں بلکہ مومنوں کو جلا کر مزا لیتے ہیں۔ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ۔ یہ صرف کوئی پرانا واقعہ نہیں ہے بلکہ یہ پیشگوئی بھی ہے جو ہمیں بتا رہی ہے کہ مومنین کے مخالفین اس طرح کی آگیں بھڑکائیں گے اور پھر ان آگوں پر پہرے لگا کر بھی بیٹھیں گے۔ یہ ایک اور ثبوت ہے ہمارے سچائی کے راستے پر ہونے کا اور مومن ہونے کا اور ان مخالفین کے ان لوگوں کے زمرہ

میں شامل ہونے کا جو مومنین کے خلاف آگیں بھڑکاتے ہیں۔ اور پھر نہ صرف یہ کہ گھیر اڈال کر بیٹھے ہیں کہ اس آگ سے باہر کوئی نہ نکلے بلکہ خوش ہو رہے ہیں کہ ہم نے بہت اچھا کام کیا ہے۔"

(خطبہ جمعہ یکم اگست 2014ء)

سامعین / سامعات! بہر حال آج تقریر کے دوسرے پہلو میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والے ایک جلالی نشان کا ذکر کرنا مقصود ہے۔

بانئ جماعت احمدیہ کی بابرکت سیرت و سوانح کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آگ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے اظہار کا ایک ذریعہ بنایا۔ تاریخ احمدیت میں یہ واقعہ درج ہے کہ ایک دفعہ جب ایک ہندو نے اسلام پر یہ اعتراض کیا کہ قرآن نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق یہ بات قانون قدرت کے خلاف بیان کی ہے کہ دشمنوں نے ان کو آگ میں ڈالا اور خدا کے حکم سے آگ ان پر ٹھنڈی ہو گئی تو حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے اس اعتراض کا یہ جواب دیا کہ حقیقی آگ مراد نہیں بلکہ جنگ اور مخالفت کی آگ مراد ہے۔ جب حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ جواب سنا تو آپ نے بڑے جلال کے ساتھ فرمایا:

"اس تاویل کی ضرورت نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ تو گزر چکا۔ اب ہم خدا کی طرف سے اس زمانہ میں موجود ہیں ہمیں کوئی دشمن آگ میں ڈال کر دیکھ لے کہ خدا اُس آگ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے کہ نہیں۔ آج اگر کوئی دشمن ہمیں آگ میں ڈالے گا تو خدا کے فضل سے ہم پر بھی آگ ٹھنڈی ہو گی۔"

(سیرت المہدی، روایت 147)

دنیا کی نظر میں اس ہندو کا اعتراض بظاہر معقول معلوم ہوتا ہے اور قانون قدرت یہی ہے کہ آگ جلاتی ہے۔ لیکن یہ جری اللہ فی حلل الانبیاء، اللہ تعالیٰ کا یہ پہلوان جو تمام انبیاء کا لبادہ اوڑھے ہوئے اور ان کی متفرق خصوصیات اپنے وجود میں جمع کیے ہوئے اس زمانہ میں مبعوث ہوا تا کہ زندہ نشانوں کے ذریعہ اسلام کو تمام مذاہب پر غالب کر دکھائے کس شان سے فرماتے ہیں کہ دنیا کی نظر میں قانون قدرت یہی ہو گا کہ آگ جلاتی ہے لیکن جس قادر مطلق ہستی نے مجھے کھڑا کیا ہے وہ قانون قدرت کا بھی مالک ہے اور آج بھی اگر اسلام پر کوئی اعتراض کرتا ہے تو مجھے خدا کی نصرت پر ایسا یقین ہے کہ وہ ضرور آج بھی میرے

ہاتھ پر گذشتہ زمانے کے معجزات ظاہر کرے گا جو بظاہر دنیا کی نظر میں بالکل ناممکن اور قانونِ قدرت کے خلاف ہیں۔ خدا تعالیٰ نے تو حضرت اقدس علیہ السلام کو الہاماً یہ بھی فرمایا کہ تو لوگوں سے کہہ دے۔

''آگ سے ہمیں مت ڈرا آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔''

(البدر، جلد1، نمبر5،6، مورخہ 28/نومبر+5/دسمبر1902ء، صفحہ34)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مدّت کا یہ میرا الہام ہے کہ ''آگ سے ہمیں مت ڈرا۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔'' یہ ویسے ہی ہے جیسے حدیث شریف میں ہے کہ بعض بہشتی بطور سیر دوزخ کو دیکھنا چاہیں گے اور اس میں اپنا قدم رکھیں گے، تو دوزخ کہے گی کہ تو نے تو مجھے سَرد کر دیا۔ یعنی بجائے اس کے کہ دوزخ کی آگ اُسے جلاتی۔ خادموں کی طرح آرامدہ ہو جاوے گی۔

عادت اللہ یہی ہے کہ دوناریں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ محبّتِ الٰہی بھی ایک نار ہے اور طاعون کو بھی نار لکھا ہے۔ لیکن ان میں سے ایک تو عذاب ہے اور دوسری انعام ہے، اسی لیے طاعون کی نار کی ایک خاص خصوصیت خدا تعالیٰ نے رکھی ہے۔ اس میں آگ کو جو غلام کہا گیا ہے۔ میرا مذہب اس کے متعلق یہ ہے کہ اسماء اور اعلام کو ان کے اشتقاق سے لینا چاہئے۔ غلام غلمہ سے نکلا ہے۔ جس کے معنے ہیں کسی شئ کی خواہش کے واسطے نہایت درجہ مضطرب ہونا یا ایسی خواہش جو کہ حد سے تجاوز کر جاتی ہے اور انسان پھر اس سے بے قرار ہو جاتا ہے۔ اور اسی لیے غلام کا لفظ اس وقت صادق آتا ہے جب انسان کے اندر نکاح کی خواہش جوش مارتی ہے۔ پس طاعون کا غلام اور غلاموں کی غلام کے بھی یہی معنے ہیں کہ جو شخص ہم سے ایک ایسا تعلق اور جوڑ پیدا کرتا ہے جو کہ صدق و وفا کے تعلقات کے ساتھ حد سے تجاوز ہوا ہو اور کسی قسم کی جدائی اور دُوئی اس کے رگ و ریشہ میں نہ پائی جاتی ہو اسے وہ ہرگز کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی اور جو ہمارا مرید الٰہی محبت کی آگ سے جلتا ہو گا اور خدا کو حقیقی طور پر پا لینے کی خواہش کمال درجہ پر اس کے سینہ میں شعلہ زن ہو گی۔ اسی پر بیعت کا لفظ حقیقی طور پر صادق آوے گا۔ یہاں تک کہ کسی قسم کے ابتلا کے نیچے آکر وہ ہرگز متزلزل نہ ہو بلکہ اور قدم آگے بڑھاوے۔ لیکن جبکہ لوگ ابھی تک اس حقیقت سے واقف

نہیں ہیں اور ذرا ذرا سی بات پر وہ ابتلا میں آجاتے ہیں اور اعتراض کرنے لگتے ہیں تو پھر وہ اس آگ سے کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 211)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مختلف تحریرات میں اِس آگ سے مراد طاعون بھی لی ہے کیونکہ طاعون بیماری بھی آگ کی طرح گرم اور انسان کو اتنی گرمائش پہنچاتی ہے جس کی برداشت انسان کی طاقت سے باہر ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اِس الہام کا ذکر کر کے فرمایا کہ "حقیقت یہ ہے کہ جو خدا کا بندہ ہو گا اُسے طاعون نہ ہو گی اور جو شخص ضرر اُٹھائے گا اپنے نفس سے اُٹھائے گا"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 211)

سامعین / سامعات! آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام کے نظارے ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد بھی دیکھے اِن میں سے ایک واقعہ کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

"مولوی رحمت علی صاحب انڈونیشیا میں جس محلہ میں رہائش پذیر تھے وہ سارے کا سارا لکڑی کے مکانوں کا بنا ہوا تھا۔ ایک دفعہ وہاں ایسی خوفناک آگ لگی جو پھیلتے پھیلتے ہوا کے رخ کے مطابق مولوی صاحب کے گھر کی طرف چل پڑی۔ جماعت کے پریشان حال ممبران وہاں پہنچے اور ان کی منتیں کیں کہ مولوی صاحب! آپ اس جگہ کو چھوڑ دیں۔ کم از کم سامان ہی نکال لیں۔ بعد میں انسان تو جلدی سے بھاگ کر بھی باہر جا سکتا ہے۔ یہ بہت خطرناک آگ ہے جو کسی چیز کو نہیں چھوڑے گی۔ پھر ہوا کا رخ ایسا ہے کہ لازماً اس نے آپ کے گھر تک پہنچنا ہی پہنچنا ہے۔ مولوی صاحب نے کہا اس جگہ کو چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مَیں تو اُس آقا کا غلام ہوں جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا کہا آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ (تذکرہ صفحہ 324) اس لیے یہ آگ مجھے کچھ نہیں کہہ سکتی۔ یہ بھی ایک بہت بڑا دعویٰ تھا، لیکن ایک بہت بڑے مومن کی زبان کا دعویٰ تھا۔ ایک ایسے مومن کی زبان کا دعویٰ تھا جن کے متعلق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خوشخبری ہے رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ..... لَو اَقسَمَ لَاَ بَرَّہٗ (مستدرك حاکم جلد 4 صفحہ 364) کہ خبر دار! ایسے درویش بندے بھی ہیں جو پراگندہ حال اور خاک آلودہ ہوتے ہیں، لیکن

اگر وہ خدا پر قسم کھائیں تو خدا ضرور ان کی قسم کو پورا کرتا ہے۔ انڈونیشیا کی تاریخ کا یہ ایک درخشندہ واقعہ ہے کہ وہ آگ بڑھتی رہی اور اس نے سارے مکان جلا دیے لیکن جب اس کے شعلے مولوی صاحب کے مکان کو چھونے لگے تو اچانک اتنی موسلا دھار بارش آئی کہ دیکھتے دیکھتے وہ شعلے بھسم ہو گئے اور آگ مکان کو ذرا سا بھی نقصان نہیں پہنچا سکی۔ وہ آگ جو دوسری چیزوں کو بھسم کرتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی رحمت کے نتیجے میں خود بھسم ہو گئی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11 فروری 1983ء بحوالہ خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 79-81)

اِس طرح کے دسیوں واقعات ہماری تاریخ نے محفوظ کر رکھے ہیں ابھی ہماری آنکھوں نے اِس الہام کو چند سال قبل ہی مسجد بیتُ الفتوح کے ایک حصہ میں آگ لگنے اور عمارت کے جل کر راکھ ہو جانے پر دشمن کے شادیانے بجاتے دیکھے اور پھر اللہ تعالی کے فضل سے اس سے کہیں کشادہ، کہیں بہتر، کہیں زیادہ خوبصورت عمارت تیار ہو کر مکمل ہو گئی اور اس کی پیشانی پر ماشاء اللہ اور سبحان اللہ کے الفاظ اس کی شان وشوکت کو بڑھانے لگے اور دشمن کو ایک بار پھر منہ کی کھانی پڑی۔

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کرتا/کرتی ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

"صادق تو ابتلاؤں کے وقت بھی ثابت قدم رہتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ آخر خدا ہمارا ہی حامی ہو گا اور یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہے لیکن باوجود اس کے یہ بھی ایمان ہے کہ اگرچہ ایک فرد بھی ساتھ نہ رہے اور سب چھوڑ چھاڑ کر اپنا اپنا راہ لیں۔ تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں۔ مَیں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرّے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں۔ تب بھی میں آخر فتح یاب ہوں گا۔ مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے میں ہر گز ضائع نہیں ہو سکتا۔ دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں۔

اے نادانو اور اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک

ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ مَیں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ مَیں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا کبھی نہیں چھوڑے گا کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ مَیں اُس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اُس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اِس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اُس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اُس کا جلال چمکے اور اُس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلا سے اُس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہوں ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے۔"

(انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 23)

پھر حضورؑ اِس ضمن میں جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"پس راتوں کو اُٹھ کر روؤ۔ دعائیں مانگو اور اس طرح سے اپنے اردگرد ایک دیوارِ رحمت بنالو۔ خدا تعالیٰ رحیم کریم ہے وہ اپنے خاص بندہ کو ذلت کی موت کبھی نہیں مارتا (اگر خدانخواستہ ہماری جماعت میں سے کسی کو ذلت کی موت آئی تو لوگ اعتراض کریں گے کیونکہ اگر ہم اشتہار نہ دیتے تو کسی کو اعتراض کا موقعہ نہ ملتا مگر اب ہم نے خود مشتہر کیا ہے اس لئے لوگ ضرور اعتراض کریں گے)۔ پس تم کو چاہیے کہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ مجھے امید ہے کہ جو پورے درد والا ہوگا اور جس کا دل شرارت سے دُور نکل گیا ہے خدا اُسے ضرور بچائے گا۔ توبہ کرو۔ توبہ کرو۔ ایک مرتبہ مجھے الہام ہوا تھا۔

"آگ سے ہمیں مت ڈراؤ۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے"

حقیقت یہ ہے کہ جو خدا کا بندہ ہوگا اسے طاعون نہیں ہوگی اور جو شخص ضرر اُٹھائے گا۔ اپنے نفس سے اٹھائے گا۔ اگر تم خدا سے صفائی نہیں کرتے تو کوئی طبیب تمہارا علاج نہیں کر سکتا اور نہ کوئی دوا فائدہ بخش سکتی ہے۔ یہ ذمہ داری صرف خدا کا فعل ہے۔ دل کا پاک و صاف کرنا بھی ایک موت ہوتی ہے۔ جبتک

انسان محسوس نہ کرے کہ میں اب وہ نہیں ہوں جو پہلے تھا تب تک اسے سمجھنا چاہیے کہ میں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔"

(ملفوظات جلد4 صفحہ 211-112،ایڈیشن1984ء)

قدغنیں جتنی بھی لگا لو تم
ہم تو بڑھتے رہیں نہ کم ہوں گے
اتنے انعام بھی ملیں گے ہمیں
جتنے ہم پر ترے ستم ہوں گے

۞۞۞۞

﴿20﴾ ﴿مشاہدات۔121﴾

الہام حضرت مسیح موعودؑ ''یَنْقَطِعُ اٰبَائِكَ وَیَبْدَءُ مِنْكَ'' کی تکمیل

بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں

پیارے بھائیو اور بہنو! آج میری تقریر کا عنوان حضرت مسیح موعودؑ کے الہام ''یَنْقَطِعُ اٰبَائِكَ وَ یَبْدَءُ مِنْكَ'' کی تفصیل اور تکمیل بیان کرنا ہے۔ جسے **''بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں''** کا عنوان بھی دیا جاسکتا ہے۔

سامعین! یہ دستور چلا آیا ہے کہ سچے مُلْہَمْ مِنَ اللہ کے بکثرت الہامات میں شان و شوکت اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں و احسانوں کا ذکر ہوتا ہے، اُن نعمتوں کا بیان ہوتا ہے جن کا حصول اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت کے بغیر ممکن نہیں۔ ایسے غیبی امور پر مبنی الہامات پوری شان کے ساتھ پورا ہو کر سچے مُلْہَمْ مِنَ اللہ کی سچائی ظاہر و باہر کر دیتے ہیں اور ساری دنیا ان نشانوں کو دیکھ کر اپنے ایمان میں تازگی محسوس کرتی ہے اور دشمن بھی ا ن نشانوں کے پورا ہونے پر حیرت زدہ رہ جاتا ہے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہونے والے بے شمار الہامات اس بات کا ثبوت ہیں۔ مثال کے طور پر انہیں الہامات میں سے کچھ آپ علیہ السلام کی اولاد کے متعلق تھے جنہیں آپ علیہ السلام نے اسی زمانے میں بکثرت شائع کیا۔ انسان اپنی طرف سے اپنی نسل کے حوالے سے جو مرضی بات بیان کر سکتا ہے لیکن جب وہ یہ کہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے ذریعہ اطلاع دی ہے تو یہ ایک نشان بن جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1886ء میں ایک اشتہار کے ذریعہ یہ الہام شائع فرمایا:

''پھر خدائے کریم جَلَّشَانُہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور مَیں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تُو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور مَیں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری

نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر یک شاخ تیرے جدّی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔“

(ضمیمہ اخبار ریاض ہند امرتسر مطبوعہ یکم مارچ 1886ء بحوالہ آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 647۔ 648)

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو ایک اور الہام بھی ہوا تھا کہ ”یَنقَطِعُ اٰبَاءِکَ وَ یَبدَءُ مِنکَ“ (تذکرہ صفحہ 397 مطبوعہ 2004ء) دراصل اس الہام کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ یہ ہے کہ تیرے آباء و اجداد کی تمام شاخ کاٹی جائے گی اور الہام کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ صرف تجھ سے اس نسل کی ابتدا ہو گی۔

اب اس الہام کے الفاظ پر غور کریں۔ کیسے ان سے اللہ تعالیٰ کی شان و شوکت اور قدرت کا اظہار ہو رہا ہے۔ انسان کو اپنی اگلی سانس کا علم نہیں لیکن یہاں نسل کے بکثرت ملکوں میں پھیلنے کی بات ہو رہی ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے۔

اب ایک صورت تو یہ تھی کہ یہ ایک افترا ہے۔ افترا ہونے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ اصول کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل بکثرت نہیں ہونی چاہیے تھی۔ نسلِ انسانی کی بقا کا انحصار تو ہے ہی اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و احسان پر پھر کیسے ممکن ہے اللہ تعالیٰ مفتری کو کامیابی دے۔

لہٰذا الہام کے پہلے حصے ”یَنقَطِعُ اٰبَاءِکَ“ کی تفصیل یوں ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے چار اور بھائی بھی تھے جن کے نام مرزا غلام مصطفیٰ صاحب، مرزا غلام محمد صاحب، مرزا غلام محی الدین صاحب اور مرزا غلام حیدر صاحب تھے۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب ایک حاذق طبیب، شاہانہ مزاج کے مالک، عالی ہمت اور جلالی شان رکھنے کے ساتھ ساتھ بہت بامروّت اور اعلیٰ اخلاق کے انسان تھے۔ شعر و شاعری میں بھی دسترس رکھتے تھے اگرچہ عملی طور پر دنیادارانہ مزاج رکھتے تھے لیکن خدا تعالیٰ کی ذات اور فرمودات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خاص صالحانہ لگاؤ بھی رکھتے تھے۔ ان کی اپنی ایک وسیع خاندانی لائبریری تھی۔ جس میں قیمتی کتب کا ایک نایاب ذخیرہ تھا۔ یہ سب امور اس خاندان کے اسلام اور علم کے ساتھ تعلق کے آئینہ دار تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب تھے جو 1883ء میں پچپن سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔ وہ بھی اگرچہ پوری طرح دنیاوی رنگ میں رنگے ہوئے تھے لیکن ساتھ ہی وہ بہادری اور غرباء پروری کی اعلیٰ صفات کے مالک تھے۔ اس کے برعکس مرزا غلام محی الدین صاحب جو حضرت مسیح موعودؑ کے چچا تھے ان کے تین بیٹے مرزا امام الدین صاحب، مرزا نظام الدین صاحب اور مرزا کمال الدین صاحب جو رشتہ کے لحاظ سے آپ کے چچازاد بھائی تھے۔ وہ اپنے تایا مرزا غلام مرتضیٰ صاحب اور ان کے بیٹوں مرزا غلام قادر صاحب اور مرزا غلام احمد صاحب کے شدید خاندانی دشمن تھے۔ مرزا امام الدین صاحب اور مرزا نظام الدین صاحب دنیاوی لالچ اور طمع میں اِس حد تک ڈوبے ہوئے تھے کہ خدا، رسول اور انسانیت سب کو فراموش کر چکے تھے۔

سامعین وسامعات!

چچازاد بھائیوں کی اسلام دشمنی :

مرزا امام الدین صاحب اپنے ملحدانہ اور بے دینی کے خیالات اور اعمال میں اِس قدر پیش پیش تھے کہ وہ نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور الہامات کا مذاق اُڑاتے تھے بلکہ اسلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے خلاف بے ادبی کے کلمات اِن کا عام معمول تھا۔ اسلام کی مقدس تعلیمات کے خلاف گفتگو میں وہ خاص لذت محسوس کرتے تھے۔ مرزا امام الدین صاحب کی اپنی اخلاقی حالت یہ تھی کہ قادیان میں اِن کی مجلس میں بھنگ اور چرس پینے والے جمع ہوتے اور نشے میں مست شریعتِ اسلام پر لغو اعتراضات کرتے۔ خدا کا کوئی پاک رسول مرزا امام الدین صاحب کی تضحیک سے محفوظ نہ تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 73)

ایک جگہ وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ

”ایک پیغمبر دوسرے پیغمبر کو جھٹلاتا اور منسوخ کرتا ہے۔ اگر عیسیٰ صاحب کو سچا مانیں تو محمد صاحب کی غلطی معلوم ہوتی ہے اور اگر محمد صاحب کو راستی پر سمجھیں تو عیسیٰ صاحب کا اعتبار جاتا ہے۔“

(بحوالہ گل شگفت، مطبوعہ چشمہ نور صفحہ 17)

چچازاد بھائیوں کو حضرت مسیح موعودؑ سے عداوت :

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دونوں چچازاد بھائی مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین صاحب آپ کے پُرانے دشمن تھے اس لئے اگر کوئی موقع اپنی دشمنی نکالنے کا میسر آتا تھا تو اُسے خالی نہیں جانے دیتے تھے۔ مارچ 1885ء میں جب حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے مجدد ہونے کا دعوی کیا تو مرزا امام الدین صاحب نے آپ کے خلاف چشمہ نور امرتسر سے نہایت گندے اشتہارات شائع کروائے اور جب حضرت اقدس علیہ السلام اور پنڈت لیکھرام پشاوری کے درمیان بحث مباحثہ ابتدائی مراحل میں تھا تو مرزا امام الدین صاحب اُسے جا کر خود قادیان لائے۔ اس کی ہر طرح سے مدد کی تاکہ اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیچا دکھایا جاسکے یہاں تک کہ مرزا امام الدین صاحب اپنے ہم مشرب ساتھیوں کے ساتھ خود بھی قادیان کے آریہ سماج میں شامل ہو گئے۔ مرزا امام الدین صاحب کی حمایت کی وجہ سے پنڈت لیکھرام نومبر 1885ء سے لے کر قریباً دو ماہ تک قادیان میں رہا اور اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اہانت آمیز حملے کرتا رہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خیال تھا کہ پنڈت لیکھرام ابتدا میں اِس قدر زبان دراز نہ تھا مگر قادیان کے بعض شریرُ الطبع لوگوں نے اُسے اِس قدر خراب کر دیا کہ وہ بالآخر مَوردِ غضب الٰہی ہوا۔

اپنے چچازاد بھائیوں کے اہل وعیال کی نسبت پیشگوئی 5؍ اگست 1885ء

اپنے چچا زاد بھائیوں مرزا امام الدین و نظام الدین کے مطالبہ اور اصرار پر کہ ہمیں کوئی نشان دکھلایا جاوے۔ حضرت اقدسؑ نے 5؍ اگست 1885ء کو یہ پیشگوئی کی کہ:

”مرزا امام الدین و نظام الدین کی نسبت مجھے الہام ہوا ہے کہ اکتیس ماہ تک اِن پر ایک سخت مصیبت پڑے گی یعنی اِن کے اہل وعیال میں سے کسی مرد یا کسی عورت کا انتقال ہو جائے گا جس سے ان کو سخت تکلیف اور تفرقہ پہنچے گا۔ آج ہی کی تاریخ کے حساب سے جو تیئیس ساون 1942ء مطابق 5؍ اگست ہے۔ یہ واقعہ ظہور میں آئے گا۔“

اس پیشگوئی پر حسب ذیل ہندوؤں کے بطور گواہ دستخط ہیں۔ پنڈت بھارامل ساکن قادیان بقلم خود، پنڈت بیجناتھ بقلم خود، بشنداس برہمن بقلم خود اور بشنداس کھتری بقلم خود۔

چنانچہ ایسا ہی واقعہ بھی ہو گیا یعنی عین اکتیسویں مہینہ کے درمیان مرزا نظام الدین کی دختر یعنی مرزا امام الدین کی بھتیجی بعمر پندرہ سال ایک بہت چھوٹا بچہ چھوڑ کر فوت ہو گئی۔

(تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ 12 وحیاتِ احمد جلد دوم نمبر سوم صفحہ 116)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے 20 فروری 1889ء کو ہوشیار پور (بھارت) سے اپنا طویل الہام شائع کیا جو پسرِ موعود سے متعلق تھا۔ اس الہام میں کچھ حصہ آپ کے چچازاد بھائیوں کے تعلق بھی تھا۔ متعلقہ الفاظ یہ تھے کہ

"ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا اُن پر بلا پر بلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہو گا لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔"

(اشتہار 20 فروری 1889ء)

مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین کا مسجد مبارک کے سامنے دیوار کھینچ دینا۔ 7؍ جنوری 1900ء

حضرت اقدس اپنے چچازاد بھائیوں مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین کے ساتھ قادیان کی جائیداد میں برابر کے شریک تھے اس لئے آپ کو حق پہنچتا تھا کہ شاملات دیہہ سے بھی برابر کا فائدہ اُٹھاتے۔ مگر آپ کے نرم رویّہ کی وجہ سے اِن ظالموں نے آپ کو اور آپ کی جماعت کو سخت تنگ کر رکھا تھا نہ ڈھاب سے مٹی لینے دیتے تھے نہ کنویں سے پانی حاصل کرنے دیتے۔ ایک دفعہ جو ان کی غیر حاضری میں بعض دوستوں نے ڈھاب سے مٹی لی۔ تو واپس آکر یہ بہت بگڑے، گالیاں دیں اور ایک بھنگی کو بلا کر مسجد مبارک کے سامنے دیوار کھچوا دی۔ حضرت اقدس کو بہت تکلیف ہوئی۔ کیونکہ نمازیوں کے مسجد میں داخل ہونے کا وہی راستہ تھا اور حضور بھی اکثر سیر کو اسی راستہ سے باہر جایا کرتے تھے۔ نووارد احمدیوں کے یکّے بھی وہاں ہی آکر ٹھہرتے تھے۔ اب نمازیوں کو بہت بڑا چکّر کاٹ کر ہندو بازار سے ہو کر آنا پڑتا تھا۔ حضرت اقدس نے پہلے تو چند آدمی مرزا امام الدین کے پاس بھیجے اور انہیں تلقین فرمائی کہ مرزا صاحب موصوف کے ساتھ نرمی سے کلام کریں مگر اس ماحول کا تو باوا آدم ہی نرالا تھا۔ وفد کی معروضات سُن کر مرزا امام

الدین صاحب آگ بگولا ہو گئے اور کہا کہ وہ (یعنی حضرت اقدس) خود کیوں نہیں آئے؟ پھر حضور نے ایک وفد ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں بھیجا۔ ڈپٹی کمشنر اور کپتان پولیس ساتھ کے ایک گاؤں میں کسی واردات کی تفتیش کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ڈپٹی کمشنر کے سامنے جب وفد پیش ہوا تو وہ بھی سخت ترشروئی سے پیش آئے اور کہا کہ

”تم بہت سے آدمی جمع ہو کر مجھ پر رُعب ڈالنا چاہتے ہو۔ میں تم لوگوں کو خوب جانتا ہوں اور میں خوب سمجھتا ہوں کہ یہ جماعت کیوں بن رہی ہے اور میں تمہاری باتوں سے ناواقف نہیں اور میں بہت جلد تمہاری خبر لینے والا ہوں اور تم کو پتہ لگ جائے گا کہ ایسی جماعت کس طرح بنایا کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔“

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل روایت نمبر 135 صفحہ 138۔ 140)

غرض وفد بے نیلِ مرام واپس آگیا۔ جب حضرت اقدس نے سارا واقعہ سُنا تو سخت تکلیف محسوس کی۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور بعض دوسرے معاندین آپ کے خلاف حکومت کو سخت بد ظن کر چکے تھے۔ حکومت کی اس روش کو دیکھ کر مرزا امام الدین اور نظام الدین نے بھی اپنی مخالفانہ کارروائیاں تیز کر دی تھیں۔ پولیس تو مخالف تھی ہی۔ ناچار آپ نے احباب کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ ہجرت سنتِ انبیاء میں سے ہے کیوں نہ ہم بھی یہاں سے ہجرت کر کے کسی ایسی جگہ چلے جائیں۔ جہاں ہم اپنا کام زیادہ سہولت کے ساتھ کر سکیں۔ حضرت حکیم مولوی حافظ نورالدینؓ نے بھیرہ تشریف لے جانے کا مشورہ دیا۔ حضرت مولوی عبدالکریمؓ نے سیالکوٹ جانے کی دعوت دی۔ محترم شیخ رحمت اللہ صاحب نے لاہور تشریف لے جانے کے لئے عرض کی۔ محترم چوہدری حاکم علی صاحب کی روایت ہے کہ مَیں نے اپنے گاؤں پنیار جانے کے لئے عرض کی۔ حضور نے سب کی باتیں سُن کر فرمایا کہ

اچھا وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ جہاں اللہ لے جائے گا۔ وہیں جائیں گے۔

جب حضور نے دیکھا کہ نہ مرزا امام الدین مانتا ہے۔ نہ ڈپٹی کمشنر سنتا ہے۔ اب سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ دیوانی عدالت میں دعویٰ کر دیا جائے۔ چنانچہ دوستوں کے مشورہ سے آپ نے مرزا امام الدین کے خلاف شیخ خدا بخش صاحب ڈسٹرکٹ جج گورداسپور کی عدالت میں دیوانی مقدمہ دائر کر دیا۔ اس مقدمہ کے دوران میں ایک مرتبہ آپ کو گورداسپور بھی تشریف لے جانا پڑا۔ وہاں آپ کو کثرتِ کار کی

وجہ سے کسی قدر بخار ہو گیا اور پیچش بھی ہو گئی۔ رات کو آپ نے احباب کو سو جانے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں احباب سو گئے۔ حضرت اقدس کو چونکہ تکلیف تھی۔ اس لئے حضور کے ایک جان نثار صحابی حضرت منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی اور دو تین اَور دوست رات بھر جاگتے رہے اور جونہی حضرت رفع حاجت کے لئے اُٹھتے۔ حضرت منشی صاحب فوراً لوٹا لے کر حاضر ہو جاتے متواتر دو راتیں حضرت منشی صاحب نے جاگ کر گزاریں۔ حضرت اقدس ان کے اس اخلاص کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ در حقیقت آدابِ مرشد اور خدمت گزاری ایسی شئے ہے۔ جو مرید و مُرشد میں ایک گہرا رابطہ قائم کر کے وصول الی اللہ اور حصولِ مرام کا نتیجہ پیدا کرتی ہے۔

16ء جولائی 1901ء کو عدالت میں آپ کی پیشی تھی۔ آپ کی شہرت کی وجہ سے گورداسپور کے تین اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بھی اپنی عدالتیں چھوڑ کر آپ کا بیان سننے کے لئے متعلقہ عدالت میں آ گئے۔ حضرت اقدس نے نہایت صفائی کے ساتھ اپنا بیان دیا اور پھر ہشاش بشاش باہر تشریف لے آئے۔

اس کے بعد 10ء اگست 1901ء کو پیشی تھی۔ اس روز مدعا علیہم کے گواہ پیش ہو کر وکلا کی بحث بھی ختم ہو گئی اور 12 اگست 1901ء کو فیصلہ سنا دیا گیا۔ فیصلہ کیا تھا۔ ایک بجلی تھی جو مرزا امام الدین پر گری۔ ڈسٹرکٹ جج نے حکم دیا کہ

"مدعا علیہ دیوار فوراً گرا دے اور آئندہ کبھی بھی سفید میدان میں کوئی تعمیر نہ کی جائے اور اخراجات مقدمہ کے علاوہ ایک سو روپیہ بطور جرمانہ مدعی (حضرت اقدس) کو ادا کیا جائے۔"

حضرت اقدس اس روز گورداسپور تشریف نہیں لے گئے تھے۔ شام کو جب حضور کی خدمت میں یہ خبر پہنچی تو حضور نے فرمایا۔

"گویا ایک سال آٹھ ماہ کا رمضان تھا۔ جس کی آج عید ہوئی۔"

(الحکم 17ء اگست 1901ء)

20ء اگست شام کی چار بجے اُسی بھنگی کو وہ دیوار گرانی پڑی جس کے ذریعہ سے مرزا امام الدین نے وہ تیار کروائی تھی۔

اب رہا معاملہ حرجانہ اور خرچہ مقدمہ کی ادائیگی کا۔ سو مرزا امام الدین صاحب جانتے تھے کہ حضرت اقدس تو رحیم و کریم انسان ہیں۔ حرجانہ وغیرہ کی ادائیگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ انہوں نے حضور کی خدمت میں معافی حرجانہ کی درخواست کی۔ جو بڑی فراخدلی کے ساتھ قبول کرلی گئی۔

سامعین وسامعات!

اس مقدمہ میں ایک اعجازی نشان کا ظہور

اس مقدمہ میں جو اعجازی نشان ظاہر ہوا اُس کا ذکر حضرت اقدس نے اپنی عدیم النظیر تصنیف حقیقۃ الوحی میں کیا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:

”یہ دن بڑی تشویش کے تھے یہاں کہ ہم ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ کے مصداق ہوگئے اور بیٹھے بیٹھے ایک مصیبت پیش آگئی۔ اس لئے جناب الٰہی میں دُعا کی گئی اور اس سے مدد مانگی گئی۔ تب بعد دُعا مندرجہ ذیل الہام ہوا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 266)

”اَلرَّحٰى تَدُوْرُ وَيَنْزِلُ الْقَضَآءُ۔ اِنَّ فَضْلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ وَّلَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَّرُدَّ مَا اَتٰى۔ قُلْ اِىْ وَرَبِّىْ اِنَّهٗ لَحَقٌّ۔ لَا يَتَبَدَّلُ وَلَا يَخْفٰى۔ وَيَنْزِلُ مَا تَعْجَبُ مِنْهُ وَحْىٌ مِّنْ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰى۔ اِنَّ رَبِّىْ لَا يَضِلُّ وَلَا يَنْسٰى۔ ظَفَرٌ مُّبِيْنٌ وَّاِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى۔“ الخ

(حقیقۃ الوحی صفحہ 268)

ترجمہ: ”چکی پھرے گی اور قضاو قدر نازل ہوگی۔ یعنی مقدمہ کی صورت بدل جائے گی۔ جیسا کہ چکی جب گردش کرتی ہے تو وہ حصہ چکی کا جو سامنے ہوتا ہے بباعث گردش کے پردہ میں آجاتا ہے اور وہ حصہ جو پردہ میں ہوتا ہے وہ سامنے آجاتا ہے۔ مطلب یہ کہ مقدمہ کی موجودہ حالت میں جو صورتِ مقدمہ حاکم کی نظر کے سامنے ہے جو ہمارے لئے مضر اور نقصاں رساں ہے۔ یہ صورت قائم نہیں رہے گی اور ایک دوسری صورت پیدا ہو جائے گی جو ہمارے لئے مفید ہے...اسی طرح جو مخفی اور درپردہ باتیں ہیں وہ منہ کے سامنے آجائیں گی اور ظاہر ہو جائیں گی اور جو ظاہر ہیں وہ ناقابلِ التفات اور مخفی ہو جائیں گی اور پھر بعد اس کے فرمایا کہ یہ خدا کا فضل ہے جس کا وعدہ دیا گیا ہے۔ یہ ضرور آئے گا اور کسی کی مجال نہیں جو اس کو ردّ

کر سکے... اور پھر فرمایا کہ کہہ مجھے میرے خدا کی قسم ہے کہ یہی بات سچ ہے۔ اس امر میں نہ کچھ فرق آئے گا اور نہ یہ امر پوشیدہ رہے گا اور ایک بات پیدا ہو جائے گی جو تجھے تعجب میں ڈالے گی یہ اس خدا کی وحی ہے۔ جو بلند آسمانوں کا خدا ہے۔ میرا رب اس صراطِ مستقیم کو نہیں چھوڑتا۔ جو اپنے برگزیدہ بندوں سے عادت رکھتا ہے اور وہ اپنے بندوں کو بھولتا نہیں جو مدد کرنے کے لائق ہیں۔ سو تمہیں اس مقدمہ میں کھلی کھلی فتح ہوگی۔ مگر اس فیصلہ میں اس وقت تک تاخیر ہے جو خدا نے مقرر کر رکھا ہے۔"

سارا الہام درج کرنے کے بعد حضورؑ فرماتے ہیں:

"یہ پیشگوئی ہے جو اس وقت کی گئی تھی۔ جبکہ مخالف دعوے سے کہتے تھے کہ بالیقین مقدمہ خارج ہو جائے گا اور میری نسبت کہتے تھے کہ ہم ان کے گھر کے تمام دروازوں کے سامنے دیوار کھینچ کر وہ دکھ دیں گے کہ گویا وہ قید میں پڑ جائیں گے اور جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں۔ خدا نے اس پیشگوئی میں خبر دی کہ میں ایک ایسا امر ظاہر کروں گا۔ جس سے جو مغلوب ہے وہ غالب اور جو غالب ہے وہ مغلوب ہو جائے گا...

"پھر فیصلہ کا دن آیا۔ اس دن ہمارے مخالف بہت خوش تھے کہ آج اخراجِ مقدمہ کا حکم سنایا جائے گا اور کہتے تھے کہ آج سے ہمارے لئے ہر ایک قسم کی ایذا کا موقع ہاتھ آ جائے گا۔ وہی دن تھا جس میں پیشگوئی کے اس بیان کے معنے کھلنے تھے کہ وہ ایک امر مخفی ہے جس سے مقدمہ پلٹا کھائے گا اور آخر میں وہ ظاہر کیا جائے گا سو ایسا اتفاق ہوا کہ اس دن ہمارے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب کو خیال آیا کہ پُرانی مسل کا انڈکس دیکھنا چاہئے یعنی ضمیمہ جس میں ضروری احکام کا خلاصہ ہوتا ہے۔ جب وہ دیکھا گیا۔ تو اس میں وہ بات نکلی جس کے نکلنے کی توقع نہ تھی۔ یعنی حاکم کا تصدیق شدہ یہ حکم نکلا کہ اس زمین پر قابض نہ صرف امام الدین ہے بلکہ مرزا غلام مرتضیٰ یعنی میرے والد صاحب بھی قابض ہیں تب یہ دیکھنے سے میرے وکیل نے سمجھ لیا کہ ہمارا مقدمہ فتح ہو گیا۔ حاکم کے پاس یہ بیان کیا گیا۔ اس نے فی الفور وہ انڈکس طلب کیا اور چونکہ دیکھتے ہی اس پر حقیقت کھل گئی۔ اس لئے اس نے بلا توقف امام الدین پر ڈگری زمین کی معہ خرچہ کر دی۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 269۔ 272)

جدی بھائیوں کی شاخ کاٹی گئی

حضرت مسیح موعودؑ کی ان پیشگوئیوں کے بعد کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین وغیرہ کو خدا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی توہین کی سزا الٰہی جلد شروع ہو گئی۔ ان کے خاندانوں کی تباہی کے آثار نظر آنے لگے۔ مختلف غموں اور قرضوں نے ان کی کمر توڑ کر رکھ دیں۔ موت اور ہلاکت کے دروازے اُن پر کھل گئے اور وہ کئی قسم کے مصائب میں گھر گئے اور وہ اس قابل بھی نہ رہے کہ اپنی جائداد کو قرقی سے رکوانے کے لئے ڈیڑھ سو روپے کے لگ بھگ رقم ادا کر سکیں۔ دوسری طرف 20 فروری 1889ء کو جب حضرت مسیح موعودؑ نے ان کو الہامی پیغام سنایا کہ ان کی یعنی جدی بھائیوں کی ہر شاخ کاٹی جائے گی۔ اس وقت مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین وغیرہ کے خاندان میں کل ستر کے قریب چھوٹے بڑے مرد تھے لیکن اخبار الحکم قادیان نے 1933ء میں یہ خبر چھاپی کہ سوائے ان کے جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کی جسمانی یا روحانی اولاد ہیں۔ ان چچازاد بھائیوں میں سے کسی کی بھی کوئی نسل موجود نہیں اور عین پیشگوئی کے مطابق جدی بھائیوں کی شاخ کاٹی گئی اور خدا تعالیٰ نے سوائے ان کے جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر لی باقی سب کو آسمان کے نیچے سے نابود کر دیا۔ واعتبرو یا اولی ابصار

میرے بہن بھائیو! دوسری جانب الہام ''یَنقَطِعُ اٰبَاءِكَ وَیَبدَؤُ مِنكَ'' کے دوسرے حصے کی تکمیل کا نظارہ آج ساری دنیا کھلی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عنایات سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل بکثرت ہوئی اور ملکوں ملکوں پھیل گئی۔ موجودہ زمانے میں اس الہام کا پورا ہونا اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ الہام کے پہلے حصہ میں عجیب شان کا اظہار ہے فرمایا: ''اور ہر یک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی'' پھر واقعی جدی بھائیوں کی ہر شاخ کٹ گئی اور ان کی نسل ختم ہو گی۔ اللہ اللہ! کیسا عظیم الشان نشان ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مُلہم من اللہ ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔ کس قدر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا اظہار ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بیان کردہ اصول کے مطابق مفتری کو کبھی کامیاب نہیں کرتا لیکن 137 ر سال بعد اس الہام کے لفظ لفظ کو پورا ہوتا ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں تو ہمارا ایمان اور ہماری عقل و دانش ہمیں مجبور کرتی ہے کہ تسلیم کریں اور ایمان

لائیں کہ وہ الہام یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دعویٰ مُلھَم من اللہ میں سچے ہیں۔ اور حضرت اقدسؑ کے دعائیہ کلام کا ایک ایک لفظ پوری شان سے پورا ہو رہا ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ

یہ تینوں تیرے چاکر ہوویں جہاں کے رہبر
یہ ہادی جہاں ہوں یہ ہوویں نور یکسر
یہ مرجع شہاں ہوں یہ ہوویں مہر انور
یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

اس کلام کے مصداق کے طور پر آپؑ کی نسل اک سے ہزار ہو کر دنیا کے کناروں تک پہنچ گئی ہے۔ حضرت صاحبزادہ ایم ایم احمد صاحب کی سیرت کے موضوع پر کسی قدر تفصیل 'الاسلام' ویب سائٹ میں موجود ہے۔ اس مضمون کے شروع میں مختصراً خاندان مسیح موعودؑ کے ترقی کی تفصیل درج کی گئی ہے جس کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

براہین احمدیہ جلد چہارم (جو 1884ء کی تصنیف ہے) میں حضرت مسیح موعود کے یہ الہامات درج ہیں۔
سُبۡحَانَ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی زَادَ مَجۡدَکَ۔ یَنۡقَطِعُ آبَآءُ کَ وَ یَبۡدَءُ مِنۡکَ نُصِرۡتُ بِالرُّعۡبِ وَ اُحۡیِیۡتُ بِالصِّدۡقِ اَیُّھَا الصِّدِّیۡقُ۔ نُصِرۡتُ وَقَالُوۡا لَاتَ حِیۡنَ مَنَاصٍ۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 583)

اس کا ترجمہ حضرت مسیح موعودؑ یوں فرماتے ہیں۔ تمام پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو بڑی برکتوں والا اور عالی ذات ہے۔ اس نے تیری خاندانی بزرگی کو تیرے وجود کے ساتھ زیادہ کیا۔ اب ایسا ہو گا کہ آئندہ تیرے

باپ دادے کا ذکر منقطع کیا جائے گا اور ابتدا خاندان کا تجھ سے ہو گا۔ تجھے رعب کے ساتھ نصرت دی گئی ہے اور صدق کے ساتھ تو اے صدیق زندہ کیا گیا۔ نصرت تیرے شامل حال ہوئی اور دشمنوں نے کہا اب گریز کی جگہ نہیں۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 275)

ان الہامات کے مطابق حضور علیہ السلام کی دوسری شادی نومبر 1884ء میں سادات خاندان میں حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ بنت حضرت میر ناصر نواب صاحب سے ہوئی۔ حضور اس خاندان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''اس (خدا) نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخمریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 275)

الہامات الٰہیہ میں اس مبارک خاتون کے نام کی طرف بھی اشارہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ براہین احمدیہ کے مذکورہ الہامات میں نصرت کا لفظ دو دفعہ ہے۔ حضور اس لفظ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اس جگہ عربی الہام میں جیسا کہ نصرت کا لفظ واقع ہے اسی طرح میری خاتون کا نام نصرت جہاں بیگم ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ جہاں کو فائدہ پہنچانے کے لئے آسمان سے نصرت شامل حال ہو گی۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 276)

میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہو گی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے یہ تفاؤل کے طور پر الہامات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 275)

حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ 'تمام جہان کی مدد' قابل غور ہیں کیونکہ یہ وسیع معانی اور وسیع دائروں پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اصل اور حقیقی مقصود تو دین کی خدمت اور روحانیت کا غلبہ ہے اور اس مقصد کے لئے اس خاندان کو بے تحاشا قربانیاں دینے اور شاندار فتوحات حاصل کرنے کی توفیق دی ہے مگر وہ صلاحیتیں

زندگی کے ہر میدان میں جلوہ گر ہوئیں اور تمام جہان کی ہر رنگ میں امداد بلکہ رہنمائی کرنے کا اس خانوادے کو موقع ملا ہے۔

بھائیو اور بہنو!

حضرت مسیح موعود کی دعاؤں اور قوت قدسیہ کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اس خاندان کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ متنوع۔ عدیم المثال اور زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والی صلاحیتیں بکھیر دی ہیں۔ جس میدان میں کسی نے محنت اور دعا کے ساتھ قدم اٹھایا اسے خدا نے ہر قسم کے پھول پھل لگائے اور دنیا کے سامنے ایک ممتاز حیثیت میں ابھرا۔

اس شجرہ طیبہ کا بلند ترین پھل مصلح موعود تھا۔ جسے علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا گیا تھا۔ وہ سلطان البیان تھا اس کی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں، قوموں نے اس سے برکت پائی اور دنیا میں اس نے ایک عظیم انقلاب کی بنیاد ڈال دی۔

وہ نافلہ موعود بھی اسی خاندان کا ہے جس نے یورپ اور امریکہ اور افریقہ میں جا کر خدائے واحد کا پیغام سنایا۔ کل عالم کو محبت کا پیغام دیا۔ اور امن کا سفیر کہلایا۔ اُسی کے ذریعے احمدیت کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچا۔ اُسی کے وجود سے قوموں نے برکت پائی۔ اُسی کے وجود سے دینِ اسلام کا شرف اور کلامُ اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوا۔ اُسی کے مسیحی نفس اور روح القدس کی برکت سے بہتوں نے بیماریوں سے نجات پائی۔ اُسی کی سخت ذہانت و فہم سے ایک عالم نے فائدہ اٹھایا اور بہت سے اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوا۔ وہ لڑکا معاندین اور متعصبین کی مخالفت، بد دعاؤں، بدزبانیوں، تعصبات اور فتنوں کے باوجود جلد جلد بڑھا اور زمین کے کناروں تک شہرت پا گیا۔ اور مہدی کا منادی بھی اسی خاندان کی شاخ طوبیٰ ہے جو مسیح الزماں اور اس کے مقدس آقا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی نشرو اشاعت میں عالمی مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ ہمہ وقت مشغول ہے۔ جس نے خدا کی خاطر وطن چھوڑ کر یورپ میں ڈیرہ لگایا مگر دین کو مضبوط گھر مہیا کر دیا ہے۔

اور ماموروں کا چاند بھی اسی خاندان کے افق سے طلوع ہوا جس کے اندر جمال کی ٹھنڈی اور پاکیزہ روشنی تھی جس کی بصارت اور بصیرت بے مثال تھی جس کا ہر لفظ موتی اور ہر حرف نگینہ تھا۔

اسی خاندان کا ایک فرد وہ بادشاہ اور قاضی ہے جو شاہانہ سخاوت اور دریا دلی کا ایک شاندار نمونہ ہے اور غریبوں کی دلداری اور مشکل کشائی پر کمربستہ ہے اور ساری دنیا کو جنگ کی آگ سے بچانے کی مسلسل کوشش کر رہا ہے۔

اس شجرہ کی کسی شاخ نے ڈاکٹری، سرجری اور ہومیو پیتھی میں کمال حاصل کیا تو کسی نے انجینئرنگ میں اہل زمانہ سے خراج تحسین وصول کیا کسی نے ملکی سیاست اور انتظام میں ابنائے عالم کی رہنمائی کی تو کسی نے تعلیم وسائنس کے تاریک گوشے روشن کئے۔ کسی نے فوجی اور دفاعی شعبہ میں نئے سنگ میل نصب کئے تو کسی نے علم وادب اور شاعری میں نئے چراغ جلائے۔ کسی نے معیشت اور اقتصادیات میں اپنا لوہا منوایا تو کسی نے صنعت وحرفت میں قوم کو نئی راہیں دکھائیں۔ کسی نے زراعت، جانوروں اور شہد کی دنیا میں نئے راز معلوم کئے تو کسی نے بنجر زمین کو گل وگلزار بنانے کے محیر العقول کارنامے کر دکھائے۔

مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کو بھی غیر معمولی صلاحیتوں اور برکات سے سرفراز فرمایا گیا۔ان کی سرخیل وہ نواب اور دخت کرام ہیں جو مسیح موعود کی بیٹیاں ہیں اور پھر وہ عورتیں جن کی اولاد کو خدا نے خلافت کے منصب پر فائز کیا اور وہ بھی جنہیں خلفاء اور دیگر مبارک وجودوں کے قدم بقدم خدمت سلسلہ اور خدمت نوع انسانی کی توفیق ملی۔

سامعین و سامعات! الغرض اس خاندان نے الٰہیات، علوم قرآن و حدیث، تاریخ اور اس کا فلسفہ، سیرت، تقریر وتحریر، تنظیم کاری، آبادکاری، سیاست کاری، شہروں کی آبادی، ادب اور شاعری، سیاست، خارجہ، ملی اور بین الاقوامی امور، شکار، سلیقہ، سادگی، علم انساب، کھیل وغیرہ علم و عمل کی ہر شاخ کو نئے پھولوں سے آراستہ کیا اس نے جتنے مختصر عرصہ میں وسائل کی کمی اور حالات کے جبر کے باوجود زندگی کے متعدد شعبوں میں جن ذھنی اور قلبی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے شاید اس کی مثالیں بہت کم ہوں گی وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء

سامعین وسامعات!

ایک سے ہزار ہوویں کے دلچسپ مضمون کو لیکھرام کے سو سال مکمل ہونے پر 1997ء میں مکرم حنیف احمد محمود مربی سلسلہ لاہور، پاکستان نے اپنی ضخیم کتاب بعنوان **”تیغ دعا“** میں بہت تفصیل سے بیان کیا

ہے۔اسی کتاب میں پیشگوئی مصلح موعود کے مقابل پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی بھی درج ہے۔ جس میں وہ کہتا ہے کہ

”خدا کہتا ہے کہ میں مرزا کی ذریت کو منقطع کروں گا اور نحوست دوں گا...... آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی۔“

(تیغِ دعا مصنفہ حنیف احمد محمود صفحہ 140)

لیکھرام کی یہ پیشگوئی حرف بہ حرف اس کے اپنے متعلق پوری ہوئی۔ جبکہ اسلام کے زندہ خدا کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا ہوا وعدہ کہ

”میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا..... تیری ذریت منقطع نہ ہو گی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔“

پوری شان سے پورا ہوا اور ہوتا چلا جارہا ہے۔ کتاب ”**تیغِ دعا**“ کی اشاعت کے وقت آج سے 26 سال پہلے خاندانِ مسیح موعود کے افراد کی تعداد 522 تھی۔ جب کہ اب یہ تعداد بہت زیادہ بڑھ چکی ہے۔ الحمدللہ

(تیغِ دعا مصنفہ حنیف احمد محمود صفحہ 147)

جس شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل کے خاتمہ کا دعویٰ کیا۔ اس کی اپنی نسل کا نام و نشان نہیں اور ہر چڑھتا دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل کی بڑھوتی کی نوید لاتا ہے۔ اللھم زد فزد

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار
اک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار
ابن مریم ہوں مگر اترا نہیں میں چرخ سے
نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کار زار

پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

(سید طفیل احمد شہباز۔ قادیان)

✡✡✡✡

﴿21﴾ ﴿مشاہدات۔318﴾

احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟

هُوَالَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًا

(الفتح:29)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اُسے دین (کے ہر شُعبہ) پر کلیۃً غالب کردے اور گواہ کے طور پر اللہ بہت کافی ہے۔

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

معزز سامعین! میری آج کی گزارشات کا عنوان ہے کہ "**احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟**"

سامعین کرام! پیشتر اس کے کہ مَیں اصل موضوع کی طرف آؤں اور اس سوال کا جواب دینے کی اپنی بساط کے مطابق کوشش کروں کہ احمدیت نے دنیا کیا دیا؟ بہتر ہوگا کہ ایک اُچٹتی سی نگاہ اس زمانے کے حالات پر بھی ہو جائے جب دنیا میں احمدیت کا ظہور ہوا۔

ہندوستان پر عیسائی مشنریوں کی یلغار تھی۔ اسلام کو کمزور کرنے کا ہر حربہ استعمال ہو رہا تھا، بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہر قسم کے حملے روا تھے۔

حضرات! ان حملوں کی تاب نہ لاکر بہت تیزی سے لوگ خاص طور پر مسلمان عیسائیت کی گود میں جا گرے تھے۔ ان عیسائی ہونے والوں میں ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔ حتیٰ کہ مسجدوں کے امام، خطیب اور مولوی بھی اس رو میں بہ گئے تھے اور کم و بیش دو سو مولویوں کے عیسائی ہو جانے کا ذکر ملتا ہے۔ ان مولویوں میں سے بہت سے ایسے تھے جو عیسائی ہونے کے بعد عیسائیت کی تبلیغ کے لیے وقف ہو کر پادری بن گئے تھے۔ چنانچہ آگرہ کی شاہی مسجد کے امام خطیب مولوی عمادالدین ریورنڈ عمادالدین کہلائے۔

پادری رجب علی، پادری سید احمد شاہ، پادری سلطان محمد خان، پادری عبد الحق، پادری عبداللہ آتھم اور پادری حافظ احمد مسیح دہلوی سب مسلمان مولوی تھے اور آخر الذکر تو حافظ قرآن بھی تھے۔ چند اور مولوی جو عیسائی ہو کر پادری بن گئے تھے ان کے اسماء یہ ہیں: میاں سراج الدین، مولوی عبد الرحمٰن، مولوی نظام الدین، مولوی حسام الدین بمبئی، مولوی عبداللہ بیگ اور مولوی حارث دین وغیرہ۔

سامعین! اب مَیں آپ خدام کے سامنے اِن حالات کے تناظر میں اُن امور کی نشان دہی کرنا چاہوں گا۔ جس سے یہ عیاں ہو گا کہ احمدیت نے دنیا کو کیا دیا۔

سب سے پہلے اس دہریت کے دور دورہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پیارے اللہ کی پہچان کروائی۔ اُس کا تعارف اُن تمام صفات حسنہ کی وضاحتوں کے ساتھ ہمارے سامنے رکھا کہ خدا کی صفتِ رحمان کے تحت ہم کیا فائدہ اٹھا رہے ہیں اور صفتِ رحیم کے تحت ہم اپنی دعاؤں کی قبولیت کے طفیل کون کون سی نعمائے الٰہی سے مستفیض ہوتے ہیں۔ اِسی مضمون کو بعد میں خلفائے کرام نے اپنی پوری توانائی اور بساط کے ساتھ دنیا کے سامنے بالخصوص احبابِ جماعت کے سامنے آشکار کیا کہ ہم میں سے ہر چھوٹا بڑا، عورت و مرد اور بوڑھا اور جوان اپنے اللہ کی طرف جھکا کہ 135 سال کے قلیل عرصہ میں (جو قوموں کی تاریخ میں آنکھ جھپکنے کے برابر بھی نہیں ہوتا) آج یہ برملا کہا جانے لگا ہے کہ احمدیت آج کی دنیا میں سب سے زیادہ پھیلنے والا مذہب بن گیا ہے یہ اِسی بات کا نتیجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام نے دنیا کی سکرین پر چھپے تمام طاقتوں کے مالک خدا کو دنیا کے سامنے آشکار کیا کہ آج اگر یہ کہا جائے کہ دہریت کا مقابلہ کرنے والی کوئی جماعت ہے تو وہ صرف جماعت احمدیہ مسلمہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوب صورتی اُس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیر اب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں

بٹھادوں۔ کس دَف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے مَیں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔"

نیز فرمایا:

"خدا ایک پیارا خزانہ ہے اُس کی قدر کرو"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 21-22)

خدام بھائیو! اللہ تعالیٰ کی شناخت اور پہچان کے بعد جس امر کا مَیں ذکر کرنے جا رہا ہوں وہ مخلوقِ خدا سے محبت اور اُس کی عزت ہے۔ مَیں اللہ تعالیٰ کی شناخت کے بعد مخلوقِ خدا کی عزت و احترام کو اِس لئے دوسرے نمبر پر لایا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو حقوق، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق خدا کو اپنی عیال یعنی خاندان قرار دیا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ، فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلَى عِيَالِهِ

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

کہ مخلوق اللہ کی عیال یعنی خاندان ہے پس اللہ کو اپنی مخلوق میں زیادہ محبت اُس شخص سے ہے جو اس کی عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔

آج تقریباً تمام دنیا میں خاص طور پر ہمارے ایشیائی معاشرے میں انسان کی قدر و قیمت کا نام و نشان نہیں۔ حکومتیں، سوسائٹیاں اور بعض جماعتیں انسان سے حیوانوں جیسا سلوک کرتی ہیں۔ اِن حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں انسانیت سکھلائی اور خلفاء نے انسانیت زندہ باد کا پُر عزم نعرہ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آئے روز مشرقی دنیا کی سڑکوں اور گلی کوچوں میں قتل و غارت ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ آئے دن مظاہرے، ہڑتالیں اور ہلہ گلہ ہوتا دکھائی دیتا ہے حتی کہ ہر جمعہ کو جمعہ کے بعد کسی نہ کسی مسجد سے مولوی جتھے یعنی نمازیوں کا جتھہ لے کر سڑکوں پر نظر آتا ہے اور غیر اسلامی حرکات ہوتی دکھائی دیتی ہیں۔ مسجد جو امن کی جگہ ہے وہاں سے بدامنی پھیلانے کا مُوجب بنتے ہیں۔ اس کے مقابل پر جماعت احمدیہ امن میں ہے اور دوسروں کے لئے امن پسند جماعت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ پر یقین رکھتی ہے۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ (البخاری) اور اَلْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ (مسند احمد)

ان حالات میں جماعت احمدیہ اپنے امام کے تحت امن میں ہے اور تمام دنیا میں جماعت کا نعرہ Love for all hatred for none جماعت احمدیہ کی پہچان بن چکی ہے۔ نہ ہم سڑکوں پر ہڑتال کرتے نظر آتے ہیں اور نہ ہلہ گلہ اور نہ ہی کوئی مظاہرہ کرتے۔ یہی اسلامی تعلیم ہم نے دنیا کو دی ہے کہ معاشرہ میں بھائی بھائی بن کر رہیں۔ ایک دوسرے کی عزت کرنی سیکھیں تا کہ انسانیت جو قبروں میں سو رہی ہے زندہ کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ہمارا یہ اصول ہے کہ کُل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔“

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 28)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی سے اور آپ کی تعلیم پر عمل کرنے سے بہت سی بیماریاں جن کا آپ کو اس وقت فکر تھا جماعت میں ختم ہو گئی تھیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بہت بڑا حصہ ان سے بالکل پاک تھا اور ہے لیکن جوں جوں ہم اُس وقت، اُس زمانے سے دور ہٹتے جا رہے ہیں، معاشرے کی بعض برائیوں کے ساتھ شیطان حملے کرتا رہتا ہے اس لئے جس فکر کا اظہار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے آپ کی تعلیم کے مطابق ہی کوشش، تدبیر اور دعا سے اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے ان بُرائیوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو ہمیشہ کامل رکھے۔“

(خطبہ جمعہ 12/ ستمبر 2003ء)

سامعین! اس مضمون کا ایک اور رُخ بھی ہے اور وہ یہ ہے جماعت احمدیہ ہی آج روئے زمین پر واحد جماعت ہے جو اسلام کی نمائندگی کرتی دکھائی دیتی ہے حتیٰ کہ یورپ اور مغربی دنیا میں جب بعض اسکولوں کے بچوں کو اسلام سے متعارف کروانے کے لئے مساجد کا وزٹ کروایا جاتا ہے تو یہ اسکولز اور کالجز سب

سے پہلے جماعت احمدیہ کی مساجد کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ یہ جماعت احمدیہ کو اسلام کی نمائندہ جماعت سمجھتی ہیں کیونکہ یہی وہ جماعت ہے جو اسلام کی ان تمام تعلیمات کو مِن وعَن مانتی ہے اس پر عمل کرنا یقین رکھتی ہے جیسا کہ قرآن واحادیث میں ذکر ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اپنے عمل سے ثابت کیا۔ ہم تمام غیر اسلامی تعلیمات رسومات، بدعات اور تواہمات سے پرہیز کرتے ہیں اور دنیا کو اپنی تعلیم سے، اپنے عمل سے بتاتے ہیں کہ مسلمان جن شخصی، ملکی اور معاشرتی روایات میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اسلام بین الاقوامی مذہب ہے۔ جو تعلیم عرب میں ہے وہی یورپ، مغربی دنیا میں ہے اور وہی بغیر کسی تبدیلی کے مشرق میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے 220 ممالک میں پائے جانے والا احمدی کا ایمان بھی ایک ہے، عمل بھی ایک ہے۔ تشخص بھی ایک ہے۔ پہچان بھی ایک ہے۔ یہی وہ عظیم تحفہ ہے جو جماعت احمدیہ نے دنیا کو دیا ہے۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

سامعین! صرف اسکولز کے گروپس ہی جماعتِ احمدیہ کے مشن ہاؤسز میں مقیم مبلغینِ کرام سے ہی رابطہ نہیں کرتے ہیں بلکہ اسلام کے متعلق معلومات یا اپنے سوالوں کے جواب بھی احمدی نمائندوں سے حاصل کرنے میں ہی فخر سمجھتے ہیں۔ 1900ء۔2000ء کی دہائی میں لاہور پاکستان سے چھپنے والے ایک ہفت روزہ رسالہ مہارت کے ایڈیٹر صاحب نے افریقہ اور یورپ بالخصوص سیکنڈے نیوین ممالک کا نجی دورہ کیا تھا اور واپس جا کر اپنے رسالہ میں **"حیراں ہوں، دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو مَیں"** کے عنوان سے ایک آرٹیکل لکھا تھا جس میں موصوف نے اپنے مشاہدات کو قلمبند کرتے ہوئے لکھا کہ مَیں جہاں جہاں بھی گیا مجھے یہ دِکھنے کو ملا کہ دنیا میں اسلام کی نمائندہ جماعت، جماعتِ احمدیہ ہی ہے جن سے غیر مسلم کیا اپنے مسلمان بھی اسلام کے بارے سوالات کرتے اور معلومات لیتے ہیں۔ مجھے یہ سب کچھ دیکھ کر پاکستان میں احمدیوں کے خلاف قومی اسمبلی کا فیصلہ مشکوک نظر آنے لگا ہے (مفہوم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”آج رُوئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک فرقان مجید ہی ہے کہ جس کا کلامِ الٰہی ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔

جس کے اصولِ نجات کے بالکل راستی اور وضع فطرتی پر مبنی ہیں۔ جس کے عقائد ایسے کامل اور مستحکم ہیں جو براہین قویہ ان کی صداقت پر شاہد ناطق ہیں جس کے احکام حق محض پر قائم ہیں جس کی تعلیمات ہر یک طرح کی آمیزش شرک اور بدعت اور مخلوق پرستی سے بکلی پاک ہیں جس میں توحید اور تعظیم الٰہی اور کمالات حضرت عزت کے ظاہر کرنے کے لئے انتہا کا جوش ہے جس میں یہ خوبی ہے کہ سراسر وحدانیت جنابِ الٰہی سے بھرا ہوا ہے اور کسی طرح کا دھبہ نقصان اور عیب اور نالائق صفات کا ذاتِ پاک حضرت باری تعالیٰ پر نہیں لگاتا اور کسی اعتقاد کو زبردستی تسلیم کرانا نہیں چاہتا بلکہ جو تعلیم دیتا ہے اس کی صداقت کی وجوہات پہلے دکھلا لیتا ہے اور ہر ایک مطلب اور مدعا کو حجج اور براہین سے ثابت کرتا ہے۔ اور ہر یک اصول کی حقیت پر دلائل واضح بیان کرکے مرتبہ یقین کامل اور معرفت تام تک پہنچاتا ہے۔ اور جو جو خرابیاں اور ناپاکیاں اور خلل اور فساد لوگوں کے عقائد اور اعمال اور اقوال اور افعال میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان تمام مفاسد کو روشن براہین سے دور کرتا ہے اور وہ تمام آداب سکھاتا ہے کہ جن کا جاننا انسان کو انسان بننے کے لئے نہایت ضروری ہے اور ہر یک فساد کی اسی زور سے مدافعت کرتا ہے کہ جس زور سے وہ آج کل پھیلا ہوا ہے اس کی تعلیم نہایت مستقیم اور قوی اور سلیم ہے گویا احکام قدرتی کا ایک آئینہ ہے اور قانونِ فطرت کی ایک عکسی تصویر ہے اور بینائی دلی اور بصیرتِ قلبی کے لئے ایک آفتابِ چشم افروز ہے۔“

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 81-82)

سامعین! تیسرے نمبر پر جن امور کا مَیں ذکر کرنے جا رہا ہوں۔ وہ اُس محمدؐ کی اصل اور حقیقی پہچان ہے جو عرب میں پیدا ہوا جو تمام دنیا کے لئے رحمۃ العالمینؐ، انسان کاملؐ، خاتم النبیّینؐ تھا جس نے مقامِ محمود تک رسائی حاصل کی۔ جو تمام نبیوں کا سردار تھا جس نے اپنے سے پہلے تمام انبیاء کی یکساں عزت و احترام کرنا سکھلایا کیونکہ آپؐ کی بعثت سے قبل ایک مذہب کے ماننے والے دوسرے مذہب کے نبی کو نبی نہیں مانتے تھے اور آج بھی یہ جھگڑا یہود اور عیسائیوں میں بدستور موجود ہے مگر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی

اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کو اللہ کے فرستادے قرار دیا اور ان پر ایمان لانا اپنے ایمان کا حصہ قرار دیا۔ یہی وہ پیغام ہے جس کی آج جماعت احمدیہ تمام دنیا میں منادی کر رہی ہے۔ یہ امن کی منادی ہے اور دنیا بھر میں جماعتیں جلسہ ہائے مذاہب منا کر نہ صرف اسلام کا پیغام دیتی ہیں بلکہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو عزت و احترام اور انسانوں والا مقام دے کے اُن کے وقار کو تسلیم کرتی ہے۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا تھا۔ یعنی انسان کامل کو۔ وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسان کامل میں۔ جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سید الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 160)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ہم سچ سچ کہتے ہیں اور سچ کہنے سے کسی حالت میں رک نہیں سکتے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے نہ ہوتے اور قرآن شریف جس کی تاثیریں ہمارے ائمہ اور اکابر قدیم سے دیکھتے آئے اور آج ہم دیکھ رہے ہیں، نازل نہ ہوا ہوتا۔ تو ہمارے لئے یہ امر بڑا ہی مشکل ہوتا۔ کہ جو ہم فقط بائبل کے دیکھنے سے یقینی طور پر شناخت کر سکتے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح اور دوسرے گزشتہ نبی فی الحقیقت اسی پاک اور مقدس جماعت میں سے ہیں جن کو خدا نے اپنے لطف خاص سے اپنی رسالت کے لئے چن لیا ہے۔ یہ ہم کو

فرقان مجید کا احسان ماننا چاہئے جس نے اپنی روشنی ہر زمانہ میں آپ دکھلائی اور پھر اس کامل روشنی سے گزشتہ نبیوں کی صداقتیں بھی ہم پر ظاہر کر دیں۔ اور یہ احسان نہ فقط ہم پر بلکہ آدم سے لے کر مسیح تک ان تمام نبیوں پر ہے کہ جو قرآن شریف سے پہلے گزر چکے۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 290 حاشیہ در حاشیہ نمبر 1)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

"خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا مَیں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 267، ایڈیشن 1984ء)

خدام بھائیو! یہ مضمون اتنا وسیع ہے کہ اس پر دفتر کے دفتر تیار ہو جائیں تو کم ہیں۔ مگر وقت کی رعایت سے یہی تین، چار امور پر اکتفا کر کے غیروں کے جماعت کی تعلیمات اور اقدار کے متعلق اقتباس پیش کر کے تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

ہندوستان کے ایک اخبار نے لکھا:

"ہندوستان کے مقدس شہر میں ایک ہندوستانی پیغمبر پیدا ہوا جس نے اپنے گرد و پیش کو نیکی اور بلند اخلاق سے بھر دیا۔ یہ اچھی صفات اس کے لاکھوں ماننے والوں کی زندگی میں بھی منعکس ہیں۔"

(سٹیٹسمین دہلی 12 فروری 1949ء، بحوالہ تحریک احمدیت صفحہ 13)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے آپ کو مسیح اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق دی۔ اس لئے آپ کا فرض بنتا ہے کہ اس احسان کا جتنا بھی شکر ادا کر سکیں کریں اور شکر ادا کرنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ اپنے اندر احمدیت قبول کرنے کے بعد نمایاں تبدیلیاں پیدا کریں۔ اپنے عمل، کردار، بات چیت اور چال ڈھال سے یہ ثابت کریں اور دنیا کو بتائیں کہ ہم ہی ہیں جو اسلام کا صحیح اور حقیقی نمونہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ایسا زندہ تعلق پیدا کریں کہ نظر آئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ 9/ اپریل 2004ء)

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف، میں عافیت کا ہوں حصار

(تیار کردہ وکمپوزڈ بائی: زاہد محمود)

۞۞۞۞

﴿22﴾ ﴿مشاہدات۔190﴾

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ مَیں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ وَیَجۡعَلُکُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ ؕ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ (النمل:63)

ترجمہ: وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اُسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کے وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

وَقَالَ رَبُّکُمُ ادۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِیۡ سَیَدۡخُلُوۡنَ جَہَنَّمَ دٰخِرِیۡنَ (المومن:61)

ترجمہ: اور تمہارے ربّ نے کہا مجھے پکارو مَیں تمہیں جواب دوں گا۔ یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت کرنے سے اپنے تئیں بالا سمجھتے ہیں ضرور جہنّم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

وَ اَسِفًا عَلٰی فِرَاقِ قومٍ
هُمُ الۡمَصَابِیۡحُ وَالۡحُصُوۡنُ
وَالۡمُدُنُ وَالۡمُزُنُ وَالرَّوَاسِیۡ
وَالۡخَیۡرُ وَالۡاَمۡنُ وَالسَّکُوۡنُ

ترجمہ: ہائے افسوس! اُن لوگوں کی جدائی پر جو دُنیا کے لئے سُورج کا کام دے رہے تھے۔ جو دُنیا کے لئے قلعوں کا رنگ رکھتے تھے۔ لوگ اُن سے نور حاصل کرتے تھے اور انہی کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے عذابوں اور مصیبتوں سے دُنیا کو نجات ملتی تھی۔

وہ شہر تھے جن سے دُنیا آباد تھی۔ وہ بادل تھے جو سُوکھی ہوئی کھیتیوں کو ہَرا کر دیتے تھے۔ وہ پہاڑ تھے جن سے دُنیا کا استحکام تھا۔ وہ تمام بھلائیوں کے جامع تھے اور دُنیا ان سے امن اور سکون حاصل کر رہی تھی۔

حاضرین وسامعین! مجھے آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِس شعر پر کچھ کہنے کی جسارت کرنی ہے جو یہ ہے۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ مَیں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

اِس شعر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کی خدائی کا پُر زور طریق پر اقرار فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے متعلق بارہا **کُنْ فَیَکُوْن** کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں کہ جس چیز کے متعلق اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہونے لگتی ہے اور وہ ہو کر رہتی ہے۔ یہی وہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس شعر میں بیان فرمایا ہے اور مطلب اِس کا یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جس بات کے کرنے کا پختہ ارادہ کرے وہ بات یا کام ہو کر رہتا ہے یہی اُس کی خدائی کا ایک حُسن ہے۔

سامعین! یہ مضمون اتنا وسیع و بلیغ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے ذاتی اسم کے علاوہ 100 کے قریب صفاتی اسماء کے ساتھ ساتھ سینکڑوں آیات میں مختلف انداز اور مختلف پیراہوں میں اپنی خدائی کا اظہار کیا ہے۔ اِس شعر کی تشریح میں بہت کچھ کہا اور لکھا جا سکتا ہے جیسے دعا اور قبولیت و ردِّ دعا میں جو فلسفہ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے اُس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بعض امور میں انسان کے صدقات و خیرات اور دعائیں اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اور بلائیں اور مصائب ٹل جاتیں ہیں۔ اِسے تقدیر مُعلّق کہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”بعض دفعہ سخت خطرناک صورتیں پیش آتی ہیں اور انسان بالکل مایوس ہو جاتا ہے لیکن دُعا و صدقات و خیرات سے آخر کار وہ صورت ٹل جاتی ہے۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 67)

دوسری تقدیر مُبرَم ہے جو اٹل ہوتی ہے اور دُعا، صدقات و خیرات سے بھی نہیں ٹلتی۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ جب تقدیر مُبرَم ہو تو پھر ایسے اسباب دُعا کی قبولیت کے بہم نہیں پہنچتے۔ طبیعت تو دُعا کو چاہتی ہے مگر

توجہ کامل میسر نہیں آتی اور دل میں گداز پیدا نہیں ہوتا۔ نماز سجدہ وغیرہ جو کچھ کرتا ہے اُس میں بدمزگی پاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجام خیر نہیں اور تقدیر مُبرَم ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 67)

سامعین! آج کی تقریر کے عنوان کا تعلق اِسی تقدیر مُبرَم سے ہے۔ ایک تو اِس کا اپنوں سے تعلق ہے۔ اگر ہم میں کوئی اپنے عزیز پر موت کے ٹلنے کی دعا کرے تو موت تو یقینی ہے اِس پر دعائیں کام نہیں کریں گی۔ موت تو اٹل ہے ہاں اللہ اُن دعاؤں کو اور رنگ میں قبول کرلے گا جو دعا کرنے والے کے حق میں بہتر ہوں گی۔ اور دوسرا غیروں اور دشمنوں کے لئے بددُعا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِس شعر میں دشمنِ احمدیت ہی مخاطب ہیں۔ مذہبی جماعتوں اور اللہ کے فرستادے کے مخالفین جب مخالفت میں انتہا کر جاتے ہیں تو پھر اِن کی تباہی کی صورت میں تقدیر مُبرَم لکھ دی جاتی ہے۔ تقدیر مُعلّق میں دعاؤں اور خشوع و خضوع سے بڑے سے بڑا عذاب بھی ٹل جاتا ہے لیکن تقدیر مُبرَم جس میں دشمنوں اور مخالفین کی ہلاکت کا فیصلہ اللہ کے ہاں ہو چکا ہو تو وہ بچا نہیں کرتے۔ جیسے جنگ بدر میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اللہ سے اطلاع پاکر مخالفین کی ہلاکت کا اعلان فرمایا کہ فُلاں فُلاں فُلاں دشمن فُلاں فُلاں کے ہاتھوں فُلاں جگہ پر قتل ہوگا۔ بدر کے میدان میں قتل کی جگہ کی تعیین بھی فرمادی اور جس کے ہاتھوں اُس دشمن نے اپنے انجام کو پہنچنا تھا اُس کا بھی نہ صرف ذکر فرمادیا بلکہ اپنے اللہ کی دی ہوئی اطلاع کے مطابق انہی صحابہؓ کو دشمنانِ اسلام کے مقابل پر میدان میں اُتارا جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی میں فرمایا تھا اور دشمنوں کی لاکھ کوششوں کے باوجود کہ انہوں نے بدر کے میدان میں جنگی نقطہ نگاہ سے اونچی جگہ کا انتخاب کیا۔ باوجود سامانِ جنگ کی بہتات اور باوجود Well Equipped ہونے کے جب صحابہؓ میدان میں اُترے تو آناً فاناً کایا پلٹ گئی اور سردارانِ قریش پیشگوئی کے مطابق وقت اور جگہ کے مطابق قتل ہوئے کیونکہ

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ مَیں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

سامعین! انبیاء کی حفاظت اور اُن کے گروہوں و جماعتوں کی فتوحات کے سفر کا آغاز تو حضرت آدم علیہ السلام سے ہوتا ہے اور حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ سے ہوتا ہوا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تک ہی ختم نہیں ہوتا بلکہ آپؐ کے روحانی فرزند مسیح دوراں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اور آپؑ کی جماعت کی حفاظت اور فتوحات تک جاری ہے۔ قبل اِس کے مَیں یہ ایمان افروز داستان بیان کروں اِس سے متعلق ایک بنیادی حدیث آپ سامعین کے سامنے رکھنا ضروری ہے۔ حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا اَرَدْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ کہ مَیں ایک مخفی خزانہ تھا مَیں نے چاہا کہ جانا اور پہچانا جاؤں سو مَیں نے آدم کو پیدا کیا۔ گویا انبیاء کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا وجود ظاہر ہوتا ہے۔ یہ تو مسلّمہ بات ہے کہ تمام انبیاء کی مخالفت ہوئی اور ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خدائی ظاہر کرنے کے لئے نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ اُس کے ماننے والوں کو ترقیات اور فتوحات سے نوازتا چلا گیا۔ کیا حضرت نوحؑ کا طوفان سے محفوظ رہنا، حضرت ابراہیمؑ کا جلتی ہوئی آگ سے محفوظ رہنا اور آج ایک کثیر وقت گزر جانے کے بعد بھی دنیا میں موجود کروڑوں لوگوں کا ”صَلِّ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ“ کہنا کیا، جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ مَیں ضرور, کا ثبوت نہیں۔ جس کی کوکھ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اور ان کی فیملی سے ہی سیدنا حضرت محمدؐ نے توحید کا عَلَم دُنیا میں بلند کیا۔ مَیں یہاں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بے انتہا مخالفت اور آپؑ کو سولی پر لٹکانے اور پھر خدا کی خدائی کے اظہار میں اُن کی حفاظت اور فتوحات کا ذکر نہ کروں تو میری تقریر ادھوری رہ جائے گی کیونکہ میرا سفر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی طرف جاری ہے کیونکہ وہ مثیلِ عیسیٰ تھے اُن کی اور آپؑ کی جماعت کی اُسی طرح حفاظت کی جانی تھی جس طرح عیسیٰ اول کی گئی تھی۔ آپؑ حضرت محمدؐ کی پیشگوئیوں کے مطابق آئے تھے اور آپؑ کی اپنے دشمنوں سے حفاظت بھی اُسی طرح مقدر تھی جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔ جس کی ایک مثال مَیں اوپر دے آیا ہوں۔ یہی وہ وجود تھے جن کے ذریعہ اللہ جانا پہچانا گیا۔ یہی وہ مبارک وجود تھا جن کے ذریعہ خدا کی خدائی ظاہر ہوئی۔

سامعین! آئیں! اب 'جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ مَیں ضرور' کو آخری زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کی جماعت پر چسپاں کرکے اپنے ایمانوں کو جلا بخشتے ہیں۔ آریہ سماج کے لیڈر

مخالفِ اسلام پنڈت لیکھرام نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنی نسبت نشان کا مطالبہ کیا اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق پیشگوئی کردی کہ ”یہ شخص (حضرت مسیح موعودؑ) تین سال کے اندر ہیضہ سے مر جائے گا“ نیز یہ بھی لکھا کہ ”اس کی ذُریّت میں سے کوئی بھی نہیں رہے گا“

(تکذیب براہین احمدیہ حصہ دوم بحوالہ کلیات آریہ مسافر صفحہ:160)

اُدھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ سے خبر پا کر 20 فروری 1893ء کو اس شاتمِ رسول کے عبرتناک انجام کی خبر دی کہ آج سے عرصہ 6 برس کے اندر لیکھرام پر ایک دردناک عذاب آئے گا جس کا نتیجہ موت ہوگی۔

چنانچہ اسلام کے خدا کی فتح ہوئی اور 6 مارچ 1897ء کو یہ اپنی بدزبانی کی وجہ سے عبرت ناک انجام کو پہنچا اور ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے کا نظارہ ہمارے بزرگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ہم آج جماعت کی کتب میں پڑھ کر اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے ہیں۔

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں اِس عنوان کے تحت ہم دوسرا واقعہ ڈاکٹر جان الیگزنڈر ڈوئی کا پیش کرتے ہیں۔ یہ امریکہ کا ایک مشہور اور مالدار شخص تھا۔ اِس نے صیہون نامی ایک شہر آباد کروایا اور لیوز آف ہِیلنگ کے نام سے ایک اخبار نکالتا تھا۔ اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُس سے مباہلہ کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم دونوں میں جو جھوٹا ہے اُسے دوسرے کی زندگی میں اللہ ہلاک کرے مَیں 70 سال کے قریب ہوں اور ڈوئی 50 برس کا جوان ہے۔ اِس کے مقابل پر ڈوئی نے بڑی رعونت سے اعلان کیا کہ مَیں اِن مچھروں اور مکھیوں کا جواب کیا دوں۔ اگر مَیں اِن پر اپنا پاؤں رکھوں تو ان کو کچل کر مار دوں۔

دونوں کی طرف سے اپنے اپنے خدا سے دعائیں مانگنے اور اپنی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے لئے الحاح کے ساتھ اللہ کے حضور جھکنے کا سلسلہ جاری تھا کہ اللہ تعالیٰ کا غضب اور قہر عین اُس وقت فالج کے حملہ کی صورت میں ڈوئی پر نازل ہوا جب وہ صیہون شہر میں ہزاروں کے مجمع سے خطاب کررہا تھا۔ اُس کی زبان دورانِ گفتگو گنگ ہوگئی اور کسمپرسی کی حالت میں اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے۔ شہر تباہ ہوا۔ اخبار بند ہوا۔ علاج الٹا پڑ گیا۔

ڈونول گزٹ 7 جون 1907ء نے اِس کی ہلاکت پر لکھا کہ

اگر احمد اور اُن کے پیرو اِس پیشگوئی کے جو چند ماہ ہوئے پوری ہو گئی ہے نہایت صحت کے ساتھ پورا ہونے پر فخر کریں تو اِن پر کوئی الزام نہیں۔

اور یوں ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے کا اعلان ایک بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2022ء میں امریکہ کے دورہ کے دوران صیحون شہر کا تاریخ ساز دورہ فرمایا اور مسجد "فتحِ عظیم" کا افتتاح فرمایا۔ اب اس شہر میں اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور ڈوئی کی آواز دب چکی ہے۔

سامعین! وقت کی مناسبت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دَور کے دیگر واقعات کو چھوڑتے ہوئے خلفاء کے دور میں رونما ہونے والے دو ایسے Remarkable واقعات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس کے ہم لوگ بھی گواہ ہیں۔ جن میں ایک ذوالفقار علی بھٹو کی پھانسی ہے۔ جو جماعت کے ووٹوں کے تعاون سے بر سر اقتدار آیا اور پھر مخالفت کی انتہاء کر دی اور شدید مخالف بن کر اُبھرا۔ قومی اسمبلی سے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دلوایا اور پھر اِس کو اپنا 90 سالہ مسئلہ حل کرنے کا کارنامہ قرار دیتا رہا۔ وہ خدا کی پکڑ میں آیا اور ایسا آیا کہ عدالت کی طرف سے پھانسی کی سزا سنائی گئی اور یوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کہ 52 سال کی عمر ایک دشمنِ احمدیت کے ہلاکت کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ پیشگوئی کے الفاظ یوں ہیں کہ

"ایک شخص کی موت کی نسبت خدا تعالیٰ نے اعداد تہجی میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کَلْبٌ یَمُوْتُ عَلٰی کَلْبٍ یعنی وہ کتا ہے اور کُتے کے عدد پر مرے گا جو باون سال پر دلالت کر رہے ہیں یعنی اس کی عمر 52 سال سے تجاوز نہیں کرے گی جب 52 سال کے اندر قدم دھرے گا تب اُسی سال کے اندر اندر راہی مُلک بقا ہو گا۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 190)

سامعین! ہمارے مخالفین نے اِس پیشگوئی کو پورا ہوتا ہوا دیکھ کر حکومت پاکستان سے درخواست کی کہ اِس کی پھانسی کو مؤخر کر دیں ورنہ احمدی بغلیں بجائیں گے مگر دوسری طرف خدا کی خدائی کام کر رہی تھی اور

52 سال میں قدم رکھتے ہی اُسے پھانسی کی سزا دے دی گئی اور عنوانِ بالا جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ مَیں ضرور بڑی شان کے ساتھ جماعتِ احمدیہ کے حق میں پورا ہوا۔

ہم نے زندہ خدا کو جانا ہے
جانا پہچانا ہے تو مانا ہے

سامعین! دوسرا ایمان افروز واقعہ سابق صدرِ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کے متعلق ہے جس نے جماعت احمدیہ کو کینسر قرار دے کر ختم کرنے کا اعلان کیا۔ مختلف قوانین بنا کر جماعت احمدیہ پر اسلام کے اظہار پر پابندی لگا دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اِسے مباہلہ کا چیلنج دے کر احباب جماعت سے دُعا کی درخواست کی اور بار بار اِس ظالم کو راہ راست پر آنے کی دعوت دی مگر یہ گستاخی میں بڑھتا چلا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک موقع پر فرمایا کہ

"(یہ) چیلنج قبول کریں یا نہ کریں چونکہ تمام آئمۃ المکفرین کے امام ہیں اور تمام اذیت دینے والوں میں سے سب سے زیادہ ذمہ داری اِس ایک شخص پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے معصوم احمدیوں پر ظلم کئے...... ایسے شخص کا زبان سے چیلنج قبول کرنا ضروری نہیں ہوا کرتا۔ اس کا اپنے ظلم و ستم میں اسی طرح جاری رہنا اس بات کا نشان ہوتا ہے کہ اس نے چیلنج کو قبول کر لیا ہے۔"

(خطبہ جمعہ یکم جولائی 1988ء)

حضورؒ نے اپنے ایک خطبہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مصرع "حیلے سب جاتے رہے اِک حضرتِ توّاب ہے" کو احمدی دلوں کی آواز قرار دیا۔ بالآخر حضورؒ نے 5 اگست 1988ء کو فرمایا:

"مَیں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ خدا کی چکّی حرکت میں آچکی ہے اور جب خدا کی تقدیر کی چکّی حرکت میں آجائے تو کوئی نہیں جو اس کو روک سکے اور کوئی دنیا کی طاقت نہیں ہے کہ جو خدا چاہے کہ کوئی اس چکی میں پیسا جائے تو اس چکی کے عذاب سے بچا سکے۔"

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 543)

پھر 12 اگست 1988 کو واضح رنگ میں فرمایا:
"یہ شخص خدا کی پکڑ اور سزا سے بچ نہیں سکے گا اُسے اس کی ہلاکت سے دنیا کی کوئی طاقت بچا نہیں سکتی اس کا نام ونشان مٹ جائے گا۔"

سامعین! ہمارا خدا ایک بار پھر جیتا اور دشمن کو شکست ہوئی۔ ہمارے خدا نے پھر اپنی خدائی کا مظاہرہ کیا اور 17 اگست 1988ء کو یہ بدبخت دشمنِ احمدیت اپنے بدانجام کو اس وقت پہنچا جب وہ بہاولپور سے ایک ایسے طیارے پر روانہ ہوا جو تمام حفاظتی ضمانت لئے ہوئے تھا اور ہندوؤں کی مرگھٹ جگہ پر جہاز گر کر رافیل کے کتے کی راکھ کے ساتھ اپنی موت آپ مرا۔ خاکسار کی تحقیق "تیغِ دُعا" کے مطابق دشمنِ اسلام لیکھرام کی خصلتیں لئے اِس دُنیا سے حسرت کے ساتھ رخصت ہوا۔

ہے ترے پاس کیا گالیوں کے سوا، ساتھ میرے ہے تائید ربّ الورٰی
کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغِ دعا، آج بھی، اِذن ہو گا تو چل جائے گی

روزنامہ جنگ لاہور نے پاکستان میں احمدیوں کے بیتے گئے حالات پر ایک حقیقت افروز تبصرہ یوں کیا۔
"پاکستان میں پہلی مرتبہ جناب دولتانہ نے قادیانی مسئلہ کو اٹھایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے بعد آج تک وہ اقتدار کی کرسی سے محروم رہے۔ پھر جناب ایوب خان نے اپنے اقتدار کے ڈوبتے ہوئے دور میں اسی مسئلہ کا سہارا لینا چاہا۔ انہوں نے اپنے بارہ میں مرزائیت سے بریت کے بیانات اخبارات اور ریڈیو پر نشر کئے۔ صدر کے ایماء پر اس وقت کے گورنر مغربی پاکستان امیر محمد خان نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اہم کتاب کو ضبط کیا۔ مگر یہ ان کے متزلزل اقتدار کو طول نہ دے سکا۔ بلکہ رسوا ہو کر اقتدار سے علیحدہ ہوئے۔ پھر بھٹو جن کی پارٹی اور حکومت بذات خود مرزائیوں کی امداد اور اعانت سے برسر اقتدار آئی تھی نے گرتی ہوئی ساکھ اور ڈولتے ہوئے اقتدار کو سنبھالا اور طول دینے کے لئے اپنی محسن مرزائی جماعت کی گردن پر وار کیا اور ایسا وار کہ 90 سالہ مسئلہ حل کر ڈالا۔ بھٹو کا خیال تھا کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے بعد اب انہوں نے پاکستانی عوام کے دل جیت لئے ہیں اور اب وہ تاحیات پاکستان کے وزیر اعظم رہیں گے۔ لیکن ان کا یہ خیال شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ اب صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے مرزائیت سے بریت کا اعلان واشگاف

الفاظ میں کیا ہے اور مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کرنے کا عہد کیا ہے۔ لیکن ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے دل کانپ جاتا ہے کیونکہ ماضی میں ثابت ہو چکا ہے کہ جنہوں نے بھی قادیانی مسئلہ کو اٹھایا یا چھیڑا وہ اقتدار سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کے پسِ پردہ کون سے عوامل یا غیبی طاقت کارفرما ہے وہ پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔“

(روزنامہ جنگ لاہور 12 دسمبر 1983ء)

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا، پھیلتی جائے گی شش جہت میں سدا
تیری آواز اے دشمن بد نوا! دو قدم دور دو تین پل جائے گی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں بھی اور بعض اور جگہوں پر بھی احمدیوں کے لاکھوں اور کروڑوں کے کاروبار مخالفین نے تباہ کئے اور جلائے بلکہ ایک وقت میں پاکستان کے ایک وزیر اعظم نے یہ بھی کہا کہ احمدیوں کے ہاتھ میں کشکول پکڑا دوں گا اور اب یہ مانگتے پھریں گے کیونکہ مَیں نے کشکول پکڑا دیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ پر توکل رکھنے والے ان احمدیوں نے نہ حکومت سے مانگا، نہ کشکول لے کر کسی اَور سے مانگا بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل کی وجہ سے اُن کا ہزاروں اور لاکھوں کا جو کاروبار تباہ ہوا تھا وہ کروڑوں میں بدل گیا۔“

(خطبہ جمعہ 5 مئی 2017ء)

سامعین! پس ہمارا خدا شدید العقاب (الانفال:26) ہے جو وہ کہتا ہے تو کر کے دکھاتا ہے اور اپنے پیاروں کی لاج رکھتا اور اُن کی صداقت پر آئے روز مہر ثبت کرتا رہتا ہے یہی تو وہ خدائی ہے جس کا مظاہرہ ہمیں آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جماعت کو دن دونی رات چوگنی ترقی دیتا چلا جائے۔ آمین

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اِک عالَم دکھاتی ہے

وہ بنتی ہے ہَوا اور ہر خسِ رَہ کو اُڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے

۞۞۞۞

﴿23﴾ ﴿مشاہدات۔312﴾

تبلیغ کے لیے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کا خزانہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ (حٰمٓ السجدہ:34)

ترجمہ: بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

اس دیں کی شان و شوکت یاربّ مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دُعا یہی ہے

معزز سامعات! آج میری تقریر کا عنوان ہے "تبلیغ کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کا خزانہ"

میری بہنو! جہاں تک مَیں اِس موضوع کو سمجھ پائی ہوں۔اِس کو دو طرز پر بیان کیا جاسکتا ہے۔

اوّل! تبلیغ کی اہمیت و افادیت و برکات اور طریق پر حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کا خزانہ۔

دوم! تبلیغ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب و تحریرات سے استفادہ ضروری ہے۔

مَیں آج اِس مختصر سے وقت میں دونوں پہلوؤں پر اختصار سے روشنی ڈالوں گی تا اِن ہر دو پہلوؤں سے ارشادات کا خزانہ جمع ہو جس سے میری بہنیں اور اُن کی اولادیں فائدہ اٹھا سکیں۔

سامعات! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔"خدا کی قسم! تیرے ذریعہ ایک آدمی کا ہدایت پا جانا اعلیٰ درجے کے سُرخ اونٹوں کے مِل جانے سے زیادہ بہتر ہے۔"

(مسلم کتاب الفضائل باب فضائل علی بن ابی طالب)

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عَالَم کو اِک عَا لَم دکھاتی ہے

تبلیغ کے لفظی معنی پہنچانا۔ احکامِ شریعت پہنچانا۔ خدا کا حکم پہنچانا ہیں۔ دوسرے الفاظ میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے کو تبلیغ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما کر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے سامان پیدا فرمائے اور آپ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر تمام مذاہب کے ماننے والوں پر اسلام کی خوبصورت تعلیم کا سب مذاہب سے اعلیٰ ہونا ثابت فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق احیائے موتیٰ کے وہ نظارے تھے جو اللہ تعالیٰ سے علم پا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دکھائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس مقصد کے لئے بھیجے گئے، اس کے حصول کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری بھی یہ ذمہ داری لگائی ہے کہ اپنی تمام استعدادوں اور صلاحیتوں کے ساتھ کوشش کریں۔ جن دلائل کے علمی اور روحانی خزانے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دیئے ہیں ان خزانوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی تبلیغی کوششوں کو تیز کرنے کی ضرورت ہے۔

سامعات! اب مَیں آتی ہوں پہلے پہلو کی طرف۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! مَیں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔“

(تریاق القلوب، صفحہ 13)

معزز سامعات! پھر حضورؑ اِسی مضمون کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

”اس نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اسلام کو براہین اور حُجج ساطعہ کے ساتھ تمام ملتوں اور مذہبوں پر غالب کر کے دکھاؤں، اللہ تعالیٰ نے اس مبارک زمانہ میں چاہا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو اب کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 432)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”صراط مستقیم فقط دینِ اسلام ہے اور اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں۔ جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے“

(براہین احمدیہ جلد 4 صفحہ 557)

پیاری بہنو! خدا تعالیٰ کا پیغام دنیا تک پہنچانے کا جس قدر جوش آپؑ میں پایا جاتا تھا۔ ذرا اس کا اندازہ اِس ارشاد سے لگائیے۔ آپؑ نے فرمایا:

”میں خود اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے مَیں نے اس راحت اور لذّت سے حظّ اٹھایا ہے۔ یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کرنے کے لئے اگر مر کر پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذّت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 99-100)

حضرت منشی ظفر احمد کپور تھلویؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسیحِ پاک علیہ السّلام نے ایک موقع پر فرمایا:

”میرے دماغ میں اسلام کی حالت اور عیسائیوں کے حملوں کو دیکھ دیکھ کر اس قدر جوش اُٹھتا ہے کہ بعض وقت مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ دماغ پھٹ نہ جائے۔“

(الحکم 7-14ء فروری 1923ء صفحہ 8)

پیاری بہنو! جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی ذکر کیا کہ حضور علیہ السلام کی ایک بہت بڑی دلی تمنا یہ تھی کہ ساری دنیا میں اسلام کا بول بالا اور غلبہ ہو۔ یہ سوچ اور فکر آپؑ کو ہمیشہ دامن گیر رہتی۔ آپؑ کے اس بے تاب جذبے کا اندازہ ایک دلچسپ روایت سے ہوتا ہے جو حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی بیان کردہ ہے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ:

"ایک دفعہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے پاس کمرہ میں بیٹھے تھے۔ حضورؑ ایک کتاب کی تصنیف میں مصروف تھے۔ دروازے پر کسی شخص نے خوب زوردار دستک دی۔ آپؑ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جاکر معلوم کروں کہ کون ہے اور کس غرض سے آیا ہے؟ مَیں نے دروازہ کھولا تو دستک دینے والے نے بتایا کہ مولوی سیّد محمد احسن صاحب امروہوی نے بھجوایا ہے کہ حضورؑ کی خدمت میں یہ خوشخبری عرض کی جائے کہ آج فلاں شہر میں اُن کا ایک غیر احمدی مولوی سے مناظرہ ہوا اور انہوں نے اُس کو شکستِ فاش دی۔ اس کو بہت رگیدا اور وہ مولوی بالکل لاجواب ہو گیا۔ حضرت مفتی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب مَیں نے یہ سارا پیغام مِن وعَن حضورؑ کی خدمت میں عرض کیا تو حضورؑ سُن کر مسکرائے اور فرمایا کہ ان کے اس طرح زوردار دروازہ کھٹکھٹانے اور فتح کا اعلان کرنے سے مَیں یہ سمجھا تھا کہ شاید وہ یہ خبر لائے ہیں کہ یورپ مسلمان ہو گیا۔"

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 289-290)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے"۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

معزز سامعات! حضرت مسیح موعود دین تبلیغ کے لیے چند نصائح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کے لئے سب سے اوّل تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ"۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 323۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر فرمایا۔

"تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کرلو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔ اسی سے تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صداقت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب آپ کے حصہ میں آئی اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی اور یہ سب اس لئے ہوا کہ آپ کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 67-68۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

معزز سامعین! حضرت مسیح موعودؑ جن کی بعثت کا مقصد ہی دینِ اسلام کی تجدید اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو عملی رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کرنا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

"ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس کو ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچائیں اور اس تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جائیں۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 391)

آپؑ فرماتے ہیں:

"انسان اگر چاہتا ہے کہ اپنی عمر بڑھائے اور لمبی عمر پائے تو اس کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے خالص دین کے واسطے اپنی عمر کو وقف کرے..... عمر بڑھانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہے کہ انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلائے کلمۃ الاسلام میں مصروف ہو جاوے اور خدمت دین میں لگ جاوے اور آجکل

یہ نسخہ بہت ہی کار گر ہے کیونکہ دین کو آج ایسے مخلص خادموں کی ضرورت ہے۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر عمر کا کوئی ذمہ دار نہیں ہے۔ یونہی چلی جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 329-330۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

معزز بہنو! ہمیں دنیا کے ہر کونہ میں، ہر طبقہ میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانا چاہئے۔ آج اسلام پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں اور بد قسمتی سے مسلمان کہلانے والوں کی غلطیوں کی وجہ سے ہی ہو رہے ہیں۔ آج اگر اسلام کی خوبصورت تصویر کو کوئی پیش کر سکتا ہے تو وہ احمدی ہیں۔ آج اگر ہم نے بھی اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہ کیا، نہ سمجھا تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں فرمانبر داروں میں شمار نہیں ہو سکتے۔

تبلیغِ احمدیت دنیا میں کام اپنا
دارُالعمل ہے گویا عالم تمام اپنا

آپؑ فرماتے ہیں:

"میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیّت کروں اور یہ بات پہنچا دُوں۔ آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وُہ اُسے سنے یا نہ سُنے! اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیاتِ طیّبہ یا اَبدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لیے اپنی زندگی وقف کرے۔"

(ملفوظات جلد 1 ایڈیشن 1988ء صفحہ 370)

معزز سامعات! ہم جانتے ہیں کہ مختلف لوگوں کی مختلف طبائع ہوتی ہیں اس لیے مناسب ہوتا ہے کہ ان طبائع کے مطابق ان کو نصیحت کرنی چاہئے، ان کو تبلیغ ہونی چاہئے۔ اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے جہاں فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو وہاں ان سے بحث نہ کریں۔ ممکن ہو تو اٹھ جائیں۔ لیکن ان کے لیے دُعا ضرور کریں اور حکمت سے کام لینا چاہیے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جسے نصیحت کرنی ہو اسے زبان سے کرو۔ ایک ہی بات ہوتی ہے وہ ایک پیرایہ میں ادا کرنے سے ایک شخص کو دشمن بنا سکتی ہے اور دوسرے پیرائے میں دوست بنا دیتی ہے۔ پس وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ کے موافق اپنا عمل درآمد رکھو۔ اسی طرز کلام ہی کا نام خدا نے حکمت رکھا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ (البقرۃ:270)

(الحکم جلد 7 نمبر 9 مورخہ 10 مارچ 1903ء صفحہ 8)

تو یہ حکمت جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ہم سب کو اختیار کرنی ہو گی۔ اپنے دوستوں کا حلقہ وسیع کرنا ہو گا۔ پھر ایک تعارف سے دوسرے تعارف نکلتے چلے جائیں گے اور جب لوگ آپ کو ایک امن پسند اور ٹھنڈے مزاج کا آدمی سمجھتے ہوئے تعارف حاصل کریں تو یقیناً یہ تعارف مزید مضبوط رابطوں میں تبدیل ہوں گے اور پھل لانے والے ثابت ہوں گے۔

معزز سامعات! دیکھیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت میں یہ پیغام پہنچانے کا کس قدر جوش پایا جاتا ہے۔ پس ہمیں بھی اپنی ترجیحات کو بدلنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کے معاملہ میں سنجیدہ ہونا چاہئے۔ تبھی ہم آپؑ کی بیعت میں شامل ہونے کے دعوے میں سچے ثابت ہو سکتے ہیں۔ آج جہاد کے لئے ہمیں تلوار چلانے کے لئے نہیں بلایا جارہا۔ آج ہمیں تیروں کی بوچھاڑ کے آگے کھڑے ہو کر اسلام کا دفاع کرنے کے لئے نہیں کہا جارہا۔ آج ہمیں توپ کے گولوں کے آگے کھڑے ہونے کے لئے نہیں کہا جارہا۔ آج ہم سے جو مطالبہ کیا جارہا ہے وہ صرف یہ ہے کہ اپنے مالوں کو بھی دین کی راہ میں خرچ کریں اور اپنے وقت کو بھی دین کی راہ میں خرچ کریں۔ آج ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی حسین تعلیم کے وہ بے بہا خزانے دے دیئے ہیں جن کی مدد سے ہم دلائل کے ذریعہ سے دشمن کا منہ بند کرنے کے قابل ہو گئے ہیں اور ان دلائل کے سامنے آج نہ کوئی عیسائی ٹھہر سکتا ہے نہ یہودی، نہ ہندو اور نہ ہی کسی اور عقیدے کو ماننے والا۔

دوسرا پہلو! تبلیغ کے لئے آپؑ کے ارشادات کا خزانہ جو کہ حضور علیہ السلام کی مختلف کتب میں آپؑ کے عقائد، آپؑ کی بعثت کا مقصد، وفاتِ مسیح، ختم نبوت کے بارہ میں موجود ہے اس سے استفادہ کرنا ہے۔

آپ علیہ السلام جماعت احمدیہ کے عقائد کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ؐ خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا....اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآنِ شریف خاتم کتب سماوی ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ 69)

اگر ہم آج تبلیغ کے میدان میں ترقی کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے دعا کے بعد سب سے اہم ہتھیار حضرت مسیح موعودؑ کی کتب ہیں، جن کو پڑھ کر انسان تمام حقائق و معارف کو پالیتا ہے۔ یہ تمام کتب خالص تائید الٰہی سے لکھی گئیں ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مَیں تو ایک حرف بھی نہیں لکھ سکتا اگر خدا تعالیٰ کی طاقت میرے ساتھ نہ ہو بار ہا لکھتے لکھتے دیکھا ہے ایک خدا کی روح ہے جو تیر رہی ہے۔ قلم تھک جایا کرتی ہے مگر اندر جوش نہیں تھکتا، طبیعت محسوس کیا کرتی ہے کہ ایک ایک حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوئم صفحہ 438)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حیاتِ مسیح کے متعلق اپنی کتب میں قرآن کریم کی تیس آیات اور متعدد احادیث سے مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کی ہے اور اس موضوع پر ایک زبردست چیلنج بھی دیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"اگر پوچھا جائے کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث دکھلا سکتے ہیں صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ مِلا کر عوام کو دھوکا دیتے ہیں مگر یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا اور نزول کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کے لئے آتا ہے اور نزیل مسافر کو کہتے ہیں ......اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰؑ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ

میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہو گا۔“

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 225 حاشیہ)

سامعات! آپؑ، مسیح و مہدی کے دعویٰ کی صداقت کے بارہ میں فرماتے ہیں:

مَیں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔“

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 503)

اپنی بعثت کا ایک مقصد بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ مَیں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اُن درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اس سے ان کو پاک صاف کروں۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 60 ایڈیشن 1985ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام عقیدہ ختم نبوت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

”مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبییّن نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوّت، یقین، معرفت اور بصیرت سے آنحضرتؐ کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف بھی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختمِ نبوّت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں، انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوّت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرتِ تامّ سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرتؐ کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختمِ نبوّت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس

عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذّت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز ان لوگوں کے جو اِس چشمہ سے سیر اب ہوں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 342)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"آج دنیا کے جو حالات ہیں احمدی ہی دنیا کو بتا سکتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ سے دوری کا نتیجہ ہے ہمارا کام تبلیغ کرنا ہے ہدایت دینا یا نہ دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ انسان عالم الغیب نہیں ہے اس لئے ہم نہیں جانتے کہ کس شخص پر اثر ہو گا اس لئے ہم نتائج کے بارہ میں ذمہ دار نہیں ہیں۔ ہم سے بس اتنا پوچھا جائے گا کہ کیا ہم نے اپنا تبلیغ کا فرض پورا کیا ہے یا نہیں اور اپنی حیثیت کے مطابق لوگوں تک پیغام پہنچایا ہے یا نہیں۔"

(خطبہ جمعہ مؤرخہ 8 ستمبر 2017ء)

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

﴿24﴾ ﴿مشاہدات۔313﴾

بعثتِ مسیح موعود اور تبلیغ

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی رو سے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ (النحل:126)

ترجمہ: اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔ یقیناً تیرا رب ہی اسے جو اس کے راستے سے بھٹک چکا ہے سب سے زیادہ جانتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کا بھی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب مَیں دیتا ہوں گر ملے کوئی امیدوار

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ **بعثتِ مسیح موعود اور تبلیغ۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی رو سے**

معزز سامعین! تبلیغ کے لفظی معنی پہنچانا، احکامِ شریعت پہنچانا، خدا کا حکم پہنچانا کے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے کو تبلیغ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما کر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے سامان پیدا فرمائے اور آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر تمام مذاہب کے ماننے والوں پر اسلام کی خوبصورت تعلیم کا سب مذاہب سے اعلیٰ ہونا ثابت فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق احیائے موتیٰ کے وہ نظارے تھے جو اللہ تعالیٰ سے علم پا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دکھائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس مقصد کے لئے بھیجے گئے، اس کے حصول کے لئے آپ علیہ السلام نے ہماری بھی یہ ذمہ داری لگائی ہے کہ اپنی تمام استعدادوں اور صلاحیتوں کے ساتھ

کوشش کریں۔ جن دلائل کے علمی اور روحانی خزانے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دیئے ہیں۔ ان خزانوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی تبلیغی کوششوں کو تیز کرنے کی ضرورت ہے۔

اگر ہم آج دعوت الی اللہ کے میدان میں ترقی کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے دعا کے بعد سب سے اہم ہتھیار حضرت مسیح موعودؑ کی کتب ہیں، جن کو پڑھ کر انسان تمام حقائق و معارف کو پالیتا ہے۔ تبلیغ کے لیے ان کتب کا مطالعہ ہمارے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ دینِ حق کا صاف چہرہ ہمیں انہی کتب سے مل سکتا ہے جو خالص تائیدِ الٰہی سے لکھی گئیں ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مَیں تو ایک حرف بھی نہیں لکھ سکتا اگر خدا تعالیٰ کی طاقت میرے ساتھ نہ ہو بارہا لکھتے لکھتے دیکھا ہے ایک خدا کی روح ہے جو تیر رہی ہے قلم تھک جایا کرتی ہے مگر اندر جوش نہیں تھکتا، طبیعت محسوس کیا کرتی ہے کہ ایک ایک حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوئم صفحہ 438)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مختلف کتب میں اپنی بعثت اور مقصد کی غرض بیان کی ہیں مثلاً آپؑ تذکرۃ الشہادتین میں فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لیے مامور فرمایا......وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیرِ الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا......وہ میں ہی ہوں۔"

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 3-4)

آپ علیہ السلام ملفوظات میں فرماتے ہیں:

"اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا اور اپنے دین اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں غیرت کھا کر ایک انسان کو جو تم میں بول رہا ہے بھیجا تا کہ وہ اس روشنی کی طرف لوگوں کو بلائے۔

در حقیقت یہ ایسا زمانہ آگیا ہے کہ شیطان اپنے تمام ذُرّیّات کے ساتھ ناخنوں تک زور لگا رہا ہے کہ اسلام کو نابود کر دیا جاوے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 72-74)

سامعین! حضور علیہ السلام اپنی آمد کی غرض کا عظیم الشان روحانی فائدہ اپنی ایک کتاب "مسیح ہندوستان میں" میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس تاریکی کے زمانہ کا نور مَیں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لیے تیار کئے ہیں۔ مجھے اس نے بھیجا ہے کہ تا مَیں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں"

(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 13)

نیز آپؑ حقیقۃ الوحی میں اپنی بعثت کا مقصد ظہورِ الٰہی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"مَیں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔ وہ ایک مخفی خزانہ کی طرح تھا مگر اب اس نے مجھے بھیج کر ارادہ کیا کہ تمام دہریوں اور بے ایمانوں کا منہ بند کرے جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 619-620)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے...... میرے لیے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 210)

آپ علیہ السلام اپنی کتاب انجام آتھم میں فرماتے ہیں:

"ایک متقی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اس چودھویں صدی کے سر پر جس میں ہزاروں حملے اسلام پر ہوئے ایک ایسے مجدد کی ضرورت تھی کہ اسلام کی حقیّت ثابت کرے۔ ہاں اس مجدّد کا نام اس لئے مسیح ابن مریم رکھا گیا کہ وہ کسرِ صلیب کے لئے آیا ہے اور خدا اس وقت چاہتا ہے کہ جیسا مسیح کو پہلے زمانہ میں

یہودیوں کی صلیب سے نجات دی تھی اب عیسائیوں کی صلیب سے بھی اس کو نجات دے۔ چونکہ عیسائیوں نے انسان کو خدا بنانے کے لئے بہت کچھ افترا کیا ہے۔ اس لئے خدا کی غیرت نے چاہا کہ مسیح کے نام پر ہی ایک شخص کو مامور کر کے اس افترا کو نیست و نابود کرے۔ یہ خدا کا کام ہے اور ان لوگوں کی نظر میں عجیب۔"

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 320-321)

معزز سامعین! آپؑ پھر مسیح و مہدی کے دعویٰ کی صداقت کے بارہ میں فرماتے ہیں:

"مَیں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 503)

آخری زمانے کی علامات اور مسیح موعود کے ظہور کے متعلق آپؑ تریاق القلوب میں فرماتے ہیں:

"یہ زمانہ جس میں ہم ہیں یہ وہی زمانہ ہے جس میں دشمنوں کی طرف سے ہر ایک قسم کی بدزبانی کمال کو پہنچ گئی ہے اور بدگوئی اور عیب گیری اور افترا پردازی اِس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اب اس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور ساتھ اُس کے مسلمانوں کی اندرونی حالت بھی نہایت خطرناک ہو گئی ہے۔ صدہا بدعات اور انواعُ اقسام کے شرک اور الحاد اور انکار ظہور میں آ رہے ہیں۔ اس لئے قطعی یقینی طور پر اب یہ وہی زمانہ ہے جس میں پیشگوئی مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ کے مطابق عظیم الشان مصلح پیدا ہو۔ سو الحمد للہ کہ وہ مَیں ہوں۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 453)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حیاتِ مسیح کے متعلق اپنی کتب میں قرآنِ کریم کی تیس آیات اور متعدد احادیث سے مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کی ہے اور اس موضوع پر ایک زبردست چیلنج بھی دیا ہے۔

آپؑ اپنی کتاب ''کتاب البریہ'' میں فرماتے ہیں:

''اگر پوچھا جائے کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنے جسمِ عَنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث دکھلا سکتے ہیں صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ ملا کر عوام کو دھوکا دیتے ہیں مگر یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا اور نزول کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کے لئے آتا ہے اور نزیل مسافر کو کہتے ہیں ......اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰؑ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہو گا۔''

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 225 حاشیہ)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام عقیدہ ختم نبوت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

''مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیّین نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوّت، یقین، معرفت اور بصیرت سے آنحضرتؐ کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف بھی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختمِ نبوّت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں، انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوّت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرتِ تامّ سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرتؐ کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختمِ نبوّت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذّت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز ان لوگوں کے جو اِس چشمہ سے سیر اب ہوں۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 342)

معزز سامعین! اب مَیں آپ حضرات کے سامنے حضرت مسیح موعودؑ کی چند کتب میں اِس تفصیل کے ساتھ بیان کروں گا جن میں آپؑ نے اپنے دعاوی اور بعض اعلانات کا ذکر فرمایا ہے اور اِن سے بھی آپؑ کی بعثت کے مقاصد عیاں ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 'چشمہ معرفت' میں آریوں کے انہی اعتراضات کا جواب اور بہتانات کا ردّ فرمایا ہے اور آریوں کو سمجھانے کے لیے قرآن کریم اور وید کی تعلیمات کا موازنہ، الٰہی کتاب کی صفات اور زندہ مذہب کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے اسلام کی برتری ثابت فرمائی ہے اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان اور اسلام کی زندگی کے ثبوت میں علاوہ عقلی و نقلی دلائل کے اپنے وجود کو پیش فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب توضیح مرام (روحانی خزائن جلد 3) کو اپنی پہلی کتاب فتح اسلام کا تسلسل قرار دیا۔ انہوں نے اپنے دعوے کے خلاف ہونے والے بہت سے اعتراضات کا جواب دیا اور ثابت کیا کہ وہ مسیح موعود ہیں اور مثالیں پیش کیں کہ وہ یسوع مسیح سے کس قدر مشابہت اور مماثلت رکھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علمائے کرام کی تنقید کا مقابلہ کرنے کے لیے انہیں کہا کہ ان کے پیش کردہ نظریات پر اعتراضات اٹھانے سے پہلے علمائے کرام ان کی تین کتابیں فتح اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اَوہام کا ایک ساتھ مطالعہ کریں تاکہ انہیں مکمل تصویر حاصل ہو جائے۔ تو معزز سامعین ہمیں بھی اس موضوع کو بیان کرنے کے لیے ان کتب سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

سامعین! اِس کے علاوہ براہین احمدیہ حصہ اوّل (روحانی خزائن جلد 1) میں قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تائید میں دلائل موجود ہیں۔ منطقی دلائل کے ساتھ دیگر تمام مذاہب پر اسلام کی فضیلت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

ازالہ اوہام میں حضرت مسیح موعودؑ نے کتاب کا آغاز حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کے دکھائے گئے معجزات کے موازنہ سے فرمایا ہے۔ اس کتاب میں ان کے مخالفین کے بہت سے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنی تحریروں میں کبھی کبھار استعمال ہونے والے سخت

الفاظ کا موازنہ کیا ہے اور اس کی ضرورت اور جواز پر بات کی ہے۔ پھر انہوں نے مسیح کی دوسری آمد سے متعلق صحیفوں میں مذکور نشانیوں اور پیشن گوئیوں کا مفہوم بیان کیا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ وہ سب ان کی ذات میں پوری ہو چکی ہیں۔ عیسائی اور مسلم صحیفوں کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت اور مبینہ طور پر دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں مکمل بحث کی گئی ہے اور ان قابل قدر اور قطعی معیارات کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے جن سے ان کے دعوے کی سچائی کو جانچا جا سکے اور جھوٹے مسیحوں کی آسانی سے شناخت کی جا سکے۔

ضرورۃ الامام میں آپؑ نے یہ بتایا کہ امام الزمان کون ہوتا ہے؟ اور اُس کی علامات کیا ہیں اور اس کو دوسرے ملہموں اور خواب بینوں اور اہلِ کشف پر کیا فوقیت حاصل ہوتی ہے اور امام الزمان کو ماننا کیوں ضروری ہے؟۔ امت مسلمہ کی تمام تر ترقیات خواہ ہوہ دنیاوی ہوں یا روحانی، امام سے وابستگی کے ساتھ منحصر ہیں۔

سامعین! کشتی نوح حضرت مسیح موعودؑ کی وہ کتاب ہے جس میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے وہ پاک اور عمدہ تعلیم لکھی جس پر اگر جماعت کے سب افراد اس پر کماحقّہٗ عمل پیرا ہو جائیں تو اُن کا نمونہ دنیا میں ایک عظیم الشان روحانی انقلاب پیدا کر سکتا ہے۔ غیروں کے لئے یہ کتاب ایک آئینہ کے طور پر ہے کہ جماعت کی تعلیمات قرآن، احادیث اور سنتِ رسولؐ کے عین مطابق ہے۔

روحانی خزائن کی جلد 20 میں حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تقریر موجود ہے جس میں حضورؑ نے تفصیل سے احمدی اور غیر احمدی کا فرق بیان فرمایا ہے جو کہ تبلیغ کے لیے ایک کار آمد مواد ہے۔

حضرات! ملفوظات حضرت بانی جماعت احمدیہ، مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا وہ پاکیزہ اور پُر معارف کلام ہے جو حضورؑ نے اپنی مقدس مجالس میں یا جلسہ سالانہ کے اجتماعات میں اپنے اصحاب کے تزکیہ نفس، ان کی روحانی اور اخلاقی تربیت، خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کرنے اور قرآن کریم کے علم و حکمت کی تعلیم نیز احیاء دینِ اسلام اور قیامِ شریعتِ محمدیہ کے لیے وقتاً فوقتاً ارشاد فرمایا۔ ملفوظات سے ہمیں بہت سا مواد تبلیغ کی غرض سے بھی ملتا ہے۔

تبلیغِ احمدیت دنیا میں کام اپنا
دارُالعمل ہے گویا عالَمِ تمام اپنا

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقع پر ہمیں تبلیغ کے طریقہ کار اور اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”دعوت الی اللہ کریں۔ حکمت سے کریں، ایک تسلسل سے کریں، مستقل مزاجی سے کریں اور ٹھنڈے مزاج کے ساتھ، مستقل مزاجی کے ساتھ کرتے چلے جائیں۔ دوسرے کے جذبات کا بھی خیال رکھیں اور دلیل کے لئے ہمیشہ قرآن کریم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں سے حوالے نکالیں۔ پھر ہر علم، عقل اور طبقے کے آدمی کے لئے اس کے مطابق بات کریں۔ خدا کے نام پر جب آپ نیک نیتی سے بات کر رہے ہوں گے تو اگلے کے بھی جذبات اَور ہوتے ہیں۔ نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ کے نام پر کی گئی بات اثر کرتی ہے۔ ایک تکلیف سے ایک درد سے جب بات کی جاتی ہے تو وہ اثر کرتی ہے۔ تمام انبیاء بھی اسی اصول کے تحت اپنے پیغام پہنچاتے رہے اور ہر ایک نے اپنی قوم کو یہی کہا ہے کہ میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، نیک باتوں کی طرف بلاتا ہوں اور اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا۔ یہی ہمیں قرآن کریم سے پتہ لگتا ہے۔

... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم انتہائی محنت، انتہائی ہمت اور تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے یہ کام کرو گے تو اللہ تعالیٰ نیک فطرتوں کو تمہارے ساتھ ملاتا چلا جائے گا۔ ان شاءاللہ۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8؍ اکتوبر 2004ء)

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡

﴿25﴾ ﴿مشاہدات۔324﴾

حضرت مسیح موعودؑ کا بلند مقام و مرتبہ

از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (الجمعہ:4)

اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

مَیں بھی ہوں تیرے نشانوں سے جہاں میں اک نشان
جس کو تو نے کردیا ہے قوم و دیں کا افتخار
اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِیْح جَاءَ الْمَسِیْح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار
آسماں بارد نشان اَلْوَقت می گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

معزز سامعین! مجھے آج آپ کے سامنے امامِ ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے افاضات میں سے ماموِر زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عالی مقام اور بلند رتبہ پر کچھ کہنے کا حکم ہوا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود ایسا مبارک وجود ہے جس کے بلند مقام و مرتبہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں بیان فرمایا۔ بلکہ آپؑ کے مقام کو بزرگانِ دین نے بھی اپنے اپنے انداز اور وقت میں دُنیا کے سامنے پیش کیا۔ آپؑ نے اپنے مقام و مرتبہ کو خود بھی لوگوں کے سامنے خدا تعالیٰ سے رہنمائی پا کر پیش کیا۔ آپؑ کے بعد آپؑ کے خلفائے کرام نے آپؑ کے مقام و مرتبہ کو اپنے خطبات و خطابات، تقاریر اور اجلاسات و محافل میں بیان فرمایا۔ آج مجھے وقت

کی آواز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں آپؑ کا بلند مقام و مرتبہ حاضرین کے سامنے اختصار سے پیش کرنا ہے۔

آپؑ نبی کے عہدہ پر فائز ہیں

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”ایک دفعہ مَیں ایک پورا خطبہ اس بات پر بھی دے چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں اور جن لوگوں کو کسی بھی قسم کی غلط فہمی ہے یا بعض لوگ بزدلی یا مداہنت میں غیروں کے سامنے، بات کرتے ہوئے، بحث کرتے ہوئے، اظہار کر جاتے ہیں اُن کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی کہہ کر پکارا ہے اور اللہ کے فضل سے آپ نبی ہیں لیکن غیر شرعی نبی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں آئے ہوئے اور آپ سے کامل محبت اور عشق کرنے والے نبی۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24/ جون 2011ء)

آپؑ آنحضورؐ کے غلامِ صادق ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ غلامِ صادق ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے دنیا میں بھیجا۔ آپؑ کا جو کچھ بھی ہے وہ آپ کا نہیں بلکہ آپ کے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور جو کچھ بھی آپ نے فیض پایا آپؑ کی غلامی سے پایا۔ آپؑ ایک جگہ ”رسالہ الوصیت“ میں فرماتے ہیں کہ ”نبوتِ محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اُس میں فیض ہے۔ اس نبوّت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے۔“ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 311) پس آپ نے یہ فیض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پیروی کی وجہ سے اُس مقام تک پہنچایا جو نبوت کا مقام ہے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ صرف کامل پیروی بھی کافی نہیں ہے یا کامل پیروی کی وجہ سے انسان نبی نہیں بن جاتا کیونکہ اس میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ ہاں اُمّتی اور نبی دونوں لفظ جب جمع ہوتے ہیں، دونوں کا اجتماع جو ہے، اس پر وہ صادق آسکتی ہے، کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں بلکہ نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔ پس اس

زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہونے کی وجہ سے اور آپ کی کامل پیروی اور عشق کی وجہ سے نبوت کا مقام اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا۔ یعنی نبوت کا مقام اُمّتی ہونے کی وجہ سے ملا اور اس عشق کی وجہ سے ملا۔ اُمتی ہونا ایک لازمی شرط ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تائیدات سے نواز کر آپ کے حق میں نشان دکھا کر ایک دنیا کی توجہ آپ کی طرف پھیری اور یہ سلسلہ جو آپ کے دعویٰ سے شروع ہوا آج تک چل رہا ہے اور نیک طبع اس جاری فیض سے فیض پا رہے ہیں اور آپ کی بنائی ہوئی جماعت میں، آپ کی بنائی ہوئی کشتی میں سوار ہو رہے ہیں۔ لیکن یہاں بھی اپنے آقا کی پیروی میں جو فیض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہوا، اُس سے وہی فائدہ اُٹھا رہا ہے جو آپ کے بعد اللہ تعالیٰ سے تائید یافتہ آپ کی خلافت سے منسلک ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3/ جون 2011ء)

آپؑ نورِ محمدیؐ کے آئینہ دار ہیں

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”آپؑ کے حسن کا، آپ کے نور کا کیا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے لیکن یہ ظاہری نور بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس لئے دیا تھا کہ آپ نور مصطفویؐ میں ڈوب کر اپنے وجود کو کلیتاً اپنے آقا و مطاع کے جسمانی اور روحانی نور میں فنا کر چکے تھے تا کہ آپ کے نور میں بھی نور محمدیؐ نظر آئے... پس آپ کا اپنا تو کچھ نہ تھا۔ روح و جسم نور محمدیؐ کا آئینہ دار تھا۔ عبادات میں، عادات میں، اخلاق میں غرض ہر چیز میں اپنے آقا و مطاع کے منہ کی طرف دیکھ کر اس کی پیروی کرتے تھے۔ اپنے اس پیارے مسیح و مہدی اور غلام صادق کے بارہ میں، اس کے مقام کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یوں فرمایا تھا کہ میرے اور میرے مہدی کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

(ابی داؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث نمبر 4324)

... پھر آپ علیہ السلام کے ماننے والوں کے نورانی ہونے کے بارہ میں اللہ تعالیٰ غیروں کو کس طرح بتاتا ہے۔ لیکن بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ اطلاع دے دے پھر بھی اس سے فیض نہیں پاسکتے۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ فرماتے ہیں کہ ”میری برادری میں سے میرے ایک چچازاد بھائی میاں غلام احمد تھے ان کی کچھ جائیداد موضع لنگہ ضلع گجرات میں بھی تھی۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھے ایک تحریر کے کام کے لئے فرمائش کی جس کی تعمیل کے لئے میں ان کے ہمراہ موضع لنگہ چلا آیا۔ گرمیوں کا موسم تھا اس لئے مَیں دوپہر کا وقت اکثر ان کے دالان کے پیچھے ایک کوٹھڑی میں گزارا کرتا تھا۔ ایک دن حسب معمول میں دوپہر کو اس کوٹھڑی میں سو رہا تھا میری آنکھ کھلی تو مَیں نے سنا کہ غلام احمد کی خالہ اور والدہ کہہ رہی تھیں کہ اس رسولے (یعنی حضرت مولوی غلام رسول صاحب) کا ہمیں بڑا افسوس ہے کہ گاؤں گاؤں اور گھر گھر میں لوگ اس کی برائی کرتے ہیں۔ اس نے تو مرزائی ہو کر ہمارے خاندان کی ناک کاٹ دی ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس روز برابر کی کوٹھڑی میں بھائی غلام احمد بھی سویا ہوا تھا۔ اس نے بیدار ہوتے ہی ان کی یہ مغلظات سنیں تو کہنے لگا تم کیا بکواس کر رہی ہو۔ مَیں نے تو ابھی ابھی خواب میں دیکھا ہے کہ غلام رسول پر آسمان سے اتنا نور برس رہا ہے کہ اس نے چاروں طرف سے اس کو گھیر لیا ہے۔ تمہیں کیا معلوم ہے کہ تم جسے برا سمجھتی ہو وہ خدا کے نزدیک برا نہ ہو۔ اتنے میں مَیں بھی کوٹھڑی سے باہر نکل آیا اور ان کو احمدیت کے متعلق سمجھاتا رہا مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ یہی میاں غلام احمد جس پر اللہ تعالیٰ نے رؤیا کے ذریعہ سے اتمام حجت کر دی تھی، میرا اتنا مخالف اور دشمن ہو گیا کہ علماء کو بلا کر بھی احمدیت پر حملے کراتا اور مجھے ذلیل کرنے کی کوشش میں لگا رہتا تھا۔ آخر میرے مولا کریم نے میری نصرت کے لئے موضع راجیکی میں طاعون کا عذاب مسلط کیا اور غلام احمد اور اس کے ہمنواؤں کا صفایا کر دیا۔“

(حیات قدسی جلد اول صفحہ 39 مطبوعہ ربوہ)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29/ جنوری 2010ء)

آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے مسیح و مہدی کا مقام پایا

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مشن کو پورا کرنے کے لئے اور اپنے آخری دین کی تکمیل اشاعت کے لئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح و مہدی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور اتباع میں غیر شرعی نبی کا اعزاز دے کر دنیا میں بھیجا۔ آپؑ کی ابتدائی زندگی کا ہم

جائزہ لیں تو ہمیں آپؑ کی زندگی میں بھی اپنے آقا و مطاع کی زندگی کے ابتدائی دور کی جھلکیاں نظر آتی ہیں اور اس کے بعد بھی ہر لمحہ یہی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ دنیا سے آپؑ کو کوئی سرور کار نہیں تھا۔ اگر کوئی خواہش اور آرزو اور عمل تھا تو یہ کہ خدائے واحد کی عبادت میں مشغول رہوں۔ اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں مخمور رہتے ہوئے آپ پر درود و سلام بھیجتا رہوں اور اس عبادت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کا نتیجہ تھا کہ آپ کو مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی حالت زار بے چین کر دیتی تھی جس کے لئے آپؑ اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے کا جوش اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ عشق و محبت ہی تھا جس کی وجہ سے آپ اسلام کے دفاع کے لئے جہاں قرآن کریم کا گہرا مطالعہ فرماتے تھے وہاں دوسرے مذاہب کی کتب کا بھی مطالعہ کر کے قرآن کریم کی برتری ثابت کرنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے اور جہاں بھی آپؑ کو موقع ملتا تھا اسلام کی برتری ثابت کرنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔ اور کوئی نام و نمود اور دنیا دکھاوا آپؑ کی جوانی کے دور میں بھی ہمیں نظر نہیں آتا۔ اس کے غیر بھی گواہ ہیں اور اپنے بھی گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب والشہادۃ ہے اس کو تو آپؑ کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ عشق و وفا اور دین اسلام کے لئے دِلی دَرد کی کیفیت کا بخوبی علم تھا۔ اس نے آپؑ کو کہا کہ گوشہ تنہائی سے باہر نکلو اور صرف اِکّا دُکّا لوگوں سے اسلام کی برتری کی باتیں نہ کرو۔ صرف اپنے حلقے میں مسلمانوں کی حالت زار بدلنے کی کوشش نہ کرو۔ صرف تحریر سے ہی یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ بلکہ دنیا میں یہ اعلان کر دو کہ آنے والا مسیح و مہدی آچکا اور اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ مسیح و مہدی مَیں ہو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/جون 2009ء)

اس عاشقِ رسولؐ کے ساتھ وابستہ رکھنا فرض ہے

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"اسلام کیونکہ آخری شریعت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ساتھ ایسا نہیں کیا کہ اس کی تعلیم خشک ہو جائے۔ ہر صدی میں مختلف جگہوں پر مختلف وقتوں میں، اس باغ کو ہرا رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نگران بھیجتا رہا اور اس زمانے میں آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اور میں آخری ہزار سال کا مجدد ہوں۔ پس اسلام کے خوبصورت باغ کا خوبصورت حصہ بننے اور پھلدار درخت بننے کے لئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق کے ساتھ جڑنا اب ہر مسلمان کا بھی فرض ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق اب اسی ذریعہ سے پیدا ہو سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی پہنچایا۔ اسی طرح آپ نے اپنے حلقہ بیعت میں آنے والے اپنے صحابہ کے دلوں میں بھی یہ روح پھونکی کہ دنیا کو یہ پیغام دو کہ خدا کی طرف آئیں، اُس سے تعلق جوڑیں اور یہ تعلق اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے ساتھ جڑنے سے ہی حقیقی رنگ میں جڑ سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے والے غریب مزدور لوگ بھی تھے، زمیندار بھی تھے، کسان بھی تھے، اَن پڑھ دیہاتی بھی تھے، ملازم پیشہ بھی تھے، کاروباری لوگ بھی تھے اور پڑھے لکھے لوگ بھی تھے اور ہر ایک نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو سمجھا۔ آپ کی صحبت سے فائدہ اُٹھایا اور اس حقیقی پیغام کو، حقیقی اسلام کو سمجھ کر دنیا میں پھیلانے کی کوشش بھی کی۔ اپنے اپنے حلقہ میں پھیلانے کی کوشش بھی کی۔ دوسرے مذاہب پر اسلام کی بالا دستی کا حقیقی ادراک حاصل کیا اور پھر اُن لوگوں میں شامل ہو گئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے ہوتے ہیں۔ پس یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے پھر بڑی تیزی سے اسلام کے حقیقی پیغام کو نہ صرف ہندوستان میں بلکہ باہر بھی پھیلانے کی کوشش کی۔

حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے میاں موسیٰ صاحب کو تبلیغ شروع کی۔ چنانچہ اُن کو قادیان بھیجا مگر وہ شامتِ اعمال سے قادیان سے بغیر بیعت کے واپس آ گئے۔ بعد ازاں مَیں اُن کو کبھی کبھی اخبار بدر سناتا رہا۔ پھر مَیں نے اُن کو ایک دن ایک حدیث کا ذکر سنایا کہ ایک بدوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا آپ خدا کی قَسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قَسم کھا کر کہا کہ میں خدا تعالیٰ کا رسول ہوں۔ تب اُس بدوی نے بیعت کر لی اور اپنے قبیلے کو بھی بیعت کے لئے حاضر کیا۔ یہ واقعہ جب مَیں نے حضرت میاں محمد موسیٰ صاحب کو سنایا تو اُن کے دل پر بھی اس کا خاص اثر ہوا۔ چنانچہ انہوں نے اس وقت ایک کارڈ (یعنی اُس زمانے میں خط کے لئے کارڈ ہوتے تھے) حضرت صاحب کی خدمت میں لکھا کہ کیا آپ خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ آپ مسیح موعود ہیں۔ یہ کارڈ جب

حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچا تو حضور نے مولوی عبد الکریم صاحب کو حکم دیا۔ لکھ دو کہ مَیں خدا کی قَسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں وہی مسیح موعود ہوں جس کا وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کو دیا۔ اس کارڈ میں مولوی عبد الکریم صاحب نے اپنی طرف سے بھی ایک دو فقرے لکھ دیئے۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ آپ نے خدا کے مسیح کو قَسم دی ہے۔ اب آپ یا تو ایمان لاویں یا عذابِ خداوندی کے منتظر رہیں۔ وہ کارڈ جب پہنچا تو میاں محمد موسیٰ صاحب نے اپنی اور اہل و عیال کی بیعت کا خط لکھ دیا۔ اس طرح سے (کہتے ہیں) میں اب اکیلا نہ رہا بلکہ میرے ساتھ خدا تعالیٰ نے اُن کو بھی شامل کر دیا۔"

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 9 صفحہ 136-137 روایت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 / مارچ 2012ء)

آپؑ خدا تعالیٰ اور اُس کی مخلوق کے محبوب تھے

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے آپ سے بھی محبت کے وہ نظارے دکھائے جس نے آخرین کو اولین سے ملا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس سلوک کے بارے میں آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

"جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اُس سے محبت کرتا ہے۔ تب زمین پر اُس کے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اُس کی ڈال دی جاتی ہے اور ایک قوتِ جذب اُس کو عنایت ہوتی ہے اور ایک نور اُس کو دیا جاتا ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 65)

آپؑ کا دور در حقیقت آنحضرتؐ کے دور کی کڑی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"پھر اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ (الجمعۃ:4) کہہ کر یہ بھی اعلان فرما دیا کہ آخری زمانہ میں ایک تاریکی کے دور کے بعد جب مسیح و مہدی مبعوث ہو گا تو وہ حقیقی اور کامل نمونہ ہو گا اپنے آقا و مطاع کے اُسوہ حسنہ کا۔ پس یہ دَور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دور ہے۔ یہ دور جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی حقیقی تعلیم کی تصویر ہمارے سامنے رکھی، یہ اصل میں اسی دور

کی ایک کڑی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دور ہے۔ کیونکہ اصل زمانہ تو تا قیامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی زمانہ ہے اور یہ بیعت بھی جو ایک احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرتا ہے آنحضرتؐ کے حکم سے ہی کرتا ہے۔ پس ایک مومن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر یہ تجدید عہد کہ وقت کی دُوری نے جس عظیم تعلیم اور جس عظیم اُسوہ کو ہمارے ذہنوں سے بھلا دیا تھا اب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر یہ تجدید عہد کرتے ہیں کہ ہم ان نیکیوں پر کاربند ہونے کی پوری کوشش کریں گے اور اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ کوشش کریں گے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4/ اپریل 2008ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 25/ اپریل 2008ء)

آپؑ کا مشن آنحضورؐ کی حکومت کو قائم کرنا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’آج جماعت احمدیہ کا خلافت سے جو رشتہ قائم ہے وہ بھی اس لئے ہے کہ اس عہد بیعت کے تحت ہر احمدی اصل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تعلق جوڑ رہا ہے اور پھر اس سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ سے تعلق قائم ہوتا ہے۔ کاش! آج کے مسلمان بھی یہ نکتہ سمجھ جائیں اور زمانے کے مسیح کا انکار کرنے کی وجہ سے طرح طرح کی جن مشکلات میں مبتلا ہیں، اُن سے نجات پائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن جیسا کہ مَیں نے شروع میں بتایا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنا اور قرآن کریم کی حقانیت کو ثابت کرنا تھا۔ اس مقصد کیلئے آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن ہونے کے بعد ایک پاک جماعت کے قیام کا اعلان فرمایا اور بیعت لی۔ آپؑ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق انتہا کو پہنچا ہوا تھا اور آپؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی حقیقی پہچان رکھتے تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اگر کسی کو پہچان تھی تو وہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تھی... حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی پہچان کروانا اور دوسرے مذاہب کے حملوں سے بچانا تھا اور نہ صرف بچانا بلکہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلانا بھی تھا، اُس ہدایت سے دنیا کو روشناس کروانا بھی تھا جو آخری شرعی نبی کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے آپ پر اتاری تھی اور جس کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ آخری زمانے میں مسیح و مہدی نے آکر یہ کام کرنا ہے کہ اسلام کو تمام ادیان پر اللہ تعالیٰ کی

مدد سے غالب کرنا ہے۔ آپؑ نے یہ دعویٰ فرمایا کہ وہ مسیح و مہدی جو آنا تھا وہ مَیں ہوں اور اپنے دعوے کی سچائی میں آپؑ نے بیشمار پیشگوئیاں فرمائیں جو بڑی شان سے پوری ہوئیں ... حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کے بعد ہم نے بھی اس پیغام کو جس کو لے کر آپؑ اٹھے تھے، دنیا میں پھیلانا ہے تاکہ خدا کی توحید دنیا میں قائم ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تمام دنیا میں لہرائے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے، یہ تو ہونا ہے۔ ہم نے تو اس کام میں ذرا سی کوشش کر کے ثواب کمانا ہے، ہمارا صرف نام لگنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو سعید فطرت لوگوں کو توحید پر قائم کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے اس لئے اس نے اپنے مسیح و مہدی کو بھیجا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23/ مارچ 2007ء)

اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ مسیح موعود کی تکذیب اور انکار کا نتیجہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار تک تمہیں لے جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ

"میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے وہ میری تکذیب سے پہلے معاذاللہ، اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ٹھہرا لیتا ہے۔ جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ اندرونی اور بیرونی فساد حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے باوجود وعدہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ کے ان کی اصلاح کا کوئی انتظام نہ کیا جب کہ وہ اس امر پر بظاہر ایمان لاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آیت استخلاف میں وعدہ کیا تھا کہ موسوی سلسلہ کی طرح اس محمدی سلسلہ میں بھی خلفاء کا سلسلہ قائم کرے گا۔ مگر اس نے معاذاللہ اس وعدہ کو پورا نہیں کیا اور اس وقت کوئی خلیفہ اس اُمّت میں نہیں۔ اور نہ صرف یہاں تک ہی بلکہ اس بات سے بھی انکار کرنا پڑے گا کہ قرآن شریف نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیلِ مُوسیٰ قرار دیا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ معاذاللہ۔ کیونکہ اس سلسلہ کی اَتم مشابہت اور مماثلت کے لئے ضروری تھا کہ اس چودھویں صدی پر اسی اُمّت میں سے ایک مسیح پیدا ہوتا۔ اسی طرح پر جیسے موسوی سلسلہ میں چودھویں صدی پر ایک مسیح آیا۔ اور اسی طرح پر قرآن شریف کی اس آیت کو

بھی جھٹلانا پڑے گا جو اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعة:4) میں ایک آنے والے احمدی بروز کی خبر دیتی ہے اور اس طرح پر قرآن شریف کی بہت سی آیتیں ہیں جن کی تکذیب لازم آئے گی۔ بلکہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اَلۡحَمۡدُ سے لے کر وَالنَّاس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا۔ پھر سوچو کہ کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے؟ یہ مَیں از خود نہیں کہتا۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا، وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی اور خدا کو چھوڑ دیا۔ اس کی طرف میرے ایک الہام میں بھی اشارہ ہے"۔ (اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ) ''اَنۡتَ مِنِّیۡ وَاَنَا مِنۡکَ۔ '' آپ فرماتے ہیں کہ "بیشک میری تکذیب سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے اور میرے اقرار سے خدا تعالیٰ کی تصدیق ہوتی اور اس کی ہستی پر قوی ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر میری تکذیب میری تکذیب نہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔ اب کوئی اس سے پہلے کہ میری تکذیب اور انکار کے لئے جرأت کرے۔ ذرا اپنے دل میں سوچے اور اس سے فتویٰ طلب کرے کہ وہ کس کی تکذیب کرتا ہے؟"اس بات کو مزید کھول کر بیان فرماتے ہوئے کہ تکذیب مسیح موعود سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ کس طرح مسیح موعود کے انکار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیوں تکذیب ہوتی ہے؟ (یعنی مسیح موعود کے انکار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیوں تکذیب ہوتی ہے؟) آپ فرماتے ہیں کہ "اس طرح پر کہ آپ نے جو وعدہ کیا تھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا وہ معاذاللہ جھوٹا نکلا۔ پھر آپ نے جو اِمَامُکُمۡ مِنۡکُمۡ فرمایا تھا وہ بھی معاذاللہ غلط ہوا ہے۔ اور آپ نے جو صلیبی فتنہ کے وقت ایک مسیح و مہدی کے آنے کی بشارت دی تھی وہ بھی معاذاللہ غلط نکلی کیونکہ فتنہ تو موجود ہو گیا مگر وہ آنے والا امام نہ آیا۔ اب ان باتوں کو جب کوئی تسلیم کرے گا۔ عملی طور پر کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکذّب ٹھہرے گا یا نہیں؟ آپ فرماتے ہیں "پس پھر مَیں کھول کر کہتا ہوں کہ میری تکذیب آسان امر نہیں۔ مجھے کافر کہنے سے پہلے خود کافر بننا ہو گا۔ مجھے بے دین اور گمراہ کہنے میں دیر ہو گی۔ مگر پہلے اپنی گمراہی اور رُوسیاہی کو مان لینا پڑے گا۔ مجھے قرآن و حدیث کو چھوڑنے والا کہنے کے لئے پہلے خود قرآن اور حدیث کو چھوڑ دینا پڑے گا اور پھر بھی وہی

چھوڑے گا۔" (یعنی مَیں نہیں چھوڑوں گا۔ وہی چھوڑے گا جو مجھے چھوڑنے والا کہتا ہے۔) آپ کہتے ہیں "مَیں قرآن و حدیث کا مُصدّق و مِصداق ہوں۔ میں گمراہ نہیں بلکہ مہدی ہوں۔ میں کافر نہیں بلکہ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْن کا مصداق صحیح ہوں۔ اور جو کچھ مَیں کہتا ہوں خدا نے مجھ پر ظاہر کیا کہ یہ سچ ہے۔ جس کو خدا پر یقین ہے، جو قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق مانتا ہے اس کے لئے یہی حجّت کافی ہے کہ میرے منہ سے سن کر خاموش ہو جائے۔ لیکن جو دلیر اور بے باک ہے اس کا کیا علاج۔ خدا خود اس کو سمجھائے گا۔" (آپ یہ سب باتیں ایک آئے ہوئے مہمان کو سمجھا رہے تھے۔) آپ نے فرمایا کہ "میرے معاملے میں جلدی سے کام نہ لیں بلکہ نیک نیتی اور خالی الذہن ہو کر سوچیں"

(ملفوظات جلد4 صفحہ 14 تا16۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23/ مارچ 2018ء)

آپؑ ایمان کو ثریا سے زمین پر لے کے آئے

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شرائطِ بیعت کی دسویں شرط میں اپنے سے تعلق اور محبت اور اخوت کو اُس معیار تک پہنچانا لازمی قرار دیا ہے جس کی مثال دنیا کے کسی رشتے میں نہ ملتی ہو۔ یہ مقام آپ کی بیعت میں آنے کے بعد آپ کو دینا کیوں ضروری ہے؟ اس لئے کہ آپ ہی اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ عاشقِ صادق ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق ایمان کو ثریا سے زمین پر لے کے آئے۔ اسلامی تعلیم میں داخل ہونے والی بدعات کو دور فرما کر اسلام کی خالص اور چمکتی ہوئی تعلیم کو پھر سے ہمارے سامنے پیش فرمایا"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11/ مئی 2012ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعودؑ کے بلند مقام و مرتبہ کو سمجھنے کی نہ صرف توفیق دے بلکہ غیروں کو بھی اِس مقام سے آگاہ کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

۞۞۞۞

﴿26﴾ ﴿مشاہدات۔83﴾

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ الٰہی

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (البقرہ:116)

ترجمہ: اور اللہ ہی کا ہے مشرق بھی اور مغرب بھی۔ پس جس طرف بھی تم منہ پھیرو وہیں خدا کا جلوہ پاؤ گے۔ یقیناً اللہ بہت وُسعتیں عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

تجھے دنیا میں ہے کِس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اس کو سہارا
کہ جس کا تُو ہی ہے سب سے پیارا

آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ **"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ الٰہی"**

میری بہنو اور بھائیو! انسان کا اپنے خالق سے تعلق ایسا ہے جو اظہارِ تشکر کا اہم ذریعہ ہوتا ہے۔ خاص طور پر روحانی دنیا میں ایک نیک اور وفادار مومن کا اپنے خدا سے تعلق اُن تمام انعامات و افضال خداوندی کو سامنے رکھ کر مضبوط تر ہوتا جاتا ہے حتّٰی کہ وہ اُن کی زندگیوں کا جُزوِ اعظم بن جاتا ہے۔ ان کا اپنے اللہ سے تعلق گہرے سے گہرا ہوتا جاتا ہے کہ وہ اپنے اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق میں گم ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی، مامورِ زمانہ اور مسیح و مہدی ہونے کے ناطے اس حوالے سے کیفیت دوسرے مومنوں سے بہت بڑھ کر تھی۔ آپؑ گھر میں بھی الگ تھلگ رہتے یا مسجد میں جا کر اللہ اللہ کرتے اور مسیتڑ کہلوائے۔ اِس کیفیت کو دیکھ کر آپؑ کے والدِ محترم نے آپؑ کو ایک سکھ زمیندار کے ذریعہ پیغام بھجوایا کہ اگر تمہیں نوکری کی خواہش ہو تو اچھی ملازمت دلوائی جا سکتی ہے۔ آپؑ نے اپنے والدِ محترم کے پیغام کا جواب یوں دیا کہ

"میری نوکری کی فکر نہ کریں۔ میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں۔"

(سیرۃ المہدی جلد اوّل صفحہ 43)

یہ جواب سُن کر والدِ محترم نے کہا کہ اچھا! اللہ اُسے کبھی ضائع نہیں کرے گا اور پھر بعد میں فرمایا کرتے تھے کہ سچا راستہ تو یہی ہے جو غلام احمد نے اختیار کیا ہے۔ ہم تو دنیاداری میں الجھ کر اپنی عمریں ضائع کر رہے ہیں۔

بھائیو اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے اِسی پیار اور تعلق کی لاج رکھی اور آپؑ کی زندگی کے موڑ موڑ پر اپنا ساتھ دیے رکھا اور خود کفالت کی ذمہ داری لی۔ آپؑ کے والد محترم کی وفات سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو الہاماً تسلی دی کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی اے میرے بندے! تُو کس فکر میں ہے؟ کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں۔

(تذکرہ صفحہ 20)

آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ

"اِس الہام نے عجیب سکینت اور اطمینان بخشا اور فولادی میخ کی طرح میرے دل میں دھنس گیا۔ پس مجھے اُس خدائے عزّوجلّ کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے اپنے اس مبشّرانہ الہام کو ایسے طور پہ سچا کر کے دکھلایا کہ میرے خیال و گمان میں بھی نہ تھا۔ میرا وہ ایسا متکفّل ہوا کہ کبھی کسی کا باپ ایسا متکفّل نہیں ہو گا۔"

(کتاب البریہ صفحہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 194-195 حاشیہ)

ایک موقع پر آپؑ نے اللہ کی طرف سے اِس کفالت کا ذکر یوں فرمایا:

لُفَاظَاتُ المَوَائِدِ کَانَ اُکُلِیْ

وَ صِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامُ الْاَھَالِیْ

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 596)

کہ ایک زمانہ تھا کہ دوسروں کے دستر خوانوں سے بچے ہوئے ٹکڑے میری خوراک ہوا کرتے تھے مگر آج خدا کے فضل سے میرے دستر خوان پر خاندانوں کے خاندان پل رہے ہیں۔

اِس شعر میں آپؑ کا اشارہ اپنی تائی صاحبہ کے اُس عمل کی طرف تھا جب وہ گھر کا بچا ہوا روکھا سوکھا کھانا آپؑ کو بھجوایا کرتی تھیں۔ حضرت مرزا بشیر احمدؓ فرماتے ہیں کہ بعد میں ہماری تائی اماّں کہا کرتی تھیں کہ ”میرے تایا یعنی ہمارے دادا کو کیا علم تھا کہ کسی دن غلام احمد کی خوش بختی کیا پھل لائے گی۔“

(سیرۃ المہدی جلد اوّل صفحہ 367)

حضرت مرزا بشیر احمدؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؑ گھر میں اکثر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيم کا ورد کیا کرتے تھے۔ حضرت مفتی محمد صادقؓ نے اس کی تصدیق کی کہ میں ایک دفعہ آپؑ کے قریب بیٹھا تھا کہ آپؑ منہ میں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيم پڑھ رہے تھے۔

میرے بھائیو اور بہنو! اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں مومنوں کی علامت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ:166) یعنی مومنوں کے دلوں میں خدا کی محبت دوسری محبتوں پر غالب ہوتی ہے۔

اب اِس معیار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پرکھتے ہیں۔ مولوی کرم دین صاحب کے مقدمہ میں ہندو مجسٹریٹ کے متعلق حضورؑ کو اطلاع ملی کہ وہ آپؑ کو قید کرنے کا ارداہ رکھتا ہے تو آپؑ ناسازیٔ طبع کی وجہ سے لیٹے ہوئے تھے یہ الفاظ سُن کر جوش کے ساتھ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ

”وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے۔“

آپؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اَے روبۂ زار و نزار

نثر میں آپؑ نے اس مضمون کو یوں ادا کیا ہے:

”یاد رکھو! جو مجھ سے مقابلہ کرتا ہے وہ مجھ سے نہیں بلکہ اُس سے مقابلہ کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔“

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 425 ایڈیشن 1984ء)

آپؑ اپنے اللہ سے محبت کا اظہار یوں کرتے ہیں جیسے وہ اپنے اللہ سے باتیں کر رہے ہیں۔ فرمایا:

”مَیں اِن نشانوں کو شمار نہیں کر سکتا جو مجھے معلوم ہیں۔ میں تجھے پہچانتا ہوں کہ تُو ہی میرا خدا ہے اس لیے میری روح تیرے نام سے ایسی اچھلتی ہے جیسا کہ شِیر خوار بچہ ماں کے دیکھنے سے لیکن اکثر لوگوں نے مجھے نہیں پہچانا اور نہ قبول کیا۔“

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 511)

پھر فرماتے ہیں:

”دیکھ! میری روح نہایت توکّل کے ساتھ تیری طرف ایسے پرواز کر رہی ہے جیسا کہ پرندہ اپنے آشیانہ کی طرف آتا ہے سو مَیں تیری قدرت کے نشان کا خواہشمند ہوں لیکن نہ اپنے لیے اور نہ اپنی عزت کے لیے بلکہ اِس لیے کہ لوگ تجھے پہچانیں اور تیری پاک راہوں کو اختیار کریں۔“

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 511)

سامعین وسامعات! محبت الٰہی ہے کیا؟ کس چیز کا نام ہے؟ اس بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”خدا کے ساتھ محبت کرنے سے کیا مراد ہے؟ یہی کہ اپنے والدین، جَورو، اپنی اولاد، اپنے نفس غرض ہر چیز پر اللہ کی رضا کو مقدم کر لیا جاوے۔ چنانچہ قرآنِ شریف میں آتا ہے فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 188 ایڈیشن 1984ء)

دیکھتا ہوں اپنے دِل کو عرشِ ربّ العالمیں
قرب اتنا بڑھ گیا جس سے ہے اُترا مجھ میں یار

لوگ کچھ باتیں کریں میری تو باتیں اَور ہیں
مَیں فدائے یار ہوں گو تیغ کھینچے صد ہزار

دشمنوں کے منصوبوں کے جواب میں اپنے خدا سے محبت، اُس پر توکّل اور مدد و نصرت کی ایک مثال ہم اوپر سن آئے ہیں لیکن جب مخالفین اپنی سازشوں اور شرارتوں میں حد سے بڑھ گئے اور آپؑ کے قتل کے منصوبے بنانے لگے تو آپؑ نے اپنے اللہ پر توکل کرتے ہوئے بڑے جلال سے فرمایا:

سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ! کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

محبت الٰہی کا ایک اصل قرآن کریم میں یوں بیان ہوا ہے کہ اگر تم اپنے اللہ سے محبت کے دعویدار ہو تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ اُس کی اطاعت کرو جیسا کہ فرمایا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (ال عمران:32) اس معیار پر جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پرکھتے ہیں تو حضورؑ کی اطاعتِ رسول بھی بے مثل اور بے نظیر تھی۔ آپؑ نے ہر میدان میں اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کی۔ آپؑ نے فرمایا:

بَعد اَز خُدا بَعِشقِ مُحَمَّدؐ مُخَمَّرم
گر کُفر اِین بَوَدّ بَخُدا سَخْت کافِرم

کہ خدا تعالیٰ کے بعد مَیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مخمور ہوں اگر اِس عشق کی دیوانگی کا نام کوئی کفر رکھتا ہے تو خدا کی قسم! مَیں سخت کافر ہوں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مَیں شدید محبت رکھتا ہوں۔

میرے بھائیو اور بہنو! محبت الٰہی کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ محبوب کے کلام سے بھی محبت کی جائے۔ آپؑ کو قرآن کریم سے عشق کی حد تک پیار تھا۔

آپؑ فرماتے ہیں:

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چُوموں
قرآں کے گِرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

سامعین و سامعات! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری زندگی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ کہ سچے مومن کی ہر محبت اور ناراضگی خدا کی محبت اور خدا کی ناراضگی کے تابع اور اُسی کے واسطے ہوتی ہے کے عین مطابق تھی۔ آپؑ اپنے فارسی کلام میں فرماتے ہیں۔

ہرچہ غیرے خدا بخاطر تُست
آں بُتِ تُست اے بایماں سست
پُر حذر باش زیں بتانِ نہاں
دامنِ دل زِ دستِ شاں بُرہاں

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 128-127)

کہ جو چیز بھی خدا کے سوا تیرے دل میں ہے وہ (اے سست ایمان والے شخص!) تیرے دل کا ایک بُت ہے تجھے چاہیے کہ اِن مخفی بتوں کی طرف سے ہوشیار رہ اور اپنے دل کے دامن کو اِن بتوں کی دست بُرد سے بچا کر رکھ۔

جب کسی سے دوستی ہوتی ہے، عشق کی حد تک محبت ہوتی ہے تو دونوں دوستوں کو ایک دوسرے پر مان ہو جاتا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے اللہ سے پیار تھا، محبت تھی تو پھر اُس اللہ نے بھی اِس دوستی اور محبت کی لاج رکھی اور ہر مقام، ہر موقع پر اپنے اِس دوست کی حفاظت فرمائی، انعامات سے نوازا اور الہامات سے نوازتا رہا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مخاطب ہو کر فرمایا:

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِیْ۔ اِنِّیْ مَعَكَ یَا ابْنَ رَّسُوْلِ اللّٰہِ

(تذکرہ صفحہ 490، 442، 53 ایڈیشن چہارم)

یعنی چونکہ اس زمانہ میں تُو میری توحید کا علم بردار ہے اور توحید کے کھوئے ہوئے متاع دنیا میں دوبارہ قائم کر رہا ہے۔ اس لئے اے مسیح محمدی! تُو مجھے ایسا ہی پیارا ہے جیسے کہ میری توحید اور تفرید۔ اور چونکہ عیسائیوں نے جھوٹ اور افتراء کے طور پر اپنے مسیح کو خدا کا اصلی بیٹا بنا رکھا ہے اس لئے میری غیرت نے تقاضا کیا کہ میں تیرے ساتھ ایسا ہی پیار کروں کہ جو اولاد کا حق ہوتا ہے۔ تا کہ دنیا پر ظاہر ہو کہ محمد رسول اللہ کے شاگرد تک اطفال اللہ کے مقام کو پہنچ سکتے ہیں۔ اور چونکہ تو میرے محبوب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خدمت میں دن رات مستغرق اور اس کی محبت میں محو ہے۔ اس لئے میں تجھے اپنے اس محبوب کے روحانی فرزند کی حیثیت میں اپنی لازوال محبت اور اپنی دائمی معیت کے تمغہ سے نوازتا ہوں۔

آپؑ فرماتے ہیں:

”کیا ہی بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ نہیں پتہ کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ **اے محرومو! اِس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔** مَیں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دَف سے مَیں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لیے لوگوں کے کان کھلیں۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 21-22)

آپؑ فرماتے ہیں:

”اگر یہ معلوم کر لو کہ تم میں ایک عاشقِ صادق کی سی محبت ہے جس طرح وہ اس کے ہجر میں، اس کے فراق میں بھوکا مرتا ہے پیاس سہتا ہے نہ کھانے کی ہوش نہ پانی کی پرواہ۔ نہ اپنے تن بدن کی کچھ خبر۔ اسی طرح تم بھی خدا کی محبت میں ایسے محو ہو جاؤ کہ تمہارا وجود ہی درمیان سے گم ہو جاوے پھر اگر ایسے تعلق میں انسان مر بھی جاوے تو بڑا ہی خوش قسمت ہے۔ ہمیں تو ذاتی محبت سے کام ہے۔ نہ کشوف سے غرض نہ

الہام کی پرواہ ..... ایسی محبت ہو کہ خدا کی محبت کے مقابل پر کسی چیز کی پرواہ نہ ہو۔ نہ کسی قسم کی طمع کے مطیع بنو اور نہ کسی قسم کے خوف کا تمہیں خوف ہو۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 134 مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان معیاروں کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے اور اس سے محبت کرنے والے ہوں اور اس کی محبت حاصل کر کے اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والے ہوں اور اس کی رضا کی جنتوں میں جانے والے ہوں۔

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ)

﴿27﴾ ﴿مشاہدات۔84﴾

حضرت مسیح موعودؑ کا عشقِ رسولؐ

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مِرا یہی ہے
اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

(الاحزاب:57)

ترجمہ: یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

معزز سامعین وسامعات! ایک مسلمان بالخصوص احمدی مسلمان کے حقوقُ اللہ کے اعتبار سے تین قسم کے عشق ہو سکتے ہیں۔ اوّل۔ اُس کے خالق اللہ تبارک و تعالیٰ سے عشق۔ دوم۔ اُس کے سب سے پیارے روحانی وجود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور تیسرے نمبر پر اُس عظیم انسان پر اُترنے والی آخری کتاب قرآنِ کریم سے عشق و محبت کا اظہار۔

مجھے آج اِن تینوں میں سے دوسرے نمبر کے عشق یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کے حوالہ سے بات کرنی ہے اور وہ ہے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے مخمور تھے۔ جیسا کہ آپؑ نے اپنے ایک فارسی کے شعر میں اس کو کچھ یوں پیش کیا ہے۔

بَعد از خُدا بَعِشْقِ مُحَمَّدْ مُخَمَّرَمْ
گر کُفر اِین بَوَدّ بَخُدا سَخْت کافِرَمْ

کہ خدا تعالیٰ کے بعد مَیں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مخمور ہوں اگر اِس عشق کی دیوانگی کا نام کوئی کفر رکھتا ہے تو خدا کی قسم! مَیں سخت کافر ہوں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مَیں شدید محبت رکھتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ والہانہ عشق محض نمائشی دعویٰ نہ تھا بلکہ آپؑ کے ہر قول و فعل، ہر حرکت و سکون میں اس کا زبردست پرتو نظر آتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک قادیان میں ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگنا رہے تھے اور آپؑ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی جا رہی تھی۔ اُس وقت کسی دوست نے حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر پوچھا کہ حضور! کیا کوئی پریشانی ہے؟ اس پر حضورؑ نے فرمایا کہ مَیں اِس وقت حضرت حسّان بن ثابتؓ کا یہ شعر پڑھ رہا تھا کہ:

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَآءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

کہ اے خدا کے پیارے رسولؐ! تُو میری آنکھ کی پُتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہو گئی ہے۔ اب تیرے بعد جو چاہے مَرے مجھے تو صِرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہو گئی ہے۔

یہ شعر سنا کر حضورؑ نے فرمایا کہ میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ کاش! یہ شعر میری زبان سے نکلا ہوتا۔

سامعین کرام و معزز سامعات! آپؑ کی زندگی تو عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ مگر وقت کی رعایت سے مَیں آپ کے سامنے دو، تین واقعات ہی بیان کر سکوں گا / گی۔

• ایک بار آپؑ کسی ریلوے اسٹیشن پر وضو کر رہے تھے کہ اچانک شاتمِ رسول لیکھرام پشاوری اُدھر آنکلا۔ اُس نے آپؑ کو سلام کہا۔ آپؑ نے اُس کے سلام کا جواب نہ دیا۔ اُس نے سمجھا کہ آپؑ نے سنا نہیں۔ اُس نے پھر سلام کیا۔ مگر آپؑ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اُس نے تیسری بار سلام کیا۔ مگر آپؑ نے پھر اُس کا جواب نہ دیا۔ اصحاب نے عرض کی کہ حضور! لیکھرام آپؑ کو سلام کہتا ہے۔ آپؑ نے بڑے جلالی انداز میں فرمایا کہ میرے آقا محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو گالیاں دیتا ہے اور مجھے سلام کرتا ہے۔ میری غیرت یہ گوارا نہیں کرتی کہ مَیں اُس کے سلام کا جواب دوں۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ 272)

• حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؑ کی غیرت کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ اصحاب نے ایک جلسہ میں شمولیت اختیار کی جہاں مخالفین نے آنحضورؐ کے متعلق بد گوئی کی جب یہ خبر عاشقِ صادق حضرت مسیح موعودؑ کو ملی تو آپؑ کو اس قدر رنج پہنچا جو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ آپؑ بار بار بڑے جلالی رنگ میں فرماتے رہے کہ **”تمہاری غیرت نے یہ کیسے برداشت کیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف گالیاں سنتے رہے۔ تم لوگ اس مجلس سے فوراً اٹھ کر باہر کیوں نہ آگئے۔“**

(ماخوذ از حیات نور صفحہ 308)

• محرّم کے مہینہ میں آپؑ اپنے بچوں کو حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا واقعہ سنا رہے تھے اور آپؑ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپؑ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے اور بڑے دردناک آواز اور بڑے کرب کے فرمایا:

”یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی اِن ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔“

میرے بھائیو و بہنو! آپؑ نے اردو، عربی اور فارسی زبان میں ہزاروں صفحات پر مشتمل کتابیں، اشتہارات اور اعلانات شائع کیے جن کا ایک ایک صفحہ، ایک ایک سطر، ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف آپؑ کے عشقِ مصطفیٰؐ پر مُہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ چند ایک بطور نمونہ پیش کرتا / کرتی ہوں۔

آپؑ اپنے آقاؐ کی محبت میں تحریر فرماتے ہیں۔

”اگر مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑ کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں ہر گز کبھی یہ شرفِ مکالمہ مخاطبہ کا نہ پاتا۔“

غیرتِ رسولؐ کا ایک واقعہ ہم اوپر سُن آئے ہیں۔ اب ایک تحریر سُنیئے! آپؑ ایک جگہ عیسائی پادریوں کے اُن جھوٹے اور ناپاک اعتراضوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات پر کیا کرتے ہیں کہ:

”عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اُس دلائل کے ذریعہ ایک خَلقِ کثیر کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے۔ میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا ہے جتنا کہ ان لوگوں کے اُس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتے رہتے ہیں، ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو زخمی کر رکھا ہے خدا کی قسم! اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مدد گار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیے جائیں اور خود میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں اور میری آنکھ کی پُتلی نکال پھینکی جائے اور مَیں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو اِن ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لیے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کیے جائیں۔“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 15 ترجمہ عربی عبارت)

اِس عِبارت کو غور سے پڑھنے کے بعد ہر شخص بخوبی یہ جان سکتا ہے کہ آپؑ کو رسول کریمؐ سے کس قدر عشق تھا۔ آپؑ اپنی کتاب پیغام صُلح میں فرماتے ہیں:

”جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بد زبانی سے باز نہیں آتے اِن سے ہم کیوں کر صلح

کریں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شُور ازمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن اِن لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبیؐ پر جو ہمیں جان اور ماں باپ سے بھی زیادہ پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔"

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 459)

میرے بھائیو و بہنو! اسی طرح اپنی ایک اور کتاب سراج منیر میں تحریر فرماتے ہیں:

"ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں۔ یعنی وہی نبیوں کا سردار۔ رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ **جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی تھی۔**"

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 82)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے قلبِ مُطہّر میں ایک عظیم تمنّا اور ایک مقدس خواہش تھی کہ کاش! مجھے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس مزار کی زیارت نصیب ہو۔ آپؑ اپنے عربی منظوم کلام میں اس پاک تمنا کا اظہار کچھ یوں فرماتے ہیں:

جِسْمِیْ يَطِيْرُ اِلَيكَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا
يَالَيْتَ كَانَتْ قُوَّةُ الطَّيَرَانِ

میرا جسم تو شوقِ غالب سے تیری طرف اڑنا چاہتا ہے۔ اے کاش! مجھ میں اُڑنے کی طاقت ہوتی۔

حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم۔اے لکھتے ہیں:

"ایک دفعہ گھریلو ماحول کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کچھ طبیعت ناساز تھی اور آپؑ گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور حضرت امّاں جانؓ اور ہمارے نانا جان یعنی حضرت میر ناصر نوابؓ بھی پاس بیٹھے تھے کہ حج کا ذکر شروع ہو گیا......اُس وقت حرمین شریفین کے تصور میں حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں اور آپؑ اپنے ہاتھ کی اُنگلی سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے اور فرماتے جاتے تھے۔

”یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا۔“

(سیرۃ طیبہ صفحہ 35-36)

ایک جگہ اپنی حالتِ قلبی اور محبتِ رسولؐ کا اِس طرح اظہار کرتے ہیں:

دَر کُوئے تُو اگر سرِ عُشّاق رَا زَنَنْد
اَوَّل کَسِیکہ لافِ تَعَشُّقَ زَنَدْ مَنَمْ

اگر تیرے کوچوں میں عاشقوں کے سر اُتارے جائیں تو سب سے پہلے جو عشق کا دعویٰ کرے گا وہ مَیں ہوں گا۔

پھر آپؑ کو یہ بھی احساس ہے کہ یہ دنیا فانی ہے اور انسان عارضی طور پر اس دنیا میں آیا ہے۔ ایک نہ ایک دن اُسے یہاں سے کُوچ کرنا ہے۔ لیکن آپؑ کا عشقِ محمدؐ تو ایک زندہ جاوید حقیقت تھا۔ اس لیے آپؑ اس ابدی اور لازوال عشق کو یوں پیش کرتے ہیں:

اِنِّیْ اَمُوْتُ وَلَا تَمُوْتُ مَحَبَّتِیْ
یُدْرٰی بِذِکْرِكَ فِیْ التراب نِدَاءِیْ

اے میرے آقا! (ایک دن) مَیں تو اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا لیکن میری محبتِ رسولؐ کبھی نہیں مرے گی، کبھی نہیں مرے گی، میری قبر کی مٹی کا ایک ایک ذرّہ اس بات کی گواہی دے رہا ہو گا کہ یہاں ایک عاشقِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہا ہے۔

اپنے عربی منظوم کلام میں آپؑ فرماتے ہیں:

یَا حِبِّ اِنَّكَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّةً
فِیْ مُھْجَتِیْ وَ مَدَارِکِیْ وَ جَنَانِیْ

مِنۡ ذِکۡرِ وَجۡھِكَ یَا حَدِیۡقَةَ بَھۡجَتِی
لَمۡ اَخۡلُ فِیۡ لَحۡظٍ وَّلَا فِیۡ آنِ

یعنی اے میرے محبوب آقا! تیری محبت میرے رگ و ریشہ میں اور میرے دل میں اور میرے دماغ میں رچ بس چکی ہے، اے میرے خوشیوں کے باغیچے! میں ایک لمحہ اور ایک آن بھی تیری یاد سے خالی نہیں رہتا۔

ایک اور جگہ آپؑ اپنے اردو کلام میں فرماتے ہیں:

ربط ہے جان محمدؐ سے میری جاں کو مدام
دل کو وہ جامِ لبالب ہے پلایا ہم نے
اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عَالَم میں
لاجَرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
تیری منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ
اپنے سینہ میں یہ اِک شہر بسایا ہم نے
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

اِن اشعار میں جس محبت اور جس عشق اور جس تڑپ اور جس فدائیت کا جذبہ جھلک رہا ہے وہ کسی تبصرہ کا محتاج نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ساری زندگی اطاعت رسول ﷺ میں گزری ہے چنانچہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ اپنی ایک روایت میں حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاقِ حسنہ کا نہایت ہی پیارے انداز سے ذکر کرنے کے بعد آپ کے اخلاق کے متعلق کیا ہی پیارا لکھتے ہیں کہ

"اگر حضرت عائشہ نے آنحضرت ﷺ کی نسبت یہ بات سچی کہی تھی کہ" کان خلقه قرآن "تو ہم حضرت مسیح موعودؑ کی نسبت اسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ" کان خلقُهُ حُبَّ محمدٍ و اتباعهٗ علیه الصّلوٰۃ والسلام"

(سیرت المہدی جلد اوّل حصہ سوم صفحہ 827 روایت نمبر 975)

حقیقت یہ ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں تو ایک وفا شعار شاگرد اور ایک احسان مند خادم کی حیثیت میں اپنا ہر پھول آپؐ کے قدموں میں ڈالتے چلے جاتے ہیں اور بار بار عاجزی وانکساری کے یہ ترانے گاتے ہیں کہ:

اِین چشْمہ رَواں کہ بَخَلقِ خُدا دِہَمْ
یَکْ قَطْرَہٗ زِ بَحْرِ کَمَالِ مُحمَّدؐ اَسْت
اِین آتَشَم زِ آتَشِ مِہرِ مُحَّمد یسْت
وِایں آب مَنْ زِ آبِ زُلالِ مُحَّمدؐ اَسْت

یعنی یہ رواں چشمہ جو مَیں خلقِ خدا کو دیتا ہوں کمالِ محمد کے غلام کا ایک قطرہ ہے۔ اسی طرح میری یہ آگ عشقِ محمد کی آگ سے ہے۔ میرا یہ پانی محمد کے مصفّٰی پانی سے ہے۔

دِگر اُستاد رَا نامے نَدَا نَمْ کہ
خَوانَدَمْ دَر دَبِسْتَانِ محمّد

مَیں کسی اور استاد کا نام نہیں جانتا مَیں تو صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مدرسہ کا پڑھا ہوا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"پس یہ ہے وہ غیرت جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تھی اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غیرت اور آپ کی محبت کے وہ معیار ہیں جو آپ اپنی جماعت کے ہر فرد میں دیکھنا چاہتے تھے۔ اور اس تعلیم کا ہی اثر ہے کہ یہ محبت جماعت کے دلوں میں پیدا ہوئی اور پھر جماعت اس محبت کے

زیر اثر ہی آج دنیا کے کونے کونے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو پہنچانے کے لئے کوشاں ہے اور آج دنیا کے کونے کونے میں اس غیرت کے تقاضے پورے کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام جماعت کے ذریعہ پہنچایا جا رہا ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ پہنچایا جاتا رہے گا۔ یہ پیغام پہنچانے کے طریق اور دنیا کو چیلنج دینے کی جرأت جیسے کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے۔“

(خطبہ جمعہ 10 دسمبر 2004ء)

پیارے بھائیو اور بہنو! پس حضرت مسیح موعودؑ کی حیات طیبہ کے مطالعہ سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ واقعی آپ فنا فی الرسول تھے۔ اُسوۂ رسولؐ کا باریک سے باریک پہلو بھی آپؑ نے نظر انداز نہ کیا۔ حتٰی کہ آپؑ نبی کریمؐ کے سایہ کے طور پر ہو گئے جو اپنے اصل سے سرِ مُو اِدھر اُدھر نہ تھا۔

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا
فِیْ ھٰذِہٖ الدُّنْیَا وَ بَعْثٍ ثَانٖ

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ)

✡✡✡✡

﴿28﴾ ﴿مشاہدات۔85﴾

حضرت مسیح موعودؑ کا عشقِ قرآن

”قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں“

جمال و حُسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا، ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اُس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے
بہارِ جاوداں پیدا ہے اُس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اُس سا کوئی بُستاں ہے

سامعین وسامعات! آج میری گفتگو کا عنوان ہے۔ **”حضرت مسیح موعودؑ کا عشقِ قرآن“**

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے کی جو علامات بیان فرمائیں اُن میں سے ایک علامت قرآنِ کریم کی تعلیمات پر مسلمانوں کی طرف سے عمل متروک ہونا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
میری امت پر ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں قرآن پڑھنے والے بہت ہوں گے مگر قرآن اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔

(کنزالعمال)

پھر آخری زمانہ کے متعلق فرمایا لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ مِنْ ھٰؤُلَاءِ (صحیح بخاری کتاب التفسیر تفسیر) کہ ایمان اگر ثریا ستارے پر بھی چلا جائے تو اہل فارس میں سے ایک شخص اس کو واپس لوگوں کے دلوں میں جاگزین کرے گا۔ بزرگوں نے لفظ ”ایمان“ کی جو تشریحات کی ہیں اُن میں سے ایک قرآن اور اُس کی پاک تعلیمات کا اُٹھ جانا بھی ہے۔

اُدھر اللہ تعالیٰ نے آخری زمانے کی علامات کے بیان میں ایک مسیح اور مہدی کے آنے کی خبر بھی دی جس نے مبعوث ہو کر حقیقی اسلامی تعلیم کو آشکار کرنا اور قرآن کریم کی تعلیمات کو معاشرے میں رائج کرنا تھا۔ جب اُس نے قرآن کا پیغام عالَمِ دنیا میں پہنچانے کا بیڑہ اٹھانا تھا تو لازمًا اُسے اِس کتابِ عظیم یعنی قرآنِ کریم سے پیار اور عشق کا درجہ بھی ہونا تھا۔ چنانچہ چودھویں صدی کے امام آخر الزّمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن کریم سے حقیقی پیار کا ہونا بھی لازمی تھا۔ آپؑ ہی قرآن کریم کے حقیقی عاشق ہیں۔ اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ آپ علیہ السلام کو خبر دی اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآن کہ تمام قسم کے خیر اور بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ جن پر سب سے پہلے خود عمل کیا اور پھر اِس خیر کو دنیا میں پھیلانے کی ٹھانی۔

میرے بھائیو اور بہنو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے حضرت مرزا سلطان احمدؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے قرآن کا وہ مقدس نسخہ جو آپؑ کے زیر مطالعہ رہتا تھا وہ میرے پاس محفوظ تھا۔ فرماتے ہیں کہ میرا ذاتی اندازہ ہے کہ آپؑ نے اِسے کم از کم 10 ہزار مرتبہ پڑھا ہو گا (باقی دوسرے قرآن کریم کے مطالعہ اور تلاوت اِس کے علاوہ ہے) اِس کے علاوہ آپؑ نے گھر کی دیواروں پر قرآنی آیات لکھوا رکھی تھیں جن پر آپؑ غور کرتے رہتے تھے۔

(حیات نبی صفحہ 108)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآنِ شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اِسی میں زندگی ہے۔ **جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔** جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن ۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ (قرآن) ایک لاثانی موتی ہے۔ اِس کا ظاہر بھی نور ہے۔ اِس کا باطن بھی نور ہے اور اِس کے ہر لفظ اور کلمہ میں نور ہے وہ ایک روحانی جنت ہے جس کے خوشے پھلوں سے جُھکے ہوئے ہیں اور اِس کے نیچے نہریں بہتی ہیں...... **اگر قرآن نہ ہوتا تو مجھے میری زندگی کا مزہ نہ آتا۔ مَیں نے اِس کے حُسن کو ہزاروں یوسفوں سے بڑھ کر پایا۔**“

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 545 ترجمہ)

سامعین و سامعات! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن سے اِس حد تک پیار تھا کہ آپؑ اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید میں اپنے خوش الحان ساتھیوں سے قرآن کریم سُنا کرتے تھے۔ ایک سیر میں آپؑ نے اچھا قرآن پڑھنے والے حضرت حافظ محبوب الرحمٰن صاحب کو اپنے ساتھ رکھا اور راستے میں ایک کھیت کے کنارے بیٹھ کر حضرت حافظ صاحب سے سورۃ دہر خوش الحانی سے سنی۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 197)

ایک دفعہ آپؑ کے سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔ آپؑ نے حضرت حافظ صالحؓ کو قرآنِ کریم سنانے کو کہا۔ چنانچہ آپؓ نے قرآن سنانا شروع کر دیا اور آپؑ کو سر درد سے آرام آنے لگا۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کا بیان ہے کہ مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کو صرف ایک دفعہ روتے دیکھا ہے اور وہ اس طرح کہ ایک دفعہ آپ اپنے خدّام کے ساتھ سیر کے لئے جا رہے تھے اور اُن دنوں میں حاجی حبیب الرحمن صاحب (حاجی پورہ والوں) کے داماد قادیان آئے ہوئے تھے کہ کسی شخص نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور یہ قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ حضرت صاحب وہیں راستے کے ایک طرف بیٹھ گئے۔ چنانچہ انہوں نے قرآن شریف پڑھ کر سنایا تو اس وقت مَیں نے دیکھا کہ آپؑ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔

مکرم شیخ عبد الرحمن صاحب نے اس واقعہ کے حوالہ سے مزید فرمایا کہ حضورؑ کو قراءت بہت پسند آئی اور وہیں حضورؑ نے فرمایا کہ روزانہ بعد نماز عشاء ہمیں قرآن مجید سنایا کریں۔ چنانچہ قریباً ایک ماہ وہ حضورؑ کو قرآن مجید سناتے رہے۔

سامعین و سامعات! آپؑ کے معمولاتِ زندگی بیان کر رہا/رہی ہوں۔ جس میں آپؑ قرآن کریم کی تلاوت کرتے، غور و تدبّر کرتے دکھائی دیتے تھے۔ سیرۃ المہدی صفحہ 16 میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ قادیان سے بٹالہ جاتے ہوئے پالکی میں آپؑ نے قرآن کھول کر سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرنی شروع کر دی اور پورا سفر آپؑ سورۃ فاتحہ پر غور و فکر کرتے رہے۔

حضرت مرزا دین محمد صاحب لنگروال روایت کرتے ہیں کہ

”مَیں اپنے بچپن سے حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھتا آیا ہوں اور سب سے پہلے آپؑ کو مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی زندگی میں دیکھا تھا جبکہ میں بالکل بچہ تھا۔ آپ کی عادت تھی کہ رات کو عشاء کے بعد جلد سو جاتے تھے اور پھر ایک بجے کے قریب تہجد کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور تہجد پڑھ کر قرآن کریم کی تلاوت فرماتے رہتے تھے۔ جب صبح کی اذان ہوتی تو سنّتیں گھر میں پڑھ کر نماز کے لئے مسجد میں جاتے۔“

میرے بھائیو اور بہنو! سیالکوٹ میں ملازمت کے دوران کا اکثر معمول تھا کہ آپ گھر سے باہر اپنے اوپر چادر لپیٹے رکھتے اور صرف اتنا حصہ چہرہ کا کھلا رکھتے جس سے راستہ نظر آئے۔ جب کچہری سے فارغ ہو کر واپس اپنی قیامگاہ پر تشریف لاتے تو دروازہ بند کر لیتے اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ آپ کے اس طریق مبارک سے بعض متجسّس طبیعتوں کو خیال پیدا ہوا کہ یہ ٹوہ لگانا چاہئے کہ آپ کواڑ بند کر کے کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دن ’سراغ رسان‘ گروہ نے آپ کی ’خفیہ سازش‘ کو بھانپ لیا یعنی انہوں نے بچشم خود دیکھا کہ آپ مصلّٰی پر رونق افروز ہیں، قرآن مجید ہاتھ میں ہے اور نہایت عاجزی اور رقّت اور الحاح وزاری اور کرب وبلا سے دست بدعا ہیں کہ ”**یا اللہ! تیرا کلام ہے مجھے تو تُو ہی سمجھائے گا تو مَیں سمجھ سکتا ہوں۔**“

حضرت حکیم محمد زاہد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ

”حضورؑ کا آخری تین چار سالوں کے علاوہ پہلے یہ معمول تھا کہ صبح کی نماز مسجد مبارک قادیان میں ادا فرما کر حضورؑ گھر میں آتے ہی تلاوت قرآن کریم فرمانا شروع کر دیتے۔ گو تلاوت جلدی جلدی فرماتے لیکن ہر لفظ نہایت صفائی سے سمجھ آتا تھا اور عموماً ٹہل کر تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ عموماً ایک سپارہ روزانہ تلاوت فرماتے تھے۔ کبھی کبھی ایک منزل قرآن کی بھی تلاوت فرمالیا کرتے تھے۔“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تلاوت کے وقت کیا کیفیت ہوتی تھی اس کے متعلق جاننا بھی حضورؑ کی قرآن کریم سے بے مثال محبت کا ثبوت ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی آواز میں بہت سوز اور درد تھا اور آپ کی قراءت لہر دار ہوتی تھی۔

حضرت مولوی رحیم بخش صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ

ایک مرتبہ مَیں قادیان میں حضورؑ کے کمرہ کے باہر سویا ہوا تھا۔ رات کو عاجز کی آنکھ کھلی تو کیا سنتا ہوں کہ حضور چِلاّ چِلاّ کر قرآن شریف کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ جیسے کوئی عاشق اپنے محبوب سے عشق کا اظہار کرتا ہے۔ حضور کے عشق کی کیفیت عاجز کے بیان سے باہر ہے۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کا بیان ہے کہ

حضرت مسیح موعودؑ جب تنہائی میں قرآن کریم پڑھتے تو اس میں رقّت و گداز کی لہریں پیدا ہوتی تھیں۔ آپؑ کے رنگ میں مَیں نے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کو ترنم کرتے پایا ہے۔ غرض قرآن کریم کے پڑھتے یا سنتے وقت حضرت اقدسؑ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوتی تھی۔

سامعین کرام و معزز خواتین! قرآنِ کریم سے محبت اور عشق کے حوالے سے آپؑ کے ذاتی واقعات کا تذکرہ تو اوپر ہو چکا ہے۔ آپؑ کے عشقِ قرآن کے موضوع کو اِس کے علاوہ کئی اور طریق سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ قرآنِ کریم کے ارفع و اعلیٰ مقام اور بلند شان کو ثابت کرنے کے لئے آپؑ نے کئی تصانیف تحریر فرمائیں۔ سورۃ فاتحہ کی غیروں کے مقابل پر آکر لازوال تفسیر تحریر فرمائی، منظوم کلام میں قرآنِ کریم سے اپنی محبت ظاہر کی اور قرآن کے فضائل بیان فرمائے۔ قرآنِ کریم پر ہونے والے اعتراضات کے لاجواب اور ساکت جواب دیے جیسے منسوخ آیات کے الزام کو غلط ثابت کیا۔ انبیاء کی عِصمت اور اِن کی عزت

قرآنِ کریم کی تعلیمات سے ثابت کی اور انبیاء پر ہونے والے غلط الزامات اور اِن کی توہین کا جواب دیا۔
قرآن کریم کا اعجاز دوسری کتب پر ثابت کیا۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ آپؑ کے دعویٰ سے قبل کی زندگی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اُس وقت آپؑ کے مشاغل بجز عبادت و ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن مجید اَور کچھ نہ تھے۔ آپؑ کو یہ عادت تھی کہ عموماً ٹہلتے رہتے اور پڑھتے رہتے۔ دوسرے لوگ جو حقائق سے ناواقف تھے وہ اکثر آپ کے اس شغل پر ہنسی کرتے۔ قرآن مجید کی تلاوت، اس پر تدبّر اور تفکّر کی بہت عادت تھی۔ اس قدر تلاوت قرآن مجید کا شوق اور جوش ظاہر کرتا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی اس مجید کتاب سے کس قدر محبت اور تعلق تھا اور کلام الٰہی سے کیسی مناسبت اور دلچسپی تھی اور اس تلاوت اور پُر غور مطالعہ نے آپؑ کے اندر قرآن مجید کی صداقت اور عظمت کے اظہار کے لئے ایک جوش پیدا کر دیا تھا اور خدا تعالیٰ نے علوم قرآنی کا ایک بحر ناپیدا کنار آپ کو بنا دیا تھا۔ جو علم کلام آپ کو دیا گیا اُس کی نظیر پہلوں میں نہیں ملتی۔ غرض ایک تو قرآن مجید کے ساتھ غایت درجہ کی محبت تھی اور اس کی عظمت اور صداقت کے اظہار کے لئے ایک رَو بجلی کی طرح آپ کے اندر دوڑ رہی تھی۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں کہ

اَور لوگ تو کوئی مضمون لکھیں تو مختلف کتابیں دیکھتے اور اِدھر اُدھر سے اپنے مطلب کی باتیں اخذ کر کے مضمون لکھتے ہیں اور کبھی قرآن شریف کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن حضرت صاحب کو میں نے دیکھا ہے، مضمون لکھنا ہو یا کوئی کتاب تو اس سے قبل، آپؑ بالضرور مقدّم طور پر قرآن شریف کو پڑھتے اور اکثر دفعہ میں نے دیکھا کہ سارے کا سارا قرآن شریف پڑھتے اور خوب غور و خوض فرماتے پھر کچھ لکھتے۔ گویا آپ کی ہر تحریر قرآن شریف پر مبنی ہوتی۔ جس کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ آپ نے جو کچھ لکھا وہ قرآن ہی کے مطالب بیان کئے۔ اگرچہ سارے قرآن شریف کے ساتھ آپ کو تعلق تھا لیکن بالخصوص سورہ فاتحہ کے ساتھ آپ کو بہت تعلق تھا۔ کوئی مضمون ایسا نہیں جس میں آپ نے سورۂ فاتحہ سے کچھ نہ کچھ استنباط اور استدلال کر کے پیش نہ کیا ہو۔ آپؑ نے ''اعجاز المسیح'' میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر عربی زبان میں

لکھی۔ ایسا ہی ”براہین احمدیہ“ میں بھی ایک حصہ سورہ فاتحہ کی تفسیر پر صَرف فرمایا اور اَور جگہوں پر بھی بالخصوص اس کی تفسیر و مطالب کو بیان فرمایا۔

بہنو اور بھائیو! اب مَیں اپنی تقریر کے آخر پر قرآن کی عظمت اور اس کے اعلیٰ و ارفع مقام پر مشتمل آپؑ کے چند ارشادات پیش کرتا / کرتی ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”سب سے سیدھی راہ اور بڑا ذریعہ جو انوار یقین اور تواتر سے بھرا ہوا اور ہماری روحانی بھلائی اور ترقی علمی کے لئے کامل رہنما ہے قرآن کریم ہے جو تمام دنیا کے دینی نزاعوں کے فیصل کرنے کے متکفل ہو کر آیا ہے جس کی آیت آیت اور لفظ لفظ ہزارہا طور کا تواتر اپنے ساتھ رکھتی ہے اور جس میں بہت سا آبِ حیات ہماری زندگی کے لئے بھرا ہوا ہے اور بہت سے نادر اور بیش قیمت جواہر اپنے اندر مخفی رکھتا ہے جو ہر روز ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ یہی ایک عمدہ محک ہے جس کے ذریعہ سے ہم راستی اور ناراستی میں فرق کر سکتے ہیں۔ یہی ایک روشن چراغ ہے جو عین سچائی کی راہیں دکھاتا ہے۔ بلا شبہ جن لوگوں کو راہِ راست سے مناسبت اور ایک قسم کا رشتہ ہے اُن کا دل قرآن شریف کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے اور خدائے کریم نے اُن کے دل ہی اِس طرح کے بنا رکھے ہیں کہ وہ عاشق کی طرح اپنے اِس محبوب کی طرف جھکتے ہیں“

(ازالہ اَوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 381)

پھر فرمایا:

” قرآن شریف وہ کتاب ہے جس نے اپنی عظمتوں، اپنی حکمتوں، اپنی صداقتوں، اپنی بلاغتوں، اپنے لطائف و نکات، اپنے انوارِ روحانی کا آپ دعویٰ کیا ہے اور اپنا بے نظیر ہونا آپ ظاہر فرما دیا ہے۔ یہ بات ہر گز نہیں کہ صرف مسلمانوں نے فقط اپنے خیال میں اس کی خوبیوں کو قرار دے دیا ہے بلکہ وہ تو خود اپنی خوبیوں اور اپنے کمالات کو بیان فرماتا ہے اور اپنا بے مثل و مانند ہونا تمام مخلوقات کے مقابلہ پر پیش کر رہا ہے اور بلند آواز سے هَلْ مِنْ مَعَارِضٍ کا نقارہ بجا رہا ہے اور دقائق حقائق اس کے صرف دو تین نہیں جس میں کوئی نادان شک بھی کرے بلکہ اس کے دقائق تو بحرِ ذخّار کی طرح جوش مار رہے ہیں اور آسمان کے ستاروں کی طرح جہاں نظر ڈالو چمکتے نظر آتے ہیں۔ کوئی صداقت نہیں جو اُس سے باہر ہو کوئی حکمت نہیں

جو اُس کے محیط بیان سے رہ گئی ہو۔ کوئی نور نہیں جو اُس کی متابعت سے نہ ملتا ہو اور یہ باتیں بلا ثبوت نہیں۔ کوئی ایسا امر نہیں جو صرف زبان سے کہا جاتا ہے بلکہ یہ وہ متحقق اور بدیہی الثبوت صداقت ہے کہ جو تیرہ سو برس سے برابر اپنی روشنی دکھلاتی چلی آئی ہے اور ہم نے بھی اس صداقت کو اپنی اِس کتاب میں نہایت تفصیل سے لکھا ہے اور دقائق اور معارف قرآنی کو اس قدر بیان کیا ہے کہ جو ایک طالبِ صادق کی تسلّی اور تشفّی کے لئے بحرِ عظیم کی طرح جوش مار رہے ہیں۔“

(براہینِ احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 665-662، حاشیہ نمبر 11)

پھر قرآن کے ذریعہ دینِ اسلام کی تکمیل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”یہ امر ثابت شدہ ہے کہ قرآنِ شریف نے دین کے کامل کرنے کا حق ادا کر دیا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا یعنی آج مَیں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور مَیں اسلام کو تمہارا دین مقرر کر کے خوش ہوا۔ سو قرآنِ شریف کے بعد کسی کتاب کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ جس قدر انسان کی حاجت تھی وہ سب کچھ قرآنِ شریف بیان کر چکا اب صرف مکالماتِ الٰہیہ کا دروازہ کھلا ہے اور وہ بھی خود بخود نہیں بلکہ سچے اور پاک مکالمات جو صریح اور کھلے طور پر نصرت الٰہی کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں اور بہت سے امورِ غیبیہ پر مشتمل ہوتے ہیں وہ بعد تزکیہ نفس محض پیروی قرآنِ شریف اور اتباعِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتے ہیں۔“

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 80)

پھر فرمایا:

”ہم اِس بات کے گواہ ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اِس شہادت کو ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اِس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے **قرآن** سے پایا ہم نے اُس خدا کی آواز سنی اور اُس کے پُر زور بازو کے نشان دیکھے جس نے قرآن کو بھیجا۔ سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ ہمارا دل اِس یقین سے ایسا پُر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے۔ سو ہم بصیرت کی راہ سے اِس دین اور اِس روشنی کی طرف ہر ایک کو بلاتے ہیں ہم نے اس نورِ حقیقی کو پایا جس کے ساتھ سب ظلمانی پردے اٹھ جاتے ہیں اور غیر اللہ سے

درحقیقت دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ یہی ایک راہ ہے جس سے انسان نفسانی جذبات اور ظلمات سے ایسا باہر آجاتا ہے جیسا کہ سانپ اپنی کینچلی ہے۔“

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 65)

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالَم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اِس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰن کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے، یہ بڑی

دولت ہے، اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26-27)

فرمایا:

”قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔ مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡر خدا ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کرلو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 257-258)

سامعین وسامعات! الغرض حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کے عاشقِ صادق کا حق اِن معنوں میں بھی ادا کر دیا کہ آنحضورؐ کو قرآن سے جو محبت اور عشق تھا اُس کا نمایاں حصہ آپؑ نے روحانی اولاد کے طور پر ورثہ میں پایا۔ آپؑ نے نہ صرف خود قرآن سے عشق اور محبت کی بلکہ اپنے اہلِ خاندان اور اپنے اصحاب کو بھی بار بار تلقین کرتے رہے کہ آج دنیا میں پھیلے کروڑوں احمدی آپؑ کی تقلید میں قرآن کریم کو حرزِ جان بنا کر اِس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ یورپ میں ہونے والے توہین آمیز اقدامات کا منہ توڑ جواب دیتے اور قرآن کا ارفع و اعلیٰ مقام قوموں میں اُجاگر کر رہے ہیں۔

قرآن کتاب رحماں سکھلائے راہ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضاں
ہے چشمۂ ہدایت جس کو ہو یہ عنایت
یہ ہیں خدا کی باتیں ان سے ملے ولایت

✡✡✡✡

﴿29﴾ ﴿مشاہدات۔321﴾

عائلی زندگی اور حضرت مسیح موعودؑ کا بہترین اُسوہ

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (النساء:35)

مرد عورتوں پر نگران ہیں اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بخشی ہے۔

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے
حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے

معزز سامعین! خاکسار کی تقریر کا عنوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے ایک اہم پہلو یعنی عائلی زندگی میں آپؑ کا بہترین نمونہ ہے۔ جسے مَیں آپ حاضرین کے سامنے واقعات کی روشنی میں بیان کروں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق فرمایا تھا کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ قرآن مجید کے عین مطابق تھی۔(مستدرک حاکم جلد2 صفحہ:392) ٹھیک اِسی طرح اگر کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرتِ مبارکہ کو دیکھنا ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرے کیونکہ آپؑ کی سیرت اپنے آقا و مطاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کا عین عکس تھی۔ آپؑ نے ایک موقع پر فرمایا تھا۔ مَنْ فَرَّقَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ الْمُصْطَفٰى مَا عَرَفَنِيْ وَمَا رَآى کہ جس نے میرے اور میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان فرق کیا تو اُس نے نہ مجھے پہچانا اور نہ میری حقیقت کو شناخت کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت بابت عائلی زندگی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا عکسِ کامل تھی۔ اگر قرآن مجید میں عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی اپنی بیبیوں کے ساتھ نیک سلوک کی تعلیم ہے تو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِی کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل وعیال سے اچھا سلوک کرتا ہے اور مَیں اس معاملہ میں تم سب سے بہتر ہوں۔

آئیں! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے عکس میں دیکھتے ہیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق تھا کہ چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کیا کرتے تھے۔

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ: 492)

سامعین! آپ علیہ السلام کے برادر نسبتی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”مَیں نے اپنے ہوش میں نہ کبھی حضور علیہ السلام کو حضرت اُمّ المؤمنین سے ناراض دیکھا، نہ سنا بلکہ ہمیشہ وہ حالت دیکھی جو ایک Ideal جوڑے کی ہونی چاہئے۔“

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ: 231)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا سے ایک خاص پیار و محبت کا تعلق تھا اور آپؑ حدیث مبارک اَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِی کے عین عکس تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی کس قدر دلداری فرماتے تھے۔ اس تعلق میں حضرت اماں جانؓ کا بیان فرمودہ ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

فرماتی ہیں:

”میں پہلے پہل جب دلّی سے آئی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گُڑ کے میٹھے چاول پسند فرماتے ہیں چنانچہ مَیں نے بہت شوق اور اہتمام سے میٹھے چاول پکانے کا انتظام کیا۔ تھوڑے سے چاول منگوائے اور اس میں چار گنا گڑ ڈال دیا سو وہ بالکل راب بن گئی جب پتیلی چولہے سے اُتاری۔ چاول برتن میں نکالے تو دیکھ کر سخت رنج اور صدمہ ہوا کہ یہ تو خراب ہو گئے اُدھر کھانے کا وقت ہو گیا تھا حیران تھی کہ اب کیا کروں۔ اتنے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام آ گئے میرے چہرہ کو دیکھا جو رنج اور صدمہ سے رونے والوں کا سا بنا ہوا تھا۔ آپؑ دیکھ کر ہنسے اور فرمایا کیا چاول اچھے نہ پکنے کا افسوس ہے۔ پھر فرمایا یہ تو

بہت اچھے ہیں میرے مزاج کے مطابق پکے ہیں ایسے زیادہ گڑ والے ہی تو مجھے پسند ہیں۔ یہ تو بہت ہی اچھے ہیں اور پھر بہت خوش ہو کر کھائے۔ حضرت اُمُّ المومنین فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب نے مجھے خوش کرنے کے لئے اتنی باتیں کہیں تو میرا دل بھی خوش ہو گیا۔"

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ:225)

سامعین کرام! حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بہت خیال رکھتی تھیں لیکن کثرتِ مہمانان کے باعث بعض دفعہ نہ چاہتے ہوئے بھی کمی رہ جاتی تھی اور اس بات کو حضور علیہ السلام سے محبت رکھنے والے اصحاب رضی اللہ عنہم بھی محسوس کیا کرتے تھے کہ حضور علیہ السلام کو بیماریوں اور سخت محنت اور عرق ریزی کے باعث خاص توجہ اور غذا کی ضرورت ہے۔ ایسے ہی ایک موقع کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ منشی عبدالحق صاحب آف لاہور نے ایک موقع پر حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپؑ کا کام بہت نازک ہے اور آپؑ کے سر پر بھاری فرائض کا بوجھ ہے آپؑ کو چاہئے کہ جسم کی رعایت کا خیال رکھیں اور ایک خاص مقوّی غذا لازماً آپ کے لیے ہر روز تیار ہونی چاہئے۔ ان کی اس بات کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"بات تو درست ہے اور ہم نے کبھی کبھی کہا بھی ہے مگر عورتیں اپنے ہی دھندوں میں ایسی مصروف رہتی ہیں کہ اور باتوں کی چنداں پرواہ نہیں کرتیں"

منشی عبدالحق صاحب اس پر کہنے لگے اجی حضرت! آپ ڈانٹ ڈپٹ کر نہیں کہتے اور رعب پیدا نہیں کرتے ۔میرا یہ حال ہے کہ مَیں کھانے کے لئے خاص اہتمام کیا کرتا ہوں اور ممکن ہے میرا حکم ٹل جائے ورنہ ہم دوسری طرح خبر لیں گے۔ محبت کے جوش میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کرکے کہ یہ بات حضور علیہ السلام کے حق میں مفید ہے بغیر سوچے سمجھے اس بات کی تائید کر دی اور عرض کیا کہ منشی صاحب کی بات درست ہے۔ حضور علیہ السلام کو بھی چاہئے کہ درشتی سے یہ امر منوائیں۔ حضور علیہ السلام نے مسکرا کر فرمایا "ہمارے دوستوں کو ایسے اخلاق سے پرہیز کرنا چاہئے۔"

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بس خدا ہی جانتا ہے کہ مَیں اس وقت کس قدر شرمندہ ہوا۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ صفحہ 18-19)

سامعین کرام! گھروں میں جب بعض دفعہ سفر کا موقع ہو تو وہ موقعہ بھی حسن خلق کا ہوتا ہے۔ جلد بازی کے باعث ایسے موقع پر بعض دفعہ عورتوں کو بد مزاج مردوں کی کئی باتیں سننا پڑتی ہیں کہ دیر کر دی، جلدی کرو۔ تمہاری ہمیشہ ایسی ہی عادت ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی میں یہ تھی کہ آپ سامان سفر خود تیار کرتے اور گھر والوں کا انتظار کرتے اور پہلے ان کو سوار کرتے اور ہر طرح خیال رکھتے۔

اس تعلق میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اپنی تصنیف ''ذکر حبیب'' میں تذکرہ فرماتے ہیں کہ: جب سفر کا موقعہ پیش آتا تو حضورؑ کا طریقہ یہ تھا کہ خود ساتھ جا کر حضرت اماں جانؓ اور جو مستورات ساتھ ہوتیں انہیں زنانہ ڈبے میں سوار کراتے اور جس اسٹیشن پر اترنا ہوتا زنانہ ڈبے کے پاس جا کر اپنے سامنے حضرت اماں جانؓ کو اُترواتے اور دوران سفر بھی اپنے ہمراہ خدام کے ذریعہ حضرت اماں جانؓ کا حال واحوال پتہ کرتے رہتے۔ ایک سفر کے متعلق ایک نہایت عجیب واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کسی سفر میں تھے اسٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی آپؑ بیوی صاحبہؓ (یعنی حضرت ام المومنینؓ) کے ساتھ اسٹیشن پر ٹہلنے لگے مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ ہیں اور پھر غیر لوگ اِدھر اُدھر پھرتے ہیں آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جائے۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ مَیں نے کہا کہ مَیں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبد الکریم صاحبؓ خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور! لوگ بہت ہیں بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا جاؤ جی! میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔

مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبد الکریم صاحبؓ سر نیچے ڈالے میری طرف آئے۔ میں نے کہا مولوی صاحب! جواب لے آئے۔''

(سیرت المہدی حصہ اول روایت:77 صفحہ:55)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنی زوجہ محترمہ کے جذبات کا خیال رکھنے کا ایک ایمان افروز واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت اماں جانؓ بیان فرماتی ہیں کہ:

''آپ روشنی میں سونے کی عادی تھیں روشنی کے بغیر سو نہیں سکتی تھیں دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ اندھیرے میں سونے کے عادی تھے۔ اماں جانؓ کی وجہ سے حضور علیہ السلام بتی جلتی رکھتے تھے۔ جب حضرت اماں جانؓ سو جاتیں تو روشنی گُل کر دیتے۔ حضرت اماں جانؓ فرماتی ہیں جب میں کروٹ لوں تو اندھیرا معلوم ہوتا تو اماں جانؓ روشنی کے لئے کہتی تو حضور علیہ السلام روشنی کر دیتے آخر کار حضور علیہ السلام کو بھی روشنی میں سونے کی عادت پڑ گئی اور اماں جانؓ کے لئے حضرت علیہ السلام سارے گھر کو روشن کرنے کا اہتمام فرماتے۔''

اس بارہ میں ایک بار حضرت اماں جانؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مخاطب کر کے فرمایا:

''حضرت صاحبؑ کا وہ وقت یاد ہے جب آپؑ کو روشنی میں نیند نہیں آیا کرتی تھیں اور اب اگر کونے کونے میں روشنی نہ ہو تو آپؑ کو نیند نہیں آتی۔''

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ صفحہ:410)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا سے ایک خاص پیار و محبت کا تعلق تھا اور آپؑ حدیث مبارک اَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِی کے عین عکس تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اپنے گھروں میں اپنی بیبیوں کے ساتھ حسن سلوک کا خاص خیال رکھتے تھے چنانچہ ایک دفعہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کا اپنی بیوی کے ساتھ کسی گھریلو معاملہ پر کچھ اختلاف ہو گیا اور حضرت مفتی صاحب اپنی بیوی پر کچھ ناراض ہوئے مفتی صاحب کی بیوی نے اس ناراضگی کا ذکر حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی بیوی سے کیا۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ بہت معاملہ فہم تھے اور آپ کی طبیعت میں مزاح بھی تھا آپ نے

اس بارہ میں اپنی بیوی سے سن کر مفتی صاحب سے فرمایا۔ مفتی صاحب جس طرح بھی ہو اپنی بیوی کو منالیں کیا آپ جانتے نہیں کہ آج کل ملکہ کا راج ہے۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کا اشارہ اس طرف تھا کہ جہاں ہندوستان میں ایک عورت ملکہ وکٹوریہ کی حکومت ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھریلو معاملات میں حضرت اماں جان کی بات مانتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب بھی حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی اس پُر حکمت اور پُر مزاح کلام کو سمجھ گئے اور جا کر اپنی بیوی کو منالیا اور اس طرح گھر کا ماحول خوشگوار ہو گیا۔

(ذکر حبیب مؤلف حضرت مفتی محمد صادق رضی اللہ عنہ)

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے ساتھ سلوک اُس زمانہ کے دستور اور ماحول کے اِس قدر مخالف تھا کہ گھر میں کام کرنے والی خدمت گار عورتیں زمانہ اور اپنے گرد و پیش کے عام عرف برتاؤ کے بالکل بر خلاف دیکھ کر بڑے تعجب سے کہتی تھیں ”مِرجَا بیوی دی گل بڑی مندا ہے“یعنی مرزا صاحب اپنی بیوی کی بات بہت مانتے ہیں۔

سامعین کرام! اسلامی معاشرہ کو حسین بنانے اور گھروں کو جنت نظیر بنانے کی ذمہ داری یکساں طور پر مرد اور عورت دونوں پر ڈالی گئی ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر دلوں میں کدورت پیدا کرنا معمولی معمولی باتوں کو طول دے کر گھر کی فضا کو مکدّر کر دینا پرلے درجے کی جہالت ہے۔ شادی تو ایک مقدس رشتہ ہے جس کو محبت اور پیار اور باہمی سکون اور اطمینان کے لئے قائم کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد قابل توجہ ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

”میرے نزدیک یہ نعمت اکثر نعمتوں کا اصل الاصول ہے اور چونکہ مومن اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کا طالب وجویاں بلکہ عاشق اور حریص ہوتا ہے اس لئے میری رائے میں وہ گھر بہشت کی طرح پاک اور برکتوں سے بھرا ہوتا ہے جس میں مرد عورت میں محبت اخلاص اور موافقت ہو۔“

(مکتوبات احمد، جلد دوم مکتوب 37 صفحہ:50)

بیوی کے ساتھ تعلق کا ذکر کرتے ہوئے بطور نصیحت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے اور یہ در حقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے اس کا شکریہ یہ ہے کہ عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔“

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ:45از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ)

محترم سامعین! حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے الہام خُذُوْاالرِّفْقَ خُذُوْاالرِّفْقَ فَاِنَّ الرِّفْقَ رَاسُ الْخَیْرَاتِ کہ نرمی کرو نرمی کرو کہ تمام نیکیوں کی جڑ نرمی ہے، کے متعلق فرماتے ہیں:

”اس الہام میں تمام جماعت کے لئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں۔ وہ ان کی کنیزیں نہیں ہیں۔ در حقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغاباز نہ ٹھہرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور حدیث میں ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ ان کے لئے دعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو۔ کیونکہ نہایت بد، خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندے برتن کی طرح جلد مت توڑو۔“

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ:75 حاشیہ)

پھر فرمایا:

” اسی طرح عورتوں اور بچوں کے ساتھ تعلقات اور معاشرت میں لوگوں نے غلطیاں کھائی ہیں اور جادۂ مستقیم سے بہت گر گئے ہیں۔ قرآن شریف میں لکھا ہے۔ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مگر اب اس کے خلاف عمل ہو رہا ہے۔ دو قسم کے لوگ اس کے متعلق پائے جاتے ہیں ایک گروہ تو ایسا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو بالکل خلیع الرسن کر دیا ہے۔ دین کا کوئی اثر ہی ان پر نہیں ہوتا اور وہ کھلے طور پر اسلام کے خلاف کرتی ہیں اور کوئی ان سے نہیں پوچھتا۔ بعض ایسے ہیں کہ انہوں نے خلیع الرسن تو نہیں کیا مگر اس کے بالمقابل ایسی سختی اور پابندی کی ہے کہ ان میں اور حیوانوں میں کوئی فرق نہیں کیا جاسکتا اور کنیزوں اور بہائم سے بھی بدتر ان سے سلوک ہوتا ہے۔ مارتے ہیں تو ایسے بے درد ہو کر کہ کچھ پتہ ہی نہیں کہ آگے

کوئی جاندار ہستی ہے یا نہیں۔ غرض بہت ہی بُری طرح سلوک کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ پنجاب میں مثل مشہور ہے کہ عورت کو پاؤں کی جوتی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں کہ ایک اُتار دی دوسری پہن لی۔ یہ بڑی ہی خطرناک بات ہے اور اسلام کے شعائر کے خلاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں میں کامل نمونہ ہیں۔ آپ کی زندگی میں دیکھو تو آپ عورتوں سے کیسی معاشرت کرتے تھے۔ میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابل میں کھڑا ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ:387)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں اگر انہیں سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کیلئے اچھا ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ:300-301)

سامعین کرام! حضرت اماں جانؓ سے اس مثالی محبت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بار بار نصیحت کے باعث کہ اہل و عیال سے حسن سلوک کرنا چاہئے ہمیں حضورؑ کا یہ ارشاد ہر وقت مدنظر رکھنا چاہئے کہ "جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔"

(کشتی نوح صفحہ 19)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے مرد کے قویٰ کو جسمانی لحاظ سے مضبوط بنایا ہے اس لئے اس کی ذمہ داریاں اور فرائض بھی عورت سے زیادہ ہیں۔ اس سے ادائیگی حقوق کی زیادہ توقع کی جاتی ہے۔ عبادات میں بھی اس کو عورت کی نسبت زیادہ مواقع مہیا کئے گئے ہیں۔ اور اس لئے اس کو گھر کے سربراہ کی حیثیت بھی حاصل ہے اور اسی وجہ سے اس پر بحیثیت خاوند بھی بعض اہم ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں۔ اور اسی وجہ سے بحیثیت باپ اس پر

ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں۔ اور بہت ساری ذمہ داریاں ہیں.... اور ان ذمہ داریوں کو نبھانے کے لئے حکم دیا کہ تم نیکیوں پر قائم ہو، تقویٰ پر قائم ہو، اور اپنے گھر والوں کو، اپنی بیویوں کو، اپنی اولاد کو تقویٰ پر قائم رکھنے کے لئے نمونہ بنو۔ اور اس کے لئے اپنے رب سے مدد مانگو، اس کے آگے روؤ، گڑ گڑاؤ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اے اللہ! ان راستوں پر ہمیشہ چلاتا رہ جو تیری رضا کے راستے ہیں، کبھی ایسا وقت نہ آئے کہ ہم بحیثیت گھر کے سربراہ کے، ایک خاوند کے اور ایک باپ کے، اپنے حقوق ادا نہ کر سکیں اور اس وجہ سے تیری ناراضگی کا موجب بنیں۔ تو جب انسان سچے دل سے یہ دعا مانگے اور اپنے عمل سے بھی اس معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ نہ ایسے گھروں کو برباد کرتا ہے، نہ ایسے خاوندوں کی بیویاں ان کے لئے دکھ کا باعث بنتی ہیں اور نہ ان کی اولاد ان کی بدنامی کا موجب بنتی ہے۔ اور اس طرح گھر جنت کا نظارہ پیش کر رہا ہوتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23/ جنوری 2004ء)

احسان و لطف عام رہے سب جہان پر
کرتے رہو ہر اک سے مروت خدا کرے

(یہ تقریر مکرم منیر احمد خادم صاحب کی ایک تقریر بر موقع جلسہ سالانہ قادیان مطبوعہ بدر سے تیار کی گئی ہے)
(کمپوزڈ بائی: منہاس محمود۔ جرمنی)

۞۞۞۞

﴿30﴾ ﴿مشاہدات۔ 323﴾

حضرت مسیح موعودؑ کا بچوں سے پیار و شفقت اور اُن کی تعلیم و تربیت

اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ (الاحقاف:16)

میرے لئے میری ذریت کی بھی اصلاح کر دے۔

کر انکو نیک قسمت دے انکو دین و دولت
کر انکی خود حفاظت ہو ان پر تیری رحمت
دے رشد اور ہدایت اور عمر اور عزت
یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

خاکسار کی تقریر کا عنوان ہے۔ **حضرت مسیح موعودؑ کا بچوں سے پیار و شفقت اور اُن کی تعلیم و تربیت**

معزز سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اَکۡرِمُوۡا اَوۡلَادَکُمۡ وَاَحۡسِنُوۡا اَدَبَھُمۡ کہ اپنی اولاد کی عزت کرو اور ان کو حسن ادب سکھاؤ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ عاشقِ قرآن اور عاشقِ رسولؐ تھے اِس لئے آپؑ کی سیرت کا ہر پہلو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین اعمال سے رنگا ہوا۔ اُن میں سے ایک پہلو اپنے اور جماعت کے بچوں سے آپؑ کا حُسن سلوک اور اُن کی حُسنِ تربیت تھا۔ آپؑ ہمیشہ سچائی اور دیانتداری اُن میں پیدا کرتے تھے اور ان کی تربیت میں بجائے سختی کے دعا اور عملی نمونہ کو ضروری سمجھتے تھے چنانچہ ایک چھوٹا سا گھریلو واقعہ اس بات پر خوب روشنی ڈالتا ہے۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لیٹے ہوئے تھے اور سید فضل احمد شاہ صاحب حضور کے پاؤں دبا رہے تھے اور حضرت صاحب کسی قدر سو گئے۔ فضل احمد شاہ صاحب نے اشارہ کر کے مجھے کہا کہ یہاں

پر جیب میں کچھ سخت چیز پڑی ہے۔ مَیں نے ہاتھ ڈال کر نکال لی تو حضور علیہ السلام کی آنکھ کھل گئی۔ آدھی ٹوٹی ہوئی گھڑے کی چپنی اور دو ٹھیکرے تھے۔ مَیں پھینکنے لگا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"یہ میاں محمود نے کھیلتے ہوئے میری جیب میں ڈال دیئے۔ آپ پھینکیں نہیں۔ میری جیب میں ڈال دیں۔ کیونکہ انہوں نے ہمیں امین سمجھ کر اپنے کھیلنے کی چیز رکھی ہے۔ وہ مانگیں تو ہم کہاں سے دیں گے۔"

پھر وہ جیب میں ہی ڈال لئے۔ یہ چھوٹا سا اور معمولی مگر تعلیم و تربیت کرنے والوں کے لئے ایک بہت بڑا سبق آموز واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے عملی نمونہ سے اپنے بچوں کے اندر بچپن سے ہی صدق و راستی اور دیانت داری پیدا کرنے کے کس قدر خواہاں تھے۔

سامعین! اسی طرح آپؑ کی زندگی کا ایک حسین پہلو یہ بھی تھا کہ بچوں کے بار بار تنگ کرنے پر بھی باوجود شدید مصروفیت کے آپؑ پریشان نہیں ہوتے تھے۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میاں بشیر احمد صاحب جب چھوٹے تھے تو ان کو ایک زمانہ میں شکر کھانے کی بہت عادت ہوگئی تھی۔ ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس پہنچتے اور ہاتھ پھیلا کر کہتے "ابا چِٹی" حضرت صاحب تصنیف میں بھی مصروف ہوتے تو کام چھوڑ کر فوراً اٹھتے۔ کوٹھری میں جاتے شکر نکال کر ان کو دیتے اور پھر تصنیف میں مصروف ہو جاتے۔ تھوڑی دیر بعد میاں صاحب پھر دست سوال دراز کرتے ہوئے پہنچ جاتے اور کہتے "ابا چِٹی" مراد یہ تھی کہ سفید رنگ کی شکر چاہیئے۔ حضرت صاحب پھر اُٹھ کر ان کا سوال پورا کر دیتے۔ غرض اس طرح ان دنوں میں روزانہ کئی کئی دفعہ یہ ہیرا پھیری ہوتی رہتی تھی۔ مگر حضرت صاحب باوجود تصنیف میں سخت مصروف ہونے کے کچھ نہ فرماتے بلکہ ہر دفعہ ان کے لئے اٹھتے تھے۔

(سیرت المہدی صفحہ:823-824)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں کو بدنی سزا دینے کے بھی سخت مخالف تھے آپ علیہ السلام کا فرمان تھا کہ نیک نمونہ اور محبت سے بچوں کی تربیت کرنی چاہئے۔

اس سلسلہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں کو بدنی سزا دینے کے بہت مخالف تھے اور جس استاد کے متعلق یہ شکایت آپؑ کو پہنچتی کہ وہ بچوں کو مارتا ہے تو اُس پر بہت ناراض ہوتے تھے

اور فرماتے تھے ”دانا اور عقل مند اُستاد جو کام حکمت سے لے لیتا ہے وہ کام نالائق اور جاہل اُستاد مارنے سے لینا چاہتا ہے۔“ ایک دفعہ مدرسے کے ایک اُستاد نے ایک بچے کو کچھ سزا دی تو آپ نے سختی سے فرمایا کہ ”پھر ایسا ہوا تو ہم اس اُستاد کو مدرسے سے الگ کر دیں گے۔“

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ:398)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر یہ بھی فرمایا کہ "میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے۔ گویا بدمزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے۔ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے تو اشتعال میں بڑھتے بڑھتے دشمن کا رنگ اختیار کرلیتا ہے اور جرم کی حد سے سزا میں سے کوسوں تجاوز کر جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خود دار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا اور پورا متحمل اور بردبار اور باسکون اور باوقار ہو تو اُسے البتہ حق پہنچتا ہے کہ کسی وقت مناسب پر کسی حد تک بچہ کو سزا دے یا چشم نمائی کرے۔ مگر مغلوب الغضب اور سبک سر اور طائش العقل ہر گز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو۔

پھر فرمایا کہ:

”جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے۔ کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوزِ دل سے دعا کرنے کو ایک **حزب** ٹھہرا لیں اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ:309)

آپؑ نے فرمایا کہ میرا طریق کیا ہے کہ میں کس طرح دعائیں مانگا کرتا ہوں۔ فرمایا کہ

”میں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔ اوّل۔ اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اُس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔ دوم۔ پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ العین عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔ سوم۔ پھر اپنے بچوں کے لئے دعائیں مانگتا ہوں یہ سب دین کے خدام بنیں۔ چہارم۔ اپنے مخلص

دوستوں کے لئے نام بنام۔ پنجم۔ اور پھر اُن سب کے لیے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ:309، الحکم 17 جنوری 1900ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کا یہ بھی ایک پہلو تھا کہ آپ علیہ السلام کسی عام نقصان کے ہو جانے پر بچوں کو سزا نہیں دیتے تھے بلکہ درگزر فرماتے تھے۔ حضرت مولوی عبد الکریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”محمود (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) چار ایک برس کا بچہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے۔ میاں محمود دیا سلائی لیکر وہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول بھی تھا۔ پہلے تو کچھ دیر تک آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے پھر جو کچھ دل میں آئی ان مسودات کو آگ لگا دی اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھنے میں مشغول ہیں سر اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے؟ اتنے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسودے راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضرت علیہ السلام کو سیاق و سباق عبارت کو ملانے کیلئے کسی گزشتہ کاغذ کو دیکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس سے پوچھتے ہیں خاموش اس سے پوچھتے ہیں دبکا جاتا ہے آخر ایک بچہ بول اٹھا کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دیئے ہیں۔ عورتیں بچے اور گھر کے سب لوگ حیران اور انگشت بدنداں کہ اب کیا ہو گا اور درحقیقت عادتاً بُری حالت اور مکروہ نظارہ کے پیش آنے کا گمان اور انتظار تھا اور ہونا بھی چاہئے تھا مگر حضرت صاحب علیہ السلام مسکرا کر فرماتے ہیں:”خوب ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی مرضی مصلحت ہو گی اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے۔“

(سیرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علیؓ)

معزز سامعین! حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جہاں دنیاوی تعلیم اور روزمرہ کی پڑھائی میں بدنی سزا کو ناجائز سمجھتے تھے وہیں دین کی حرمت و غیرت کے موقع پر آپؑ نے بدنی سزا دی بھی ہے تاکہ بچپن سے ہی بچوں میں دین کی عزت و حرمت اور دینی غیرت قائم رہے۔

حضرت اُمُّ المومنین رضی اللہ عنہا ایسا ہی ایک واقعہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ کو بیان کرتی ہیں کہ:

”ایک دفعہ تمہارے بھائی مبارک احمد مرحوم سے بچپن کی بے پروائی میں قرآنِ شریف کی کوئی بے حرمتی ہو گئی۔ اُس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اتنا غصّہ آیا کہ آپ علیہ السلام کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ علیہ السلام نے بڑے غصہ میں مبارک احمد کے شانہ پر ایک طمانچہ مارا جس سے اُس کے نازک بدن پر آپ علیہ السلام کی اُنگلیوں کا نشان اُٹھ آیا اور آپؑ نے اُس غصہ کی حالت میں فرمایا کہ اس کو اس وقت میرے سامنے سے لے جاؤ۔ کیونکہ اس موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن شریف کی بے حرمتی برداشت نہیں کی اور سزا ضروری سمجھی۔“

(سیرت المہدی حصہ دوئم صفحہ 325)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کا ایک حسین پہلو یہ بھی تھا کہ آپؑ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی روشنی میں بعض مواقع پر سبق آموز کہانیاں سنا سنا کر اپنے اہل و عیال کی تربیت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک موقع پر کثرت مہمانان کو دیکھ کر جب گھر میں کچھ پریشانی کے آثار آپؑ نے دیکھے تو آپؑ نے اہل وعیال کو یہ سبق آموز کہانی سنائی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”جب مَیں 1901ء میں ہجرت کر کے قادیان چلا آیا اور اپنی بیوی اور بچوں کو ساتھ لایا۔ ایک شب کا ذکر ہے کہ کچھ مہمان آئے جن کے واسطے جگہ کے انتظام کے لئے حضرت اُمُّ المومنین حیران ہو رہی تھیں کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پُر ہے اب ان کو کہاں ٹھہرایا جائے۔ اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکرامِ ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بیوی صاحبہ کو پرندوں کا ایک قصہ سنایا۔ چونکہ مَیں بالکل ملحقہ کمرے میں تھا اور کواڑوں کی ساخت پرانے طرز کی تھی جن کے اندر سے آواز بآسانی دوسری طرف پہنچتی رہتی ہے۔ اس واسطے مَیں نے سارے قصہ کو سنا۔ فرمایا۔ دیکھو! ایک دفعہ جنگل میں ایک مسافر کو شام ہو گئی۔ رات اندھیری تھی۔ قریب کوئی بستی اُسے دکھائی نہ دی اور وہ ناچار ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے واسطے بیٹھ رہا۔ اُس درخت کے اوپر ایک پرندہ کا آشیانہ تھا۔ پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا کہ دیکھو! یہ مسافر ہمارے آشیانہ کے نیچے زمین پر بیٹھا ہے۔ یہ آج رات ہمارا مہمان

ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اُس کی مہمان نوازی کریں۔ مادہ نے اُس کے ساتھ اتفاق کیا اور ہر دونے مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ ٹھنڈی رات ہے اور اس ہمارے مہمان کو آگ تاپنے کی ضرورت ہے اور تو کچھ ہمارے پاس نہیں ہم اپنا آشیانہ ہی توڑ کر نیچے پھینک دیں تا کہ وہ ان لکڑیوں کو جلا کر آگ تاپ لے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور سارا آشیانہ تنکا تنکا کر کے نیچے پھینک دیا اس کو مسافر نے غنیمت جانا اور ان سب لکڑیوں کو تنکوں کو جمع کر کے آگ جلائی اور تاپنے لگا۔ تب درخت پر پرندوں کے جوڑے نے پھر مشورہ کیا کہ آگ تو ہم نے اپنے مہمان کو بہم پہنچائی اور اُس کے واسطے سینکنے کا سامان مہیا کیا۔ اب ہمیں چاہئے کہ اِسے کچھ کھانے کو بھی دیں اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں ہم خود ہی اس آگ میں جا گریں اور مسافر بھون کر ہمارا گوشت کھالے۔ چنانچہ ان پرندوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔"

(ذکر حبیب صفحہ 85-87 مصنف حضرت مفتی محمد صادق رضی اللہ عنہ)

سامعین! حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا بچوں سے حُسنِ سلوک کا ایک حسین پہلو یہ بھی تھا کہ بچوں سے آپ علیہ السلام کی محبت محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہوتی تھی۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:"

"آپؑ بچوں کی خبر گیری اور پرورش اس طرح کرتے ہیں کہ ایک سرسری دیکھنے والا گمان کرے کہ آپ سے زیادہ اولاد کی محبت کسی کو نہ ہو گی اور بیماری میں اس قدر توجہ کرتے ہیں اور تیمار داری اور علاج میں اس قدر محو ہوتے ہیں کہ گویا اور کوئی فکر ہی نہیں مگر باریک بین دیکھ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور خدا تعالیٰ کے لئے اس کی ضعیف مخلوق کی رعایت اور پرورش مد نظر ہے۔ آپ علیہ السلام کی پلوٹھی بیٹی عصمت صاحبہ لدھیانہ میں ہیضہ سے بیمار ہوئی۔ آپ علیہ السلام اس کے علاج میں یوں دوا دہی کرتے کہ گویا اس کے بغیر زندگی محال ہے اور ایک دنیادار دنیا کی عُرف اور اصطلاح میں اولاد کا بھوکا اور شیفتہ اس سے زیادہ جانکاہی کر ہی نہیں سکتا۔ مگر وہ مر گئی تو آپؑ یوں الگ ہو گئے کہ گویا کوئی چیز تھی ہی نہیں اور جب سے کبھی ذکر تک نہیں کیا کہ کوئی لڑکی تھی۔"

اس طرح صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی علالت کے ایام میں آپ علیہ السلام نے شبانہ روز اپنے عمل سے دکھایا کہ اولاد کی پرورش اور صحت کے لئے ہمارے کیا فرائض ہیں۔

(سیرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ)

بچوں کی تربیت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں بچپن میں ہی قرآن مجید سکھانے اور چھوٹی عمر میں قرآن مجید ختم ہونے پر اُن کی تقریب آمین منعقد کرنے کی سنت بھی جاری فرمائی۔ چنانچہ جماعت میں 1897ء سے یہ رواج ہے جب سے کہ آپؑ کے فرزند ارجمند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید ختم فرمایا تو حضور علیہ السلام نے ان کی تقریبِ آمین منعقد فرمائی۔ جس کے لئے باہر سے بھی احباب کو دعوت دی گئی اور اس موقع پر حضورؑ نے ایک پُر تکلف دعوت کا اہتمام فرمایا اور اس موقع کے لئے ایک نظم بھی لکھی جو ”محمود کی آمین“ کے نام سے مشہور ہے اور جس کے دو ابتدائی شعر اس طرح ہیں۔

تو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا
دل دیکھ کر یہ احساں تیری ثنا میں گایا
صد شکر ہے خدایا، صد شکر ہے خدایا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

سامعین کرام! اب خاکسار اپنی تقریر کے آخر میں ہماری زندگی میں تربیت کے حوالہ سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عظیم الشان فرمان حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ 2 جولائی 2004ء سے پڑھ کر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”مردوں کی ایک سربراہ کی حیثیت سے یہ بھی ذمہ داری ہے کہ متقی بننے اور متقی خاندان کا سربراہ بننے کے لئے خود بھی نمازوں کی پابندی کریں۔ رات کو اٹھیں یا کم از کم فجر کی نماز کے لئے تو ضرور اٹھیں، اپنی بیوی بچوں کو بھی اٹھائیں۔ جو گھر اس طرح عبادت گزار افراد سے بھرے ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور

اس کی برکات کو سمیٹنے والے ہوں گے۔ لیکن یاد رکھیں کہ کوشش بھی اس وقت بار آور ہو گی، اس وقت کامیابیاں ملیں گی کہ جب دعا کے ساتھ یہ کوشش کر رہے ہوں گے۔ صرف اٹھا کے اور ٹکریں مار کے نہیں بلکہ دعائیں بھی مسلسل کرتے رہیں اپنے لئے، اپنے بیوی بچوں کے لئے۔ اس لئے اپنی نمازوں میں بھی اپنی بیوی بچوں کے لئے بہت دعائیں کریں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ”اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ {اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ} کہ میری بیوی بچوں کی اصلاح فرما اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔ غرض ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آجایا کرتے ہیں تو ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 456-457)

.... اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں اپنے حقوق و فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے بیوی بچوں کی طرف سے ہمارے لئے تسکین کے سامان پیدا فرمائے اور آنکھیں ٹھنڈی رکھے۔ اللہ کی عبادت کرنے والے ہوں اور نیکیوں پر قائم رہنے والے ہوں.... اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔“ آمین

کر فضل سب پہ یکسر رحمت سے کر معطر
یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

(یہ تقریر مکرم منیر احمد خادم صاحب کی ایک تقریر بر موقع جلسہ سالانہ قادیان مطبوعہ بدر سے تیار کی گئی ہے)
(کمپوزڈ بائی: منہاس محمود۔ جرمنی)

﴾31﴿ ﴾مشاہدات۔331﴿

حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی اولاد کے حق میں دعائیں

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ (آل عمران:39)

حضرت زکریاؑ نے اپنے ربّ سے دعا کی اے میرے ربّ! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعا سننے والا ہے۔

مِری اولاد جو تِری عطا ہے
ہر اِک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

معزز حاضرین! آج مجھے مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے اپنی اَولاد کے لئے مانگی گئی دعاؤں کو بیان کرنا ہے جن کی قبولیت کے طفیل یہ تمام اولاد آسمان کے تارے بن گئے۔ ایک اُن میں سے مصلح موعود بنے، ایک قمرُ الانبیاء کہلائے اور اِنہی دعاؤں کی وجہ سے چار خلافتیں آپؑ کی اولاد میں سے ہوئیں۔ آج رمضان کے مبارک دنوں میں جس میں یومِ مسیح موعودؑ بھی آرہا ہے اِن دعاؤں کو اپنی اولادوں کے حق میں دہرانے کی ضرورت ہے تا اُن کے اندر بھی وہ نقوش پیدا ہوں جو آپؑ کی تمام اولاد کے اندر صحابہؓ جیسے پیدا ہوئے اور آپؑ کے کہے ہوئے یہ الفاظ اِن کے حق میں پورے ہوئے۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے مِلا جب مجھ کو پایا
وہی مَے اُن کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

سامعین! اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان دعاؤں کو بھی سنا اور حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ دعا آپؑ کو بھی دوبار الہاماً سکھائی گئی۔

”رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ۔ رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ۔“(تذکرہ صفحہ 47)

یعنی اے میرے ربّ! مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔ اے میرے ربّ! مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تُو خیر الوارثین ہے۔ اے میرے ربّ! امّت محمدیہ کی اصلاح کر۔ اے ہمارے ربّ! ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے اور تُو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔

پھر نومبر 1907ء میں آپؑ کو الہام ہوا۔

رَبِّ هَبْ لِيْ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ اسْمُهٗ يَحْيٰى (تذکرہ)

یعنی اے میرے خدا! پاک اولاد مجھے بخش۔ مَیں تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔

سامعین! آپؑ اولاد کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

”فنا فی اللہ ہو جانا اور اپنے سب ارادوں اور خواہشات کو چھوڑ کر محض اللہ کے ارادوں اور احکام کا پابند ہو جانا چاہئے کہ اپنے واسطے بھی اور اپنی اولاد، بیوی بچوں، خویش و اقارب اور ہمارے واسطے بھی باعثِ رحمت بن جاؤ۔ مخالفوں کے واسطے اعتراض کا موقعہ ہر گز ہر گز نہ دینا چاہئے... خدا تعالیٰ کی نصرت انہی کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں، ایک جگہ نہیں ٹھہر جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ان میں بڑا شوق ذوق اور شدت رقت ہوتی ہے مگر آگے چل کر بالکل ٹھہر جاتے ہیں اور آخر ان کا انجام بخیر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دُعا سکھلائی ہے کہ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ (الاحقاف:16) میرے بیوی بچوں کی بھی اِصلاح فرما۔ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔ دیکھو پہلا فتنہ حضرت آدمؑ پر بھی عورت ہی کی وجہ سے آیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ میں بلعم کا ایمان جو حَبط کیا گیا اصل میں اُس کی وجہ بھی توریت سے یہی معلوم ہوتی ہے کہ بلعم کی عورت کو اس بادشاہ نے بعض زیورات دکھا کر طمع دے دیا

تھا اور پھر عورت نے بلعم کو حضرت موسیٰؑ پر بد دعا کرنے کے واسطے اُکسایا تھا۔ غرض اُن کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آ جایا کرتے ہیں تو اُن کی اِصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 456۔457)

پھر آپؑ نے فرمایا:

"(اولاد) کی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے بلکہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا کا لحاظ ہو کہ یہ اولاد دین کی خادم ہو۔ لیکن کتنے ہیں جو اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ اولاد دین کی پہلوان ہو۔ بہت ہی تھوڑے ہوں گے جو ایسا کرتے ہوں۔ اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بے خبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لئے کوششیں کرتے ہیں اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے اَور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں، صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر اُن کی جائداد کا مالک نہ بن جاوے۔ مگر یاد رکھو کہ اس طرح پر دین بالکل برباد ہو جاتا ہے۔ غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ دین کی خادم ہو۔ اسی طرح بیوی کرے تا کہ اس سے کثرت سے اولاد پیدا ہو اور وہ اولاد دین کی سچی خدمت گزار ہو اور نیز جذباتِ نفس سے محفوظ رہے۔ اس کے سوا جس قدر خیالات ہیں وہ خراب ہیں۔ رحم اور تقویٰ مدنظر ہو تو بعض باتیں جائز ہو جاتی ہیں۔ اس صورت میں اگر مال بھی چھوڑتا ہے اور جائداد بھی اولاد کے واسطے چھوڑتا ہے تو ثواب ملتا ہے۔ لیکن اگر صرف جانشین بنانے کا خیال ہے اور اس نیت سے سب ہمّ و غم رکھتا ہے تو پھر گناہ ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 599-600)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سیئات رکھنا جائز ہو گا۔

لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادمِ دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی ہوگا جب تک کہ وہ اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 540)

اولاد کے حق میں دعائیں

سامعین! حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے منظوم کلام میں مختلف جگہوں پر بڑے پُر اثر انداز اور بڑے درد بھرے لہجے میں اپنی اولاد کے لئے اپنے رب کے حضور مناجات کی ہیں۔ جسے اِس روحانی طریقِ تربیت کی ایک بڑی دلکش مثال کہا جاسکتا ہے۔ مَیں صرف نمونہ کے طور پر چند شعر پڑھتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

کر ان کو نیک قسمت دے ان کو دین و دولت
کر ان کی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
دے رشد اور ہدایت اور عمر اور عزت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

میری دعائیں ساری کریو قبول باری
میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری
ہم تیرے در پہ آئے لے کر امید بھاری
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اہل وقار ہوویں فخرِ دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولا کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو
جاں پُر زِ نور رکھیو دل پُر سرور رکھیو

ان پر میں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو
یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

سامعین! اولاد کے حق میں آپؑ کی یہ منظوم دعا بھی ملتی ہے۔

میرے مولیٰ مری یہ اک دعا ہے
تیری درگاہ میں عجز و بکا ہے
مرے مولیٰ! مری یہ اک دعا ہے
تری درگاہ میں عجز و بکا ہے
وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے
زباں چلتی نہیں شرم و حیاء ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے
ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

گویا حضرت مسیح موعودؑ اپنی اولاد کے لئے اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

تیری قدرت کی آگے روک کیا ہے
وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

آپؑ گویا اپنی ساری اولاد کو اپنا عکس دیکھنا چاہتے تھے۔ ہمارے ایک بزرگ اِس شعر میں ذرا سے تبدیلی کر کے اپنی اولاد کے لئے یوں دعا مانگا کرتے تھے۔

تیری قدرت کی آگے روک کیا ہے
وہ سب دے ان کو جو مسیحا کو دیا ہے

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی اولاد کے حق میں مندرج بالا دعائیہ اشعار میں سے اگر الگ الگ شعر پر غور کریں تو بڑے لطیف مضامین دل و دماغ میں پیدا ہوتے ہیں اور جہاں پڑھتے لطف آتا ہے وہاں دل میں سوز اور رقت بھی پیدا ہوتی ہے جیسے

مِری اولاد جو تِری عطا ہے
ہر اِک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
یہ ہو مَیں دیکھ لوں تقوٰی سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

اب اِن اشعار میں الفاظ "دیکھ لوں" پر غور کریں کہ کس درد اور سوز سے ایک والد اپنی اولاد کے حق میں دعا کرتے ہوئے اپنے جذبات کا بھی اظہار کر رہا ہے۔ اگر ہم میں سے ہر کوئی انہی جذبات کو دل میں رکھ کر اپنے اللہ سے اپنی اولاد کے لئے دعا کرے تو ہماری روحانی دنیا کی کایا ہی پلٹ جائے۔

سامعین! پھر آپؑ نے اولاد کے حق میں مناجات کرتے ہوئے لکھا۔

عجب محسن ہے تُو بحر الایادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
نجات ان کو عطا کر گندگی سے
برات ان کو عطا کر بندگی سے
رہیں خوشحال اور فرخندگی سے
بچانا اے خدا! بد زندگی سے

وہ ہوں میری طرح دیں کے منادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

آپؑ فرماتے ہیں۔
”اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ آزاد کی تربیت ان کی عمدہ اور نیک فال سیلنگ بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی صحیح فکر کریں نہ کبھی دعا کرتے ہیں نامراتب تربیت کو مد نظر رکھتے ہیں میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا“

آپؑ فرماتے ہیں۔
مَیں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔
اوّل: اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اُس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔
دوم: پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ اِن سے قرّہ عین عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔
سوم: پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔
چہارم: پھر اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام۔
پنجم: اور پھر اُن سب کے لئے جو اِس سلسلہ سے وابستہ ہیں۔ خواہ ہم اُنہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔
(الحکم 17 جنوری 1900ء جلد 4 صفحہ 2 تا 11 خط 4 بنام مولوی عبدالکریم)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب کسی اپنے صحابہ یا دوستوں کی اولاد کے لئے بھی دعا کرتے تو آپؑ ایسے شخص کو بھی اپنے اندر ایک خاص تبدیلی پیدا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ۔ حضرت خلیفہ نورالدین جمونی صاحبؓ کے نرینہ اولاد کے لئے جو طویل دعا کی اُس میں یہ الفاظ غور طلب ہیں۔ فرماتے ہیں

اِن کو نیک نرینہ اولاد عطا فرما۔(ادعیۃ المہدی صفحہ 58) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ ایک واقعہ یوں لکھتے ہیں:

"بیان کیا مجھ سے منشی عطا محمد صاحب پٹواری نے کہ جب مَیں غیر احمدی تھا اور ونجواں ضلع گورداسپور میں پٹواری ہوتا تھا تو قاضی نعمت اللہ صاحب خطیب بٹالوی جن کے ساتھ میرا ملنا جلنا تھا، مجھے حضرت صاحب کے متعلق بہت تبلیغ کیا کرتے تھے مگر مَیں پرواہ نہیں کرتا تھا۔ ایک دن انہوں نے مجھے بہت تنگ کیا۔ مَیں نے کہا اچھا مَیں تمہارے مرزا کو خط لکھ کر ایک بات کے متعلق دعا کراتا ہوں۔ اگر وہ کام ہو گیا تو مَیں سمجھ لوں گا کہ وہ سچے ہیں۔ چنانچہ مَیں نے حضرت صاحب کو خط لکھا کہ آپ مسیح موعود اور ولی اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں اور ولیوں کی دعائیں سنی جاتی ہیں ۔ آپ میرے لئے دعا کریں کہ خدا مجھے خوبصورت، صاحب اقبال لڑکا جس بیوی سے مَیں چاہوں عطا کرے اور نیچے مَیں نے لکھ دیا کہ میری تین بیویاں ہیں مگر کئی سال ہو گئے آج تک کسی کے اولاد نہیں ہوئی۔ مَیں چاہتا ہوں کہ بڑی بیوی کے بطن سے لڑکا ہو۔ حضرت صاحب کی طرف سے مجھے مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط گیا کہ مولا کے حضور دعا کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو فرزند ارجمند صاحب اقبال خوبصورت لڑکا جس بیوی سے آپ چاہتے ہیں عطا کرے گا مگر شرط یہ کہ آپ زکریا والی توبہ کریں۔ منشی عطا محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ مَیں ان دنوں سخت بے دین اور شرابی کبابی راشی مرتشی ہوتا تھا۔ چنانچہ مَیں نے جب مسجد میں جا کر مُلّاں سے پوچھا کہ زکریا والی توبہ کیسی تھی تو لوگوں نے تعجب کیا کہ یہ شیطان مسجد میں کس طرح آ گیا ہے۔ مگر وہ مُلّاں مجھے جواب نہ دے سکا۔ پھر مَیں نے دھرم کوٹ کے مولوی فتح دین صاحب مرحوم احمدی سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ زکریّا والی توبہ بس یہی ہے کہ بے دینی چھوڑ دو، حلال کھاؤ، نماز روزے کے پابند ہو جاؤ اور مسجد میں زیادہ آیا جایا کرو۔ یہ سن کر مَیں نے ایسا کرنا شروع کر دیا۔ شراب وغیرہ چھوڑ دی اور رشوت بھی بالکل ترک کر دی اور صلوٰۃ وصوم کا پابند ہو گیا۔ چار پانچ ماہ کا عرصہ گزرا ہو گا کہ مَیں ایک دن گھر گیا تو اپنی بڑی بیوی کو روتے ہوئے پایا۔ سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ پہلے مجھ پر یہ مصیبت تھی کہ میرے اولاد نہیں ہوتی تھی۔ آپ نے میرے پر دو بیویاں کیں۔ اب یہ مصیبت آئی ہے کہ......(گویا اولاد کی امید ہی نہیں رہی) ان دنوں میں اُس کا بھائی امر تسر میں تھانے دار تھا۔ چنانچہ اس نے مجھے کہا کہ

مجھے میرے بھائی کے پاس بھیج دو کہ مَیں کچھ علاج کرواؤں۔ مَیں نے کہا وہاں کیا جاؤ گی یہیں دائی کو بلوا کر دکھلاؤ اور اس کا علاج کرواؤ۔ چنانچہ اس نے دائی کو بلوایا اور کہا کہ مجھے کچھ دوا وغیرہ دو۔ دائی نے سرسری دیکھ کر کہا: میں تو دوا نہیں دیتی نہ ہاتھ لگاتی ہوں کیونکہ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا تیرے اندر بھول گیا ہے۔ مگر مَیں نے اس سے کہا کہ ایسا نہ کہو بلکہ مَیں نے مرزا صاحب سے دعا کروائی تھی۔ پھر منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ کچھ عرصے میں حمل کے پورے آثار ظاہر ہو گئے اور مَیں نے ارد گرد سب کو کہنا شروع کیا کہ دیکھ لینا کہ میرے لڑکا پیدا ہو گا اور ہو گا بھی خوبصورت۔ مگر لوگ بڑا تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر ایسا ہو گیا تو واقعی بڑی کرامت ہے۔ آخر ایک دن رات کے وقت لڑکا پیدا ہوا اور خوبصورت ہوا۔ مَیں اُسی وقت دھرم کوٹ بھاگا گیا جہاں میرے کئی رشتہ دار تھے اور لوگوں کو اس کی پیدائش سے اطلاع دی۔ چنانچہ کئی لوگ اسی وقت بیعت کے لئے قادیان روانہ ہو گئے۔ مگر بعض نہیں گئے اور پھر اس واقعہ پر ونجواں کے بھی بہت سے لوگوں نے بیعت کی اور مَیں نے بھی بیعت کر لی اور لڑکے کا نام عبدالحق رکھا۔"

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 239)

پیارے بھائیو! والد کی اولاد کے حق میں دعاؤں میں ایک پہلو تربیت کو مد نظر رکھنا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق بھی حضرت مرزا محمد اسماعیل بیگ صاحب اسی قسم کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دن کچھ حساب کے ساتھ سیر کو تشریف لے گئے گئے گئے۔ راستہ میں ایک کیکر کا درخت گرا ہوا تھا بعض دوستوں نے اس کی شاخوں سے مسواک بنالیں۔ صاحبزادہ مرزا محمود احمد بھی ساتھ تھے چھوٹے عمر تھی ایک مسواک کسی نے ان کو بھی دے دی انہوں نے ایک دو دفعہ حضور کو بھی کہا کہ ابا مسواک لے لیں مگر حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا میاں! پہلے ہمیں یہ تو بتاؤ کہ "کس کی اجازت سے مسواک لی گئی ہیں" سنتے ہی سب نے مسواکیں زمین پر گرا دی یہ واقعی ایک انوکھا انداز دلکشی لیے ہوئے ہے اور اس لائق ہے کہ اصولِ تربیت کے مضمون میں سے سنہری حروف میں رقم کیا جائے گا۔ سڑک پر گرے ہوئے کیکر کے درخت سے چند مسواک کاٹ لینا کوئی ایسا اخلاقی جرم نہیں کہ

اسے چوری کی حدود میں داخل سمجھا جائے .... دراصل آپؑ کی تربیت کا انداز بالکل منفرد تھا اور نہایت دلکش تھا۔

آیئے! آج رمضان کے مبارک مہینہ میں جہاں ہم اپنی اپنی آل اولاد کے لئے اپنے آقا حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ دعاؤں کو دہرائیں گے وہاں اُن کی تعلیم و تربیت کے لئے بھی وہی اصول وضوابط اپنائیں گے جن پہ حضورؑ نے قائم رہ کر اپنی اَولاد کی تعلیم و تربیت کی۔

اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولا کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

﴿32﴾ ﴿مشاہدات۔335﴾

حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی

وَلَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُنَاۤ اِبۡرٰهِيۡمَ بِالۡبُشۡرٰى قَالُوۡا سَلٰمًا ‌ؕ قَالَ سَلٰمٌ‌ فَمَا لَبِثَ اَنۡ جَآءَ بِعِجۡلٍ حَنِيۡذٍ

(ھود:70)

ترجمہ: اور ہمارے فرستادے یقیناً ابراہیم کے پاس خوشخبری لائے تھے اور کہا تھا کہ ہماری طرف سے آپ کو سلام ہو۔ اُس نے کہا کہ تمہارے لئے بھی ہمیشہ کی سلامتی ہو اور پھر وہ جلدی سے ایک بُھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔

مہماں جو کر کے اُلفت آئے بصد محبت
دل کو ہوئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت
پر دل کو پہنچے غم جب، یاد آئے وقتِ رخصت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

معزز سامعین! آج مجھے یومِ مسیح موعودؑ کی مناسبت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرتِ طیبہ کے اہم پہلو مہمان نوازی پر روشنی ڈالنی ہے۔

مہمان نوازی کا وصف ایسا مبارک وصف ہے جس کا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں حضرت ابراہیمؑ کی مہمان نوازی کے حوالے سے کیا۔ ہر نبی اور اللہ تعالیٰ کے ہر فرستادے نے اکرامِ ضیف میں اپنے اپنے جوہر دکھلائے۔ اکرامِ ضیف میں کامل خُلق کا نمونہ سب سے زیادہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پایا جاتا تھا۔ آپؐ نے اپنے صحابہؓ کو اکرامِ ضیف کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ کہ جو خدا تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ اپنے مہمان کا اِکرام کرے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمیں اس خُلق کا بہترین نمونہ آپ کے بروزِ کامل حضرت مسیح موعودؑ میں نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبل از وقت وحی الٰہی کے ذریعہ آنے والی مخلوق کی خبر دی تھی کہ لَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ کہ مخلوقِ خدا کی کثرت کی وجہ سے غصے سے اپنی گالیں نہ پھلا اور نہ ہی لوگوں کی آمد سے تنگ ہونا لہٰذا آپؑ اس پیغام کے بعد مہمانوں کے استقبال اور اِکرام کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔

آپؑ کی والدہ محترمہ چراغ بی بی صاحبہ خاص طور پر مہمان نوازی کے لئے مشہور تھیں۔ اُن کے دل میں مہمان نوازی کے لئے نہایت جوش اور وسعت تھی۔ اگر چار آدمیوں کے کھانے کی اطلاع ملتی تو آٹھ سے زائد آدمیوں کا کھانا بھیجا جاتا۔ مہمانوں کے آنے سے اُنہیں دلی خوشی ہوتی تھی۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شِیرِ مادر کے ساتھ ہی مہمان نوازی کے خلق کو جزوِ بدن بنایا تھا۔ جب سے آپؑ نے آنکھ کھولی اس خوبی کو دیکھا اور سیکھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مسیح کا درجہ دیا تو جو قوتیں آپؑ میں بطور بیج کے تھیں ایک بڑے تناور درخت کی صورت میں نمودار ہوئیں اور آپ علیہ السلام نے اسلام اور اپنے سلسلہ کے کاموں کی کامیابی کے لئے جن پانچ بنیادی شاخوں کا اعلان فرمایا اُن میں سے ایک شاخ مہمان نوازی کو قرار دیا ہے۔ (فتح اسلام)

سامعین! آپؑ کے متعلق لکھا ہے کہ آپؑ کی طبیعت نہایت درجہ مہمان نواز تھی۔ جو لوگ جلسہ کے موقعہ پر یا دوسرے موقعوں پر قادیان آتے تھے خواہ وہ احمدی ہوں یا غیر احمدی وہ آپؑ کی محبت اور مہمان نوازی سے پورا پورا حصہ پاتے تھے اور آپؑ کو ان کے آرام و آسائش کا از حد خیال رہتا تھا۔ ہر مہمان کو ایک عزیز کے طور پر ملتے تھے اور اس کی خدمت اور مہمان نوازی سے دلی خوشی محسوس کرتے تھے۔ آپؑ ہمیشہ مسکراتے چہرے کے ساتھ ملتے، مصافحہ کرتے، خیریت پوچھتے، عزت کے ساتھ بٹھاتے۔ گرمی کا موسم ہوتا تو شربت بنا کر پیش کرتے، سردیاں ہوتیں تو چائے، دودھ وغیرہ تیار کرواتے، رہائش کی جگہ کا انتظام کرتے، کھانے وغیرہ کے متعلق منتظمین کو خود بلا کر ہدایت اور تاکید فرماتے کہ مہمان کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔ آئیں! آپؑ کی اِس حوالے سے سیرت کے چند واقعات سے محظوظ ہوں۔

سامعین! حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ خاکسار 1907ء میں جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لیے قادیان حاضر ہوا ایک رات مَیں نے کھانا نہ کھایا تھا اور اس طرح چند اور مہمان بھی تھے جنہوں نے کھانا نہ کھایا تھا اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوْا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَ۔ منتظمین نے حضورؑ کے بتلانے پر مہمانوں کو کھانا کھانے کے لیے جگایا۔ خاکسار نے بھی ان مہمانوں کے ساتھ بوقت تقریباً ساڑھے گیارہ بجے لنگر میں جا کر کھانا کھایا۔ اگلے روز خاکسار نے یہ نظارہ دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دن کے قریباً دس بجے مسجد مبارک کے چھوٹے زینے کے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے اور حضورؑ کے سامنے حضرت مولوی نورالدین خلیفہ اولؓ کھڑے ہوئے تھے اور بعض اور اصحاب بھی تھے اس وقت حضورؑ کو جلال کے ساتھ یہ فرماتے ہوئے سنا کہ انتظام کے نقص کی وجہ سے رات کو کئی مہمان بھوکے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ الہام کیا یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوْا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَ۔

(سیرت المہدی حصہ چہارم روایت 1176)

اپنے بچوں کے مر جانے سے زیادہ مہمانوں کی تکلیف

ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کے گھر سے ملحقہ حصے میں ایک بوڑھی عورت مائی تابی رہتی تھی اس کے متعلق حضورؑ کو رپورٹ ہوئی کہ وہ مہمانوں کو تنگ کرتی ہے۔ آپؑ نے فوراً مائی تابی کو بلایا اور فرمایا تم مہمانوں کو تکلیف دیتی ہو۔ تمہاری اس حرکت سے مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے اس قدر تکلیف کہ اگر خدانخواستہ میرے چاروں بچے مر جاتے تو مجھے اتنی تکلیف نہ ہوتی جتنی مہمانوں کو تکلیف دینے سے پہنچی ہے۔

(سیرت المہدی حصہ پنجم روایت 1322)

شدید سردی میں اپنا لحاف مہمانوں کو دے دیا

سامعین! ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر بہت سے آدمی جمع تھے جن کے پاس کوئی پارچہ سرمائی نہ تھا۔ ایک شخص نبی بخش نمبردار ساکن بٹالہ نے اندر سے لحاف بچھونے منگانے شروع کیے اور مہمانوں کو دیتا رہا۔ معلوم ہوا کہ اُس نے آپؑ کا بستر بھی تقسیم کر دیا اور حضورؑ بغلوں میں ہاتھ دبائے بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ مہمانوں

کو تکلیف نہیں ہونی چاہئے اور ہمارا کیا ہے رات گزر ہی جائے گی۔ جب کسی بستر کا انتظام کیا گیا تو فرمایا۔ کسی اور مہمان کو دے دو مجھے تو اکثر نیند بھی نہیں آیا کرتی۔

(سیرت المہدی حصہ چہارم 1118)

مہمان کو اپنا بستر دینے کا ایک اور واقعہ

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ ایک دفعہ لاہور سے حضورؑ کی ملاقات کے لیے آئے اور حضرت کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ حضورؑ! رات کو سردی لگنے کا اندیشہ ہے۔ حضورؑ مہربانی کر کے کوئی کپڑا عنایت فرماویں۔ حضرت صاحبؑ نے ایک ہلکی رضائی اور ایک دھسا ارسال فرمایا اور ساتھ ہی پیغام بھیجا کہ رضائی محمود کی ہے اور دھسا میرا ہے آپ ان میں سے جو پسند کریں رکھ لیں اور چاہیں تو دونوں رکھ لیں۔ مَیں نے رضائی رکھ لی اور دھسا واپس بھیج دیا نیز مفتی صاحب نے بیان کیا کہ جب مَیں قادیان سے واپس لاہور جایا کرتا تھا تو حضورؑ اندر سے میرے لیے ساتھ لے جانے کے واسطے کھانا بھجوایا کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ جب میں شام کے قریب قادیان سے آنے لگا تو حضرت صاحبؑ نے اندر سے میرے واسطے کھانا منگوایا جو خادم کھانا لایا وہ یونہی کھلا کھانا لے آیا۔ حضرت صاحبؑ نے اس سے فرمایا کہ مفتی صاحب یہ کھانا کس طرح ساتھ لے جائیں گے؟ کوئی رومال بھی تو ساتھ لانا تھا جس میں کھانا باندھ دیا جاتا اچھا میں کچھ انتظام کرتا ہوں اور پھر آپؑ نے اپنے سر کی پگڑی کا ایک کنارہ کاٹ کر اس میں وہ کھانا باندھ دیا"

(سیرت المہدی حصہ دوم روایت 433)

مہمان حضورؑ کے بال بچے ہیں

ایک عورت حج کر کے حضور علیہ السلام کے گھر آئی وہ اُس وقت پہنچی جب کے حضورؑ کا تمام کنبہ کھانا کھا چکا تھا۔ حضورؑ تھوڑی دیر بعد حجرے سے باہر نکلے اور کہا کہ تم نے کھانا کھالیا ہے کہ نہیں؟ اس نے کہا 'نہیں' حضور علیہ السلام گھر والوں کو خفا ہو کر کہنے لگے کہ تم نے اس کو کھانا نہیں کھلایا۔ یہی تو میرے بال بچے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے خود کھانا منگوا کر اسے کھلایا۔

(سیرت المہدی حصہ پنجم روایت 1298)

مہمانوں کے بچوں کو اپنے بچوں پر ترجیح

ایک دفعہ بارش سخت ہو رہی تھی اور لنگر سے میاں نجم الدین صاحب نے کھانا حضورؑ اور آپؑ کے بچوں کے واسطے بھجوایا کہ بچے سو نہ جائیں باقی کھانا بعد میں بھجوادیں گے حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ ”شاہ جی کے بچوں کو کھانا بھجوا دیا ہے یا نہیں؟“ جواب ملا ’نہیں‘۔ حضورؑ نے کھانا پہلے شاہ جی کے بچوں کو بھجوایا اور فرمایا ہمارے بچے بعد میں کھالیں گے“

(سیرت المہدی حصہ پنجم روایت 1505)

مہمانوں کو ان کی پسند کے مطابق کھانا

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلویؓ کی روایت ہے کہ ”مَیں قادیان میں مسجد مبارک سے ملحقہ کمرے میں ٹھہرا کرتا تھا میں ایک دفعہ سحری کھا رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لے آئے دیکھ کر فرمایا آپ دال سے روٹی کھاتے ہیں؟ اور اسی وقت منتظم کو بلوایا اور فرمانے لگے کہ آپ سحری کے وقت دوستوں کو ایسا کھانا دیتے ہیں؟ یہاں ہمارے جس قدر احباب ہیں وہ سفر میں نہیں۔ ہر ایک سے معلوم کرو کہ ان کو کیا کیا کھانے کی عادت ہے اور وہ سحری کو کیا کیا چیز پسند کرتے ہیں ویسا ہی کھانا ان کے لیے تیار کیا جائے پھر منتظم میرے لئے اور کھانا لایا مگر میں کھانا کھا چکا تھا اور اذان بھی ہو گئی تھی حضورؑ نے فرمایا کھالو اذان جلدی دے دی گئی ہے اس کا خیال نہ کرو“

(سیرت المہدی حصہ چہارم 1163)

سحری میں مہمانوں کی خدمت

سامعین! حضرت شیخ کرم الٰہی صاحبؓ پٹیالوی کی روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ رمضان گزارنے جو کہ سردیوں میں آیا تھا قادیان آئے اور مسجد مبارک سے متصل کمرے میں رہائش مل گئی حضور علیہ السلام اسی کمرہ میں سے گزر کر نماز کے لیے تشریف لاتے تھے آپ روایت کرتے ہیں کہ ”ایک دفعہ سحری کے وقت دروازہ کھلا خاکسار سامنے بیٹھا تھا یہ دیکھ کر کہ حضرت صاحبؑ دروازہ میں کھڑے ہیں تعظیماً کھڑا ہو گیا حضورؑ نے اشارے سے اپنی طرف بلایا میں جب آگے بڑھا تو دیکھا کہ حضورؑ کے دونوں ہاتھوں میں دو چینی کے پیالے ہیں جن میں کھیر تھی حضورؑ نے وہ دونوں پیالے خاکسار کو دیتے ہوئے فرمایا کہ جن احباب کے نام ان پر لکھے ہوئے ہیں دیکھ کر ان کو پہنچا دو میں نے وہ حکیم صاحب (مراد حکیم فضل الدین صاحب

بھیرویؓ) کے پیش کیے انہوں نے مسجد میں سے کسی کو طلب کر کے وہ پہلے ان احباب کو پہنچا دیے جن کے نام سیاہی سے لکھے ہوئے تھے اس کے بعد پھر دروازہ کھلا پھر حضرت صاحب دو پیالے پکڑا گئے وہ بھی جن کے نام کے تھے ان کو پہنچا دیے گئے اس طرح حضرت صاحبؑ خود دس گیارہ دفعہ پیالے لاتے رہے اور ہم ان اشخاص کو مہمان خانہ میں پہنچاتے رہے آخری دفعہ میں جو دو پیالے حضورؑ نے دیے ان میں سے ایک پر حکیم صاحب کا نام اور دوسرے پر میرا نام تحریر تھا حکیم صاحب نے کھیر کھا کر کہا کہ آج تو مسیح کا من و سلویٰ اتر آیا"

(سیرت المہدی حصہ چہارم روایت 1088)

غریب مہمان کی دلجوئی

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک کی دوسری چھت پر مع چند احباب کھانا کھانے کے لئے تشریف فرما تھے۔ ایک احمدی میاں نظام الدین ساکن لدھیانہ جو بہت غریب آدمی تھے اور ان کے کپڑے بھی دریدہ تھے حضورؑ سے چار پانچ آدمیوں کے فاصلے پر بیٹھے تھے اتنے میں کئی دیگر اشخاص آتے گئے اور حضورؑ کے قریب بیٹھتے گئے جس کی وجہ سے میاں نظام الدین کو پرے ہٹنا پڑتا رہا حتّٰی کہ وہ جوتیوں کی جگہ تک پہنچ گئے اتنے میں کھانا آیا تو حضورؑ نے ایک سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں اٹھالیں اور میاں نظام الدین کو مخاطب کر کے فرمایا۔ آؤ! میاں نظام الدین! آپ اور ہم اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں اور یہ فرما کر مسجد کے صحن کے ساتھ جو کوٹھڑی ہے اس میں تشریف لے گئے اور حضورؑ نے اور میاں نظام الدین نے کوٹھری کے اندر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا اور کوئی اندر نہ گیا جو لوگ قریب آکر بیٹھ گئے تھے ان کے چہروں پر شرمندگی ظاہر تھی۔

(سیرت المہدی حصہ چہارم روایت 1067)

ناراض مہمانوں کو منا کر واپس لانا

سامعین! ایک اور دلچسپ اور ایمان افروز واقعہ سنئے۔ ایک دفعہ دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے اور مہمان خانہ میں آکر انہوں نے خادمان مہمان خانہ سے کہا کہ ہمارے بستر اُتارے جائیں اور سامان لایا جائے چارپائی بچھائی جائے خادمان نے کہا کہ آپ خود اپنا اسباب اُتروائیں چارپائیاں بھی مل جائیں گی دونوں مہمان اس بات پر رنجیدہ ہو گئے اور فوراً یکہ میں سوار ہو کر واپس روانہ ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ

السلام کو اس واقعہ کا علم ہوا تو نہایت جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا مشکل ہو گیا حضورؑ ان کے پیچھے نہایت تیز قدم چل پڑے چند خدام بھی ہمراہ تھے۔ نہر کے قریب پہنچ کر ان کا یکہ مل گیا اور حضورؑ کو آتا دیکھ کر وہ یکہ سے اتر پڑے اور حضورؑ نے انہیں واپس چلنے کے لئے فرمایا کہ آپ کے واپس ہونے کا مجھے بہت درد پہنچا چنانچہ وہ واپس آئے۔ حضورؑ نے یکہ میں سوار ہونے کے لئے انہیں فرمایا کہ میں ساتھ ساتھ چلتا ہوں مگر وہ شرمندہ تھے اور وہ سوار نہ ہوئے اس کے بعد مہمان خانہ میں پہنچے حضورؑ نے خود ان کے بستر اتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر خدام نے اتار لیا۔ حضورؑ نے اسی وقت دو نواڑی پلنگ منگوائے اور ان پر ان کے بستر کروائے اور ان سے پوچھا کہ آپ کیا کھائیں گے اور خود ہی فرمایا کیونکہ اس طرف چاول کھائے جاتے ہیں اور رات کو دودھ کے لئے پوچھا۔ غرض یہ کہ ان کی تمام ضروریات اپنے سامنے پیش فرمائیں اور جب تک کھانا آیا وہیں ٹھہرے رہے اس کے بعد حضورؑ نے فرمایا کہ ایک شخص جو اتنی دور سے آتا ہے راستے کی تکالیف اور صعوبتیں برداشت کرتا ہوا یہاں پہنچ کر سمجھتا ہے کہ اب میں منزل پر پہنچ گیا اگر یہاں آکر بھی اس کو وہی تکلیف ہو تو یقیناً اس کی دل شکنی ہوگی۔ ہمارے دوستوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیے اس کے بعد جب تک وہ مہمان ٹھہرے رہے حضورؑ کا یہ معمول تھا کہ روزانہ ایک گھنٹے کے قریب ان کے پاس آکر بیٹھتے اور تقریر وغیرہ فرماتے جب وہ واپس ہوئے تو صبح کا وقت تھا حضورؑ نے دو گلاس دودھ کے منگوائے اور انہیں فرمایا یہ پی لیجئے اور نہر تک انہیں چھوڑنے کے لئے ساتھ گئے۔ راستہ میں گھڑی گھڑی ان سے فرماتے رہے کہ آپ تو مسافر ہیں آپ یکہ میں سوار ہو لیں مگر وہ سوار نہ ہوئے نہر پر پہنچ کر انہیں سوار کرا کے حضورؑ واپس تشریف لائے“

(سیرت المہدی حصہ چہارم روایت 1068)

تم کو بُرا بھلا نہیں، وہ مجھ کو کہا ہے

سامعین! استانی رحمت النساء بیگم صاحبہ اپنے خاوند اور بچوں کے ساتھ موسمی تعطیلات میں قادیان آئیں حضور علیہ السلام کے گھر کی دو نوکرانیاں ان کے بچوں سے تنگ آکر ان کو اور ان کے بچوں کو برا بھلا کہتی تھیں بالآخر انہوں نے حضورؑ کو ان کی شکایت لگائی تو آپؑ نے محبت آمیز لہجہ میں جو باپ کو بیٹی سے ہوتی ہے بلکہ اس سے زیادہ محبت کے ساتھ فرمایا ’تم ان کی باتوں سے غم نہ کرو‘ انہوں نے جو تم کو برا بھلا کہا ہے وہ تم کو نہیں مجھ کو کہا ہے۔ پھر آپؑ نے ان عورتوں کو خوب ڈانٹا اور ان میں سے ایک کو تو فوراً نکل جانے کا حکم

دیا اور دوسری کو خوب ڈانٹا اور فرمایا کیا میرے مہمان جو اتنی گرمی میں اپنے گھروں کو چھوڑ کر اپنے آراموں کو چھوڑ کر یہاں آئے ہیں تم ان کو برا بھلا کہتی ہو کیا وہ صرف لنگر کی روٹیاں کھانے آتے ہیں؟ اور میرے متعلق کہا کہ اس لڑکی کو آئندہ کچھ تکلیف نہ ہو"

(سیرت المہدی حصہ پنجم روایت 1506)

مہمانوں کی مالی امداد

محترمہ صفیہ بیگم بنت مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لدھیانوی روایت کرتی ہیں کہ ایک دفعہ جناب والد صاحب کہیں باہر دورہ تبلیغ کے لیے گئے ہوئے تھے پیچھے سے مصلحت کی وجہ سے منتظموں نے لنگر خانے کا یہ انتظام کیا کہ جو مہمان آویں صرف ان کو تین دن تک کا کھانا ملا کرے باقی گھروں کا بند کر دیا ہمیں بھی لنگر خانہ سے دونوں وقت روٹی آتی تھی جب بند ہو گئی تو نہ آئی۔ ہم سب بہن بھائی ایک دن رات بھوکے رہے۔ کسی کو نہ بتایا۔ دوسرے دن ان سب کو بہت بھوک لگی ہوئی تھی کہ حضرت صاحب نے دور کابیاں کھیر اور دو پیالے گوشت کے ان کے گھر بھیجے۔ جب وہ برتن واپس کرنے گئیں تو حضرتؑ صاحب نے فرمایا "صفیہ کل کیوں نہیں آئی؟ میں نے کہا کل ہم کو لنگر سے کھانا نہیں آیا تھا اس لئے ہم سب گھر ہی رہے ہیں آپؑ نے افسوس والی صورت سے فرمایا کہ کل تم سب بھوکے رہے کیا تمہیں لنگر خانہ سے روٹی آتی تھی؟ بہت افسوس فرمایا اور کہا کہ آج جو مجھے کھانا آیا تھا میں نے تمہارے گھر بھیج دیا مجھے یہ علم نہ تھا کہ تم کو کل سے کھانا نہیں ملا پھر مجھے دس روپے دیے اور فرمایا کہ نیچے کوٹھی میں جتنے دانے گندم کے ہیں گھر لے جاؤ اور خرچ کرو۔ جب تک حضرت مولوی صاحب نہیں آتے مجھے خرچ کے لیے بتایا کرو۔

(سیرت المہدی حصہ پنجم روایت 1563)

مومن کا کبھی دیوالہ نہیں نکلتا

ایک دفعہ 1903ء کے جلسہ سالانہ قادیان میں کثرت سے مہمان آگئے حضرت میر ناصر نواب صاحب جو اس وقت لنگر خانہ کے افسر اعلیٰ تھے آئے اور فرمایا "حضرت مہمان تو کثرت سے آگئے ہیں معلوم ہوتا ہے اب کے دیوالہ نکل جائے گا حضور علیہ السلام کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور لیٹے لیٹے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا میر صاحب! آپ نے یہ کیا کہا آپ کو نہیں معلوم کہ مومن کا کبھی دیوالہ نہیں نکلتا جو آتا ہے وہ

اپنی قسمت ساتھ لاتا ہے جب جاتا ہے تو برکت چھوڑ کر جاتا ہے یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ دیوالہ نکل جائے گا پھر ایسی بات نہ کریں"

(سیرت المہدی حصہ پنجم روایت 1288)

سامعین! حضور کے ایک صحابی سیٹھی غلام نبی صاحب روایت کرتے ہیں کہ میں حضور اقدس سے ملاقات کے لئے چکوال سے قادیان آیا۔ ان دنوں شدید سردی تھی اور بارش بھی ہو رہی تھی رات کو میں کھانا کھا کر سو گیا اور آدھی رات گزر چکی تھی کسی نے میرے دروازے پر دستک دی میں نے اُٹھ کر دروازہ کھولا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ ایک ہاتھ میں گرما گرم دودھ اور دوسرے ہاتھ میں لالٹین لیے کھڑے ہیں اور مجھے بڑی محبت اور شفقت سے فرمایا کہ کہیں سے دودھ آ گیا تھا مگر دیر سے آیا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ آپ کو رات میں دودھ پینے کی عادت ہو گی یہ پی لیں۔ آپ ساری زندگی یہ واقعہ بیان کرتے تھے اور آنسوؤں سے تر ہو جاتے تھے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے بڑے بھائی مولانا ابوالنصر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی کے تعلق میں ایک روایت بیان کرتے ہیں جو انہوں نے 1905ء میں اخبار وکیل امرتسر انڈیا میں چھپوائی۔ مولانا صاحب علم دوست زیرک اور سمجھدار اور سُلجھے ہوئے بزرگ تھے۔ 1905ء میں جب قادیان آئے تو حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کی اور ان کی صحبت میں رہے اور مہمان رہنے کے بعد قادیان سے واپس اپنے شہر آئے تو اخبار وکیل میں ایک مضمون "حضور سے ملاقات اور مہمان نوازی" کے بارے میں شائع کروایا۔

مولانا صاحب روایت کرتے ہیں: میں نے کیا دیکھا! قادیان کی بستی دیکھی! اور جناب مرزا صاحب مسیح موعودؑ سے ملاقات کی اور ان کا مہمان رہا۔ جناب مرزا صاحب قادیانی کے اخلاق عالی اور توجہ کا مجھے شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ حضرت مرزا صاحب کی صورت نہایت ہی شاندار ہے جس کا اثر بہت قوی اور دل کو فریفتہ کر لیتا ہے۔ آنکھوں میں خاص طرح کی چمک اور کیفیت ہے۔ مزاج بہت ٹھنڈا مگر دلوں کو گرمانے والا ہے۔ آپ کے مریدوں میں بڑی عقیدت اور بڑا اخلاص دیکھا۔ حضرت مرزا صاحب کی وسیع اخلاقی کا یہ ادنیٰ نمونہ ہے کہ اثنائے قیام اور مہمان نوازی کی متواتر نوازشوں پر بایں الفاظ مجھے مشکور ہونے کا موقع دیا

کہ ہم آپ کو اس وعدہ پر جانے کی اجازت دیتے ہیں کہ آپ پھر آئیں اور کم از کم دو ہفتہ قیام کریں۔ مَیں جس شوق کو لے کر گیا تھا اسے ساتھ لایا اور شاید وہی شوق مجھے دوبارہ قادیان لے جائے۔

سامعین! منشی عبد الحق صاحب ایک زمانہ میں عیسائی ہو گئے تھے اور لاہور مشن کالج میں بی۔اے کلاس میں پڑھتے تھے۔ اُنہوں نے الحکم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تحریرات پڑھ کر آپ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ اسلام کی حقانیت اور صداقت کو عملی رنگ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُنہیں لکھ بھیجا کہ وہ کم از کم دو ماہ کے لئے قادیان آ جائیں۔ جب منشی صاحب قادیان پہنچے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت ناساز تھی مگر اس کے باوجود آپ اُن کے استقبال کے لئے باہر تشریف لائے اور پوری تبلیغ فرمائی اور آخر میں منشی صاحب سے فرمایا:

”آپ ہمارے مہمان ہیں اور مہمان وہی آرام پا سکتا ہے جو بے تکلّف ہو۔ پس آپ کو چاہئے کہ جس چیز کی ضرورت ہو مجھے بے تکلف کہہ دیں۔“

پھر جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

”دیکھو! یہ ہمارے مہمان ہیں اور تم میں سے ہر ایک کو مناسب ہے کہ ان سے پورے اخلاق سے پیش آوے اور کوشش کرتے رہو کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔“

(الحکم 31/ جنوری 1902ء صفحہ 3-4 کالم 2)

آپؑ مہمانوں کو بھی کثرت سے فرماتے تھے کہ:

”آپ مہمان ہیں آپ کو جس چیز کی تکلیف ہو مجھے بے تکلّف کہیں کیونکہ مَیں تو اندر رہتا ہوں اور نہیں معلوم ہوتا کہ کس کو کیا ضرورت ہے۔ آجکل مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے بعض اوقات خادم بھی غفلت کر سکتے ہیں۔ آپ اگر زبانی کہنا پسند نہ کریں تو مجھے لکھ کر بھیج دیا کریں۔ مہمان نوازی تو میرا فرض ہے۔“

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 142)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے جذبہ مہمان نوازی کے متعلق فرماتے ہیں۔

”جو شخص ایسا خیال کرتا ہے کہ آنے میں اُس پر بوجھ پڑتا ہے یا ایسا سمجھتا ہے کہ یہاں ٹھہرنے میں ہم پر بوجھ ہو گا اُسے ڈرنا چاہئے کہ وہ شرک میں مبتلا ہے۔ ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ اگر سارا جہاں ہمارا عیال

ہو جائے تو ہماری مہمات کا متکفّل خدا تعالیٰ ہے ہم پر ذرا بھی بوجھ نہیں۔ ہمیں تو دوستوں کے وجود سے بڑی راحت پہنچتی ہے۔ یہ وسوسہ ہے جسے دلوں سے دور پھینکنا چاہئے۔ میں نے بعض کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر کیوں حضرت صاحب کو تکلیف دیں۔ ہم تو نکمے ہیں۔ یوں ہی روٹی بیٹھ کر کیوں توڑا کریں۔ وہ یہ یاد رکھیں یہ شیطانی وسوسہ ہے جو شیطان نے ان کے دلوں میں ڈالا ہے کہ ان کے پیر یہاں جمنے نہ پائیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم بھی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اس عملی نمونے پر اپنی زندگیوں میں عمل پیرا ہو جائیں اور ایک سچے اور حقیقی احمدی کے طور پر اپنی زندگیاں بسر کرنے والے ہوں۔

لُفَاظَاتُ		الْمَوَائِدِ	كَانَ	أُكْلِيْ
وَ	صِرْتُ	الْيَوْمَ	مِطْعَامِ	الْأَهَالِيْ

۞۞۞۞

﴿33﴾ ﴿مشاہدات۔343﴾

حضرت مسیح موعودؑ کا بیماروں اور مریضوں سے حُسنِ سلوک

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ عَزِيْزٌ (المجادلہ:22)

اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اک عالَم دکھاتی ہے

معزز سامعین! اَلْخَلْقُ عیَالُ اللہ یعنی مخلوقِ خدا سے شفقت اور ان سے ہمدردی ایک ایسا خُلق ہے جس کے بیسیوں پہلو ہو سکتے ہیں۔ اُن میں سے ایک بیماروں اور مریضوں سے حُسنِ سلوک، اُن سے ہمدردی اور اُن کی عیادت و بیمار پُرسی ہے۔ آج مجھے ماموِر زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کے اِسی پہلو پر روشنی ڈالنے کو کہا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا بیماروں کی خبر گیری، ان کی عیادت، ان کی تکلیف دیکھ کر آپؑ کی بے چینی اور بے قراری، ان کے لئے ادویات وغیرہ کا اہتمام، ان کی خدمت گزاری کے لئے فطری جذبہ محبت سے کوشاں رہنا اور سب سے بڑھ کر اپنے شافی خدا کی بارگاہ میں ان کی شفایابی کے لئے مضطربانہ دعاؤں سے تعلق رکھتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے کیا ہی عمدہ انداز میں ایک حدیث کے مضمون کو اپنی طبیعت کے اوپر لاگو کرتے ہوئے فرمایا۔

”حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ کہے گا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا میں پیاسا تھا اور تو نے مجھے پانی نہ دیا میں بیمار تھا تم نے میری عیادت نہ کی جن لوگوں سے یہ سوال ہو گا وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! تو کب بھوکا تھا جو ہم نے کھانا نہ دیا تو کب پیاسا تھا جو پانی نہ دیا اور تو کب بیمار تھا جو تیری

عیادت نہ کی پھر خدا تعالیٰ فرمائے گا میرا فلاں بندہ جو ہے وہ ان باتوں کا محتاج تھا مگر تم نے اس کی کوئی ہمدردی نہیں کی اس کی ہمدردی میری ہی ہمدردی تھی ایسا ہی ایک اور جماعت کو کہے گا کہ شاباش! تم نے میری ہمدردی کی۔ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا وغیرہ وہ جماعت عرض کرے گی کہ اے ہمارے خدا! ہم نے کب تیرے ساتھ ایسا کیا تب اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ میرے فلاں بندہ کے ساتھ جو تم نے ہمدردی کی وہ میری ہی ہمدردی تھی۔ دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اس کے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اس کی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جس کا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں۔ حالانکہ اس کو تو کوئی تکلیف اس نے نہیں دی۔ مگر نہیں اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حسن سلوک گویا مالک کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 215-216)

سامعین! حضرت مفتی محمد صادقؓ بیان کرتے ہیں۔

”ایک دفعہ جب کہ مَیں بہت بیمار ہو گیا 1904ء کا واقعہ ہے اور میری والدہ مرحومہ بھی یہاں تشریف لائی ہوئی تھیں انہوں نے حضرت صاحبؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر میری صحت کے لئے دعا کے واسطے تحریک کی۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ہم تو ان کے لئے دعا کرتے ہی رہتے ہیں۔ آپ کو خیال ہو گا کہ صادق آپ کا بیٹا ہے اور آپ کو بہت پیارا ہے لیکن میرا دعویٰ ہے کہ وہ مجھے آپ سے زیادہ پیارا ہے۔“

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادقؓ صفحہ 325)

ایک یتیم بچہ جس کا نام فجا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چچیرے بھائی مرزا نظام الدین صاحب کے ہاں رہا کرتا تھا وہاں بعض سختیوں کو ناقابل برداشت پاکر حضرت مسیح موعودؑ کے گھر آ گیا۔ ایک مرتبہ کھولتا ہوا پانی اس کے سارے بدن پر گر گیا۔ حضرت کو اس سے شدید صدمہ پہنچا اور آپؑ ہمہ تن اس کے

علاج معالجہ میں مصروف ہو گئے روزانہ اس کے بدن پر تازہ روئی رکھی جاتی اور بڑی احتیاط کی جاتی۔ اس یتیم بچہ کے علاج میں نہ آپؑ نے اپنے وقت کا خیال کیا نہ روپے پیسے کی کچھ پرواکی۔ نہ ہی اس کی غذا اور دیکھ بھال میں کوئی کمی روا رکھی خود اپنے سامنے ہر چیز کا انتظام فرماتے اور اسے تسلی دیتے۔ اس یتیم بچہ کی بیماری میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تیمارداری اور حسن سلوک کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولوی یعقوب علی عرفانیؓ فرماتے ہیں۔

”اس وقت وہ ایک میلی کچیلی شکل کا بچہ تھا اور کسمپرسی کی حالت میں اس نے زندگی کے ابتدائی دن کاٹے تھے۔ عُرفِ عام کے لحاظ سے کسی بڑی قوم اور خاندان سے تعلق نہ رکھتا تھا ایسی مصیبت کے وقت میں جبکہ انسان اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کی علالت سے بھی اکتا جاتا ہے آپؑ ایک لمبے عرصہ تک اس کی تیمارداری میں مصروف رہے اور نہ صرف خود بلکہ سب گھر والوں کو اس کے متعلق خاص طور پر ہدایات تھیں۔ اس کے آرام اور علاج میں کوئی کمی نہ کی جاوے یتیم پروری اور تیمارداری کی یہ بہترین مثال ہے“

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 288-289)

سامعین! حضرت مولوی عبد الکریم سیالکوٹیؓ اپنا ایک چشم دید واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔

”ایک دفعہ بہت سی گنوار عورتیں بچوں کو لے کر دکھانے آئیں اتنے میں اندر سے بھی چند خدمتگار عورتیں شربتِ شیرہ کے لئے برتن ہاتھوں میں لئے آنکلیں اور آپؑ کو دینی ضرورت کے لئے ایک بڑا اہم مضمون لکھنا تھا اور جلد لکھنا تھا۔ مَیں بھی اتفاقاً جانکلا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت کمربستہ اور مستعد کھڑے ہیں جیسے کوئی یورپین اپنی دنیاوی ڈیوٹی پر چست اور ہوشیار کھڑا ہوتا ہے اور پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو کوئی عرق دے رہے ہیں اور کوئی تین گھنٹے تک یہی بازار لگا رہا۔ فراغت کے بعد مَیں نے عرض کیا۔ حضرت! یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اِس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع جاتا ہے۔ اللہ اللہ! کس نشاط اور طمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں کہ یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے یہ مسکین لوگ ہیں۔ یہاں کوئی ہسپتال نہیں مَیں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی

اور یونانی دوائیں منگوا کر رکھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آجاتی ہیں اور فرمایا۔ یہ بڑے ثواب کا کام ہے مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہ ہونا چاہئے۔"

(سیرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹیؓ)

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے فارسی منظوم کلام میں اِس جذبہ کا اظہار یوں فرمایا ہے۔

ترجمہ: میری جان اور میرا دل ان لوگوں کی فکر میں اس قدر مستغرق ہے کہ نہ تو مجھے اپنے دل کی خبر ہے اور نہ اپنی جان کا کچھ ہوش ہے۔ میری خوشی تو اسی بات میں ہے کہ اپنے دل میں مخلوق خدا کے لئے غم رکھتا ہوں اور اس غم کی وجہ سے میرے دل سے جو آہ نکلتی ہے فقط اسی میں گم ہوں میرا مقصود اور میری خواہش وتمنا تو بس یہ خدمتِ خلق ہی ہے یہی میرا کام، یہی میری ذمہ داری اور یہی میرا فریضہ ہے۔

سامعین! حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ جب کاربنکل کے نتیجہ میں سخت بیمار ہوئے تو حضرت اقدسؑ بے چین ہوگئے دن رات مولوی صاحبؓ کے لئے خدا تعالیٰ سے دعاؤں میں صرف کر دیئے۔ ایک روز فرمایا "مَیں نے بہت دعا کی ہے اس قدر دعا کی ہے اگر تقدیر مبرم نہیں تو ان شاءاللہ بہت مفید ہو گی۔"

پھر فرمایا: "میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کبھی اس قسم کا اضطراب اور فکر میں نے اپنی اولاد کے لئے بھی نہیں کیا۔"

ایک روز فرمایا کہ "میں نے ہر چند چاہا کہ دو چار منٹ کے لئے ہی سو جاؤں مگر میں نہیں جانتا کہ نیند کہاں چلی گئی۔" بعض خدام نے عرض کیا حضور اس وقت جا کر آرام کر لیں تو فرمایا۔ "اپنے اختیار میں تو نہیں۔ مَیں کیونکر آرام کر سکتا ہوں جبکہ میرے دروازہ پر ہائے ہائے کی آواز آتی ہے۔ مَیں تو اس قلق اور کرب کو جو مولوی صاحب کو ہے دیکھ بھی نہیں سکتا۔"

حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مولوی صاحبؓ کی بیماری میں ان کے لئے ہمہ وقت دعاؤں کے ساتھ ساتھ ان کے علاج معالجہ اور خوراک و غذا کا بہترین انتظام فرمایا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ اور دو دیگر ڈاکٹرز ہمہ وقت موجود رہتے اور بوقتِ ضرورت دیگر ڈاکٹرز بیرون قادیان سے بھی مشورہ کے لئے بلائے گئے۔

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بیان کرتے ہیں۔

”حضرت اقدس مرزا صاحبؑ نے اس عزیز بیمار کی تیمارداری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مولوی صاحبؓ جس چیز کے کھانے کی خواہش ظاہر کرتے حضرت اقدسؑ فوراً آدمی بھیج کر لاہور یا امرتسر سے منگوادیتے یا اگر یہ خاکسار یا خلیفہ صاحب یا مولوی نورالدین صاحبؓ کسی دوائی یا خاص غذا کے لئے عرض کرتے یا حضرت اقدسؑ ان کے لئے کوئی چیز تجویز کرتے تو فوراً امرتسر یا لاہور سے منگوا لیتے۔“

(الحکم 10 فروری 1906ء)

سامعین! حضرت مسیح موعودؑ کے ایک اور مخلص صحابی حضرت مفتی فضل الرحمانؓ 1897ء میں ٹائیفائیڈ سے سخت بیمار ہوگئے۔ حضرت اقدسؑ ہر روز انہیں دیکھنے ان کے گھر تشریف لے جاتے خود بھی علاج فرماتے اور حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کو بھی تاکید فرمائی۔ ایک روز مفتی صاحبؓ کی طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی حضرت مولوی صاحبؓ دیکھنے کے لئے تشریف لائے دیکھ کر وہاں موجود مولوی قطب الدین صاحبؓ سے فرمایا کہ ”آج حالت نازک ہے امید نہیں کہ صبح تک جانبر ہو۔“ حضرت مفتی صاحبؓ کی خوش دامن نے بھی یہ الفاظ سن لئے وہ پریشانی کے عالم میں حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہوگئیں اور مفتی صاحبؓ کی حالت بیان کی۔ آپؑ نے فرمایا۔ مَیں ایک ضروری مضمون لکھ رہا ہوں آپ مولوی صاحبؓ کے پاس جاکر میری طرف سے تاکید کریں۔ انہوں نے عرض کیا کہ مولوی صاحبؓ تو حالت نازک کا فرما گئے ہیں۔ اس پر فرمایا ”ہیں؟ مَیں نے تو ابھی اس سے بہت کام لینا ہے۔“ مضمون کو وہیں چھوڑ دیا اور دیکھنے تشریف لے گئے دیکھ کر فرمایا ”بہت اچھا! مَیں چل کر دعا کرتا ہوں۔“

رات بارہ بجے کے قریب حضرت مفتی صاحبؓ کو لگاتار تین مرتبہ اجابت ہوئی اور آپؓ کی آنکھیں کھل گئیں اور طبیعت سنبھل گئی۔ جب فجر کی نماز کے لئے حضرت اقدسؑ تشریف لائے تو مولوی عبدالکریم صاحبؓ سے فرمایا کہ بارہ بجے کے قریب میرے دل میں ڈالا گیا کہ اب آرام ہوگیا ہے چنانچہ آپؑ نے ایک دوست کو بھیجا کہ معلوم کرکے آئے کہ آرام کے کیا معنی ہیں جب وہ واپس آئے اور بتایا کہ اب طبیعت بہتر ہے تو اس کے بعد نماز فجر ادا کی۔

(سیرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانیؓ)

سامعین! حضرت منشی ظفر احمدؓ بیان کرتے ہیں کہ

”ایک دن مسجد اقصیٰ میں آپؑ تقریر فرمارہے تھے کہ میرے دردِ گردہ شروع ہوگیا اور باوجود بہت برداشت کرنے کی کوشش کے مَیں برداشت نہ کرسکا اور چلا آیا۔ مَیں اس کوٹھے پر جس میں پیر سراج الحقؓ مرحوم رہتے تھے ٹھہرا ہوا تھا حضرت صاحبؑ نے تقریر میں سے ہی حضرت مولوی نورالدینؓ کو بھیجا انہوں نے درد گردہ معلوم کرکے دوا بھیجی مگر اس کا کچھ اثر نہ ہوا تکلیف بڑھتی گئی پھر حضورؑ جلدی تقریر ختم کرکے میرے پاس آگئے اور مولوی عبداللہ سنوریؓ سے جو ساتھ تھے فرمایا کہ آپ پرانے دوست ہیں منشی صاحب کے پاس ہر وقت رہیں اور حضورؑ پھر گھر سے دوالے کر آئے اور اس طرح تین دفعہ یکے بعد دیگرے دوا بدل کر خود لائے۔ تیسری دفعہ جب تشریف لائے تو فرمایا کہ زینے پر چڑھنے اترنے میں دقت ہے۔ آپ میرے پاس ہی آجائیں۔ آپ تشریف لے گئے اور مولوی عبداللہ صاحب سنوریؓ مجھے سہارا دے کر حضرت صاحبؑ کے پاس لے گئے راستہ میں دو دفعہ میں نے دعا مانگی۔ مولوی صاحبؓ پہچان گئے اور کہنے لگے تم یہ دعا مانگتے ہوگے کہ مجھے جلدی آرام نہ ہو تاکہ دیر تک حضرت صاحبؑ کے پاس ٹھہرا رہوں۔ مَیں نے کہا ہاں یہی بات ہے جب مَیں آپ کے پاس پہنچا تو آپ کھانا کھارہے تھے۔ دال، مولیاں، سرکہ اس قسم کی چیزیں تھیں جب آپؑ کھانا کھاچکے تو آپؑ کے سامنے کا کھانا ہم دونوں نے اٹھالیا اور باوجودیکہ مجھے مسہل آور دوائیں دی ہوئی تھیں اور ابھی کوئی اسہال نہیں آیا تھا۔ مَیں نے وہ چیزیں روٹی سے کھالیں اور حضورؑ نے منع نہیں فرمایا۔ چند منٹ کے بعد درد کو آرام آگیا کچھ دیر بعد ظہر کی اذان ہوگئی۔ ہم دونوں مسجد میں آپؑ کے ساتھ نماز پڑھنے آگئے فرضوں کا سلام پھیر کر حضورؑ نے میری نبض دیکھ کر فرمایا آپ کو تو اب بالکل آرام آگیا میرا بخار بھی اتر گیا تھا۔ مَیں نے کہا۔ حضور! بخار اندر ہے اس پر ہنس کر فرمانے لگے اچھا آپ اندر ہی آجایئے۔ عصر کے وقت تک میں اندر رہا بعد عصر مَیں نے خود ساتھ جانے کی جرأت نہ کی۔ مَیں بالکل تندرست ہوچکا تھا۔“

(اصحابِ احمد جلد چہارم صفحہ 167)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

”ہر ایک اپنے لئے کوشش کرتا ہے مگر انبیاء علیھم السلام دوسروں کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ لوگ سوتے ہیں اور وہ ان کے لئے جاگتے ہیں اور لوگ ہنستے ہیں اور وہ ان کے لئے روتے ہیں اور دنیا کی رہائی کے لئے ہر ایک مصیبت کو بخوشی اپنے پر وارد کر لیتے ہیں۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 117-118)

سامعین! شیخ یوسف علی نعمانی ضلع حصار کے رہنے والے اور ریاست جیند میں ملازم تھے۔ حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ کی تبلیغ سے احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی اور حضرت اقدسؑ کے عاشق و فدائی بن گئے۔ وہ بیمار ہو کر قادیان آ گئے تاکہ حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں حاصل ہوں اور تا حضرت مولوی نورالدینؓ سے علاج کا موقع میسّر آ جائے۔ حضرت پیر صاحبؓ نے مہمان خانہ میں ان کی رہائش کا انتظام کر دیا۔ اگلے روز بوقت صبح پیر صاحبؓ نے حضرت اقدسؑ سے عرض کیا کہ یوسف علی سخت بیمار ہو کر آئے ہیں اور چل پھر نہیں سکتے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ رحم کرے کہاں ٹھہرایا ہے؟ عرض کیا گیا مہمان خانہ میں۔ فرمایا ٹھہرو! ہم بھی ان سے ملنے کے لئے چلتے ہیں وہ بیمار ہیں، عیادت بھی ہو جائے گی چنانچہ آپؑ عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ سلام و دعا اور احوال پوچھنے کے بعد پیر صاحب کو ہدایت فرمائی ”ہمارے پاس کے مکان میں لے جاؤ تاکہ ہم انہیں ہر روز دیکھتے رہیں یہ جگہ دور ہے۔“ اور فرمایا ”کھانے کے واسطے اطلاع دیتے رہو جیسا کھانا چاہیں وہ تیار ہو جایا کرے اور کسی چیز کی تکلیف نہ ہو۔“ تعمیلِ ارشاد ہوئی اور پھر ہر روز باقاعدگی کے ساتھ یہ مامور زمانہ اور بارگاہ الٰہی کی طرف سے مقرر کردہ یہ شہنشاہ اپنے مرید کی عیادت کو جاتا رہا۔

سامعین! پھر پیر صاحبؓ بیان کرتے ہیں۔

”ایک روز بارہ بجے رات کے مرحوم کا اتفاقاً تنگ حال ہو گیا اور قضاء وقدر کے ماتحت موت کے آثار ہو کر جان کندن شروع ہو گئی...... مَیں مرحوم کے پاس گیا۔ دیکھا تو حالت غیر ہے اور جان کندن شروع ہے ...... مَیں سیدھا حضرت اقدس علیہ السلام کے مکان پر گیا۔ اب ساڑھے بارہ بجے ہیں۔ اِدھر مریض کا تنگ حال اُدھر دروازے بند اور سب سوتے ہیں۔ مَیں اُدھر حصہ مکان کی طرف گیا جس طرف حضرت اقدس علیہ السلام سویا کرتے یا لکھا کرتے ہیں مَیں نے ایک آواز بڑے زور سے گھبراہٹ میں دی تو پہلے جو بولے تو حضرت بولے کہ صاحبزادہ صاحب ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور! سراج الحق ہے فرمایا اس

وقت کیسے آئے؟ سراج نے عرض کیا کہ یوسف علی کی حالت غیر ہے اور قریب الموت ہے اور جان کندن شروع ہے۔ تمام جسم سرد اور نبض غیر منظم۔ کوئی صورت اچھی نہیں۔ زندگی سے قطعی مایوسی ہے۔ فرمایا شام تک تو ہم نے خبر منگائی اچھے تھے۔ اندر آؤ اور اندر ایک خادمہ سے فرمایا کہ جلدی دروازہ کھول دو ثواب ہوگا.... جب میں حسب الحکم اندر مکان میں گیا حضرت اقدسؑ نے تمام کیفیت دریافت فرمائی اور دو تین دوائیاں قیمتی جلدی جلدی لاکر اور ایک گلاس میں ڈال کر عنایت فرمائیں جس میں عنبر اشہب خالص بھی تھا اور فرمایا کہ جلدی جاؤ اور پلاؤ۔ اللہ تعالیٰ شفاء دے اور جلد ہمیں اطلاع دینا اِدھر ہم دعا کرتے ہیں..... مَیں دوا حضرت سے لے کر چلا یوسف مرحوم کو اس حالت نزع میں پلائی اور پلاتے ہی اس مرحوم نے آنکھیں کھول دیں اور کچھ ہوش و حواس درست ہوئے تو مَیں نے سارا قصہ سنایا۔ مرحوم بہت خوش ہوا پھر مَیں اپنے مکان پر چلا گیا صبح کو قبل از نماز صبح حضرت اقدس علیہ السلام نے مجھ کو مکان پر بلوایا اور فرمایا یوسف علی کا کیا حال ہے؟ صاحبزادہ صاحب! تم نے ہمیں اطلاع نہ دی۔ پیر صاحب نے عرض کیا۔ حضور! اطلاع کیا دیتا اِدھر آپؑ نے دوا دی اور اُدھر دعا شروع کی دوا کا پلانا تھا اور شفاء کا ہونا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے پوری تندرستی عود کر آئی۔ فرمایا۔ ”صاحبزادہ صاحب! جب وہ دوا لے کر تم روانہ ہوئے تو ہم کو نیند نہ آئی دعاؤں میں لگ گئے اور تمہارا خیال رہا کہ اب خبر لاتے ہوگے اور ہمارے کان آدمیوں کی طرف لگے رہے کہ کون خبر لاتا ہے۔“

(تذکرۃ المہدی از سراج الحق نعمانیؓ صفحہ 91-96)

سامعین! حضرت مفتی فضل الرحمٰنؓ کی اہلیہ بچی کی پیدائش پر مرض کزاز (Tetanus) سے بیمار ہوئیں ان دنوں بہت سے عورتیں اس مرض میں مبتلا ہو کر اگلے جہان سدھار گئی تھیں۔ مفتی صاحبؓ نے نماز مغرب کے بعد حاضر ہو کر حضورؑ سے عرض کیا کہ ان کی اہلیہ کی گردن میں درد اور کھنچاؤ ہے تو فرمایا یہ تو کزاز کا ابتدا ہے مولوی صاحب کو بتلاؤ۔ عرض کیا گیا کہ مولوی صاحبؓ نے دواحَب شفا تجویز کی ہے یہ سن کر حضورؑ خود مفتی صاحبؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ مریضہ کو دیکھا اور فرمایا ”دس رتی ہینگ دے دو اور ایک گھنٹہ کے بعد اطلاع دو۔“ مفتی صاحبؓ نے حسبِ ارشاد جا کر اطلاع دی اور عرض کیا کہ کچھ افاقہ نہیں ہوا تو فرمایا ”دس رتی کونین دیدو اور ایک گھنٹہ بعد اطلاع دو۔“ مفتی صاحبؓ نے پھر آکر عرض کیا کہ

کوئی افاقہ نہیں ہوا تو فرمایا" دس رتی مُشک دے دو۔"چونکہ یہ ایک بہت قیمتی دوا تھی اس لئے یہ مشک اپنے پاس سے دیا اور فرمایا" ایک گھنٹہ بعد اطلاع دیں۔" ایک گھنٹہ کے بعد پھر عرض کیا گیا کہ مرض بڑھ رہا ہے تو ارشاد فرمایا" دس تولہ کسٹر آئل دے دو۔"کیسٹر ائل دینے کے بعد مریضہ کو سخت قے ہوئی سانس اکھڑ گئی اور حالت نازک ہو گئی۔ مفتی صاحبؓ بھاگے ہوئے گئے۔ حضرت اقدسؑ نے پاؤں کی آہٹ سنتے ہی دروازہ کھول دیا مفتی صاحبؓ نے حالت بیان کی تو فرمایا" دنیا کے اسباب کے جتنے ہتھیار تھے وہ ہم چلا چکے ہیں اس وقت کیا وقت ہے۔"عرض کیا گیا بارہ بج چکے ہیں بڑی شان اور توکل علی اللہ کرتے ہوئے فرمایا "تم جاؤ! **میرے پاس صرف ایک دعا کا ہتھیار باقی ہے مَیں اس وقت سر اٹھاؤں گا جب وہ اچھی ہو جاوے گی۔**"عرفانی صاحبؓ لکھتے ہیں" چنانچہ مفتی صاحبؓ کا ایمان دیکھو کہ گھر میں آکر الگ کمرہ میں چارپائی ڈال کر سو رہے کہ وہ جانے اور اس کا خدا۔ مجھے اب کیا فکر ہے۔ مفتی صاحبؓ کہتے ہیں کہ جب صبح میری آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ برتنوں کو درست کر رہی ہے۔ مَیں نے پوچھا کیا حال ہے؟ کہا کہ کوئی دو گھنٹہ کے بعد آرام ہو گیا تھا۔"

(سیرت مسیح موعودؑ صفحہ 204)

سامعین! حضرت مسیح موعودؑ کی ہمدردی خلق بلا تفریقِ مذہب وملت کے تھا۔ قادیان کے ایک آریہ لالہ شرمپت تھے جو ایک مدت سے حضرتؑ کے پاس آیا کرتے تھے اور جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اسلام کی حقانیت کے کئی نشان ملاحظہ کئے تھے لیکن بُرا ہو تعصب اور عناد کا کہ جب بھی گواہی کا وقت آیا اسلام سے عناد اور دشمنی کی وجہ سے انہوں نے شہادت سے پہلو تہی کی۔ وہ ایک مرتبہ سخت بیمار ہو گئے پیٹ پر ایک پھوڑا نکل آیا جس نے نہایت تکلیف دہ صورت اختیار کر لی حضرت مسیح موعودؑ کو معلوم ہوا تو آپؑ چند دوستوں کے ہمراہ ان کے مکان پر جو نہایت تنگ و تاریک تھا ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے لالہ جی سخت گھبرائے ہوئے تھے اور انہیں اپنی موت کا یقین ہو چکا تھا حضرت صاحبؑ نے انہیں بہت تسلی دی اور فرمایا" گھبراؤ نہیں! مَیں ڈاکٹر عبد اللہ کو مقرر کر دیتا ہوں۔ وہ اچھی طرح آپ کا علاج کریں گے دوسرے روز حضرت اقدسؑ پھر ان کے گھر تشریف لے گئے اور اپنے ساتھ ڈاکٹر صاحب موصوف کو بھی لے گئے اور انہیں خاص طور پر لالہ صاحب کے علاج پر مامور کر دیا اور علاج کے

اخراجات کا بوجھ بھی ان پر نہیں پڑنے دیا۔ آپؑ روزانہ بلاناغہ ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر تشریف لے جاتے، بہت تسلی دیتے اور فرماتے فکر نہ کرو۔ مَیں دعا کرتا ہوں تم اچھے ہو جاؤ گے روزانہ عیادت کے لئے ان کے گھر جانے کا یہ سلسلہ کئی روز تک جاری رہا اور جب زخم مندمل ہونے لگا اور حالت کافی بہتر ہوگئی تب آپ وقفہ سے جانے لگے تاہم یہ سلسلہ عیادت اس وقت تک جاری رہا جب تک لالہ صاحب مکمل صحت یاب نہیں ہوگئے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 169۔170)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

"بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جبتک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ہے..... بلکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے لئے دعا کرنا یہ بھی سنت نبوی ہے ..... شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو ایک بھی ایسا نہیں۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 68)

معزز سامعین! طاعون کے دنوں میں جب ہر طرف موتا موتی تھی تو مخلوق کا سب سے زیادہ ہمدرد وجود حضرت مسیح موعودؑ رات کی تاریکیوں میں ان کی عافیت کے لئے دعائیں کرتا ہوا خدا کے حضور سربسجود رہتا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے ایک رات جب حضرت اقدسؑ کو اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعائیں کرتے سنا تو وہ بیان کرتے ہیں کہ

"اس دعا میں آپ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پتّہ پانی ہوتا تھا اور آپ اس طرح آستانہ الٰہی پر گریہ وزاری کر رہے تھے کہ جیسے کوئی عورت دردزہ سے بے قرار ہو۔ مَیں نے غور سے سنا تو آپؑ مخلوقِ خدا کے واسطے طاعون کے عذاب سے نجات کے لئے دعا فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ **الٰہی! اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہوگئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا**"

(بحوالہ سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد ایم اےؓ صفحہ 51)

حضرت اقدس علیہ السلام اگرچہ کسی کی بیماری کی خبر سن کر بنفس نفیس اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے لیکن رقیق القلب ہونے کی وجہ سے آپؑ اپنے مخلص احباب کی تکلیف کو اپنی آنکھوں سے دیکھ نہ سکتے تھے اور ان کی تکلیف کا منظر آپؑ کے لئے سراسر ناقابل برداشت ہوتا تھا بالخصوص اپنی عمر کے آخری حصہ کے ۔ اس لئے بعض اوقات عیادت کے لئے خود نہ جاسکتے تو مختلف ذرائع جیسے عزیز رشتہ داروں، اطباء اور ڈاکٹرز کے ذریعہ حال احوال معلوم کرلیتے اور مریض کو تسلی و تشفی کے پیغام بھیجتے رہتے اور خود اس مریض کے لئے خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے رہتے اور اس مریض کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعاؤں کا ذخیرہ جمع کرتے رہتے چنانچہ ایک مخلص مرید نوجوان مرزا ایوب بیگ جب بیمار ہوئے اور اسی بیماری میں ان کا انتقال ہوگیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو اس نوجوان نے خط اور پھر تار بھجوا کر حضورؑ سے "فاضلکا" میں آکر مل جانے کی درخواست کی۔ ان دنوں خود حضورؑ سر درد اور موسمی بخار کی وجہ سے شدید بیمار تھے آپؑ نے انہیں جواباً جو خط بھجوایا وہ حضور کی اس رقت قلبی کا بہترین عکاس ہے۔ آپؑ نے تحریر فرمایا:

"میں تو سخت بیماری میں بھی آنے سے فرق نہ کرتا لیکن میں تکلیف کی حالت میں ایسے عزیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ میرا دل جلد صدمہ قبول کرتا ہے یہی چاہتا ہوں کہ تندرستی اور صحت میں دیکھوں.....مجھے پاس اور نزدیک سمجھیں۔ نہ دور۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں اس درد کو بیان کروں...."

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 187)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس اُسوہ حسنہ پر عمل کرنے کی کما حقہ توفیق دے۔ آمین

تجھے دیکھا تو سارے اولیاء وانبیاء دیکھے
ظہورِ اولیاء تُو ہے، بروزِ انبیاء تُو ہے

۞۞۞۞

﴿34﴾ ﴿مشاہدات۔341﴾

حضرت مسیح موعودؑ کا صبر اور عفو و درگزر

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ

(آلِ عمران:135)

یعنی وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

نعرۂ اِنَّا ظَلَمۡنَا سنتِ ابرار ہے
زہر منہ کی مت دکھاؤ تم نہیں ہو نسلِ مار
جسم کو مل مل کے دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں
دل کو جو دھووے وہی ہے پاک نزدِ کردگار

معزز سامعین! آج مجھے یومِ مسیح موعودؑ کی نسبت سے حکم ملا ہے کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صفات صبر اور عفو و درگزر پر گفتگو کروں۔ عفو و درگزر معاشرے میں درحقیقت اُن لوگوں کی صفات کہی جاتی ہیں جو عام طور پر کمزور طبیعت کے مالک ہوتے ہیں حالانکہ موقع و حالات کے مطابق بدلہ لینے کی طاقت کے باوجود عفو و درگزر کرنے والا انسان بہادر، اُولوالعزم اور اندر سے بہت مضبوط ہوتا ہے کیونکہ صبر کی وجہ سے یہ اَوصافِ حسنہ اُس کے اندر پیدا ہو جاتی ہیں جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے متقیوں کی علامات قرار دیا ہے جیسا کہ مَیں اوپر آیت کریمہ ترجمے کے ساتھ پیش کر آیا ہوں۔ خدا کے انبیاء و مرسلین اور خدا کے فرستادوں میں یہ اَوصاف بدرجہ اَتم پائے جاتے ہیں۔

سامعین! یہ درگزر، عفو اور کسی زیادتی پر صبر کرنے کا مظاہرہ معاشرے میں دو طرز پر دیکھنے کو ملتا ہے۔

اوّل: اپنے قریبی عزیزوں کی خطاؤں پر صبر کے ساتھ عفو و درگزر کا سلوک کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

تم میں سے صاحبِ فضیلت اور صاحبِ توفیق اپنے قریبیوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہ دینے کی قسم نہ کھائیں۔پس چاہئے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔(النور)

دوم: اپنے دشمن اور خون کے پیاسوں کی زیادتیوں اور ظلموں پر بھی صبر کے ساتھ معافی کا رجحان رکھتے ہوئے اعلان کرتے ہیں۔

گالیں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تو دکھلاؤ انکسار

اور صبر کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو یوں تعلیم دی۔

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۔ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ.........وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

(الشوریٰ:41-44)

اور بدی کا بدلہ، کی جانے والی بدی کے برابر ہوتا ہے۔پس جو کوئی معاف کرے بشرطیکہ وہ اصلاح کرنے والا ہو تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔یقیناً وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا.........اور جو صبر کرے اور بخش دے تو یقیناً یہ اولوالعزم باتوں میں سے ہے۔

اپنوں سے عفو و درگزر

سامعین! مَیں آپ کے سامنے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت سے وہ واقعات رکھتا ہوں جن کا تعلق اپنے عزیز و اَقارب اور اپنے ساتھیوں سے ہے۔ حضرت حامد علیؓ جو حضورؑ کے پرانے خادموں میں سے

تھے۔ فرماتے ہیں۔ ”مجھے ساری عمر میں کبھی حضرت مسیح موعودؑ نے نہ جھڑکا اور نہ سختی سے خطاب کیا بلکہ مَیں بڑا ہی سُست تھا اور اکثر آپ کے ارشادات کی تعمیل میں دیر بھی کر دیا کرتا تھا۔“

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ)

اِس کی تصدیق تو حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ نے بھی یوں فرمائی۔

”حافظ حامد علیؓ کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ اور معاملہ کرتے تھے جیسا کسی عزیز سے کیا جاتا ہے اور یہ بات حافظ حامد علیؓ ہی پر موقوف نہ تھی۔ حضرت کا ہر ایک خادم اپنی نسبت یہی سمجھتا تھا کہ مجھ سے زیادہ اور کوئی عزیز آپ کو نہیں۔ بہر حال حافظ حامد علیؓ کو ایک دفعہ کچھ لفافے اور کارڈ آپ نے دیئے کہ ڈاک خانہ میں ڈال آؤ۔ حافظ حامد علیؓ کا حافظہ کچھ ایسا ہی تھا۔ پس وہ کسی اور کام میں مصروف ہو گئے اور اپنے مفوّض کو بھول گئے۔ ایک ہفتہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ (جو اُن دنوں میں میاں محمود اور ہنوز بچہ ہی تھے) کچھ لفافے اور کارڈ لئے دوڑتے ہوئے آئے کہ ابّا ہم نے کوڑے کے ڈھیر سے خط نکالے ہیں۔ آپؑ نے دیکھا تو وہی خطوط تھے جن میں سے بعض رجسٹرڈ خط بھی تھے اور آپؑ اُن کے جواب کے منتظر تھے۔ حامد علیؓ کو بلوایا اور خط دکھا کر بڑی نرمی سے صرف اتنا کہا۔ ”حامد علی! تمہیں نسیان بہت ہو گیا ہے ذرا فکر سے کام کیا کرو۔“

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 109)

حضرت مولوی عبد الکریمؓ اخبار الحکم میں تحریر فرماتے ہیں۔

”محمود (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) چار ایک برس کا تھا۔ حضرت معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے۔ میاں محمود دِیا سلائی لے کر وہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول بھی تھا۔ پہلے کچھ دیر آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے پھر جو کچھ دل میں آئی اُن مسوّدات کو آگ لگا دی اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے اور حضرت لکھنے میں مشغول ہیں۔ سر اُٹھا کر دیکھتے ہی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اتنے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسودے راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضرت کو سیاق وسباق عبارت کے ملانے کے لئے کسی گزشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ اِس سے پوچھتے ہیں خاموش! اُس سے پوچھتے ہیں دَبکا جاتا ہے۔ آخر ایک بچہ بول اُٹھا کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دیئے۔

عورتیں، بچے اور گھر کے سب لوگ حیران اور اُنگشت بدنداں کہ اب کیا ہو گا .... مگر حضرت مسکرا کر فرماتے ہیں "خوب ہوا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہو گی اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اِس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھا دے۔"

(سیرت مسیح موعودؑ)

حضرت مولوی عبدالکریمؓ مزید فرماتے ہیں۔

"ایک دفعہ اتفاق ہوا کہ جن دنوں حضرت صاحب "تبلیغ" لکھا کرتے تھے مولوی نورالدین صاحب تشریف لائے۔ حضرت صاحب نے ایک بڑا دو ورقہ مضمون لکھا اور اس کی فصاحت و بلاغتِ خدا داد پر حضرت صاحب کو ناز تھا اور وہ فارسی ترجمہ کے لئے مجھے دینا تھا مگر یاد نہ رہا اور جیب میں رکھ لیا اور باہر سیر کو چل دیئے۔ مولوی صاحب اور جماعت بھی ساتھ تھی۔ واپسی پر کہ ہنوز راستہ میں ہی تھے۔ مولوی صاحب کے ہاتھ میں کاغذ دے دیا کہ وہ پڑھ کر عاجز راقم کو دے دیں۔ مولوی صاحب کے ہاتھ سے مضمون گر گیا۔ واپس ڈیرہ میں آئے اور بیٹھ گئے۔ حضرت صاحب معمولاً اندر چلے گئے۔ مَیں نے کسی سے کہا کہ آج حضرت صاحب نے مضمون نہیں بھیجا اور کاتب سر پر کھڑا ہے اور ابھی مجھے ترجمہ بھی کرنا ہے۔ مولوی صاحب کو دیکھتا ہوں تو رنگ فق ہو رہا ہے۔ حضرت صاحب کو خبر ہوئی، معمول ہشاش بشاش چہرہ، تبسّم زیرِلب تشریف لائے اور بڑا عذر کیا کہ مولوی صاحب کو کاغذ کے گم ہونے سے بڑی تشویش ہوئی۔ مجھے افسوس ہے کہ اس کی جستجو میں اتنی تگاپو کیوں کیا گیا۔ میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بہتر عطا فرمائے گا۔"

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 260)

سامعین! اب مَیں آپ کے سامنے ایسے رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کا ایک واقعہ رکھنے جا رہا ہوں جنہوں نے آپؑ کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا حضرت مسیح موعودؑ کے چچازاد بھائیوں میں سے مرزا امام الدین کو حضرت صاحب اور سلسلہ کے ساتھ عداوت اور عناد تھا اور وہ تکلیف دہی کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ اس نے اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مل کر مسجد مبارک جانے کا راستہ ایک دیوار کے ذریعہ بند کر دیا۔ اس طرح احمدی احباب پانچ وقت کی نمازوں کے لئے مسجد مبارک

میں جانے سے روک دیئے گئے اور مسجد مبارک کے لئے حضرت صاحب کے مکانات کا چکر کاٹ کر آنا پڑتا تھا۔ مقدمہ ہوا اور عدالت نے نہ صرف دیوار گرانے کا حکم دیا بلکہ ہرجانہ اور خرچہ کی ڈگری بھی فریق ثانی پر کر دی۔ جسے حضرت اقدسؑ نے اس خرچہ اور ہرجانہ کی ڈگری کے اجرا کو پسند نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ اس کی میعاد گزرنے کو آگئی۔ تو خواجہ کمال الدین صاحب نے آپؑ سے پوچھے بغیر ایک نوٹس مرزا نظام الدین صاحب کے نام جاری کروایا جس پر مرزا نظام الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خط لکھا جس میں نوٹس کا ذکر کر کے لکھا کہ آپ رحم کر کے معاف فرمادیں۔ حضرت اقدسؑ کو جب یہ خط ملا تو آپؑ نے سخت رنج کا اظہار کیا کہ مجھ سے دریافت کئے بغیر کیوں نوٹس جاری کروایا۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ آئندہ کبھی اس ڈگری کو اجرا نہ کرایا جاوے۔ ہم کو دُنیاداروں کی طرح مقدمہ بازی اور تکلیف دہی سے کچھ کام نہیں۔ انہوں نے اگر تکلیف دینے کے لئے یہ کام کیا تو ہمارا یہ کام نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اس غرض کے لئے دُنیا میں نہیں بھیجا اور اُسی وقت ایک مکتوب مرزا نظام الدین کے نام لکھ کر مولوی یار محمد صاحب کو دیا کہ وہ جہاں ہوں ان کو جا کر فوراً پہنچائیں۔ مرزا نظام الدین صاحب پر اس خط کا جو اثر ہوا وہ اُن کی زندگی کے باقی ایّام سے ظاہر ہوتا تھا کہ انہوں نے عملاً مخالفت کو ترک کر دیا تھا۔ یہ عفوو درگزر کا نمونہ اور دُشمنوں کو معاف کرنے کی تعلیم کا عملی سبق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو دیا۔

غیروں سے عفوو درگزر کے مظاہرے

سامعین! آئیں! اب دشمنوں کے ساتھ نرمی، معافی اور درگزر کے واقعات سے محظوظ ہوں۔ میرٹھ سے احمد حسین شوکت نامی ایک شخص اپنے اخبار شحنہ ہند میں حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں ہر قسم کے گندے مضامین شائع کرتا اور اس طرح جماعت کی دِلآزاری ہوتی جس سے میرٹھ کی جماعت کو تکلیف ہوتی۔ 12۔ اکتوبر1902ء کا واقعہ ہے کہ میرٹھ کی جماعت کے پریذیڈنٹ جناب شیخ عبدالرشید جو ایک معزّز زمین دار اور تاجر تھے قادیان آئے اور حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ مَیں نے ارادہ کیا ہے کہ ضمیمہ شحنہ ہند کے توہین آمیز مضامین پر عدالت میں نالش کر دوں۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔ ”ہمارے لئے خدا کی عدالت کافی ہے۔ یہ گناہ میں داخل ہو گا اگر ہم خدا کی تجویز پر تقدّم کریں۔ اس لئے ضروری ہے کہ صبر اور برداشت سے کام لیں۔“

ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ 20 فروری 1892ء کولاہور تشریف لے گئے۔ آپ نے محبوب رائیوں کی ایک وسیع اور فراخ کوٹھی میں رہائش اختیار کی۔ یہاں ایک واقعہ ایسا پیش آیا جس نے حضرت اقدسؑ کی بردباری اور تحمل کا پورا نقشہ پیش کر دیا۔ حضرت اقدسؑ مجلس میں تشریف فرما تھے اور منشی شمس الدین مرحوم جنرل سیکریٹری کو آپ نے ’’آسمانی فیصلہ‘‘ دیا کہ اسے پڑھ کر حاضرین کو سنائیں......... اس مجلس میں بابو موز مدار جو برہمو سماج کے ان دنوں منسٹر تھے اور اگزیمنر آفس میں بڑے آفیسر تھے اور اپنی نیکی اور خوش اخلاقی کی وجہ سے معروف تھے۔ سوشل کاموں میں آگے آگے رہتے تھے ،وہ اس جلسہ میں موجود تھے۔ ایک شخص جو مسلمان کہلاتا تھا آیا اور اُس نے اپنے غیض وغضب کا اظہار نہایت ناسزاوار الفاظ اور گالیوں کی صورت میں کیا۔ حضرت اپنی پگڑی کا شملہ منہ پر رکھے سنتے رہے اور بالکل خاموش تھے۔ آپؑ کے چہرہ پر کسی قسم کی کوئی علامت نفرت یا غصہ کی ظاہر نہیں ہوئی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپؑ کچھ سنتے ہی نہیں۔ آخر وہ تھک کر آپ ہی خاموش ہو گیا اور چلتا بنا۔ حاضرین میں سے اکثر کو غصہ آتا تھا مگر کسی کو یہ جرأت حضرتؑ کے اَدب کی وجہ سے اُسے روکتا۔ جب وہ چلا گیا تو بابو موز مدار نے کہا: ’’ہم نے مسیح کی بُردباری کے متعلق بہت کچھ پڑھا اور سنا ہے۔ مگر یہ کمال تو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔‘‘ انہوں نے اس سلسلہ میں بہت کچھ کہا اور چونکہ اُن کے دفتر میں ہماری جماعت کے اکثر احباب تھے اور وہ اُن سب کا احترام کرتے تھے اور حضرت منشی نبی بخشؓ پر تو اُن کی خاص نظرِ عنایت تھی۔ وہ اکثر اس واقعہ کو بیان کرتے اور حضرتؑ کے کمال ضبط کی تعریف کرتے تھے۔

(حیاتِ طیّبہ از شیخ عبد القادر صفحہ 107)

سامعین! حضرت مولوی شیر علیؓ آپؑ کے صبر کا واقعہ یوں کرتے ہیں کہ

’’ایک دفعہ ایک ہندوستانی مولوی قادیان آیا اور حضرت مسیح موعودؑ کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگا کہ مَیں ایک جماعت کی طرف سے نمائندہ ہو کر آپ کے دعویٰ کی تحقیق کے لئے آیا ہوں اور پھر اُس نے اختلافی مسائل کے متعلق گفتگو شروع کر دی اور بڑے تکلّف سے خوب بنا بنا کر موٹے موٹے الفاظ استعمال کرتا تھا۔ اس کے جواب میں حضرت صاحب نے کچھ تقریر فرمائی تو وہ آپ کی بات کاٹ کر کہنے لگا کہ آپ کو مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ ہے مگر آپ الفاظ کا تلفّظ بھی اچھی طرح نہیں ادا کر سکتے۔ اس وقت مولوی

عبد اللطیف شہیدؓ بھی مجلس میں حضرت صاحب کے پاس بیٹھے تھے، اُن کو بہت غصہ آ گیا اور انہوں نے اسی جوش میں اُس مولوی کے ساتھ فارسی میں گفتگو شروع کر دی۔ حضرت اقدسؑ نے مولوی عبد اللطیف صاحب کو سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا اور کسی دوسرے وقت جبکہ مولوی صاحب مجلس میں موجود نہ تھے فرمانے لگے کہ اُس وقت مولوی صاحب کو بہت غصہ آ گیا تھا۔ چنانچہ مَیں نے اس ڈر سے کہ کہیں وہ اس غصہ میں اُس مولوی کو کچھ مار ہی نہ بیٹھیں، مولوی صاحب کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں دبائے رکھا تھا۔“

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ 52)

سامعین! امرتسر کے میڈیکل مشن کے مشنری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے 1897ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف ایک مقدمہ اقدام قتل کا دائر کیا۔ حضرت اقدسؑ عزت کے ساتھ اس مقدمہ میں بَری ہوئے۔ حضرت یعقوب علی عرفانیؓ اِس حوالے سے بیان فرماتے ہیں۔

”مَیں ..... عینی شاہد ہوں اُس وقت عدالت میں موجود تھا۔ جب کپتان ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے حضرت اقدسؑ کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر کلارک پر مقدمہ چلائیں اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ کو حق ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: ”میں کوئی مقدمہ کرنا نہیں چاہتا۔ میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے۔“

حاضرین! ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ کی بات ہو رہی ہے اِسی نسبت سے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں جو ایک گواہ کی حیثیت سے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف یہ ثابت کرنے کے لئے آیا تھا کہ فی الحقیقت جو الزام لگایا گیا ہے وہ گویا (نعوذ باللہ) درست ہے۔ مولوی محمد حسین جب حضرتؑ کے خلاف دل کھول کر گواہی دے چکے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان پر جرح کا موقع دیا گیا۔ حضرتؑ کی طرف سے مولوی فضل الدین پلیڈر لاہور وکیل تھے جو اِس سلسلہ میں داخل نہ تھے، انہوں نے مولوی محمد حسین پر کچھ ایسے سوالات کرنے چاہے جو اُن کی عزت و آبرو کو خاک میں ملا دیتے۔ اُس نے حضرت مسیح موعودؑ سے کہا کہ مَیں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں۔ مگر حضرت صاحب نے اُس کو روک دیا اور باصرار وبزور روکا۔ مولوی فضل الدین اپنے فرض منصبی کو دیانتداری سے ادا کرنے کے لئے اور اپنے مؤکل کی صفائی اور بے گناہی ثابت کرنے کے لئے ایسے تلخ دُشمن اور معاند گواہ کو اصلی صورت میں

دِکھا دینا چاہتے تھے اور اگر وہ سوالات ہو جاتے تو خدا جانے مولوی محمد حسین اس مقام پر کھڑے رہ سکتے یا نہ۔ مگر حضرت نے قطعاً اجازت نہ دی۔ بلکہ ایک بار ان کو کسی قدر سختی سے روک دیا کہ مَیں ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ یہ ایسی بات ہے کہ اس کے اپنے اختیار سے باہر ہے اور مَیں اس کی عزت کو برباد نہیں کرنا چاہتا۔ آخر مولوی فضل الدین بھی رُک گئے۔

مولوی فضل الدین احمدی نہیں مگر اس بلند ہمتی نے انہیں ہمیشہ آپؑ کا مداح رکھا ہے۔ خیال کرو کہ مولوی محمد حسین تو جان تک کا دُشمن ہے اور آپ کو ایک قاتل ثابت کرنا چاہتا ہے اور آپ کی یہ شانِ رحم و درگزر ہے کہ ایک امرِ واقعہ کے متعلق بھی اپنے وکیل کو اجازت نہیں دیتے کہ اس سے پوچھا جاوے محض اس لئے کہ وہ ذلیل نہ کیا جاوے۔

(سیرت مسیح موعودؑ از عرفانیؓ)

یہی مولوی محمد حسین بٹالوی جنہوں نے مخالفت اور دُشمنی میں کوئی دقیقہ اُٹھانہ رکھا، اپنے اخبار میں گالیاں دیں، آپؑ کے خلاف کفر کا فتویٰ تیار کیا اور تمام ہندوستان کے مولویوں سے اس پر دستخط کروائے، گورنمنٹ میں آپ کے خلاف جھوٹی مخبریاں کیں اور آپؑ کے خلاف مقدمات میں جھوٹی گواہیاں دیں۔ جب ان کا اخبار اشاعۃ السنّہ بند ہو گیا اور ان کی حالت ایسی تباہ و زار ہو گئی کہ وہ اپنا مضمون لئے پھرتے تھے اور کوئی مولوی یا ایڈیٹر اخبار اُسے چھاپتا نہ تھا تو حضرت اقدسؑ نے مولوی صاحب سے کہلا بھیجا کہ ”آپ ہمارے پاس قادیان آجائیں ہم آپ کے مضمون کی کتابت بھی کروا دیتے ہیں اور چھپوا بھی دیتے ہیں۔“

حضرت مرزا بشیر احمدؓ اِس سلسلہ میں تحریر کرتے ہیں۔

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسا دل عطا کیا تھا جو محبت اور وفاداری کے جذبات سے معمور تھا۔ آپ اُن لوگوں میں سے تھے جنہوں نے کسی کی محبت کی عمارت کو کھڑا کر کے پھر اُس کو گرانے میں کبھی پہل نہیں کی۔ ایک صاحب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ آپ کے بچپن کے دوست اور ہم مجلس تھے مگر آپ کے دعویٰ مسیحیت پر آکر اُن کو ٹھوکر لگ گئی اور انہوں نے نہ صرف دوستی کے رشتہ کو توڑ دیا بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے اشد ترین مخالفوں میں سے ہو گئے اور آپ کے خلاف کفر کا فتویٰ لگانے میں سب سے پہل کی۔ مگر حضرت مسیحِ موعودؑ کے دل میں آخر وقت تک اُن کی دوستی کی یاد زندہ رہی اور گو

آپ نے خدا کی خاطر اُن سے قطع تعلق کر لیا اور اُن فتنہ انگیزیوں کے ازالہ کے لئے اُن کے اعتراضوں کے جواب میں زور دار مضامین بھی لکھے مگر اُن کی دوستی کے زمانہ کو کبھی نہیں بھولے اور اُن کے ساتھ قطع تعلق ہو جانے کو تلخی کے ساتھ یاد رکھا۔ چنانچہ اپنے آخری زمانہ کے اشعار میں مولوی محمد حسین صاحب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

قَطَعْتَ وَدَادًا قَدْ غَرَسْنَاهُ فِي الصَّبَا
وَلَيْسَ فُؤَادِيْ فِي الْوَدَادِ يُقَصِّرُ

یعنی تُو نے تو اُس محبت کے درخت کو کاٹ دیا جو ہم دونوں نے مل کر بچپن میں لگایا تھا مگر میرا دل محبت کے معاملہ میں کوتاہی کرنے والا نہیں۔"

(سلسلہ احمدیہ صفحہ 214)

سامعین! ایک مقدمہ میں ایک شخص سنتا سنگھ بانگرو نے فریق مخالف کو مقدمہ دائر کرنے پر آریوں کے ساتھ مل کر اُکسایا تھا۔ چند ہی روز بعد اُسے مُشک کی ضرورت پڑی۔ وہ حضرت اقدسؑ کے دروازہ پر گیا اور دَستک دے کر مُشک کی درخواست کی۔ حضرت صاحب کو علم تھا کہ یہ اس فتنہ میں ایک لیڈر کی طرح حصّہ لیتا ہے۔ حضرت صاحب اندر تشریف لے گئے اور قریباً نصف تولہ مشک اس کے حوالہ کر دی۔ یہ ہے عفو وعطا کی اک عدیم المثل نظیر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کیریکٹر میں پائی جاتی ہے۔

سامعین! حضرت مسیحِ موعودؑ نے اپنے سلسلۂ بیعت میں داخل ہونے کے لئے جو دس شرائط تحریر فرمائیں ہیں اُن میں تین شرائط میں صبر، عفو ودرگزر پر عہد شامل ہے۔ لکھتے ہیں۔

چہارم۔ یہ کہ خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ ہفتم۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خُلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔ نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی

ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 189۔190)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "یقیناً یاد رکھو کہ مومن متقی کے دل میں شر نہیں ہوتا۔ مومن جس قدر متقی ہوتا جاتا ہے اسی قدر وہ کسی کی نسبت سزا اور ایذاء کو پسند نہیں کرتا۔ مسلمان کبھی کینہ پرور نہیں ہو سکتا۔ ہاں دوسری قومیں ایسی کینہ پرور ہوتی ہیں کہ اُن کے دل سے دوسرے کی بات کینہ کی کبھی نہیں جاتی اور بدلہ لینے کے لئے ہمیشہ کوشش میں لگے رہتے ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے مخالفوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ کوئی دُکھ اور تکلیف جو وہ پہنچا سکتے تھے اُنہوں نے پہنچایا ہے۔ لیکن پھر بھی اُن کی ہزاروں خطائیں بخشنے کو ہم اب بھی تیار ہیں۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلا تمیز مذہب و قوم ہر ایک سے نیکی کرو۔"

(تقریریں صفحہ 29)

پھر فرمایا۔ "اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو۔ آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے......... زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے......... اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ نیک عمل دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپس میں صبر کے ساتھ عفو و درگزر کا سلوک کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی
چھوڑ دو اُن کو کہ چھپوائیں وہ ایسے اشتہار
چپ رہو تم دیکھ کر اُن کے رسالوں میں ستم
دم نہ مارو گر وہ ماریں اور کردیں حالِ زار

دیکھ کر لوگوں کا جوش وغیظ مت کچھ غم کرو
شدتِ گرمی کا ہے محتاج بارانِ بہار
خیر خواہی میں جہاں کی خوں کیا ہم نے جگر
جنگ بھی تھی صلح کی نیت سے اور کیں سے فرار

✡✡✡✡

﴿35﴾ ﴿مشاہدات۔337﴾

حضرت مسیح موعودؑ اور بنی نوع انسان کی ہمدردی

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا (الدھر:9)

اور وہ کھانے کو اس کی چاہت کے ہوتے ہوئے مسکینوں، یتیموں اور اسیروں کو کھلاتے ہیں۔

خیر خواہی میں جہاں کی خوں کیا ہم نے جگر
جنگ بھی تھی صلح کی نیت سے اور کیں سے فرار

میرے پیارے بھائیو! مجھے آج آپ کے سامنے یومِ مسیح موعودؑ کی مُناسبت سے حضرت مسیح موعودؑ کا بنی نوع انسان سے ہمدردی، پیار، محبت اور شفقت کے چند ایمان افروز واقعات رکھنے ہیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اِس حوالے سے کسی نبی یا فرستادے کی پہچان کے متعلق فرمایا کہ ہمارے دین و مذہب کا خلاصہ اور ایک مسلمان کے ایمان و اخلاق کا مرکزی نقطہ محبتِ الٰہی، عشقِ رسولؐ اور شفقت علیٰ خلق اللہ ہیں۔ حتیٰ کہ ایک مامور من اللہ کی روحانیت اور اس کے اخلاق اور اس کی قدر و منزلت کو پہچاننے کے لئے بھی اس سے بڑھ کر کوئی اور کَسَوَٹی نہیں۔ منبع حیات یعنی ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ گہرا پیوند ہو۔ پیغامِ الٰہی کے لانے والے رسول کی محبت روح کی غذا ہو اور مخلوقِ خدا کی ہمدردی کا جذبہ دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہو۔

اِس پیمانے پر جب ہم حضرت مسیح موعودؑ کو جانچنے کی کوشش کرتے ہیں تو اِس عاشقِ صادق کو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں شفقت عَلٰی خَلقِ اللہ اور ہمدردی مخلوق میں بہت آگے پاتے ہیں۔ آپؑ نا صرف خود بنی نوع انسان کی ہمدردی میں مشغول رہتے بلکہ اپنے صحابہ کو بھی اس کی عمومی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”حدیث میں بھی ذکر آتا ہے کہ ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایامِ جاہلیت میں مَیں نے بہت خرچ کیا تھا، کیا اس کا ثواب بھی مجھ کو ہو گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ یہ اسی صدقہ و خیرات کا ثمرہ ہے کہ تو مسلمان ہو گیا

ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کے ادنیٰ فعلِ اخلاص کو بھی ضائع نہیں کرتا اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مخلوق کی ہمدردی اور خبر گیری حقوق اللہ کی حفاظت کا باعث ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر 216)

سامعین! ایک اور جگہ آپؑ بیان کرتے ہیں "کہ میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور مَیں نماز میں مصروف ہوں میرے کان میں اُس کی آواز پہنچ جاوے تو مَیں چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جاوے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔ اپنے تو درکنار مَیں تو کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو لا اوبالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 83,82)

اسی طرح ایک اور جگہ آپؑ فرماتے ہیں "اس کے بندوں پر رحم کرو ان پر زبان یا ہاتھ کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو، کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کیے جاؤ...بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو۔ نہ ان کی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو۔ نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبر ہلاکت کی راہوں سے ڈرو"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد نمبر 19 صفحہ 11-12)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

"مَیں... یہ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو۔ نہیں، مَیں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ کوئی ہو، ہندو ہو یا مسلمان۔ مَیں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں"

(بحوالہ ملفوظات جلد 4 صفحہ 216-217)

آپؑ فرماتے ہیں۔

”دراصل خدا کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت بڑی بات ہے خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ وہ اس سے ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم اس کے کسی دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اس کی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جس کا وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہو گا؟ کبھی نہیں۔اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک گویا مالک کے ساتھ سلوک ہے۔خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے، کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔پس جو شخص خدا تعالیٰ سے ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔“

(ملفوظات جلد4 صفحہ 215،216)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بارہا فرمایا کرتے تھے کہ مَیں کسی شخص کا دشمن نہیں ہوں اور میرا دل ہر انسان اور ہر قوم کی ہمدردی سے معمور ہے۔چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

”مَیں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔مَیں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے ایک والدۂ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بد عملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔“

(اربعین نمبر1، روحانی خزائن جلد17 صفحہ 344)

سامعین! آپؑ کی زندگی میں بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں کہ آپؑ نے خلقِ خدا سے ایسا شفقت و محبت کا پیار بھرا سلوک کیا کہ لوگوں نے برملا اس بات کا اعتراف کیا کہ آپؑ سنتِ رسول پر کس طور پر عمل پیرا تھے اور خلقِ خدا کی ہمدردی میں شب و روز سے بیگانہ تھے۔

حضرت مفتی محمد صادقؓ بیان کرتے ہیں کہ

”ایک دفعہ مَیں لاہور سے حضورؑ کی ملاقات کے لئے آیا اور وہ سردیوں کے دن تھے۔ میرے پاس اوڑھنے کے لئے رضائی وغیرہ نہیں تھی۔ مَیں نے حضرتؑ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ حضورؑ رات کو سردی لگنے کا اندیشہ ہے حضورؑ مہربانی کرکے کوئی کپڑا وغیرہ عنایت فرماویں۔ حضرت صاحبؑ نے ایک ہلکی رضائی اور ایک دُھسا ارسال فرمایا اور ساتھ ہی پیغام بھیجا کہ رضائی محمود کی ہے اور دُھسا میرا ہے۔ ان دونوں میں سے جو پسند کریں رکھ لیں اور چاہیں تو دونوں رکھ لیں۔ مَیں نے رضائی رکھ لی اور دُھسا واپس بھیج دیا نیز مفتی صاحبؓ نے بیان کیا کہ جب مَیں قادیان سے واپس لاہور جایا کرتا تھا تو حضورؑ اندر سے میرے لئے ساتھ لے جانے کے واسطے کھانا بھجوایا کرتے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب مَیں شام کے قریب قادیان سے آنے لگا تو حضرت صاحبؑ نے اندر سے میرے واسطے کھانا منگایا جو خادم کھانا ساتھ لایا وہ یونہی کھلا کھانا لے آیا۔ حضرت صاحبؑ نے اس سے فرمایا کہ مفتی صاحبؓ کس طرح یہ کھانا ساتھ لے جائیں گے کوئی رومال بھی تو ساتھ لانا تھا۔ اچھا مَیں کچھ انتظام کرتا ہوں اور پھر آپؑ نے اپنے سر کی پگڑی کا ایک کنارہ کاٹ کر اس میں کھانا باندھ دیا...“

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 391-392 روایت 433)

حضرت مرزا بشیر احمدؓ تحریر فرماتے ہیں:

”منشی کپور احمد صاحبؓ کپور تھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے اور مہمان خانہ میں آکر انہوں نے خادمان مہمان خانہ سے کہا کہ ہمارے بستر اتارے جائیں اور ہمارا سامان لایا جائے۔ چارپائی بچھائی جائے۔ خادمان نے کہا کہ آپ خود اپنا اسباب اتروائیں۔ چارپائیاں بھی مل جائیں گی۔ دونوں مہمان اس بات پر رنجیدہ ہو گئے اور فوراً یکہ میں سوار ہو کر واپس روانہ ہو گئے... حضرت مسیح موعودؑ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو نہایت جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہو گیا حضورؑ ان کے نہایت تیز قدم چل پڑے۔ چند خدام بھی ہمراہ تھے۔ میں بھی ساتھ تھا نہر کے قریب پہنچ کر ان کا یکہ مل گیا اور حضورؑ آتا دیکھ کر وہ یکہ سے اتر پڑے اور حضورؑ نے انہیں واپس چلنے کے لئے فرمایا کہ آپ کے واپس ہونے کا مجھے بہت درد پہنچا۔ چنانچہ وہ واپس آئے۔ حضورؑ نے یکہ میں سوار ہونے

کے لئے انہیں فرمایا کہ میں ساتھ ساتھ چلتا ہوں مگر وہ شرمندہ تھے سوار نہ ہوئے اس کے بعد مہمان خانہ میں پہنچے۔ حضورؑ نے خود ان کے بستر اتارنے کیلئے ہاتھ بڑھایا مگر خدام نے اتار لیا۔ حضورؑ نے اسی وقت دونواڑی پلنگ منگوائے اور ان پر ان کے بستر کروائے اور ان سے پوچھا کہ آپ کیا کھائیں گے اور خود ہی فرمایا کہ اس طرف چاول کھائے جاتے ہیں۔ اور رات کو دودھ کے لئے پوچھا غرض یہ کہ ان کی تمام ضروریات اپنے سامنے پیش فرمائیں اور جب تک کھانا آیا وہیں ٹھہرے رہے اس کے بعد حضورؑ نے فرمایا کہ ایک شخص جو اتنی دور سے آتا ہے۔ راستہ کی تکالیف اور صعوبتیں برداشت کرتا ہوا۔ یہاں پہنچ کر سمجھتا ہے کہ میں منزل پر پہنچ گیا۔ اگر یہاں آکر بھی اس کو وہی تکلیف ہو تو یقیناً اس کی دل شکنی ہو گی۔ ہمارے دوستوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیے"...

(از سیرت المہدی جلد اول صفحہ نمبر 56-57 روایت نمبر 1069)

سامعین! حضرت مرزا بشیر احمدؓ اپنی تصنیف سیرت المہدی میں رقم کرتے ہیں:

"صفیہ بیگم بنت مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لدھیانویؓ حال معلمہ نصرت گرلز ہائی سکول قادیان نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک سوالی دریچے کے نیچے مانگا کرتا تھا۔ حضرت صاحبؑ اپنا کُرتا اتار کر دریچہ سے فقیر کو دے دیا۔ والد صاحبؓ مرحوم نے فرمایا کہ اللہ اللہ! کیسی فیاضی فرما رہے ہیں"

(از سیرت المہدی جلد دوئم صفحہ نمبر 311 روایت نمبر 1565)

سامعین! حضرت مولوی عبد الکریمؓ جو آپؑ کے مکان ہی کے ایک حصہ میں رہتے تھے روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں پنجاب میں طاعون کا دور دورہ تھا اور بے شمار آدمی ایک ایک دن میں اس موذی مرض کا شکار ہو رہے تھے انہوں نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علیحدگی میں دعا کرتے سنا اور یہ نظارہ دیکھ کر محوِ حیرت ہو گئے۔ حضرت مولوی صاحب کے الفاظ یہ ہیں کہ:

"اس دعا میں آپؑ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پِتّہ پانی ہوتا تھا۔ اور آپؑ اس طرح آستانۂ الٰہی پر گریہ وزاری کر رہے تھے کہ جیسے کوئی عورت دردِ زِہ سے بے قرار ہو۔ مَیں نے غور سے

سنا تو آپؑ مخلوقِ خدا کے واسطے طاعون کے عذاب سے نجات کے واسطے دعا فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ الٰہی! اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔"

(سیرت مسیح موعودؑ شمائل و اخلاق حصہ سوم صفحہ 365 مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانیؓ)

سامعین! اسلام کا دشمن پنڈت لیکھرام آپؑ کی پیشگوئی کے مطابق جب ہلاک ہوا تو آپؑ نے جہاں اس بات پر خدا کی ایک پیشگوئی پوری ہوئی اور اسلام کی صداقت کا زبردست نشان ظاہر ہوا طبعاً شکر اور خوشی کا اظہار فرمایا وہاں آپؑ کو پنڈت جی کی موت کا افسوس بھی ہوا کہ وہ صداقت سے محروم ہونے کی حالت میں ہی چل بسے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے۔ درد بھی ہے اور خوشی بھی۔ درد اس لئے کہ اگر لیکھرام رجوع کرتا، زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آجاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کے لئے دعا کرتا اور میں امید رکھتا ہوں کہ اگر (اس کے زخم ایسے ہوتے کہ) وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی وہ (بچ جاتا اور) زندہ ہو جاتا۔"

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 28)

حضرت مولوی عبد الکریمؓ روایت کرتے ہیں:

"حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دن فرمایا۔ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں میں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو تو ہم بلا خوف لَوْمَةَ لَآ ئِمٍ اسے اٹھا کر لے آئیں گے۔ فرمایا عہدِ دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے۔ اس کو آسانی سے ضائع نہیں کر دینا چاہئے۔ اور دوستوں کی طرف سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آئے اس پر اغماض اور تحمل کا طریق اختیار کرنا چاہئے۔"

(سیرت مسیح موعودؑ مصنّفہ حضرت مولوی عبد الکریمؓ صفحہ 44)

اسی روایت کے متعلق حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ یہ اضافہ کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر ایسا شخص شراب میں بے ہوش پڑا ہو تو ہم اسے اٹھا کر لے آئیں گے اور اسے ہوش میں

لانے کی کوشش کریں گے اور جب وہ ہوش میں آنے لگے گا تو اس کے پاس سے اٹھ کر چلے جائیں گے تا کہ وہ ہمیں دیکھ کر شرمندہ نہ ہو۔

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ 93)

سامعین! حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اپنی تصنیف ''سیرت مسیح موعود'' میں حضرت مولوی نورالدینؓ (خلیفہ اوّل) کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی شفقت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ جن دنوں حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' کا عربی حصہ لکھ رہے تھے۔ حضورؑ نے مولوی نورالدینؓ (خلیفہ اوّل) کو ایک بڑا دو ورقہ اس زیر تصنیف کتاب کے مسودہ کا اس غرض سے دیا کہ فارسی میں ترجمہ کرنے کے لئے مجھے پہنچا دیا جائے۔ وہ ایسا مضمون تھا کہ اس کی خداداد فصاحت و بلاغت پر حضرت کو ناز تھا۔ مگر مولوی صاحب سے یہ دو ورقہ کہیں گر گیا۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھے ہر روز کا تازہ عربی مسودہ فارسی ترجمہ کے لئے ارسال فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے اس دن غیر معمولی دیر ہونے پر مجھے طبعاً فکر ہوا اور میں نے مولوی نورالدین صاحب سے ذکر کیا کہ آج حضرت صاحب کی طرف سے مضمون نہیں آیا اور کاتب سر پر کھڑا ہے اور دیر ہو رہی ہے۔ معلوم نہیں کیا بات ہے۔ یہ الفاظ میرے منہ سے نکلے ہی تھے کہ مولوی نورالدین کا رنگ فق ہو گیا کیونکہ یہ دو ورقہ مولوی نورالدین صاحب سے کہیں گر گیا تھا۔ بے حد تلاش کی مگر مضمون نہ ملا اور مولوی صاحب سخت پریشان تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو اطلاع ہوئی تو حسبِ معمول ہشّاش بشّاش مسکراتے ہوئے باہر تشریف لائے اور خفا ہونا یا گھبراہٹ کا اظہار کرنا تو درکنار اُلٹا اپنی طرف سے معذرت کرنے لگے کہ مولوی صاحب کو مسوّدہ کے گم ہونے سے ناحق تشویش ہوئی۔ مجھے مولوی صاحب کی تکلیف کی وجہ سے بہت افسوس ہے۔ میرا تو یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے گم شدہ کاغذ سے بہتر مضمون لکھنے کی توفیق عطا فرمادے گا۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ 278،279)

ہمارے نانا جان حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم کا ایک قریبی عزیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں قادیان میں آکر کچھ عرصہ رہا تھا۔ ایک دن سردی کے موسم کی وجہ سے ہمارے نانا جان

مرحوم نے اپنا ایک مستعمل کوٹ ایک خادمہ کے ہاتھ اسے بھجوایا تا کہ یہ عزیز سردی سے محفوظ رہے۔ مگر کوٹ کے مستعمل ہونے کی وجہ سے اس عزیز نے یہ کوٹ حقارت کے ساتھ واپس کر دیا کہ میں استعمال شدہ کپڑا نہیں پہنتا۔ اتفاق سے جب یہ خادمہ اس کوٹ کو لے کر میر صاحب کی طرف واپس جارہی تھی تو حضرت مسیح موعودؑ نے اسے دیکھ لیا اور پوچھا کہ یہ کیسا کوٹ ہے اور کہاں لئے جاتی ہو؟ اس نے کہا میر صاحب نے یہ کوٹ فلاں عزیز کو بھیجا تھا مگر اس نے مستعمل ہونے کی وجہ سے بہت بُرا مانا ہے اور واپس کر دیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

”واپس نہ لے جاؤ اس سے میر صاحب کی دل شکنی ہوگی۔ تم یہ کوٹ ہمیں دے جاؤ ہم پہنیں گے اور میر صاحب سے کہہ دینا کہ میں نے رکھ لیا ہے۔“

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ 22)

سامعین! مہمانوں پر شفقت کے حوالے سے ایک غریب مزاج احمدی سیٹھی غلام نبی صاحب کا واقعہ سنئے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ سردی کا موسم تھا اور کچھ بارش بھی ہو رہی تھی۔ مَیں شام کے وقت قادیان پہنچا تھا۔ رات کو جب میں کھانا کھا کر لیٹ گیا اور کافی رات گزر گئی اور قریباً گیارہ بجے کا وقت ہو گیا تو کسی نے میرے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ مَیں نے اُٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت مسیح موعودؑ کھڑے تھے۔ ایک ہاتھ میں گرم دودھ کا گلاس تھا اور دوسرے ہاتھ میں لالٹین تھی۔ میں حضورؑ کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ مگر حضورؑ نے بڑی شفقت سے فرمایا۔ کہیں سے دودھ آ گیا تھا مَیں نے کہا آپ کو دے آؤں۔ آپ یہ دودھ پی لیں۔ آپ کو شاید دودھ کی عادت ہوگی اس لئے یہ دودھ آپ کے لئے لے آیا ہوں۔ سیٹھی صاحب کہا کرتے تھے کہ میری آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے کہ سبحان اللہ! کیا اخلاق ہیں۔ یہ خدا کا برگزیدہ مسیح اپنے ادنیٰ خادموں تک کی خدمت اور دلداری میں کتنی لذّت پاتا اور کتنی تکلیف اٹھاتا ہے۔

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ 255)

حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ گرمی کا موسم تھا اور حضرت مسیح موعودؑ کے اہلِ خانہ لدھیانہ گئے ہوئے تھے۔ مَیں حضورؑ کو ملنے اندرونِ خانہ گیا۔ کمرہ نیا نیا بنا تھا اور ٹھنڈا تھا۔ مَیں

ایک چارپائی پر ذرا لیٹ گیا اور مجھے نیند آ گئی۔ حضورؑ اس وقت کچھ تصنیف فرماتے ہوئے ٹہل رہے تھے۔ جب مَیں چونک کر جاگا تو دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ میری چارپائی کے پاس نیچے فرش پر لیٹے ہوئے تھے۔ مَیں گھبرا کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بڑی محبت سے پوچھا مولوی صاحب! آپ کیوں اُٹھ بیٹھے؟ مَیں نے کہا حضورؑ نیچے لیٹے ہوئے ہیں اور مَیں اوپر کیسے ہو سکتا ہوں؟ مسکرا کر فرمایا۔ آپ بے تکلفی سے لیٹے رہیں میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ بچے شور کرتے تھے تو مَیں انہیں روکتا تھا تا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آئے۔ اللہ اللہ!! شفقت کا کیا عالم تھا۔

(سیرت مسیح موعود مصنفہ حضرت مولوی عبد الکریمؓ صفحہ 26)

الغرض حضرت مسیح موعودؑ کا وجود ایک مجسم رحمت تھا۔ وہ رحمت تھا اپنے عزیزوں کے لئے اور رحمت تھا اپنے دشمنوں کے لئے اور رحمت تھا اپنے ہمسائیوں کے لئے اور رحمت تھا اپنے خادموں کے لئے اور رحمت تھا سائلوں کے لئے اور رحمت تھا عامۃ الناس کے لئے۔ اور دنیا کا کوئی چھوٹا یا بڑا طبقہ ایسا نہیں ہے جس کے لئے اس نے رحمت اور شفقت کے پھول نہ بکھیرے ہوں۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ وہ رحمت تھا اسلام کے لئے جس کی خدمت اور اشاعت کے لئے اس نے انتہائی فائیت کے رنگ میں اپنی زندگی کی ہر گھڑی اور اپنی جان تک قربان کر رکھی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدائی حکم کے ماتحت ہر بیعت کرنے والے سے یہ عہد لیتے تھے۔ یہ عہد دس شرائطِ بیعت کی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔ اس عہد کی شرط نمبر 4 اور شرط نمبر 9 کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ ہر بیعت کرنے والا:

"عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح اور عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔"

(اشتہار تکمیل تبلیغ مؤرخہ 12 جنوری 1889ء مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 160 جدید ایڈیشن)

اب دیکھیں یہ ایک ایسا عہدِ بیعت ہے جس پر عمل کئے بغیر کوئی احمدی حقیقی معنوں میں احمدی نہیں ہو سکتا۔ آپؑ کی حیاتِ مبارکہ ایسے بے شمار حسین واقعات سے مزین ہے جن کے مطالعہ سے علم ہوتا ہے

کہ آپؑ مخلوقِ خدا کی خدمت میں کس طرح شب و روز سے بے نیاز ہو کر مصروف رہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس مسیح پاکؑ کی روحانی اولاد کی حیثیت سے توفیق عطا فرمائے کہ ہم بھی خلق اللہ سے ہمدردی اور احسان کا سلوک کرنے والے ہوں آمین۔

سامعین! آپ کے سامنے اپنی تقریر کے آخر پر آپؑ کی سیرت و اخلاق اور اوصاف بارے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کا ارشاد پیش ہے۔ آپؓ لکھتے ہیں۔

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت رؤف و رحیم تھے۔ سخی تھے۔ مہمان نواز تھے۔ اشجع الناس تھے۔ ابتلاؤں کے وقت جبکہ لوگوں کے دل بیٹھے جاتے تھے آپ شیر نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔ عفو، چشم پوشی، فیاضی، خاکساری، وفاداری، سادگی، عشقِ الٰہی، محبتِ رسولؐ، ادبِ بزرگانِ دین، ایفائے عہد، حسنِ معاشرت، وقار، غیرت، ہمت، اولوالعزمی، خوش روئی اور کشادہ پیشانی آپؑ کے ممتاز اخلاق تھے.... میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس وقت دیکھا جب میں دو برس کا بچہ تھا۔ پھر آپؑ میری ان آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے جب میں ستائیس سال کا جوان تھا۔ مگر میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے آپؑ سے بہتر، آپؑ سے زیادہ خوش اخلاق، آپؑ سے زیادہ نیک، آپؑ سے زیادہ بزرگانہ شفقت رکھنے والا، آپؑ سے زیادہ اللہ اور رسولؐ کی محبت میں غرق رہنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپؑ ایک نور تھے جو انسانوں کے لئے دنیا پر ظاہر ہوا اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی اور اسے شاداب کر گئی۔“

(سیرت المہدی حصہ سوم کی آخری روایت کا ملخص)

یہ کرم مجھ پر ہے کیوں کوئی تو اس میں بات ہے
بے سبب ہرگز نہیں یہ کاروبار کردگار
مجھ کو خود اُس نے دیا ہے چشمۂ توحید پاک
تا لگاوے از سرِ نو باغ دیں میں لالہ زار

☆☆☆☆

﴿36﴾ ﴿مشاہدات۔173﴾

وہ یُوں بھی تھا طبیب، وہ یُوں بھی طبیب تھا

حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

(آل عمران:165)

یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول معبوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ جب کہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

سامعین / سامعات! آج میری تقریر کا عنوان ہے: وہ یُوں بھی تھا طبیب، وہ یُوں بھی طبیب تھا

یہ جماعت احمدیہ کے مشہور و معروف اردو شاعر و ادیب جناب عبید اللہ علیم کے منظوم کلام بعنوان ”وہ رات بے پناہ تھی اور مَیں غریب تھا“ کے ایک شعر کا ایک مصرعہ ہے۔ مکمل شعر یوں ہے۔

رکھتا نہ کیوں مَیں روح و بدن اُس کے سامنے
وہ یُوں بھی تھا طبیب وہ یُوں بھی طبیب تھا

موصوف نے کچھ عرصہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ رات کو ایک ہی تخت پوش پر بیٹھ کر ”ایک شام“ مناتے ہوئے اپنے اشعار اور نظمیں حضورؒ اور احباب جماعت کے سامنے پیش کرنے کی سعادت پائی۔ ایک محفل کے احوال اپنے اس منظوم کلام میں نہایت عمدگی سے بیان فرمائے جس میں حضرت خلیفة

المسیح الرابعؒ کی صفات اور خوبیوں سے متاثر ہو کر بیان کیں۔ جس میں موصوف نے حضورؒ کو روحانی اور مادی طبیب کہہ کر یاد فرمایا ہے۔

سامعین / سامعات! دراصل اللہ کے انبیاء، رسول، فرستادے اور اُوتار جب دنیا میں اصلاحِ خلق کے لئے آتے ہیں وہ در حقیقت روحانی طبیب کے طور پر اِس دنیا میں بھجوائے جاتے ہیں اور وہ مادی طبیب کا بھی کام کرتے اور اپنے مقتدیوں اور معاشرہ کے دیگر افراد کو ادویات بھی دیتے ہیں اور نسخہ جات سے علاج بھی۔ اِس ضمن میں سب سے پہلے اگر نام لیں تو سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سر فہرست آئے گا جن کا ہاتھ صحابہ کی روحانی نبض پر رہتا تھا اور وہ صحابہ کی بیماری بھانپ کر علاج فرمایا کرتے تھے۔ ہم جب احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں بارہا اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ حضورؐ سے بے شمار صحابہ اور صحابیات نے سب سے بڑی نیکی کے متعلق سوال فرمایا۔ حضورؐ نے ہر موقع پر مختلف اور الگ ہی جواب دیا۔ کسی موقع پر والدین کی خدمت کو سب سے بڑی نیکی قرار دیا۔ کسی موقع پر جہاد فی سبیل اللہ کو، کسی جگہ پر ایمان باللہ والرسول کو اور کبھی حج مبرور کو۔

اور ہمیں یقین محکم ہے کہ اُس وقت حضورؐ سائل کی طبیعت کو پڑھ کر اور اندرونے کا مطالعہ کر کے اپنے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے اُس نیکی کی طرف توجہ دلاتے جس کی سائل کو ضرورت ہوتی۔ اور آپؐ مادی طبیب بھی تھے اور آج طِبّ نبویؐ کے نام پر بہت سی ضخیم کتب مارکیٹ میں موجود ہیں۔ اِن کتب میں وہ نسخے درج ہیں جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی مادی بیماریوں کے علاج کے لئے استعمال فرماتے تھے۔

سامعین / سامعات! آج کے دَور میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے پانچوں خلفاء کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو جناب عبید اللہ علیم کے اِس شعر کا یہ مصرعہ ان اعلیٰ حضرات پر پورا اُترتا دکھائی دیتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنے متعلق تو خود فرماتے ہیں:

میری طرف چلے آئیں مریض روحانی
کہ اُن کے دردوں، دکھوں کے لئے طبیب ہوں مَیں

مَیں تیرے فن کا شاہد ہوں تو میری کمزوری کا گواہ
تجھ سا بھی طبیب نہیں کوئی مجھ سا بھی کوئی بیمار نہیں

میں اپنی گزارشات کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مادی اور روحانی طب سے کرتا/کرتی ہوں۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اس کو بھروسہ دُنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور یہ بھروسہ ہر گز اس کو خدا تعالیٰ اور عالمِ آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ حضرت مسیح نے اسی حالت میں یہود کو پایا تھا اور جیسا کہ ضعف ایمان کا خاصہ ہے یہود کی اخلاقی حالت بھی بہت خراب ہو گئی تھی اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اب میرے زمانہ میں بھی یہی حالت ہے۔ سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علّت غائی ہیں مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین سے نزدیک ہو گا۔ بعد اس کے کہ بہت دُور ہو گیا تھا۔ سو میں ان ہی باتوں کا مجدّد ہوں اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔''

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 291 تا 294 حاشیہ)

آپؑ پھر فرماتے ہیں:

''خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا مَیں حلم اور خُلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اُس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں۔ انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اُس کو ملیں جن کی رو سے اُس کو یقین آجائے کہ خدا ہے کیونکہ ایک بڑا حصہ دنیا کا اسی راہ سے ہلاک ہو رہا ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی الہامی ہدایتوں پر ایمان نہیں ہے اور خدا کی ہستی کے ماننے کے لئے اس سے زیادہ صاف اور قریب الفہم اور کوئی راہ نہیں

کہ وہ غیب کی باتیں اور پوشیدہ واقعات اور آئندہ زمانہ کی خبریں اپنے خاص لوگوں کو بتلاتا ہے اور وہ نہاں درنہاں اسرار جن کا دریافت کرنا انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اپنے مقربوں پر ظاہر کر دیتا ہے کیونکہ انسان کے لئے کوئی راہ نہیں جس کے ذریعہ سے آئندہ زمانہ کی ایسی پوشیدہ اور انسانی طاقتوں سے بالاتر خبریں اس کو مل سکیں .... سو خدا نے میرے پر یہ احسان کیا ہے جو اس نے تمام دنیا میں سے مجھے اس بات کے لئے منتخب کیا ہے کہ تا وہ اپنے نشانوں سے گمراہ لوگوں کو راہ پر لاوے لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے آسمان سے دیکھا ہے کہ عیسائی مذہب کے حامی اور پیرو یعنی پادری سچائی سے بہت دُور جا پڑے ہیں اور وہ ایک ایسی قوم ہے کہ نہ صرف آپ صراطِ مستقیم کو کھو بیٹھے ہیں بلکہ ہزارہا کوس تک خشکی تری کا سفر کر کے یہ چاہتے ہیں کہ اوروں کو بھی اپنے جیسا کر لیں وہ نہیں جانتے کہ حقیقی خدا کون ہے بلکہ اُن کا خدا انہی کی ایک ایجاد ہے اس لئے خدا کے اس رحم نے جو انسانوں کے لئے وہ رکھتا ہے تقاضا کیا کہ اپنے بندوں کو ان کے دام تزویر سے چھڑائے اس لئے اس نے اپنے اس مسیح کو بھیجا تا وہ دلائل کے حربہ سے اُس صلیب کو توڑے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بدن کو توڑا تھا اور زخمی کیا تھا۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 143 تا 144)

سامعین / سامعات! حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک حاذق اور ماہر طبیب تھے۔ آپؑ نے طب کا علم اپنے والد محترم حضرت مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم سے سیکھا تھا اور مخلوقِ خدا کو اِس سے فیض یاب فرماتے رہے۔ آپؑ کے والد محترم کے پاس ہزاروں کی تعداد پر مشتمل کتب کی لائبریری تھی جن میں طب کی کتب کا بھی ایک لاجواب ذخیرہ تھا۔ جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کی نسل مستفیض ہوتی رہی۔ آپؑ کے پورے خاندان نے طب کو ذریعہ معاش نہیں بنایا بلکہ خود دار، صاحبِ وقار طبیب رہے۔ بٹالہ کے راجہ تیجا سنگھ کاربنکل کے پھوڑے میں مبتلا ہو گیا۔ علاج معالجہ کروایا گیا مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ بالآخر اِس راجہ نے حضرت مرزا صاحب قبلہ (والدِ محترم) کی طرف رُخ کیا۔ مرزا صاحب کی تشخیص کارگر ثابت ہوئی۔ راجہ کو شفا ہوئی اور اُس نے ایک کثیر رقم اور بعض دیہات آپ کو دینے کی پیش کش کی جسے آپ نے واپس کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طب کی بات ہو رہی ہے۔ آپؑ روحانی طبیب تو تھے ہی آپؑ کی تحریرات اور ملفوظات سے لاکھوں فیض یاب ہوتے رہے جن میں اب روز مرّہ کی بنیاد پر اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ 83 سے زائد کتب تحریر کر کے تا قیامت فیض کا خزانہ چھوڑا ہے۔ ملفوظات، خطوط، اشتہارات اِس کے علاوہ ہیں۔ اِس روحانی فیض کو لٹانے کے ساتھ ساتھ آپؑ کے پاس مریضوں کا تانندھا بندھا رہتا تھا۔ آپؑ کے پاس ایک بڑا بکس تھا۔ جس میں یونانی دوائیوں پڑی رہتی تھیں اور آپؑ مفت علاج فرماتے تھے۔ آپؑ کے گھر میں عورتیں بکثرت علاج کروانے آتیں اور آپؑ کے علاج میں ہمدردی کا مادہ نمایاں تھا۔ آپؑ جہاں مریضوں کا علاج فرماتے وہاں اِن کے لئے خود بھی دوا کے ساتھ دُعا بھی کرتے اور مریضوں کو بھی استغفار اور دعا کی طرف توجہ دلاتے رہتے۔

آپؑ فرماتے ہیں۔

”میرا مذہب یہ ہے کہ کوئی بیماری لاعلاج نہیں ہر ایک بیماری کا علاج ہو سکتا ہے جس مرض کو طبیب لاعلاج کہتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ طبیب اس کے علاج سے آگاہ نہیں ہے۔ ہمارے تجربہ میں یہ بات آچکی ہے کہ بہت سے بیماروں کو اطباء ڈاکٹروں نے لاعلاج بیان کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے شفاء پانے کے واسطے بیمار کے لئے کوئی نہ کوئی راہ نکال دی۔ بعض بیمار بالکل مایوس ہو جاتے ہیں یہ غلطی ہے خدا تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے اس کے ہاتھ میں سب شفاء ہے... بیمار کو چاہئے کہ توبہ استغفار میں مصروف ہو انسان صحت کی حالت میں کئی قسم کی غلطیاں کرتا ہے۔ کچھ گناہ حقوق اللہ کے متعلق ہوتے ہیں۔ اور کچھ حقوق عباد کے متعلق ہوتے ہیں۔ ہر دو قسم کی غلطیوں کی معافی مانگنی چاہئے اور دنیا میں جس شخص کو نقصان بے جا پہنچایا ہو۔ اس کو راضی کرنا چاہئے اور خدا تعالیٰ کے حضور میں سچی توبہ کرنی چاہئے توبہ سے یہ مطلب نہیں کہ انسان جنتر منتر کی طرح کچھ الفاظ منہ سے بولتا رہے۔ بلکہ سچے دل سے اقرار ہونا چاہئے کہ میں آئندہ یہ گناہ نہ کروں گا اور اس پر استقلال کے ساتھ قائم رہنے کی کوشش کرنی چاہئے تو خدا تعالیٰ غفور الرحیم ہے وہ اپنے بندوں کے گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ ستار ہے۔ بندوں کے گناہوں پر پردہ ڈالتا ہے تمہیں ضرورت نہیں کہ مخلوق کے سامنے اپنے گناہوں کا اظہار کرو۔ ہاں خدا تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔“

(بدر 4۔ اکتوبر 1904ء صفحہ 4)

سامعین / سامعات! یونانی جڑی بوٹیوں میں جو اللہ تعالیٰ نے خواص رکھے ہیں۔ اُن کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

”طبیب کیسا ہی حاذق اور عالم ہو، لیکن اگر ادویہ نہ ہوں تو وہ کیا کر سکتا ہے۔ بڑی سوچ اور فکر سے ایک نسخہ لکھ دے گا لیکن بازار سے وہ دوا نہ ملے، تو کیا کرے گا۔ کس قدر فضل ہے کہ ایک طرف علم دیا ہے اور دوسری طرف نباتات، جمادات، حیوانات جو مریضوں کے مناسب حال تھے پیدا کر دیئے ہیں اور ان میں قسم قسم کے خواص رکھے ہیں جو ہر زمانہ میں نااندیشہ ضروریات کے کام آ سکتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بھی غیر مفید پیدا نہیں کی اور نہ جس کے خواص محدود ہوں۔ یہاں تک کہ پسو اور جوں تک بھی غیر مفید نہیں۔ لکھا ہے کہ اگر کسی کا پیشاب بند ہو تو بعض وقت جوں کو احلیل میں دینے سے پیشاب جاری ہو جاتا ہے۔ انسان ان اشیاء کی مدد سے کہاں تک فائدہ اٹھاتا ہے۔ کوئی تصور کر سکتا ہے؟“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 314)

آنکھ کے پانی سے یارو! کچھ کرو اس کا علاج
آسمان اے غافلو! اب آگ برسانے کو ہے

کوئی مرض ناقابل علاج نہیں

آپؑ فرماتے ہیں۔

”حدیث میں آیا ہے مَامِنْ دَاءٍ اِلَّا وَلَہٗ دَوَاءٌ ایک مشہور ڈاکٹر کا ہمیں قول یاد ہے وہ کہتا ہے کہ کوئی مرض بھی ناقابل علاج نہیں ہے بلکہ یہ ہماری سمجھ اور عقل و علم کا نقص ہے کہ ہمارے علم کی رسائی وہاں تک نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مرض کے واسطے بعض ایسے ایسے اسباب پیدا کئے ہوں جن سے وہ شخص جس کو ہم ناقابل علاج یقین خیال کرتے ہیں قابل علاج اور صحت یاب ہو کر تندرست ہو جاوے پس قطعی حکم ہرگز نہ لگانا چاہئے بلکہ اگر رائے ظاہر بھی کرنی ہو تو یوں کہہ دو کہ ہمیں ایسا شک پڑتا ہے مگر ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسے سامان پیدا کر دے کہ جن سے یہ روک اٹھ جاوے اور بیمار اچھا

ہو جاوے۔ دعا ایک ایسا ہتھیار خدا تعالیٰ نے بنایا ہے کہ انہونے کام بھی جن کو انسان ناممکن خیال کرتا ہے ہو جاتے ہیں کیونکہ خدا کے لیے کوئی بات بھی انہونی نہیں۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 500)

ہر مرض کا علاج

فرمایا:

"یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو۔ اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 102)

تا قیامت جو رہے تازہ تری تعلیم ہے
تو ہے روحانی مریضوں کا طبیبِ جاوداں
ہے یہی ماہِ مبیں جس پر زوال آتا نہیں
ہے یہی گلشن جسے چھوتی نہیں

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"انبیاء علیہم السلام طبیب رُوحانی ہوتے ہیں اِس لئے روحانی طور پر ان کے کامل طبیب ہونے کی یہی نشانی ہے کہ جو نسخہ وہ دیتے ہیں یعنی خدا کا کلام۔ وہ ایسا تیر بہدف ہوتا ہے کہ جو شخص بغیر کسی اعراض صوری یا معنوی کے اس نسخہ کو استعمال کرے وہ شفا پا جاتا ہے اور گناہوں کی مرض دور ہو جاتی ہے اور خدائے تعالیٰ کی عظمت دل میں بیٹھ جاتی ہے اور اس کی محبت میں دل محو ہو جاتا ہے۔"

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 135)

خلفاء کی طب اور مادی علاج

سامعین / سامعات! یہ ہمارا یقین ہے کہ خلفائے احمدیت روحانی طبیب ہوتے ہیں جو اپنے اپنے دَور میں روحانی بیماریوں کا علاج اپنے خطبات ، خطابات ، تقاریر ، درس و تدریس اور علمی محافل کے ذریعہ کرتے رہے۔ اِس کے علاوہ ذاتی تعلق، ملاقاتوں اور خطوط کے ذریعہ روحانی علاج معالجہ جاری رہتا ہے۔ یہ علمی و روحانی خزانہ خلفاء کی وفات کے بعد اخبارات، رسائل اور کتب کی صورت میں چھپ کر تا ابد آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کر دیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو لیں تو آپؓ اپنے زمانہ کے مشہور و معروف ماہر اور حاذق حکیم تھے۔ آپؓ کی حکمت پنجاب اور ارد گرد کے علاقوں کے علاوہ کشمیر تک مشہور تھی۔ آپؓ کے پاس بہت دُور دُور سے مریض علاج کے لئے آتے آپؓ کا فنِ طبابت بھی دیگر حکماء سے جُدا تھا۔ آپ مریض کی نبض تو دیکھتے ہی تھے مگر خداداد علم کی بدولت مریض کا چہرہ دیکھ اور اِسے پڑھ کر بیماری کا اندازہ لگا لیا کرتے تھے۔ آپؓ ایسے حکماء میں سے نہ تھے جو اپنے نسخے مریضوں سے چھپا کر رکھتے اور اُن کے نسخے اُن کی وفات کے ساتھ ہی مدفون ہو جاتے۔ آپؓ کا علمِ طبابت عام تھا جو بعد میں کتابی شکل میں بعنوان بیاضِ نورالدّین شائع بھی ہوا اور بار بار شائع ہوا اور آج ہزاروں حکماء اِن نسخوں سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ گویا کہ آپؓ روحانی اور مادی حکیم اور طبیب تھے جن کا فیض ایک نہ خشک ہونے والی نہر کی طرح جاری و ساری ہے۔

معزز بھائیو اور بہنو! جب ہم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو عنوان بالا "وہ یُوں بھی تھا طبیب، وہ یُوں بھی طبیب تھا" کے پیمانے میں پرکھتے ہیں تو سب سے پہلے آپؓ کے متعلق پیشگوئی مصلح موعودؓ کی 16ویں اور 17ویں علامت کی طرف دھیان جاتا ہے جو اِن الفاظ میں ہیں۔ وہ عُلومِ ظاہری سے پُر کیا جائے گا اور وہ علوم باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ یہاں علوم ظاہری سے مادی طب اور علومِ باطنی سے آپؓ کے روحانی طبیب ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ آپؓ کے جہاں تک روحانی طبیب ہونے کا تعلق ہے اِس میں کوئی شک نہیں کہ آپؓ کا فیض اپنے دَورِ خلافت میں 52 سال تک علومِ روحانی کی موسلا دھار بارش برساتا رہا۔ آپؓ بظاہر مادی تعلیم ،اسکول وغیرہ سے حاصل نہ پائے تھے لیکن اپنے خداداد علم و معرفت کے بل بوتے آپؓ نے مادی اور روحانی دنیا میں حکومت کی ہے اور علم کا ایک لازوال خزانہ اور ایک بڑا ذخیرہ سینکڑوں کتب کی صورت میں

اپنی جسمانی اور روحانی اولاد کے لئے چھوڑا ہے۔ جس سے تا ابد نسلیں فائدہ اُٹھا رہی ہیں اور آئندہ تا ابد اٹھائیں گی۔

جہاں تک آپؑ کے علمِ طب کا تعلق ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمدؓ بیان کرتے ہیں کہ خاکسار سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک دفعہ بیان کیا تھا کہ مجھے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علمِ طب کے پڑھنے کے متعلق تاکید فرمائی تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ باوجود اِس بات کے کہ علمِ طب ہمارے خاندان کی خصوصیت رہا ہے ہمارے خاندان میں سے کبھی کسی نے اِس علم کو اپنے روزگار کا ذریعہ نہیں بنایا اور نہ ہی علاج کے بدلے میں کسی سے بھی کوئی معاوضہ لیا۔

(سیرت المہدی جلد اوّل روایت 50)

علمِ طب میں آپؑ کے فیض سے دنیا بھر مستفیض ہوتی رہی۔ آپؑ اپنی ملاقاتوں میں اور خطوط کے ذریعہ براہ راست مریضوں کا علاج فرماتے اور بعض بیماریوں سے شفا پانے کے نسخہ جات اپنے خطبات و تقاریر میں بھی بیان فرماتے رہے۔

معزز سامعین / سامعات! حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1965ء میں جب جماعت احمدیہ کی روحانی کمانڈ سنبھالی اُس وقت تک حکمت اور طبابت کے ساتھ ایک حیرت انگیز علمِ طب ہومیوپیتھ (علاج بالمثل) متعارف ہو چکا تھا اور ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بھی اِس سے حصہ پایا۔ آپؒ جہاں روحانی طب کی خوشبو اپنے خطبات، خطابات اور تقاریر کے ذریعہ 17 سال تک بکھیرتے رہے اور اُن کے رنگا رنگ پھولوں کی خوشبو آج بھی کتابوں اور اخبارات کے ذریعہ ہمیں سونگھنے کو مل رہی ہے۔ اور اِس روحانی طب کے مقابل پر آپ کی مادی حکمت اور طب بھی بظاہر نظر آتی رہی۔ آپ ہومیوپیتھی کے نسخہ جات اپنے مریدوں اور ماننے والوں کو دیتے رہے۔ یونانی حکمت بھی آپؒ کرتے تھے اور ہر دو اقسام میں آپ روحانی و مادی طبیب تھے۔

چاندنی پھول اور صبا کی طرح
بعض جلوے طبیب ہوتے ہیں

معزز سامعین / سامعین! چوتھے نمبر پر ہمارے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمدؒ تھے۔ آپؒ کی ہر دو قسم کی طب اپنے زمانہ میں لوہا مناتی رہی۔ آپؒ کی جلالی اور جمالی خطبات و خطابات، رمضان کے قرآنی درس، محافل عرفان میں علم و عرفان کی بارشوں نے اپنوں اور غیروں کو ایمان کی حلاوت سے تر کئے رکھا اور آج ہم جہاں تحریری شکل میں اِن سے محظوظ ہوتے ہیں اور اپنی تقاریر و مضامین میں اِن سے اقتباسات پیش کرتے ہیں وہاں سوشل میڈیا اور سب سے بڑھ کر ایم ٹی اے کے ذریعہ ہم بار بار اِن سے استفادہ کرتے اور اپنے اندر کی خامیوں اور کمزوریوں کو اس اِس دواء سے درست کرتے اور شفا پاتے رہتے ہیں۔

اور جہاں تک آپؒ کی مادی طب کا تعلق ہے آپؒ بلا کے ہومیو پیتھ تھے۔ آپؒ کے 21 سالہ خلافت کے دَور میں جہاں آپؒ کے ہومیو پیتھ نسخوں اور دوائیوں سے لاکھوں لوگ فیض یاب ہوئے وہاں ایم ٹی اے کے ذریعہ ہومیو پیتھ پر آپ کے لاجواب لیکچرز نے دھوم مچائے رکھی اور بعد میں ”ہومیو پیتھی علاج بالمثل“ کے نام سے آپؒ نے کتابی شکل دی۔ جس سے آج بھی احمدی کیا غیر از جماعت ہومیو پیتھ بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ آپؒ کے نسخہ جات کو بہت سے خواتین و حضرات نے چھوٹے چھوٹے کتابچوں کی شکل دے رکھی ہے اور سوشل میڈیا کے ذریعہ بھی عام سرکولیٹ ہوتے رہتے ہیں۔ آپؒ کا یہ فیض اب جماعت میں بہت پھیل چکا ہے اور لاکھوں لوگ مستفیض ہوتے ہیں اور یوں آپؒ واقعتہً ہر دو طرح کے طبیب تھے اور جناب عبید اللہ علیم نے آپ کے متعلق بہت درست فرمایا۔ وہ یُوں بھی تھا طبیب، وہ یُوں بھی طبیب تھا۔

عصرِ بیمار کا ہے مرض لا دوا، کوئی چارہ نہیں اب دُعا کے سوا
اے غلامِ مسیح الزماںؑ ہاتھ اٹھا، موت بھی آ گئی ہو تو ٹل جائے گی

حاضرین / حاضرات! اب مَیں اپنی تقریر کے آخر پر پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کے معارف و حقائق کی بات کروں گا / گی۔ آپ ایدہ اللہ، ماشاء اللہ گزشتہ 20 سالوں سے دینی و روحانی اور مادی علوم کے علاوہ ہومیو پیتھ علم کے دریا بہا رہے ہیں۔ اللھم زد فزد وایدہ امامنا بروح القدس۔

آپ کے دَور میں روحانی طب میں خطبات، خطابات، تقاریر کا سلسلہ تو جاری ہے جو ہمارے زخموں کو مندمل کرتے رہتے ہیں۔ آپ کے دَور میں نت نئی ایجادات کی وجہ سے یہ سلسلہ بہت بڑھا، پھیلا اور ورچوئل

ملاقاتوں کے ساتھ ساتھ دیگر ذرائع کے ذریعہ یہ فیض بٹ رہا ہے۔ سرکردہ لیڈروں، عالمی سطح پر ملکی سربراہان کو خطوط لکھنے کا سلسلہ جاری ہوا۔ عالمی پارلیمنٹ کے چھابے میں یہ فیض تقسیم ہوا۔ کئی مقامات پر روحانی ڈائنگ ٹیبلز سجا کر روحانی مائدہ تقسیم ہوا اور سب سے بڑھ کر آپ ہی کے مبارک دَور میں خطبات وخطاباتِ مسرور کے نام سے یہ فیضِ تحریری طور پر بھی میسر ہے۔ اِس روحانی فیض کی تقسیم کے ساتھ ساتھ ہومیوپیتھی کا فیض بھی مسلسل تقسیم ہو رہا ہے۔ دفتر پی ایس اور دیگر کئی دفاتر میں ہومیوپیتھی کٹس موجود ہیں۔ اسلام آباد لندن، مسجد بیت الفضل لندن، مسجد بیت الفتوح لندن میں ہومیوپیتھی کے Hub موجود ہیں جہاں حضور کے بتائے ہوئے نسخوں کے مطابق فری علاج ہوتا ہے۔ ملاقاتوں میں جب وزیٹرز اپنی بیماری کا ذکر کرتے ہیں تو حضور اُن کو دُعا دینے کے ساتھ ساتھ ہومیوپیتھی نسخہ بھی بتاتے ہیں اور یوں آپ جناب عبید اللہ علیم کے شعر وہ یُوں بھی تھا طبیب وہ یُوں بھی طبیب تھا کے مصداق بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر و علم میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

آقا کی اک جھلک سے ہوا جشن کا ساماں
دنیا کے سارے دردوں، دکھوں کے طبیب ہیں

﴿37﴾ ﴿مشاہدات۔314﴾

نظام وصیت اور صحابہ و تابعین مسیح موعودؑ کی قربانیاں

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ

یقیناً اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لئے ہیں تا کہ اس کے بدلہ میں انہیں جنت ملے۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اُسے دے چکے مال و جان بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

انصار بھائیو! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ **نظام وصیت اور صحابہ مسیح موعودؑ کی قربانیاں**

مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی آخری عمر میں الٰہی منشاء کے مطابق "الوصیت" کے نام سے ایک بہت ہی مبارک تحریک احبابِ جماعت کے سامنے رکھی جو مالی قربانی کے ساتھ ساتھ ذاتی تربیت اور اصلاحِ احوال کی تحریک تھی جس کے سامنے آپؑ کے مبارک دَور کے اکثر صحابہ نے سرِ تسلیم خم کیا جن سے نا صرف صحابہ رسولؐ کی قربانیوں کی یادیں تازہ ہوئیں بلکہ تاریخ احمدیت کے اوراق بھی سنہری حروف سے سجے اور یہ سلسلہ ابھی بھی بڑی تیز رفتار کے ساتھ جاری و ساری ہے اور یہ قافلہ جماعتِ احمدیہ

کے پانچویں سالار حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ الودود کی قیادت میں تیز قدموں کے ساتھ اپنے منزلِ مقصود کی جانب رواں دواں ہے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے صحابہ کے متعلق فرمایا تھا کہ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي۔ پھر بھلا یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے نمونوں پر عمل کرنے سے چوک جاتے چنانچہ آپ علیہ السلام کے اصحاب نے عین وہی نمونہ دکھایا اور اپنے اخلاص اور قربانیوں سے صحابہ رضون اللہ علیہم کی قربانیوں کو پھر زندہ کر دیا۔

سامعین! عظیم الشان بابرکت روحانی نظام، نظامِ وصیت کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احبابِ جماعت سے اپنی آمد اور جائیداد کے کم از کم دسویں حصہ کا مطالبہ کیا تا وہ مجوزہ قبرستان بہشتی مقبرہ میں دفن ہوں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

”میں نے پسند کیا ہے کہ ایسے لوگ جو اشاعتِ اسلام کا جوش دل میں رکھتے ہیں اور جو اپنے صدق اور اخلاص کا نمونہ دکھا کر فوت ہوں اور اس مقبرہ میں دفن ہوں اُن کی قبروں پر ایک کتبہ لگا دیا جاوے جس میں ان کے مختصر سوانح ہوں اور اس اخلاص و وفا کا بھی کچھ ذکر ہو جو اُس نے اپنی زندگی میں دکھایا تا جو لوگ اس قبرستان میں آویں اور ان کتبوں کو پڑھیں اُن پر ایک اثر ہو اور مخالف قوموں پر بھی ایسے صادقوں اور راستبازوں کے نمونے دیکھ کر ایک خاص اثر پیدا ہو۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 217)

پھر آپؑ نے اپنے اصحاب کو اس میں شامل ہونے کی نا صرف تلقین فرمائی بلکہ اس کو دنیا پر دین کو مقدم کرنے کا ایک عمدہ موقع اور ذریعہ قرار دیا۔ حضور فرماتے ہیں:

”عرصہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا تھا کہ ایک بہشتی مقبرہ ہو گا گویا اس مَیں وہ لوگ داخل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں جنتی ہوں گے۔ پھر اس کے متعلق الہام ہوا۔ أُنْزِلَ فِيْهَا كُلَّ رَحْمَةٍ۔ اس سے کوئی نعمت اور رحمت باہر نہیں رہتی۔ اب جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ایسی رحمت کے نزول کی جگہ میں

دفن ہو کیا عمدہ موقع ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم کرے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ:216)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ نے اپنے ایمان و اخلاص کے نمونے دکھائے اور عظیم قربانیاں کرکے بعض نے 1/10 کی بجائے 1/6 حصہ کی وصیت کی اور بعض نے 1/3 کی وصیت کی اوراس نظام میں شامل ہوگئے۔ ایک موقع پر 1/6 کی وصیت کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے حضورؑ نے فرمایا:

"الوصیت اشتہار میں جو میں نے حصہ جائیداد کی اشاعتِ اسلام کے وصیت کرنے کی قید لگائی ہے میں نے دیکھا کہ کل بعض نے 1/6 کی وصیت کردی ہے یہ صدق ہے جو ان سے کراتا ہے اور جب تک صدق ظاہر نہ ہو کوئی مومن نہیں کہلا سکتا۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 616 مطبوعہ 2003ء قادیان)

آئیں! اب بعض صحابہؓ کی اِس حوالے سے مبارک روحانی اور روح پرور داستانوں کی کتاب کو کھول کر سنیں۔ سب سے پہلے اوّل المبائعین حضرت مولوی حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے باب اوّل میں لکھی داستان کو پڑھیں۔ آپؓ وہ مبارک وجود تھے جنہوں نے اپنا سارا مال و متاع اشاعتِ اسلام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دینے کی پیشکش کی تھی چنانچہ آپؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اگر اجازت ہو تو مَیں نوکری سے استعفیٰ دے دوں اور دن رات خدمتِ عالی میں پڑا رہوں۔ یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دینِ حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں۔ مَیں آپ کی راہ میں قربان ہوں میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں۔

میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو مَیں مراد کو پہنچ گیا"

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین صفحہ 64 مطبوعہ 1979ء)

نظام وصیت میں شامل ہونے اور اِس کی خاطر مالی قربانی کے حوالہ سے مرقاۃ الیقین کے مصنف مکرم اکبر شاہ خان نجیب آبادی مرحوم آپ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

”بہشتی مقبرہ کی وصایا کے ماتحت آپ نے اپنی زرعی زمین جو بھیرہ میں تھی اپنی زندگی میں ہی صدر انجمن احمدیہ کو ہبہ کر دی تھی۔“

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نور الدین صفحہ 310۔ مطبوعہ فروری 2002ء از قادیان)

حضرت حافظ نور محمد فیض اللہ چکویؓ

آپ کے متعلق مکرم ملک صلاح الدین ایم اے مرحوم نے اصحاب احمد جلد 13 صفحہ 229 میں ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

”آپ اپنی بساط کے مطابق امتیازی رنگ میں مالی خدمت سلسلہ کرتے تھے 1913ء تک سلسلہ احمدیہ کی حالت کے ابتدائی مرحلہ پر ہونے کا علم ایک روئیداد سے ہوتا ہے جس میں صیغہ بہشتی مقبرہ میں وصول ہونے والی بڑی بڑی رقوم میں دس دس روپے کا اور تیرہ افراد کی طرف سے مجموعہ تین صد بانوے روپے آمد ہونے کا ذکر ہے اس میں حافظ صاحب کی زمین کی آمد سولہ روپے بھی شامل ہے۔ ریکارڈ بہشتی مقبرہ کی رو سے سولہ کنال سات مرلہ اراضی کا انتقال صدر انجمن احمدیہ کے نام سے کرا دیا تھا جس کی براہ راست فروخت سے 13 نومبر 1917ء کو انجمن کو تین صد روپے آٹھ آنے وصول ہوئے تھے۔“

حضرت مولوی عبداللہ بوتالویؓ

حضرت مولوی صاحب موصوف 1901ء میں بیعت کر کے 1913ء میں نظام وصیت میں شامل ہوئے تھے۔ آپؓ کے متعلق تاریخ احمدیت نے یہ الفاظ محفوظ کئے ہیں۔ لکھا ہے۔

”وصیت کی اہمیت کی وجہ سے وصیت کے سرٹیفیکیٹ کو نہایت حفاظت سے رکھا۔ حتی کہ 1947ء میں قادیان آتے وقت جو چند کاغذات ساتھ لائے تھے ان میں سے ایک کاغذ اپنی وصیت کا سرٹیفیکیٹ تھا اور ایک مکرمہ اہلیہ صاحبہ کی وصیت کا سرٹیفیکیٹ تھا۔ اس سرٹیفیکیٹ پر بطور میر مجلس صدر انجمن احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (رضی اللہ عنہ) کے دستخط ہیں اور بطور افسر بہشتی مقبرہ حضرت مفتی محمد صادق کے دستخط ہیں۔"

(اصحاب احمد جلد ہفتم صفحہ 192)

مکرمہ کریم بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم منشی امام الدین صاحب پٹواریؓ

آپؓ نے اپنی زندگی میں ہی حصہ جائیداد کی رقم نہ صرف ایک مرتبہ بلکہ دو مرتبہ ادا کر دی تھی تفصیل اس اجمال کی اس طرح ہے۔

"آپ موصیہ تھیں اور وصیت کے تمام چندوں کا حساب بہت اہتمام سے کر کے اپنی زندگی میں ہی ادا کر دیا تھا۔ حصہ جائیداد کی رقم ایک دفعہ ادا کی لیکن دفتر کی غلطی سے ساری رقم کسی اور مد میں داخل ہو گئی۔ ایک عرصہ کے بعد غلطی کا پتہ چلا۔ اس کا ازالہ کاغذات میں درستی کے ذریعہ بآسانی ہو سکتا تھا لیکن آپ نے اسے پسند نہ کیا کہ اگر غلطی سے بھی دوسرے چندہ میں رقم داخل ہو گئی ہے تو وہاں سے اُسے کیوں دوسری مد میں تبدیل کیا جائے چنانچہ پھر دوبارہ وصیت کا چندہ داخل کر دیا۔"

(اصحاب احمد جلد نمبر 1 حصہ نمبر 1 صفحہ 162-163)

حضرت ملک مولیٰ بخش صاحب امرتسریؓ

ان کی طبیعت شروع میں وصیت کرنے کی طرف مائل نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ ان کو اس روحانی نظام سے باہر نہیں رکھنا چاہتا تھا چنانچہ بالآخر آپ نے شرح صدر کے ساتھ وصیت کی اور اس بابرکت نظام میں شامل ہو گئے۔ "اصحاب احمد" میں ان کی وصیت کے تعلق سے دلچسپ واقعہ درج ہے۔ جس کو یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

"آپ کی زندگی کا ایک قابل ذکر واقعہ آپ کا وصیت کرنا ہے۔ اگرچہ کتاب الوصیت آپ کے سامنے شائع ہوئی دوسروں نے وصیتیں بھی کیں اور آپ کو بھی بعض دوستوں نے تحریک کی۔ مگر آپ کی طبیعت ادھر نہیں آتی تھی۔ عادت پڑی ہوئی تھی کہ ہر چیز کے عقلی دلائل ہوں اور وہ آپ کو اس بارے میں اپنے مقرر کردہ معیار کے مطابق سمجھ نہ آتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کی راہنمائی فرمائی۔

تفصیل یہ ہے کہ جب قادیان سے قرآن مجید کا پہلا پارہ انگریزی میں شائع ہوا تو جماعت کی طرف سے آپ نے اس کی ایک کاپی ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو کانگریس لیڈر کے پاس فروخت کی۔ یہ صاحب کچھ عرصہ احمدی بھی رہے تھے اور خوب نمازیں پڑھا کرتے تھے اور کانگریس لیڈر بن کر انہوں نے نماز ترک کر دی اور کہتے تھے کہ یہ پروپیگنڈہ کا کام جو ہم قوم کی خاطر کرتے ہیں نماز سے مقدم ہے اس روز آپ نے ڈاکٹر صاحب کو پھر نماز کی تلقین کی تو انہوں نے یہی جواب دیا۔ ملک صاحبؓ نے پوچھا کہ آپ مسلمان ہیں کیا قرآن مجید کو الہامی مانتے ہیں۔ انہوں نے کہا مانتا ہوں ملک صاحب نے کہا پھر اگر قرآن مجید نماز پڑھنے کو کہے تو کیوں نہ پڑھو ڈاکٹر صاحب نے کہا کسی کتاب کا الہامی ماننے کے یہ معنے نہیں کہ اس کی ہر بات مان لی جائے۔ وہی بات مان لی جائے گی جو عقل کے مطابق ہو گی آپ کو یہ بات بری معلوم ہوئی اور آپ نے چند دوستوں کے پاس شکایت بھی کی کہ عجیب مسلمان ہیں۔ آپ چاہتے تھے کہ ڈاکٹر صاحب کو قرآن مجید کے کسی حکم کو ماننے سے عقل کی بناء پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔ اس بات کا خود آپ پر رد عمل ہوا اور آپ نے اپنے تئیں مخاطب کر کے کہا کہ تم ڈاکٹر کچلو کو تو الزام دیتے ہو مگر خود تمہارا کیا حال ہے ؟ حضرت اقدس علیہ السلام کو صادق مانتے ہو مگر آپ کے فرمودہ وصیت کے نظام میں شامل ہونے کو تیار نہیں۔

اسی ضمن میں دوسری بات یہ ہوئی کہ آپؓ ہوشیار پور میں تھے ایک سب جج صاحب آپ کے مکان پر آئے ان کے دریافت کرنے پر آپ نے اپنے لڑکے ملک سعید احمد صاحب کے متعلق بتایا کہ انہوں نے بی اے کا امتحان دیا ہے اور اب ان کا خاص مشغلہ تبلیغ احمدیت ہے۔ انہوں نے اس بات کا ثبوت طلب کیا کہ بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والا بہشتی ہی ہوتا ہے ملک سعید احمد صاحب نے کچھ جواب دیا مگر وہ اعتراض کرتے رہے۔ اس وقت باپ بیٹا دونوں کو ایسا کوئی جواب نہیں آتا تھا جس سے معترض کو خاموش کرا سکتے۔ فوراً ایک بات اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈالی آپ نے سب جج سے پوچھا آپ مسلمان ہیں بھلا یہ بتائیں کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ بہشت ہے بھی ؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ ایک ڈھکوسلہ ہے یہ سن کر وہ سٹھیا گئے کہ یہ کیا لینے کے دینے پڑ گئے۔ آپ نے ان کی مدد کی اور کہا کہ ثبوت یہی ہے نا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے انسان نے جسے ہم صادق سمجھتے ہیں ایسا

کہا ہے۔ انہیں یہ دلیل معقول نظر آئی اور جھٹ کہا ہاں۔ ملک صاحب نے کہا پھر بہشتی مقبرہ والی بات کی بھی یہی دلیل ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جنہیں ہم صادق سمجھتے ہیں ایسا کہا ہے۔ پس ہم سے بحث اس امر پر کرو کہ حضرت مرزا صاحب صادق ہیں یا نہیں۔ اگر حضورؑ صادق ثابت ہوں تو آپؑ کا یہ فرمان بھی جس کا تعلق حیات بعد الموت سے ہے سچ ماننا پڑے گا۔ سب جج صاحب کو اس کا کوئی جواب نہ آیا اور خاموش ہو گئے۔

اس بحث نے ملک صاحب کے لئے تربیت کی ایک بڑی منزل طے کر دی اور آپ کو وصیت کے ضروری ہونے پر دلیل مل گئی اور آپ نے دل میں کہا کہ اگر میری اس دلیل سے غیر احمدی کا منہ بند ہو سکتا ہے تو مجھے اور کیا دلیل درکار ہے۔ الغرض آپ کو بالکل تسلی ہو گئی اور آپ نے پوری انشراح صدر سے وصیت کر دی۔"

(اصحاب احمد جلد 1 حصہ 1 صفحہ 108-110)

مکرم شمس الدین درویش

سامعین! مکرم شمس الدین صاحب درویش کی قربانی کی ایمان افروز کہانی بھی سن لیں۔ موصوف غریب اور معذور تھے۔ ان کا گزارہ لوگوں کی عطا پر ہوتا تھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے وصیت کی جو کچھ ملتا تھا اس کو جمع کر کے چندہ وصیت ادا کرتے تھے اور نہ صرف یہ کہ اپنی زندگی میں ہی چندہ ادا کرتے رہے بلکہ انہوں نے اپنی پیدائش سے کئی سال پہلے سے اپنی وفات کے کئی سال بعد تک کا چندہ ادا کر دیا۔ سبحان اللہ۔ نظام وصیت 1905ء میں شروع ہوا یہ اس میں 1919ء میں شامل ہوئے لیکن ان کا نمونہ دیکھئے کہ باوجود اس کے کہ معذور تھے ایک چھوٹی سی کوٹھری میں پڑے رہتے تھے اور کوئی آمد سوائے دستِ غیب کے نہیں تھی لیکن آپ نے 1901ء سے چندہ دینا شروع کیا اور نہ صرف ساری زندگی ادا کیا بلکہ آئندہ سالوں کا بھی چندہ دیتے رہے اور 1990ء تک کا چندہ وصیت ادا کر دیا جبکہ ان کی وفات 1950ء میں ہو گئی۔ محترم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی درویش نے اس تعلق سے ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ گویا وہ تصویری زبان میں کہہ رہا ہے کہ کاش! میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت اولین بیعت کنندگان میں ہوتا اور کاش! میں 1991ء تک زندگی پا کر اسلام کی خدمت کر سکتا۔

حضرت سیٹھ عبداللہ الٰہ دین

آپ نے 1915ء میں بیعت کی تھی۔ ابتداء سے آپ نے عظیم الشان مالی خدمات کی توفیق پائی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کو خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت قرار دیا۔ آپ کی دیگر مالی خدمات کے جہاں تک آپ کی وصیت کا تعلق ہے اس کے متعلق لکھا ہے:

"آپ نے 5 مئی 1918ء کو اپنی مشترکہ جائیداد میں سے اپنے چوتھے حصہ کی جو مالیتی تیس ہزار روپے تھا صدر انجمن احمدیہ کے نام چھٹے حصہ کی وصیت کر کے پانچ ہزار روپے ادا کر دیا۔"

(تابعین اصحاب احمد جلد 9 صفحہ 146-147)

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان دعائیہ الفاظ پر تقریر کو ختم کرتا ہوں جو حضور نے وصیت کے نظام کے تعلق سے رسالہ الوصیت میں تحریر فرمائے ہیں۔

"بالآخر ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس کام میں ہر ایک مخلص کو مدد دے اور ایمانی جوش ان میں پیدا کرے اور خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین۔"

(رسالہ الوصیت صفحہ 26)

نیم شب بھیگی دُعاؤں کے عوض ملتا ہے
سوز میں ڈوبی کراہوں کے عوض ملتا ہے
سب جہانوں کے زر و مال کا جو مالک ہے
صدقے خیرات کے سکوں کے عوض ملتا ہے

(اِس تقریر کی تیاری میں بدر 21 دسمبر 2004ء کے مضامین سے مدد لی گئی ہے)

(کمپوزڈ بائی: منہاس محمود۔ جرمنی)

﴿38﴾ ﴿مشاہدات۔316﴾

نظام وصیت۔ روحانی، اخلاقی اور مادی ترقیات کا ذریعہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ(ال عمران:133-135)

وصیت ہے ایک آسمانی نظام
یہ جنت کے پانے کا ہے انتظام
چلے آؤ اس کی طرف دوستو!
ندا دے رہا ہے امام ہمام
وصیت کرو تم وصیت کرو
ہر اک کو یہی اب نصیحت کرو

معزز انصار بھائیو! آج میری تقریر کا عنوان ہے ”نظام وصیت۔ روحانی، اخلاقی اور مادی ترقیات کا ذریعہ“

نظام وصیت وہ عظیم الشان اور عالمگیر نظام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر 1905ء میں قائم فرمایا۔ اس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ انسان اپنی زندگی سے اس بات کا عملی ثبوت پیش کرے کہ مَیں درحقیقت دین کو دنیا پر ہمیشہ مقدم رکھوں گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے افرادِ جماعت سے یہ مطالبہ فرمایا کہ وہ اپنے نفوس کا ہر طرح سے تزکیہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اموال اور جائیدادوں کا کم از کم دسواں حصہ خدا کی راہ میں پیش کریں۔

تزکیہ نفس اور مالی قربانی کے حوالہ سے نظامِ وصیت کا استنباط قرآن کریم کی متعدد آیات اور احادیثِ نبویہ سے کیا جا سکتا ہے۔ وقت کی رعایت سے صرف ایک کا ذکر کرتا ہوں اور وہ سورۃ ال عمران کی آیات 133 سے 135 ہیں جن کی تلاوت تقریر کے آغاز میں مَیں کر آیا ہوں اور ترجمہ ان آیات کا یہ ہے۔

اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم رحم کئے جاؤ اور اپنے ربّ کی مغفرت اور اُس جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین پر محیط ہے۔ وہ متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ (یعنی) وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

سامعین! ان آیات کے علاوہ سورۃ التکویر اور سورۃ الصف آیات 11 تا 13 سے بھی نظام وصیت کے لیے استنباط کیا جا سکتا ہے اور جہاں تک احادیث کا تعلق ہے اس ضمن میں بھی بہت سی احادیث پیش کی جا سکتی ہیں۔ جیسے ایک حدیث کا ترجمہ یہ ہے۔

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا۔ اُس نے کہا مجھے ایک ایسا عمل بتائیں کہ جب میں اسے کرلوں تو اس کے نتیجہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔ فرض نماز پڑھ اور زکوۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھ۔ اُس نے یہ سن کر کہا۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے نہ مَیں اس پر کچھ زیادتی کروں گا اور نہ اس سے کم کروں گا پس جب وہ واپس لوٹا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ ایک جنتی آدمی کو دیکھے وہ اس کی طرف دیکھ لے۔ (متفق علیہ)

سامعین! نظام وصیت کی اہمیت اور اس کی عظمت کا اندازہ اُس 40 صفحات پر مشتمل مختصر سے کتابچہ بعنوان ”الوصیت“ سے لگایا جا سکتا ہے جو بہت مختصر ہونے کے باوجود بہت عالی شان بشارتوں اور آئندہ زمانے میں جماعت پر ہونے والے فضلوں کی بارش کی اطلاعات پر مشتمل ہے۔ جن میں سے ایک نظام خلافت کا قیام ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اس بابرکت تحریک کا اعلان فرمایا تو سرفروش اور وفادار صحابہ نے جوق در جوق اس میں شمولیت کا اعلان فرمایا اور بعضوں نے کسرِ نفسی سے اس امر کا

اظہار فرماتے ہوئے کہ ہم اخلاق اور روحانیت کے اُس اعلیٰ معیار پر تو نہیں جن کا مطالبہ مسیح و مہدی دوراں نے کیا ہے تاہم ہم مالی قربانی اور مرنے کے بعد اپنی جائیدادیں پیش کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سب سے پہلے ایک ہزار روپے بہشتی مقبرہ کی زمین کی خریداری کے لیے پیش فرمایا پھر حضرت مولوی حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے مقبرہ بہشتی کی وصایا کے تحت اپنی زرعی زمین جو بھیرہ میں تھی اپنی زندگی میں ہی صدر انجمن احمدیہ کو ہبہ کر دی تھی۔

(مرقاۃ فی حیات نورالدین صفحہ 310)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں فارسی زبان میں ایک نظم بھی تحریر فرمائی جس میں حضور علیہ السلام نے اپنے مریدوں کو دنیا کی آلائشوں سے پاک ہو کر جنت کے حصول کے لیے سفر جاری رکھنے کی تلقین فرمائی۔ جس کا اردو ترجمہ مَیں آپ کے سامنے پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اس نظم میں حضور علیہ السلام نے دردِ دل کے ساتھ نظام وصیت اور بہشتی مقبرہ کے مقاصد بیان فرمائے ہیں۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اے وہ جو سمجھدار اور نیک فطرت ہے کہ دنیا کے لالچ کے پیچھے دین کو برباد نہ کر
فانی دنیا سے اپنا دل نہ لگا کہ آرام میں سینکڑوں دکھ پوشیدہ ہیں
اگر تیرے ہوش کے کان کھلے ہوں تو تجھے اپنی قبر سے یہ آواز سنائی دے
کہ چند روز کے بعد اے میرے لقمے! تو اس ذلیل دنیا کے غم میں نہ جلا کر
وہ شخص جو ذلیل دنیا کے پیچھے پڑا ہے وہ رنج و عذاب اور تکلیف میں گرفتار ہے
جو موت کی طرف نگاہ رکھتا ہے وہی آزاد ہے دنیا سے کٹ کر اس کی آنکھیں انتظار میں لگی ہیں
مرنے سے پہلے وہ یار کی طرف سفر کر گیا اور دنیا سے اپنا سب سامان اور اسباب نکال کر الگ کر گیا
آخرت کے لیے اپنی کمر کس کر باندھ لی اور اس کے گھر کا سامان چھوڑ دیا
چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں اس لیے یہی مناسب ہے کہ تو اس مکان سے دل کو چھڑا لے
وہ جہنم جس کی قرآن نے خبر دی ہے۔ اے عزیز! وہ یہی دنیا کی حرص ہے
چونکہ آخر کار دنیا سے سفر کرنا پڑے گا اور ایک دن اس راہ سے گزر کر جانا ہوگا
تو پھر عقلمند اس لیے کیوں دل لگائے جبکہ اس کے پھولوں پر اچانک ہوا چلنے والی ہے
اس آوارہ عورت سے دل لگانا غلطی ہے کیونکہ یہ دین اور صدق و صفا کی دشمن ہے
اس دورنگے معشوق سے کیا حاصل ہوگا جو کبھی تجھ سے صلح کر کے قتل کرتا ہے اور کبھی لڑائی کر کے (قتل کرتا ہے)

تو اس محبوب سے اپنا دل کیوں نہیں لگاتا کہ جس کی محبت قید شدید سے آزاد کر دیتی ہے
اے گمراہ! جا اور اپنی عاقبت کی فکر کر کہ اگر تو میری بات نہیں سنتا تو سعدی کی بات ہی سن لے
اگر تیرا خاتمہ نیکی پر ہو تو تیرے ماتم کا وقت شادی بن جائے گا

(بدر (وصیت نمبر) 21 دسمبر 2004ء)

انصار بھائیو! نظام وصیت اور بہشتی مقبرہ کے قیام کی اغراض 5 دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لیے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یارب العالمین۔"

(الوصیت صفحہ 316، روحانی خزائن جلد 20)

سامعین! اب مَیں آپ علیہ السلام کی بیان فرمودہ وہ تین شرائط آپ حاضرین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو حضور علیہ السلام نے اس قبرستان میں داخلے کے لیے مقرر فرمائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راست بازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں۔ اس سلسلہ میں حضور علیہ السلام نے مزید یہ فرمایا کہ اس قبرستان کے لیے بڑی بھاری بشارتیں مجھے مل رہی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ بہشتی مقبرہ ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِيْهَا كُلَّ رَحْمَةٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔ اس لیے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لیے ایسے شرائط لگا دیے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راست بازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں۔

(الوصیت)

اب مَیں آپ انصار بھائیوں کے سامنے وہ تین شرائط اپنے الفاظ میں آپ سے تقریر کا عنوان اور آغاز میں بیان ہونے والی آیات کریمہ اور حدیث کے مضمون کو مد نظر رکھنے کی درخواست کرتے ہوئے بیان کرتا ہوں کہ ان شرائط کا اپنی ذاتی اصلاح و تربیت اور مالی قربانی سے بہت گہرا تعلق ہے۔ اس مالی قربانی یعنی چندہ سے اعلائے کلمہ اسلام اور اشاعتِ توحید کا کام لیا جا رہا ہے۔

شرط نمبر 1۔ فرمایا۔ ”پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لیے چندہ داخل کرے اور یہ چندہ محض انہی لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں وہی مدفون ہو گا جو اپنے مرنے کے بعد اپنے ترکہ میں سے دسویں حصہ کی وصیت کر گیا ہے جو اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام و علم قرآن کے لیے خرچ ہو گا۔

تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو اور سچا اور صاف مسلمان ہو۔

ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لیے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے۔“

(الوصیت صفحہ 23)

پیارے انصار بھائیو! تقریر کے عنوان کی مناسبت سے مَیں اُن تین دعاؤں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والے متقی اور صالح بندوں کے حق میں کیں۔ میرے بھائیو! ان دعاؤں کو ذرا غور سے سنیں کہ کس درد کے ساتھ آج کا مامور الٰہی اپنے اُن پیروکاروں کے لیے دعا کر رہا ہے جو آپ علیہ السلام کے دور میں اور آپ علیہ السلام کے بعد تا قیامت اس مبارک نظام سے اپنی روحانی، اخلاقی اور مادی ترقیات کے لیے فیضیاب ہونے کا اقرار وصیت کرنے کی صورت میں کرتے رہیں گے اور جس کے حق میں مامور زمانہ دعا کر دے اس سے بڑھ کر بابرکت شخص اور کون ہو سکتا ہے۔ آپؑ دعا دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”مَیں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لیے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا رب العالمین

پھر مَیں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا! اس زمین کو میری جماعت سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لیے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اور ان کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یا رب العالمین۔ پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور و رحیم! تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بد ظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں اور تیرے لیے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں۔ جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراح ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یا رب العالمین"

(الوصیت صفحہ 18)

سامعین! مَیں اب دوستوں کے سامنے جماعت احمدیہ کے پانچوں خلفاء کے ایک ایک دو دو ارشادات پڑھ کر سناتا ہوں جن سے اس روحانی مبارک نظام سے جہاں نظام جماعت مضبوط ہو رہا ہے وہاں احباب جماعت نیکی، تقوی اخلاص میں ترقی کر رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا ارشاد اور وقف جائیداد کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"یہ خدا نے ہمارے لیے ایک نہایت ہی اہم چیز رکھی ہے اور اس ذریعہ سے جنت کو ہمارے قریب کر دیا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے مگر وصیت کے بارے میں سستی دکھلاتے ہیں میں انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وصیت کی طرف جلدی بڑھیں۔ انہی سستیوں کی وجہ سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض بڑے بڑے مخلص فوت ہو جاتے ہیں ان کو آج کل کرتے کرتے موت آجاتی ہے۔ پھر دل کرتا ہے اور حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش! یہ بھی مخلصین کے ساتھ دفن کیے جاتے مگر دفن نہیں کیے جاسکتے۔ سب کے دل ان کی موت پر محسوس کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ مخلص تھے اور اس قابل تھے کہ دوسرے مخلصین کے ساتھ دفن کیے جاتے مگر ان کی ذرا سی غفلت و ذرا سے سستی اس میں حائل ہو جاتی ہے۔ پھر بیسیوں ہماری جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دسویں حصہ سے زیادہ چندہ دیتے ہیں مگر وہ وصیت نہیں کرتے۔ ایسے دوستوں کو بھی چاہیے کہ وصیت کر دیں بلکہ ایسے دوستوں کے لیے تو کوئی مشکل ہی نہیں پھر

کئی ایسے ہیں جو پانچ پیسے یا چھ پیسے فی روپیہ چندہ دے رہے ہوتے ہیں اور اور صرف دمڑی یا دھیلا انہیں وصیت سے محروم کر رہا ہوتا ہے۔ غرض تھوڑے تھوڑے پیسوں کے فرق کی وجہ سے ہماری جماعت کے ہزاروں ہزار آدمی وصیت سے محروم ہیں اور جنت کے قریب ہوتے ہوئے بھی اس میں داخل نہیں ہوتے۔"

(الفضل یکم ستمبر 1932ء)

اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ دراصل نظام وصیت ہی آگے چل کر عالمگیر اسلامی اقتصادی نظام کی شکل اختیار کرنے والا ہے۔ جس کے عظیم الشان مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے ہر فرد بشر کی ضرورت کو پورا کیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب وصیت کا نظام مکمل ہو گا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہو گی بلکہ اسلام کے منشا کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا انشاءاللہ۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا۔ بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی۔ بے سامان پریشان نہ پھرے گا کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہو گی، جوانوں کی باپ ہو گی، عورتوں کا سہاگ ہو گی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کو اس کے ذریعے سے مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہو گا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب، نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہو گا۔"

(نظامِ نو صفحہ 130)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ پر اللہ تعالیٰ نے کشفًا یہ ظاہر فرمایا کہ موصیان کے ذریعہ ہی اب قرآنی انوار تمام عالَم میں پھیلیں گے۔ آپ رحمہ اللہ اپنے ایک خطبہ جمعہ میں اس کشف کا ذکر کرتے فرماتے ہیں:

"ایک دن جب میری آنکھ کھلی تو مَیں بہت دعاؤں میں مصروف تھا۔ اس وقت عالم بیداری میں مَیں نے دیکھا کہ جس طرح بجلی چمکتی ہے اور زمین کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک روشن کر دیتی ہے اسی طرح ایک نور ظاہر ہوا اور اس نے زمین کو ایک کنارے سے لے کے دوسرے کنارے تک ڈھانپ

لیا۔ پھر مَیں نے دیکھا کہ اس نور کا ایک حصہ جیسے جمع ہو رہا ہے پھر اس نے الفاظ کا جامہ پہنا اور ایک پر شوکت آواز فضا میں گونجی جو اس نور سے بنی ہوئی تھی اور وہ یہ تھی بُشْرٰی لَکُمْ یعنی تمہارے لیے خوشخبری ہے۔ یہ ایک بڑی بشارت تھی لیکن اس کا ظاہر کرنا ضروری نہ تھا ہاں دل میں خلش تھی اور خواہش تھی کہ جس نور کو مَیں نے زمین کو ڈھانپتے ہوئے دیکھا ہے جس نے ایک سرے سے دوسرے سرے تک زمین کو منور کر دیا ہے۔ اس کی تعبیر بھی اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے مجھے سمجھائے۔ چنانچہ وہ ہمارا خدا جو بڑا ہی فضل کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے اس نے خود اس کی تعبیر اس طرح سمجھائی کہ گزشتہ پیر کے دن مَیں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا اور تیسری رکعت کے قیام میں تھا تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کسی غیبی طاقت نے مجھے اپنے تصرّف میں لے لیا اور اس وقت مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ جو نور میں نے اس دن دیکھا تھا وہ قرآن کا نور ہے جو تعلیم القرآن کی سکیم اور عارضی وقف کی سکیم کے ماتحت دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 5اگست 1966ء)

آگے حضور فرماتے ہیں۔

"پھر میں اس طرف بھی متوجہ ہوا کہ عارضی وقف کی تحریک جو قرآن کریم سیکھنے سکھانے کے متعلق جاری کی گئی ہے اس کا تعلق نظام وصیت کے ساتھ بڑا گہرا ہے۔ چنانچہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ الوصیت کو مزید غور سے پڑھا تو مجھے معلوم ہوا کہ واقع میں اس تحریک کا موصی صاحبان کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اس وقت میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا صرف ایک بات دوستوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے رسالہ الوصیت کے شروع میں ہی ایک عبارت لکھی اور حقیقتاً وہ عبارت اس نظام میں منسلک ہونے والے موصی صاحبان ہی کی کیفیت بتا رہی ہے کہ تمہیں وصیت کر کے اس قسم کا انسان بننا پڑے گا۔"

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذات چھوڑ کر، اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے اور تم ان

راست بازوں کے وارث کیے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔“

(الوصیت)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

”وصیت کی بنیاد وہ روح ہے جس کے پیشِ نظر حضرت مسیح موعودؑ نے نظامِ وصیت جاری فرمایا اور وہ روح یہ ہے کہ وہی شخص موصی کہلائے گا جو دینی عمل اور اعتقادات کے لحاظ سے بھی صف اوّل پر ہو اور مالی قربانی میں بھی ایسی شاندار قربانی پیش کرنے والا ہو کہ آئندہ نسلیں اس کی قربانی کا حال دیکھ کر اس کے لیے دعائیں کریں۔“

(رپورٹ مجلس مشاورت 1983ء صفحہ 141-142)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”یہاں پاک کرنے کے ذریعے سے یہ مطلب ہے کہ پاک ذرائع سے کمائی ہوئی جو دولت اس کو جب پاک مقاصد کے لیے خرچ کیا جائے گا تو اس سے تمہارے اندر جہاں روحانی تبدیلیاں پیدا ہوں گی وہاں تمہارے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت پڑے گی جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی ہے رسالہ الوصیت میں اور تین دفعہ یہ دعا کی ہے کہ ایسے لوگوں کو جو اس نظام میں شامل ہوں نیک اور پاک لوگوں کی جماعت بنا تو مختصراً آج میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں جلسے کے بابرکت اختتام پر آپ نے شکرانے کا اظہار کیا اور شکرانے کا اظہار کر رہے ہیں وہاں اس شکرانے کا عملی اظہار بھی کریں کیونکہ اس نظام میں شامل ہونے والے تقویٰ میں ترقی کریں گے وہاں جماعت کی مضبوطی کا باعث بھی بنیں گے۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے رسالہ الوصیت میں دو باتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ ایک تو یہ ہے کہ آپ کی وفات کے بعد نظام خلافت کا اجرا اور دوسرے اپنی وفات پر آپ کو یہ فکر پیدا ہونا کہ ایسا نظام جاری کیا جائے جس سے افراد جماعت میں تقویٰ بھی پیدا ہو اور اس میں ترقی بھی ہو اور دوسرے مالی قربانی کا بھی ایسا نظام جاری ہو جائے جس سے کھرے اور کھوٹے میں تمیز ہو جائے اور جماعت کی مالی ضروریات بھی بااحسن پوری ہو سکیں۔ اس لیے وصیت کا نظام جاری فرمایا تھا تو اس لحاظ سے میرے نزدیک میں نے پہلے

بھی عرض کیا تھا کہ نظام خلافت اور نظام وصیت کا بڑا گہرا تعلق ہے اور ضروری نہیں کہ ضروریات کے تحت پہلے خلفاء جس طرح تحریکات کرتے رہے ہیں آئندہ بھی اسی طرح مالی تحریکات ہوتی رہیں بلکہ نظام وصیت کو اب اتنا فعال ہو جانا چاہیے کہ سو سال بعد تقویٰ کے معیار بجائے گرنے کے نہ صرف قائم رہیں بلکہ بڑھیں اور اپنے اندر روحانی تبدیلیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں اور قربانیاں کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے پیدا ہوتے رہیں جب اس طرح کے معیار قائم ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ خلافت حقہ بھی قائم رہے گی اور جماعتی ضروریات بھی پوری ہوتی رہیں گی کیونکہ متقیوں کی جماعت کے ساتھ ہی خلافت کا ایک بہت بڑا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو اس کی توفیق دے اور ہمیشہ خلافت کی نعمت کا شکر ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں اور کوئی احمدی بھی ناشکری کرنے والا نہ ہو۔ کبھی دنیاداری میں اتنے محو نہ ہو جائیں کہ دین کو بھلا دیں۔"

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 559-560 خطبہ جمعہ 6 اگست 2004ء)

سامعین! اب مَیں اپنی تقریر کو وصیت کے حوالے سے جماعت احمدیہ کے شدید معاند مولوی سید محمد علی صاحب مونگھیری کے ایک اعتراف پر ختم کرتا ہوں۔ آپ نے ایک مرتبہ وصیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا۔

" ان کی سعی اور کوشش اس قدر انتھک اور منظم ہے جس کو دیکھ کر ایک مسلمان کا دل لرز جاتا ہے..... ان کے پاس کوئی بینک نہیں کوئی ریاست نہیں صرف ایک بات ہے کہ مرزا نے کہہ دیا کہ ہر مرید حسب استطاعت ماہانہ مذہب کی اشاعت کے لیے کچھ دے.... اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے پاس بیت المال میں لاکھوں روپیہ جمع ہو گیا ان کا ہر مرید اپنی آمدنی کا کم از کم دسواں حصہ دیتا ہے اور بعض تو تہائی اور چوتھائی قادیان بھیجتے رہتے ہیں جس سے وہ خاطر خواہ اپنے مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں"

(کمالات محمدیہ صفحہ 275)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مبارک نظام سے حقیقی معنوں میں منسلک کر کے تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر قائم کر دے اور ہمارے لیے اس نظام کو روحانی، اخلاقی اور مادی ترقیات کا ذریعہ بنائے رکھے آمین۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اُسے دے چکے مال و جان بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

(کمپوزڈ بائی: عطیۃ العلیم۔ہالینڈ، عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

﴾39﴿ ﴾مشاہدات۔200﴿

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت و برکات

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار
اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

سامعین! آج مجھے جس موضوع پر لب کُشائی کا موقع ملا ہے وہ ہے۔ **مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت و برکات**

اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مسیح و مہدی بنا کر بھیجا۔ آپؑ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق ہیں۔ آپؑ نے آکر دنیا میں دینِ اسلام کی تبلیغ اُسی طریق پر کی جس طرح آپؑ کے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُولاً مِّنْهُمْ یَتْلُوا عَلَیْهِمْ آیَاتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَاِن کَانُوا مِن قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

(الجمعۃ:3-4)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

سامعین! حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء روپیہ پیسہ ورثہ میں نہیں چھوڑ جاتے بلکہ ان کا ورثہ علم و عرفان ہے۔ جو شخص علم حاصل کرتا ہے وہ بڑا نصیبہ اور خیرِ کثیر حاصل کرتا ہے۔

(ترمذی کتاب العلم باب فی فضل فقہ)

اِس حدیث کی رُو سے ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و عرفان کی مَے سے آخرُالزمان کے امام و مہدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ مستفیض ہوتے رہے اور اب یہ لازوال روحانی، علمی اور اخلاقی مشروب سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے توسط سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کی صحت اور عمر میں برکت بخشا رہے۔ آمین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے اِسی مسیح کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ وہ مال لُٹائے گا لیکن کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسی بن مریم)

اس پیشگوئی سے مُراد بھی روحانی دولت ہے جو ہر نبی آکر بانٹتا ہے۔ یہ ایمان کی دولت ہے۔ یہ روحانی علوم کی دولت ہے۔ یہ دلائل و براہین کی دولت ہے۔ جو مومن تو قبول کیا کرتے ہیں لیکن جن کی قسمت میں انکار ہے وہ اس دولت کو لینے سے انکار کر دیا کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے تبلیغ و تربیت کا کام تلوار کی بجائے قلم کے ذریعے سر انجام دیا۔ آپ نے بہت سی کتب تحریر فرمائیں اور تقاریر کیں۔ آج ان کتب کا مطالعہ ہمارے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ دینِ حق کا صاف چہرہ ہمیں انہیں کتب سے مل سکتا ہے جو خالص تائیدِ الٰہی سے لکھی گئیں ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ قیمتی خزانے، روحانی خزائن خوب بانٹے اور آج بھی آپؑ کے یہ خزانے آپؑ کی قیمتی اور بیش بہا کتب اور ملفوظات کی شکل میں موجود ہیں۔ آپؑ خود اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب مَیں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

سامعین! آپؑ نے تلقین فرمائی کہ تمام احباب میری کتب کو ضرور پڑھیں تاکہ وہ ان خزانوں سے فیض یاب ہوں ۔ ان علوم کو حاصل کر سکیں جو مُردہ دلوں کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

”جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو مَیں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھ لو کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آب حیات کو حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا۔ زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104)

یوں آپؑ، آپؑ کے خلفائے کرام اور جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ قرآن کریم میں درج آخری زمانہ کی ایک عظیم الشان نشانی وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (تکویر: 11) کہ جب کتابیں پھیلا دی جائیں گی پوری ہو رہی ہے۔ قرآن کریم اور کتب احادیث مبارکہ کو چھوڑ کر ان میں سب سے اعلیٰ اور افضل کتب حضرت مسیح موعودؑ کی ہی کتب ہیں۔

آپؑ نے یہ روحانی خزائن اس کثرت سے تقسیم کئے کہ دنیائے مذاہب میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ آپؑ کی کتب جو ”روحانی خزائن“ کے نام سے شائع شدہ ہیں، کی تعداد 90 کے قریب ہے۔ ملفوظات کی دس جلدیں، مجموعہ اشتہارات کی تین جلدیں اور مکتوبات میں بکھرے انگنت علمی و روحانی خزانے اِن کے علاوہ ہیں۔ آپؑ نے کبھی کسی دینی مدرسہ سے باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی اور نہ ہی کسی شاعر سے اصلاح لی۔ لیکن جب بھی آپ کو اپنے جذبات کی ترجمانی کی ضرورت پیش آئی، آپؑ نے اپنے خداداد علم سے اردو، فارسی اور عربی میں بلا تکلّف اور بلا تصنّع طویل قصائد اور نظمیں تحریر فرمائیں جو ادب کی بلندیوں

کو چھوتی ہیں۔ آپ کا یہ کلام قیامت تک آپ کے منجانب اللہ ہونے کا ایک زندہ نشان رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے لوگوں کو خدا تعالیٰ ملتا ہے۔ اسی غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو عصر حاضر میں مصلح آخرُالزماں بنا کر نازل فرمایا ہے۔ اس ضمن میں آپؑ فرماتے ہیں۔

”انبیاء علیہم السلام کے دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور ان کی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو شناخت کریں اور اس زندگی سے جو انہیں جہنم اور ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے اور جس کو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں نجات پائیں۔ حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد اُن کے آگے ہوتا ہے۔ پس اس وقت بھی جو خدا تعالیٰ نے ایک سِلسلہ قائم کیا ہے اور اُس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے تو میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی۔ یعنی مَیں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے؟ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں اور گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف راہبری کرتا ہوں۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 8- 9)

آپ علیہ السلام نے غلبہ اسلام کے لیے جو مختلف ذرائع استعمال فرمائے اور ان میں سے ایک تحریر و تقریر اور اشاعتِ کتب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو سلطانُ القلم کے خطاب سے نوازا اور آپؑ کو روحانی خزائن عطا کیے۔ اس نے آپؑ کی تحریر میں وہ سحر رکھ دیا جس سے صدیوں کے مُردے زندہ ہو گئے، اندھوں کو بینائی عطا ہوئی اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے۔ انسانیت ہمیشہ کے لیے زندہ ہو گئی اور ایسی حیات سے آشنا ہوئی جو موت کے نام سے ناآشنا ہے۔

سامعین! عصر حاضر کے تمام فتنوں، آزمائشوں، ابتلاؤں، بے چینیوں اور فسق وفجور سے بچانے کے لئے وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ کے حقیقی مصداق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کے ذریعہ دنیا میں توحید کا نور پھیلا اور ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچّائی اور قرآن مجید کی صداقت دنیا پر روزِ روشن کی طرح ظاہر ہوئی اور اسلام کا تمام ادیانِ باطلہ پر غلبہ ہوا۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مسیح موعود کا زمانہ ہی وہ زمانہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کے کناروں تک اسلام کی تبلیغ کو پہنچانا تھا۔

پس یہ ہماری انتہائی خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اِس زمانہ کے امام اور مرسل سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی اِس لئے یہ ہمارا اوّلین فرض ہے کہ ہم سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بابرکت تحریرات کا مطالعہ کریں اور اس کے ذریعہ اپنے سینوں اور ذہنوں کو منوّر کریں اور عصرِ حاضر کے اِس پر آشوب ماحول میں اِن بابرکت تصانیف کے ذریعہ اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیاں سنوارنے والے بنیں تا اس کے ذریعہ ہمارے معاشرہ میں اور اسی طرح تمام دنیا میں امن اور سلامتی پیدا ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے ایک پیغام میں فرماتے ہیں۔

"قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ یہی وہ زمانہ تھا کہ جب اسلام کی اشاعت اور تبلیغ ساری دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے سامان اس خدائے قادر مطلق نے پہلے سے مقرر کر رکھے ہیں۔ اسی لئے اس زمانہ میں سائنسی ایجادات اتنی تیزی اور کثرت سے ہوئی ہیں کہ انسانی عقل وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَهَا کے مصداق حیران ہو جاتی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس کے بارے میں وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کی پیشگوئی فرما کر یہ بتلایا گیا کہ اس زمانے میں ایسی ایسی ایجادات ہوں گی کہ کتابوں اور رسالوں کی نشر و اشاعت عام ہو جائے گی۔"

(پیغام بر موقع اشاعت کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن روحانی خزائن 2008ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے اس نشر و اشاعت کے اِس زمانہ میں جدید طریقے مہیا فرمائے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے پاس آج کل کے وسائل اور جدید طریقے موجود نہیں تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے تبلیغ اسلام کا حق ادا کر دیا۔ آج کل ہمارے پاس یہ طریقے موجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے زمانے میں یہ مقدّر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی پیشگوئی بھی فرما دی تھی۔ یہ آیت جو ہے یہ پیشگوئی ہے جس کا دوسری جگہ اس طرح ذکر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (التکویر: آیت نمبر 11) یعنی جب کتابیں پھیلا دی جائیں گی پس ایک تو یہ زمانہ کتابیں پھیلانے کا ہے جو مسیح موعود کا زمانہ ہے۔"

سامعین! حضرت مسیح موعودؑ نے جو بھی علوم و معارف لٹائے وہ دراصل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہیں ۔ ان علوم و معارف کے مطالعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ وارفع شان کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ علوم و معارف خدا کی خاص تائید و نصرت سے اسلام کی عظمتِ رفتہ کو پھر سے قائم کرنے کے لئے لکھے گئے۔ روحانی خزائن کی صورت میں آپؑ کی کتب ایسے دلائل وبراہین پر مشتمل ہیں جو کسی بھی معترض کو ملزم وساکت کر سکتے ہیں ۔ ان معرکۃ الآراء کتب کو پڑھ کر زندہ خدا سے روشناسی ہوتی ہے۔ ان کتب کا ہر ہر لفظ اور ہر ہر سطر محبت الٰہی اور محبت رسول سے معمور و مملوء ہے۔ یہ کتب محبتِ الٰہی اور محبتِ رسول کو فروغ دیتی اور دلوں میں اسے جاگزیں کرتی ہیں۔ یہ کتب ملیّ خدمات کا بے مثال خزانہ ہیں۔ بڑے بڑے کبار علماء آپ کی تبحر علمی کے قائل ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ جنہوں نے تحصیل علم کے لئے عرب و عجم کے اساتذہ کے آگے زانوئے تلمذ طے کیا تھا۔ فرماتے ہیں:

”میں نے قرآن مجید کے لئے لاکھوں روپے کی کتابیں خریدیں مکہ مدینہ میں بھی کئی برس اسی ذوق وشوق سے رہا کہ یہ معلوم کروں کہ یہ آیت کہاں نازل ہوئی مگر **قرآن تو میں نے مرزا ہی سے سیکھا۔**“

(تاریخ احمدیت جلد 4)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

” اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سُلطانُ القلم رکھا اور میرے قلم کو ذوالفقارِ علی فرمایا“

(الحکم مورخہ 17 جون 1901ء جلد 5، نمبر 22)

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات نے دنیا میں ایک تہلکہ مچادیا اور ایسے عظیم الشان نتائج برآمد کئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام میں کسی اور سے ظہور پذیر نہیں ہوئے۔ آپ علیہ السلام نے اپنی تصانیف کا آغاز اس وقت کیا جب آپ کو اندازہ ہوا کہ صرف مضامین لکھ کر اسلام دشمن

عناصر کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس سلسلہ میں آپ نے ایک مستقل تصنیف ”براہین احمدیہ“ کا آغاز فرمایا۔ شروع میں اس عنوان سے پچاس کتب شائع کرنے کا پروگرام تھا مگر بوجوہ پانچ جلدیں شائع فرمائیں۔ اس کتاب کے پہلے دو حصے 1880ء میں شائع ہوئے جبکہ تیسرا، چوتھا اور پانچواں حصہ بالترتیب 1882، 1884 اور 1905 میں شائع ہوئے۔ (بحوالہ حیات طیبہ صفحہ 50-52) ان کتب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآنِ کریم اور حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ایسے شاندار دلائل دیئے کہ اپنے پرائے دنگ رہ گئے اور جہاں مخالفین کے حواس باختہ ہوئے، وہیں عاشقانِ اسلام نے سکھ کا سانس لیا۔

اس شاندار آغاز کے بعد آپ کے قلم سے دلائل و براہین کا وہ سمندر بہہ نکلا جس کے سامنے سب مخالفین خش و خاک کی طرح بہہ گئے۔ عیسائی، آریہ، سکھ اور عرب دان آپ کے مقابلہ میں آئے اور شکست وریخت کا شکار ہوئے اور کیوں نہ ہوتے جبکہ آپ کی پشت پر خدائے ذوالجلال کا اپنا ہاتھ تھا۔ آپؑ کی تمام اَصناف کی کتب، تقاریر کو اگر پڑھا جائے تو ایک واضح نتیجہ سامنے آتا ہے کہ ان کا مصنف غیرت دینی اور تائید الٰہی رکھنے والا ہے۔ بے شمار خلقت صرف آپ کی کتابیں پڑھ کر حقیقی اسلام سے بہرہ مند ہوئی اور پیارے اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو گئی۔

صادق الاخبار ریواڑی نے لکھا:

”مرزا صاحب نے اپنی پر زور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو ان کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب کے لئے ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا ہے۔ اور واقعی مرزا صاحب نے حق، حمایت اسلام کا کماحقہ ادا کر کے خدمت دین اسلام میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا“

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور اشتہارات اور مکتوبات ہماری تمام اصولی تشریحات اور ہمارے مخصوص نظریات کا ماخذ ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو احمدی ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں تم ایک گونہ تکبر پاؤ گے کیونکہ وہ میری طرف منسوب ہونے کے باوجود اپنے آپ کو میرے کلام سے جو خدا سے روشنی یافتہ ہے مستغنی سمجھتا ہے۔

بعض دفعہ کوئی مضمون تحریر کرتے ہوئے آپؑ کے قلم مبارک میں وہ روانی آتی کہ آپ ایک دن میں سینکڑوں صفحات تحریر کردیتے اور کئی دفعہ تو روحانی مضمون اس طرح آسمان سے اترتے کہ آپ خود حیران رہ جاتے۔ جب خطبہ الہامیہ آپ کی زبانِ مبارک سے جاری ہوا تو احباب نے اسے فوری طور پر ساتھ ساتھ تحریر کرلیا اور جب حضور علیہ السلام نے بعد ازاں اُسے پڑھا تو بے اختیار خدا کے حضور سر بسجود ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ نے حتمی شریعت، ہمارے پیارے آقا و مولا خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری۔ گزرتے وقت کے ساتھ، مسلمان اس حسین تعلیم سے دور ہوتے گئے اور ایک ایسا وقت بھی آگیا کہ لوگ قرآن کریم کو صرف قسمیں اٹھانے اور گھر کے ایک طاق میں رکھنے کے عادی ہوگئے۔ پھر یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی عظیم کارنامہ تھا کہ آپؑ نے قرآن کریم کے پڑھنے اور سمجھنے کی اہمیت اجاگر کی۔ آپؑ نے قرآن کے گہرے مطالب اور پر معارف نکتے بیان کئے جس کے نتیجہ میں بے شمار روحیں اس چشمہ سے سیر ہوئیں اور بے شمار قوموں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا۔ آپؑ کی کتب کے ایک ایک لفظ کا منبع قرآنِ کریم ہے۔

مخالفینِ اسلام نے ہمیشہ اسلامی تاریخ کو توڑ مروڑ کر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں ایک بہت بڑی اکثریت یہ سمجھنے پر مجبور ہے کہ اسلام کے اشاعت میں تعلیم سے زیادہ تلوار کا ہاتھ رہا ہے اور یہ تاثر آج کل مزید قوت پاتا جارہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس محاذ پر بھی اپنے قلم سے دشمنوں کے دانت کھٹّے کردیے ہیں۔ آپؑ نے نہ صرف ہمارے پیارے آقا و مولا خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ہونے والے ناپاک حملوں کو پسپا کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن چہرہ پوری دنیا کو دکھانے کی سعادت حاصل کی۔

سامعین! انگریز عیسائی پادریوں کا یہ خواب کہ بہت جلد پورا ہندوستان عیسایت قبول کرلے گا، شرمندہِ تعبیر نہ ہوسکا۔ اور صرف ایک شخص حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اس طوفان کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن کر ڈٹ گیا تھا۔ ہندو معاشرے میں رہتے ہوئے، حضور نے بڑی بہادری کے ساتھ ہندوؤں کے اسلام پر حملوں کو روکا۔ ایک اور بڑے مذہب سکھ ازم میں پائی جانے والی خامیوں کی

طرف توجہ دلائی اور یہ ثابت کیا کہ حضرت بابا گرونانک مسلمان تھے۔ اس دعویٰ کو سچا ثابت کرنے کے لئے آپ نے لمبے سفر بھی کئے اور بہت سی رقم بھی خرچ کی۔ اسی پر بس نہیں بلکہ جلیل القدر انبیاء جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مقدس ذاتوں پر لگائے جانے الزامات کو بھی صاف کیا۔ آپؑ نے مستند محقق کی حیثیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور تدفین کشمیر میں ثابت کی۔ اس تحقیق کے لئے آپ نے بہت محنت کی اور اپنے اصحاب کو خصوصی طور پر کشمیر بھیج کر اپنے دلائل کے حق میں تمام ثبوت مہیا کئے۔

مسلمانوں کا کونسا فرقہ ایسا تھا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات اقدس پر حملہ نہیں کیا؟ یہ آپؑ کا قلم ہی تھا جس نے ایک ایک فرقہ کے اعتراضات کا جواب کماحقہ دیا۔ مختلف لوگوں کے اعتراضات وسوالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے آپ نے 1882ء میں ایک کتاب ''آئینہ کمالاتِ اسلام'' لکھی۔ یہ کتاب فروری 1883 میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب بھی دلائل سے پُر ہے۔ **اس کتاب کی تصنیف کے دوران حضرت مسیح موعود کو دو مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی** اور آپؑ نے اس کتاب کی تالیف پر بہت مسرت ظاہر فرمائی۔

(ضمیمہ کمالات اسلام ایڈیشن اول صفحہ 4)

سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

آپؑ کی وفات پر جناب ابوالکلام آزاد بے ساختہ آپ کی علمیت، کتب بینی اور لازوال کتابوں سے متاثر ہو کر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ

''وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہو کے خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا... ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں

انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عالَم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں..... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر اُن سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے... غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گراں بار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے گا، قائم رہے گا۔"

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 560-561)

سر زمین ہند میں ایسی ہے شہرت مجھ کو دی
جیسے ہووے برق کا اک دم میں ہر جا انتشار

سامعین! کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہمیت تربیتی پہلو سے بھی بہت زیادہ ہے۔ ان کتب کو پڑھ کر انسان محسوس کرتا ہے کہ وہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک معیت میں موجود ہے۔ اور یوں انسان کی اعمال بہتر سے بہتر ہوتے جاتے ہیں۔ اور انسانی کجیاں روز بروز دور ہوتی جاتی ہیں۔
آج کے مشکل ترین دور میں جب مسلمان ہر طرف سے گھر چکے ہیں اور فرقہ پرستی اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے تو کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو مسلمانوں کو حقیقی اسلامی تعلیم سے آگاہ کر سکے۔ سوائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے۔ بعض نام نہاد مسلمان علماء نے اپنی کتابوں میں اسلام کے پیارے اور دلکش چہرہ پر گرد ڈال کر اسے دھندلا دیا ہے اور انہی علماء کی تحریرات کی وجہ سے سلیمان رشدی جیسے لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہم پر یہ بھی ایک عظیم احسان ہے کہ آپ نے اسلامی تعلیم کو صحیح رنگ میں پیش فرمایا۔ آپ نے جہاد، مَرد کی چار شادیاں، حقوقِ نسواں، کاملیتِ مذہب، مکالمہ مخاطبہ،

الہام اور دوسرے بے شمار امور کے بارہ میں اعلیٰ ترین تشریحات فرمائیں اور ان کو اپنی کتب میں محفوظ کر کے ہمارے لئے عظیم خزانہ مہیا فرما دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ سے جہاں ایک احمدی روحانی علوم و معارف کے خزانے پاتا ہے اور اس کا ذہن بھی منور ہوتا وہاں اس کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ پڑھنے والے پر برکات کا نزول بھی ہوتا ہے خواہ وہ کسی معرفت کے نقطہ کو صحیح طرح سمجھ پاتا ہے یا نہیں لیکن اس پر رحمتوں اور برکتوں کا نزول ضرور ہو رہا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائید الٰہی سے لکھے گئے ہیں میں انکا نام وحی الہام تو نہیں رکھتا مگر یہ ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں۔"

(سر الخلافہ صفحہ 6)

اس پہلو کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کیا خوب اجاگر کیا ہے آپؓ فرماتے ہیں:

"جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں چنانچہ حضرت صاحب کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے"

(ملائکۃ اللہ، انوار العلوم جلد 5 صفحہ 560)

اور فرشتوں کے نزول کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ کہ وہ سلامتی اور رحمتوں برکتوں کے سامان لیکر اترتے ہیں لہٰذا حضورؑ کی کتب کا مطالعہ جہاں ہمیں علمی میدان میں نکھارتا ہے وہیں ہمیں پڑھنے کا ثواب بھی ساتھ مل رہا ہوتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے روحانی و علمی کے حوالے سے آپؑ کو الہاماً فرمایا۔

"يَآ اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰى شَفَتَيْكَ۔ كَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَّبٍّ كَرِيْمٍ"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 105)

اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت جاری ہے تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا۔ یہ انہی ہونٹوں سے نکلی ہوئی تحریریں ہیں جن پر خدا نے رحمت جاری کی تو جو ان تحریروں کو اپنے ہونٹوں پر لے گا وہ بھی اس رحمت سے حصہ پائے گا۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تا کہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کافور ہو جائیں گی اللہ کرے کہ ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیاں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں“

(پیغام حضور انور۔ بر موقع اشاعت روحانی خزائن کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن مؤرخہ 10 اگست 2008ء)

سامعین! اسلام کا دلکش اور خوبصورت چہرہ ظاہر کرنے کے لئے اور اس کے کمالات و محاسن کو منظر عام پر لانے کے لئے حضور علیہ السلام کے دل میں کس قدر درد تھا اس کا اندازہ لگانے کے لئے حضور علیہ السلام کے ان الفاظ پر غور کریں۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

”اسی میں میرا سرور ہے اور اسی میں میرے دل کی ٹھنڈک ہے کہ جو کچھ علوم اور معارف میرے دل میں ڈالا گیا ہے میں خدا کے بندوں کے دلوں میں ڈالوں۔ دور رہنے والے کیا جانتے ہیں مگر جو ہمیشہ آتے جاتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کیونکر میں دن رات تالیفات میں مستغرق ہوں اور کس قدر میں اپنے وقت اور جان کے آرام کو اس راہ میں فدا کر رہا ہوں۔ میں ہر دم اس خدمت میں لگا ہوا ہوں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد 3)

سامعین!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کو سمجھنے کے لئے بھی ضروری ہے کہ آپ کی کتب پڑھی جائیں۔ آپؑ کی کتب پڑھ کر ہی ہمیں اس تعلیم کا حقیقی معنوں میں اندازہ ہو سکتا ہے جو آپؑ نے ہمیں دی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ان حیات بخش تعلیمات سے ایک طرف ہمارے قلب و ذہن منور ہوں گے تو دوسری طرف ہم خدا کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے والے ہونگے۔

پس اے مسیح موعودؑ کے درخت وجود کی سرسبز شاخو! اس وقت یہ تقاضا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام سے اپنے نفوس کو منور کیا جائے اور آپ ان خزائنِ روحانیہ کو دنیا میں پھیلانے کا عزم کر لیں تا کہ دنیا ہر قسم کی آفات سے محفوظ ہو جائے اور دنیا کے تمام لوگ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے حصنِ حصین اور عافیت کے حصار میں پناہ لیں سکیں۔ آج ہماری یہ ذمہ داری بھی ہے کہ اس روحانی اسلحہ سے لیس ہو کر نفس امارہ اور دیگر شیطانی طاقتوں کے مقابلے میں سینہ سپر ہو جائیں۔ جو اس الٰہی جام کو پیئے گا اسکی روحانی زندگی یقیناً زندہ جاوید ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں امام الزماں کی کتب کو بغور پڑھنے اور ان کتب سے وابستہ فیوض و برکات سے متمتع ہونے کی توفیق و سعادت عطا فرمائے۔ آمین

آسماں پر دعوتِ حق کیلئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار
باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

✡✡✡✡

﴿40﴾ ﴿مشاہدات۔197﴾

روحانی حیات کا آبِ حیات

کتب مسیح موعودؑ کی اہمیت بزبان حضرت مسیح موعودؑ

هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُولاً مِّنْهُمْ یَتْلُوا عَلَیْهِمْ آیَاتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

(الجمعۃ:3۔4)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب مَیں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

معزّز سامعین! آج مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی اہمیت حضرت اقدسؑ کے ہی الفاظ میں بیان کرنی ہے۔ آغاز میں بتاتا چلا جاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے الہاماً آپؑ کے کلام کی تائید و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے الہامی الفاظ یوں ہیں:

"یَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰی شَفَتَیْكَ، کَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَبٍّ کَرِیْمٍ
اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت جاری ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔
در کلام تو چیزے ست کہ شعرا دران دخلے نیست
تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 104۔105)

اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ قلمی جہاد سرانجام دیں گے۔ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا۔ یَضَعُ الْحَرْبَ وَيُفِيْضُ الْمَالَ لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ

(بخاری، کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

یعنی وہ لڑائی کو ختم کرے گا۔ وہ اس قدر مال لٹائے گا کہ کوئی اُس کو قبول نہ کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود اس حدیث کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"علم اور حکمت کی مانند کوئی مال نہیں۔ یہ وہی مال ہے جس کی نسبت پیشگوئی کے طور پر لکھا تھا کہ مسیح دنیا میں آکر اس مال کو اس قدر تقسیم کرے گا کہ لوگ لیتے لیتے تھک جائیں گے ... مومن کا مال درم و دینار نہیں بلکہ جواہر حقائق و معارف اُس کا مال ہیں۔ یہی مال انبیاء خدائے تعالیٰ سے پاتے ہیں اور اِسی کو تقسیم کرتے ہیں۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 455)

ایک اور موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اس کے زمانہ میں جنگ اپنے ہتھیار رکھ دے گی۔

(الدر المنثور از امام جلال الدین سیوطی)

اس سے ظاہر ہے کہ جب حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوں گے تو وہ اس قدر مال لٹائیں گے کہ لوگ اسے لینے سے ہی منکر ہو جائیں گے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے مبعوث ہو کر وہ روحانی خزائن لٹائے کہ جن کی نظیر لانا جوئے شیر کے مترادف ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر جب مامورِ زمانہ ہونے کا اعلان فرمایا تو اس کے ساتھ ہی آپ نے قلمی جہاد کا آغاز فرمایا اور روحانی خزائن بانٹنے کا اعلان اِن الفاظ میں کر کے کہ **وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے آپؑ** نے ہزاروں سال سے مدفون خزائن جب دنیا کے سامنے پیش کرنے شروع کئے تو ایک دنیا کی آنکھ حیرت و استعجاب سے خیرہ ہو گئی۔

خدا تعالیٰ نے آپ کو "سلطان القلم" کے گراں بہا خطاب سے نوازا اور آپ کے قلم کو "ذوالفقارِ علی" کا لقب دیا۔ آپ کے قلم نے خدائی تائید سے ایسے جلوے دکھائے اور ایسا لٹریچر معرضِ وجود میں آیا کہ رہتی دنیا تک یاد گار رہے گا۔

معزّز سامعین! حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام اپنے متعلق فرماتے ہیں۔

"میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے۔ تحریر میں مجھے وہ طاقت دی گئی ہے کہ گویا مَیں نہیں فرشتے لکھتے جاتے ہیں گو بظاہر میرے ہی ہاتھ ہیں۔

مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو بھی میرے ہاتھ سے جام پیئے گا وہ ہر گز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ مَیں خدا کی طرف سے نہیں آیا۔"

یہ اُس مسیح مہدی کے الفاظ ہیں جس نے خدائے واحد و یگانہ کی توحید، سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن کریم کی حکومت کے لیے 84 سے زائد معرکہ آراء، گراں قدر کتب تحریر فرمائیں۔ آپ کی تقاریر، مجالس عرفان اور دروس پر 10 کتب بعنوان ملفوظات روحانی خزائن کی 84 کتب کے علاوہ ہیں نیز اشتہارات کی تین جلدیں اور آپؑ کے اپنے صحابہ کے نام تربیتی، اصلاحی، تبلیغی، علمی اور طب کے نسخوں پر مشتمل مکتوب کی چار جلدیں الگ سے ہیں۔

یہ کتب بحر و عرفان کے موتی ہیں جو قرآن کریم جیسے گہرے سمندر میں غوطہ لگا کر حاصل کئے گئے ہیں گویا قرآن و احادیث کی اِس زمانہ میں بہت عمدہ تشریح و تفسیر ہیں جو سعادت مند روحوں میں نیکی، تقویٰ اور عشقِ الٰہی کو روشن کر کے سینہ و دل کو منور کر دیتی ہیں اور فرش سے اٹھا کر آسمانِ روحانیت کا درخشندہ ستارہ بنا دیتی ہیں۔ پھر حضرت مولوی حکیم نور الدینؓ جیسے مفسّرِ قرآن، حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ جیسے جیّد عالم اور مفسّرِ قرآن پیدا ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے اناج کے ذخیرہ سے لوگوں کی جان بچائی تھی اسی طرح جان بچانے کے لیے خدا نے مجھے ایک روحانی غذا کا مہتمم بنایا ہے۔ جو

شخص اس غذا کو سچے دل سے پورے وزن کے ساتھ کھائے گا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ ضرور اس پر رحم کیا جائے گا۔

اس کے بالمقابل جو فائدہ نہیں اٹھاتے ان کے بارہ میں آپؑ نے فرمایا:

وہ جو خدا کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ پس اپنے نفس کی اصلاح، عزیز و اقارب اور معاشرہ میں پھیلے دیگر احبابِ جماعت کی تعلیم و تربیت اور غیروں کو پیغامِ حق پہنچانے کے لیے اسلحہ سے لیس ہونے کے لیے مامورِ زمانہ کی کتب کا مطالعہ ضروری ہے۔

صف دشمن کو کیا ہم نے بحیثیت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

معزز سامعین! ایک اور جگہ آپؑ فرماتے ہیں: ”میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے“

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔ مَیں کب اس میدان کے قابل ہو سکتا تھا یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اس کے دین کی عزت ظاہر ہو...اور در حقیقت یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جہاں نابینا معترض آکر اٹکا ہے، وہیں حقائق و معارف کا مخفی خزانہ رکھا ہے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 59۔60)

''اور خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اِن درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اس سے ان کو پاک صاف کروں۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 60)

معزّز سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتب کے پڑھنے کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

''سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔ جس کو علم نہیں ہوتا وہ مخالف کے سوال کے آگے حیران ہو جاتا ہے۔''

(ملفوظات جلد4 صفحہ 8361)

ایک روایت میں تین مرتبہ مطالعہ کرنے کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ

''جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اُس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔''

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ 365 روایت نمبر 410)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کم از کم تین بار پڑھنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے اور بغیر تین بار پڑھے، کسی شخص کو اس بات کا حق نہیں کہ وہ خود کو عالم سمجھے۔ یہ ایک تکبر ہو گا کہ آپؑ کی کتب تین بار پڑھے بغیر کوئی شخص خود کو عالم سمجھے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو، تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ''

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد18 صفحہ 403)

معزّز سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:

”ان کو کیا معلوم ہے کہ جب مَیں عربی لکھتا ہوں تو کس طرح افواج کی طرح الفاظ اور فقرے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 300-301)

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدایا! مجھے ایسے الفاظ عطا فرما اور ایسی تقریریں الہام کر جو اُن دلوں پر اپنا نور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیت سے اُن کی زہر کو دور کر دیں۔“

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 403)

اللہ تعالیٰ نے ایسی بلند شان کے ساتھ حضورؑ کی اس دعا کو قبول فرمایا کہ آج بھی ہم آپؑ کی تحریرات کو پڑھتے اور سنتے ہیں تو ایک انقلاب پڑھنے اور سننے والوں کی ہستیوں پر وارد ہونا شروع ہو جاتا ہے اور ہمیں خود معلوم ہو جاتا ہے کہ واقعی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ایک لفظ ہمارے اندر سے ہمارے اُن مخفی زہروں کو بھی دور کر رہا ہے جن کا ہمیں بھی علم نہیں ہوتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مَیں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ مَیں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ مَیں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مُشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 405)

معزز سامعین! حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

میں تو ایک حرف بھی نہیں لکھ سکتا، اگر خدا تعالیٰ کی طاقت میرے ساتھ نہ ہو۔ بارہا لکھتے لکھتے دیکھا ہے۔ ایک خدا کی روح ہے جو تیر رہی ہے قلم تھک جایا کرتی ہے مگر اندر جوش نہیں تھکتا۔ طبیعت محسوس کیا کرتی ہے کہ ایک ایک حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 483)

آپؑ نے اپنی تحریرات کا مقصد خدمتِ اسلام کو قرار دیا ہے۔ جیسا کہ آپؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

دیکھ سکتا ہی نہیں مَیں ضُعف دینِ مصطفی
مجھ کو کر اے میرے سلطان! کامیاب و کامگار

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104)

معزز سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں۔

"ہمارا مدعا یہ ہونا چاہیے کہ ہماری دینی تالیفات جو جواہرات تحقیق اور تدقیق سے پُر اور حق کے طالبوں کو راہ راست پر کھینچنے والی ہیں جلدی سے اور نیز کثرت سے ایسے لوگوں کو پہنچ جائیں جو بُری تعلیموں سے متاثر ہو کر مہلک بیماریوں میں گرفتار یا قریب قریب موت کے پہنچ گئے ہیں اور ہر وقت یہ امر ہمارے مد نظر رہنا چاہیئے کہ جس ملک کی موجودہ حالت، ضلالت کے سَمّ قاتل سے نہایت خطرہ میں پڑ گئی ہو بلا توقف ہمای کتابیں اس ملک میں پھیل جائیں اور ہر ایک متلاشی حق کے ہاتھ میں وہ کتابیں نظر آویں۔"

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 403)

اسلام کا دلکش اور خوبصورت چہرہ ظاہر کرنے کے لیے اور اس کے کمالات و محاسن کو منظر عام پر لانے کے لیے حضور علیہ السلام کے دل میں کس قدر درد تھا اس کا اندازہ لگانے کے لیے آپ علیہ السلام کے ان الفاظ پر غور کریں۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اسی میں میرا سرور اور اسی میں میرے دل کی ٹھنڈک ہے کہ جو کچھ علوم اور معارف سے میرے دل میں ڈالا گیا ہے مَیں خدا کے بندوں کے دلوں میں ڈالوں۔ دُور رہنے والے کیا جانتے ہیں مگر جو ہمیشہ آتے جاتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ کیونکر مَیں دن رات تالیفات میں مستغرق ہوں اور کس قدر میں اپنے وقت اور جان کے آرام کو اس راہ میں فدا کر رہا ہوں۔ میں ہر دم اس خدمت میں لگا ہوا ہوں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 161، ایڈیشن 1989ء)

معزّز سامعین! اگر ہم دعوت الیٰ اللہ کے میدان میں ترقی کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے دعا کے بعد سب سے اہم ہتھیار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ہیں، جن کو پڑھ کر انسان تمام حقائق و معارف کو پا لیتا ہے۔

کتاب ازالہ اوہام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”میری روزانہ زندگی کا آرام اسی میں ہے کہ میں اسی کام میں لگا رہا ہوں۔ بلکہ میں اس کے بغیر جی ہی نہیں سکتا کہ میں اُس کا اور اُس کے رسول کا اور اُس کی کلام کا جلال ظاہر کروں۔ مجھے کسی کی تکفیر کا اندیشہ نہیں اور نہ کچھ پروا۔ میرے لئے یہ بس ہے کہ وہ راضی ہو جس نے مجھے بھیجا ہے ہاں میں اِس میں لذت دیکھتا ہوں کہ جو کچھ اُس نے مجھ پر ظاہر کیا وہ میں سب لوگوں پر ظاہر کروں اور یہ میرا فرض بھی ہے کہ جو کچھ مجھے دیا گیا وہ دوسروں کو بھی دوں اور دعوتِ مولیٰ میں اُن سب کو شریک کر لوں جو ازل سے بلائے گئے ہیں۔ میں مشاہدہ کر رہا ہوں کہ ایک دستِ غیبی مجھے مدد دے رہا ہے۔“

(روحانی خزائن جلد 3 ازالہ اوہام صفحہ 519)

معزّز سامعین! سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تحریرات کی اہمیت اور ان کی برکات کا اندازہ اس بات سے بھی ہو جاتا ہے کہ دوران کتابت بعض کتب کی مقبولیت اور اہمیت کے تعلق سے آپ کو خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور بشارت اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔

حضرت مسیح موعودؑ جب آئینہ کمالات اسلام تحریر فرما رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرائی چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’اس کتاب کی تالیف پر بہت مسرت ظاہر کی اور ایک رات یہ بھی دیکھا کہ ایک فرشتہ بلند آواز سے لوگوں کے دلوں کو اس طرف بلاتا ہے اور کہتا ہے۔ هٰذَا كِتَابٌ مُبَارَكٌ فَقُوْمُوْا لِلْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ یعنی یہ کتاب مبارک ہے اسکی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 652)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’انجیل کو پڑھ کر دیکھ لو کہ یہی اعتراض ہمیشہ مسیح پر رہا کہ اس نے کوئی معجزہ تو دکھایا ہی نہیں یہ کیسا مسیح ہے۔ کیونکہ ایسا مُردہ تو کوئی زندہ نہ ہوا کہ وہ بولتا اور اُس جہان کا سب حال سُناتا اور اپنے وارثوں کو نصیحت کرتا کہ میں تو دوزخ میں سے آیا ہوں تم جلد ایمان لے آؤ... ایسا ہی یہ عاجز بھی خالی نہیں آیا بلکہ مُردوں کے زندہ ہونے کے لئے بہت سا **آبِ حیات** خدائے تعالیٰ نے اس عاجز کو بھی دیا ہے۔ بے شک جو شخص اس میں سے پیئے گا زندہ ہو جائے گا۔ بلاشبہ مَیں اقرار کرتا ہوں کہ **اگر میرے کلام سے مردے زندہ نہ ہوں اور اندھے آنکھیں نہ کھولیں اور مجذوم صاف نہ ہوں تو میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا** کیونکہ خدائے تعالیٰ نے آپ اپنے پاک کلام میں میری طرف اشارہ کرکے فرمایا ہے۔ نبی ناصری کے نمونہ پر اگر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ بندگانِ خدا کو بہت صاف کر رہا ہے اس سے زیادہ کہ کبھی جسمانی بیماریوں کو صاف کیا گیا ہو۔ یقیناً سمجھو کہ روحانی حیات کا تخم ایک رائی کے بیج کی طرح بویا گیا مگر قریب ہے ہاں بہت قریب ہے کہ ایک بڑا درخت ہو کر نظر آئے گا۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 334-335)

تصنیفات کا یہ عظیم کام اگر دنیاوی مقصد کے لیے ہوتا تو بلامبالغہ، بیسیوں لوگوں کی مسلسل محنت درکار ہوتی۔ چونکہ روحانی خزائن کا کام دنیاوی نہ تھا بلکہ یہ ایک خالصتاً للّٰہی کام تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے پیارے مسیح کی بھرپور مدد فرمائی۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائید الٰہی سے لکھے گئے ہیں۔ میں ان کا نام وحی والہام تو نہیں رکھتا مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں۔"

(سر الخلافہ صفحہ 6 بحوالہ روزنامہ الفضل، ربوہ، 25/ فروری 2004ء)

معزز سامعین! حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اُردو زبان کے علاوہ عربی فارسی زبان میں بھی کتب تحریر کیں ان کتب کا مطالعہ کرنے سے جو ایمان اور یقین کا نور اور معرفت حاصل ہوتی ہے اور جو روحانی سرور اور لذت حاصل ہوتی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تمام تحریرات حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا بین ثبوت ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی تحریرات ایک بے نظیر اور محیر العقول معجزہ ہیں۔ آپ علیہ السلام نے کسی کالج یا مدرسہ سے عربی علم وادب کی تعلیم حاصل نہیں کی تھی بلکہ بعض غیر معروف اساتذہ سے عربی کی چند کتب پڑھی تھیں۔ آپ کے دعویٰ کے ابتدا میں آپ کے مخالفین نے لوگوں کو آپ سے بدظن کرنے کے لیے مشہور کیا کہ آپ عربی زبان سے نابلد ہیں اور ایک صفحہ تک نہیں لکھ سکتے۔ آپ خدا تعالیٰ کے حضور جھکے اور "جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ مجھے اس زبان میں کامل کر دے اور اس کی فصاحت اور بلاغت میں مجھے بے نظیر بنا دے۔"

(نجم الہدی، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 108)

خدائے سمیع و علیم نے آپؑ کی ان متضرعانہ دعاؤں کو سنا اور اپنی بارگاہ میں انہیں شرف قبولیت سے نوازا۔ یہاں تک کہ ایک ہی رات میں آپ کو عربی زبان کے چالیس ہزار مادے سکھا دیے۔ آپ کا عربی زبان کا علم وہبی تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل کے ساتھ آپ کو عربی زبان کا لازوال علم عطا کیا تھا۔ آپ نے عربی زبان میں قریباً بیس سے زائد کتب اور رسالے تحریر فرمائے۔ ان کتب کی نظیر اور مثال لانے پر عرب و عجم کو للکارا، بیش بہا انعامات مقرر فرمائے، لیکن کوئی بھی ان فصیح و بلیغ کتب کا جواب لانے

پر قادر نہ ہو سکا اور در حقیقت کوئی دنیا کا عالم مقابلہ بھی کس طرح کر سکتا تھا کیونکہ اس سلطان القلم کی کتب تو خارقِ عادت طور پر محض قدرت خداوندی کا محیر العقول ثبوت تھیں۔

چنانچہ آپؑ اپنی تصنیف لطیف انجامِ آتھم میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

عربی زبان میں باوجود میری کمی، کوشش اور کوتاہی جستجو کے جو مجھے کمال حاصل ہے وہ میرے ربّ کی طرف سے ایک کھلا نشان ہے تا وہ لوگوں پر میرے علم اور میرے ادب کو ظاہر کرے اور اس کے ساتھ مجھے یہ فخر بھی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے **چالیس ہزار مادہ عربی زبان کا سکھایا گیا** اور مجھے ادبی علوم پر پوری وسعت عطا کی گئی ہے۔

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 234)

اور ایک جگہ عربی زبان کے تعلق سے آپ فرماتے ہیں کہ:

”میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔“

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 496)

اس سلسلہ میں یہ بھی ایک تائیدی حوالہ پیش ہے کہ ایک اشتہار کے جواب میں مولوی محمد حسین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نعوذ باللہ جاہل اور قرار دیا تو آپؑ نے باری تعالیٰ کے حضور دعا کی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک رات میں آپ کو عربی زبان کے چالیس ہزار مادے سکھا دیئے اور آپ نے عرب و عجم پر حجت قائم کرنے اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور ان کے ہم خیال مولویوں کے کبر کو توڑنے کے لئے عربی زبان میں 24 کے قریب کتب تحریر فرمائیں۔

(ماخذ حیات طیبہ، از حضرت شیخ عبد القادرؒ، صفحہ 135)

معزّز سامعین! مونگھیر سے محمد رفیق صاحب بی اے اور محمد کریم صاحب تشریف لائے ہوئے تھے۔ دونوں نے نماز فجر کے وقت حضرت اقدس سے بیعت کی، بیعت کر چکے تو حضورؑ نے فرمایا کہ

”ہماری کتابوں کو خوب پڑھتے رہو تا کہ واقفیت ہو اور کشتی نوح کی تعلیم پر ہمیشہ عمل کرتے رہا کرو اور ہمیشہ خط بھیجتے رہو۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 502، ایڈیشن 1988ء)

ان کتابوں کی اہمیت اور تیاری میں اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

”اس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا اور دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لئے کئی شاخوں پر امر تائید حق اور اشاعت اسلام کو منقسم کر دیا۔ چنانچہ منجملہ ان شاخوں کے ایک شاخ تالیف و تصنیف کا سلسلہ ہے جس کا اہتمام اس عاجز کے سپرد کیا گیا ہے اور وہ معارف و دقائق سکھلائے گئے جو انسان کی طاقت سے نہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی طاقت سے معلوم ہو سکتے ہیں اور انسانی تکلف سے نہیں بلکہ روح القدس کی تعلیم سے مشکلات حل کر دیے گئے۔“

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 11-12)

اللہ کرے کہ ہم ان روحانی خزائن سے کما حقہ فائدہ حاصل کرنے والے بنیں نیز اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دُعا ہے کہ وہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کم از کم ایک بار پڑھنے، سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

﴿41﴾ ﴿مشاہدات۔198﴾

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت، ضرورت اور برکات

از ارشادات خلفائے کرام

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِیْ الْاُمِّیّٖنَ رَسُولاً مِّنْهُمْ یَتْلُو عَلَیْهِمْ آیَاتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَإِن کَانُوا مِن قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

(الجمعۃ:3-4)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

معزّز سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے اناج کے ذخیرہ سے لوگوں کی جان بچائی تھی اِسی طرح جان بچانے کے لیے خدا نے مجھے ایک روحانی غذا کا مہتمم بنایا ہے۔ **جو شخص اس غذا کو سچے دل سے پورے وزن کے ساتھ کھائے گا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ ضرور اس پر رحم کیا جائے گا۔**

اس کے بالمقابل جو فائدہ نہیں اٹھاتے ان کے بارہ میں آپؑ نے فرمایا:

وہ جو خدا کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ پس اپنے نفس کی اصلاح، عزیز و اقارب اور معاشرہ میں پھیلے دیگر احبابِ جماعت کی

تعلیم و تربیت اور غیروں کو پیغامِ حق پہنچانے کے لیے اسلحہ سے لیس ہونے کے لیے مامورِ زمانہ کی کتب کا مطالعہ ضروری ہے۔

اِس روحانی غذا کو جو 84 سے زائد کتب، 10 ملفوظات، 3 مجموعہ اشتہارات اور صحابہ کے نام تربیتی، اصلاحی، تبلیغی، علمی اور طب کے نسخوں پر مشتمل مکتوب کی چار جلدوں پر مشتمل ہیں۔ ہمارے خلفائے کرام نے احبابِ جماعت کو اِس روحانی غذا سے مستفیض ہونے کے لئے گاہے بگاہے توجہ دلائی ہے۔ آج اِس حوالے سے پانچوں خلفاء کے ارشادات آپ سامعین کے سامنے پیش ہیں۔

اِرشادات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ

معزّز سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں درد کے حوالے سے فرماتے ہیں:

”چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ مجھے پسند ہیں کیونکہ آدمی کھڑے کھڑے پڑھ سکتا اور نفع اٹھالیتا ہے اور معلوم نہیں کہ کب کس پر اثر ہو جائے۔ مگر چھوٹے چھوٹے رسالوں کے سبب حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کی خریداری کم ہو گئی ہے۔ ان میں جو درد ہے وہ اوروں میں ملنا مشکل ہے“

(خطبات نور صفحہ 55)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے تحصیل علم کے لیے عرب و عجم کے اساتذہ کے آگے زانوئے تلمذ طے کیا تھا فرماتے ہیں: ”میں نے قرآن مجید کے لیے لاکھوں روپے کی کتابیں خریدیں، مکہ مدینہ میں بھی کئی برس اسی ذوق و شوق سے رہا کہ یہ معلوم کروں کہ یہ آیت کہاں نازل ہوئی مگر **قرآن تو مَیں نے مرزا ہی سے سیکھا۔“**

(تاریخ احمدیت جلد 4)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ حاضرین سے سوالیہ رنگ میں استفسار فرمایا:

”اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم نے مرزا صاحب کو امام مانا، صادق سمجھا، بہت اچھا کیا لیکن کیا اس غرض و غایت کو سمجھا کہ امام کیوں آیا ہے؟ وہ دنیا میں کیا کرنا چاہتا ہے؟ اس کی غرض یا اس کا مقصد میری تقریروں سے یا مولوی عبد الکریم کے خطبوں سے یا کسی اور کی مضمون نویسیوں سے معلوم نہیں ہو سکی اور

نہ ہم اس غرض اور مقصد کو پورے طور پر بیان کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ ہمارے بیان میں وہ زور اور اثر ہو سکتا ہے جو خود اس رسالت کے لانے والے کے بیان میں ہیں“

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 314)

اِرشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

معزّز سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کے متعلق بیان فرماتے ہیں:

”جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکۃ اللہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحب کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں اور جب پڑھو جب ہی خاص نکات اور برکات کا نزول ہوتا ہے... حضرت صاحب کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں۔ ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور ان کے ذریعہ سے نئے علوم کھلتے ہیں۔“

(ملائکۃ اللہ، انوار العلوم جلد 5 صفحہ 560)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کتب مسیح موعودؑ کی ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کی برکت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”حضرت مسیح موعودؑ خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہو کر آئے تھے۔ اس لئے آپ کے قلم سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ دنیا کی ساری کتابوں اور تحریروں سے بیش قیمت ہے اور اگر کبھی یہ سوال پیدا ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کی ہوئی ایک سطر محفوظ رکھی جائے یا سلسلہ کے سارے مصنفین کی کتابیں؟ تو میں کہوں گا آپ کی ایک سطر کے مقابلہ میں یہ ساری کتابیں مٹی کا تیل ڈال کر جلا دینا گوارا کروں گا اس سطر کو محفوظ رکھنے کے لئے اپنی انتہائی کوشش کروں گا۔ ہماری کتابیں کیا ہیں؟ حضرت مسیح موعودؑ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کی تشریحیں ہیں اور تشریحیں کرنے والے اور بھی پیدا ہو سکتے ہیں مگر پھر نبی نہیں آسکتا“

(خطبات شوریٰ جلد 1 صفحہ 148)

پھر آپؓ نے مطالعہ کتب کی طرف یوں توجہ دلائی۔ فرمایا کہ

”پس بغیر اِن کتب کو بار بار پڑھے اور قادیان میں کثرت سے آنے کے ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ سلسلہ کی کتب کو نہیں پڑھتے وہ یادرکھیں کہ محض سلسلہ میں داخل ہو جانا کوئی بات نہیں جب تک کہ سلسلہ سے کماحقہ واقفیت نہ پیدا ہو۔“

(الفضل 19 جون 1917، بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ 25 فروری 2004)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تحریرات حضرت مسیح موعود کی اہمیت کے متعلق فرماتے ہیں:

”پھر اس زمانہ کے لئے علوم قرآنیہ کا ماخذ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود اور مہدی مسعود کی ذات ہے۔ جس نے آپؐ کے بلند و بالا درخت کے گرد سے جھوٹی روایات کی آکاس بیل کو کاٹ کر پھینکا اور خدا سے مدد پاکر اس جنتی درخت کو سینچا اور پھر سرسبز و شاداب ہونے کا موقع دیا۔... ہم نے اس کی رونق کو دوبارہ دیکھا اور اس کے پھل کھائے اور اس کے سائے کے نیچے بیٹھے۔ **مبارک وہ جو قرآنی باغ کا باغبان بنا۔ مبارک وہ جس نے اسے پھر سے زندہ کیا اور اس کی خوبیوں کو ظاہر کیا۔ مبارک وہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا اور خدا تعالیٰ کی طرف چلا گیا اس کا نام زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔“**

(تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ج)

اِرشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

معزز سامعین! آئیں! اب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ملفوظات سے مستفیض ہوں۔ آپؒ کسی تربیتی کلاس کے شاملین سے مخاطب ہو کر بیان فرماتے ہیں:

”اگر آپ یہاں سے یہ عہد کر کے جائیں گے کہ ہم روزانہ پانچ صفحات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے پڑھیں گے بلکہ میں پانچ کی شرط کو بھی چھوڑتا ہوں اگر آپ تین صفحات روزانہ پڑھنے کا بھی عہد کریں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تھوڑے عرصہ ہی میں آپ کے اندر ایک عظیم انقلاب پیدا ہو گا اور اللہ تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں گی اور خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے آپ کو اس قدر حصہ ملے گا کہ آپ دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈالنے والے ہوں گے۔ تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے اس کے بعد آپ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں اس کے ایسے بندے بن جائیں گے جو اس کے پسندیدہ بندے ہوتے ہیں۔ آپ دنیا کے

راہنمااور قائد بن جائیں گے اور خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ حاصل کریں گے لیکن اس قیادت اور راہنمائی اور خدا تعالیٰ کے فضل اور برکتوں کا حصول حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ تفسیر قرآن کریم سے باہر نہیں ہو سکتا۔ سو میں آپ کو بار بار تاکید کروں گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کی عادت ڈالیں تین صفحات روزانہ پڑھنا شروع کر دیں گے تو پھر آپ کو اس کی عادت پڑ جائے گی اور اس کے نتیجہ میں آپ کی پڑھائی پر یا اگر آپ کوئی کام کر رہے ہیں تو آپ کے کام پر قطعاً کوئی اثر نہیں پڑے گا بلکہ یہ مطالعہ ان پر اچھا اثر ڈالے گا اگر آپ میں کوئی پڑھنے والا ہے تو اس مطالعہ کے نتیجے میں اس کے ذہن میں جلا پیدا ہو گی اور اس کے اندر ایک نور پیدا ہو گا اور پھر وہ دوسرے مضامین کیمسٹری اور انگریزی وغیرہ کو باآسانی سمجھنے لگے گا اور امتحان میں اسے اچھے نمبر ملیں گے اور اگر وہ کوئی کام کر رہا ہے تو اس کے کام میں Efficiency پیدا ہو جائے گی...پس آج آپ کو میری نصیحت یہی ہے اور یہ بڑی بنیادی اور اہم نصیحت ہے اور میں اسے بار بار دہرانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کی عادت ڈالیں اس کے نتیجہ میں آپ شیطان کے بیسیوں حملوں سے محفوظ ہو جائیں گے اور خدا تعالیٰ کی نگاہ میں آپ کی عزت ہو گی اور آپ کی زندگی کے کاموں میں اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا اور جب وہ وقت آئے گا کہ دنیا پکارے گی ہمیں استاد چاہئیں۔ ہمیں سکھانے والے چاہئیں تو آپ میں سے ہر ایک اس قابل ہو گا کہ وہ استاد بن سکے۔"

(مشعل راہ جلد دوم صفحہ 45-46)

اِسی سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے تربیتی کلاس مجلس خدام الاحمدیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تو وہ شیخ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا اور ہماری زندگی کا ایک ایک لمحہ حضرت مسیح موعود کا ہے اور آپ اسے ضائع کر رہے ہیں اور اس طرح خدا تعالیٰ کی ناشکری کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے اپنے آپ کو محروم کر رہے ہیں اور جو وقت آپ ضائع کر رہے ہیں اس کا چوتھا حصہ بھی آپ حضرت مسیح موعود کی کتب کا مطالعہ میں خرچ

کریں تو آپ دس بیس صفحات روزانہ پڑھ سکتے ہیں۔ اگر آپ پانچ صفحات روزانہ بھی پڑھیں تو ایک ماہ میں آپ 150 اور سال میں 1800 صفحات پڑھ لیتے ہیں اور کہنے کو صرف پانچ صفحات روزانہ ہیں۔"

(مشعل راہ جلد دوم صفحہ 45، بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ 3 جون 2004 صفحہ 2)

پھر آپ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ روزانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی کتاب یا آپ کے ملفوظات کا کوئی حصہ پڑھ لیا کریں۔ ملفوظات سے اگر آپ شروع کریں تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ ان میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں وہ عام فہم ہیں اور جن الفاظ میں انہیں اخبارات نے محفوظ کیا وہ بھی آسان اور عام فہم ہے۔ ان میں مختلف قسم کے سوالات وجوابات ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کئے گئے یا ان سوالات کا جواب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا ہے"

(مشعلِ راہ جلد 2 صفحہ 44)

پھر ایک دفعہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مطالعہ کتب کی یوں تحریک فرمائی۔

"ہر گھرانہ میں کتب حضرت مسیح موعود موجود ہوں اور زیر مطالعہ ہوں اور انہیں بچوں کو پڑھانے کا انتظام ہو"

(الفضل 29 اکتوبر 1987ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان سے بھی اِس کی اہمیت واضح ہوتی ہے:

"ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم اور احادیث نبوی کو سمجھنے کے لئے جو ہمارے لئے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں کتب حضرت مسیح موعود کا بھی مطالعہ کریں۔ مجھے افسوس ہے کہ ہماری جماعت کی اس طرف پوری توجہ نہیں ہے جو کہ فکر کا مقام ہے۔"

(الفضل 29 اکتوبر 1977، بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ 25 فروری 2004)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

معزز سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارتیں ذرا پڑھ کر تو دیکھیں کہ خدا کیا ہے؟ فرشتے کیا ہیں؟ آسمانی کتابیں کیا ہیں؟ اور انبیاء علیھم السلام کیا ہیں؟ مگر مخالفیں احمدیت نے جو تصوّرات پیش کئے ہیں وہ ان کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتے جو قرآن کریم اور سنت نبوی سے اخذ کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی پاک زبان میں ہمارے سامنے پیش فرمائے ہیں“

(خطبہ جمعہ 3/ مئی 1985ء)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”جماعت کی تربیت کے لیے آج کے زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات کے پڑھ کر سنانے سے بہتر اور کوئی طریق نہیں ہے اتنا گہرا اثر رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ اس طرح دل کی گہرائی سے نکل کر دل کی گہرائی تک ڈوبتے ہیں اور ایک ایسے صاحب تجربہ کا کلام ہے جس کی بات میں ادنیٰ بھی جھوٹ یا ریاء کی ملونی نہیں ہے یہ بات جو کہتا ہے وہ سچی کہتا ہے اس سے زیادہ دل پر اثر کرنے والی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ 25/ فروری 2004ء)

اسی سلسلہ میں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”حضرت مسیح موعود نے قرآن کریم میں غوطہ خوری کے بعد علوم و معرفت کے بے بہا موتیوں کو نکالا اور ہمارے سامنے پیش کیا۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ، 6 مارچ 1999ء)

پھر آپ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنا تجربہ بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جب حضرت اقدس مسیح موعود کی تحریرات پر میں غور کرتا ہوں تو اس سے ملتی جلتی حدیثیں یاد آتی ہیں اور جب حدیثوں کو غور سے پڑھوں تو صاف سمجھ آجاتی ہے کہ یہ منبع تھا حضرت مسیح موعود کی حکمت کا۔ وہ

حدیثیں پڑھیں تو قرآن ان کا منبع نظر آتا ہے۔ غرض یہ کہ سلسلہ وار بندوں سے بات شروع ہو کے خدا تک جا پہنچتی ہے۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ، 6 مارچ 1999ء)

اِرشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ

معزّز سامعین! اب مَیں آپ کے سامنے دَورِ حاضر کے وقت کی آواز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ کے اِرشادات رکھتا ہوں جس سے ظاہر ہو گا کہ ہمارے موجودہ امام کس قدر قلق رکھتے ہیں کہ احباب و خواتینِ جماعت حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کر کے اپنی اور اپنی نسل کی اصلاح کریں۔ حضور فرماتے ہیں:

”آج خدا تعالیٰ نے ان کتابوں کو نشر کرنے کے اور اسلام کے مخالفین کے جواب دینے کے پہلے سے بڑھ کر ذرائع مہیا فرما دیئے ہیں جو تیز تر ہیں۔ کتابیں پہنچنے میں وقت لگتا تھا اب تو یہاں پیغام نشر ہوا اور وہاں پہنچ گیا۔ یہاں کتاب پرنٹ ہوئی اور دوسرے end سے نکال لی گئی۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب، قرآنِ کریم اور دوسرا اسلامی لٹریچر انٹرنیٹ کے ذریعہ، ٹی وی کے ذریعہ نشر ہونے کی نئی منزلیں طے کر رہا ہے۔ جو تیزی میڈیا میں آج کل ہے آج سے چند دہائیاں پہلے ان کا تصور بھی نہیں تھا۔ پس یہ مواقع ہیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائے ہیں کہ اسلام کی تبلیغ اور دفاع میں ان کو کام میں لاؤ۔ ہماری کوشش اس میں یہ ہونی چاہئے کہ بجائے لغویات میں وقت گزارنے کے، ان سہولتوں سے غلط قسم کے فائدے اٹھانے کے ان سہولتوں کا صحیح فائدہ اٹھائیں، ان کو کام میں لائیں اور اگر اُس گروہ کا ہم حصہ بن جائیں جو مسیح محمدی کے پیغام کو دنیا میں پہنچا رہا ہے تو ہم بھی اس گروہ میں شامل ہو سکتے ہیں، ان لوگوں میں شامل ہو سکتے ہیں جن کی خدا تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔“

(خطبہ جمعہ مورخہ 15 اکتوبر 2010ء)

پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”سب سے پہلے تو قرآن کریم کا علم حاصل کرنے کے لئے، دینی علم حاصل کرنے کے لئے ہمیں حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جو بے بہا خزانے مہیا فرمائے ہیں اُن کو دیکھنا ہو گا۔ اُن کی طرف رجوع کریں۔ ان کو

پڑھیں کیونکہ آپؑ نے ہمیں ہماری سوچوں کے لئے راستے دکھا دیے ہیں۔ اُن پر چل کر ہم دینی علم میں اور قرآن کے علم میں ترقی کر سکتے ہیں اور پھر اسی قرآنی علم سے دنیاوی علم اور تحقیق کے بھی راستے کھل جاتے ہیں۔"

(مشعلِ راہ جلد پنجم حصہ دوم صفحہ 35)

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ ایک جگہ بیان فرماتے ہیں:

"بہت سارے لوگ جو پیچھے ہٹ جاتے ہیں یا جن کو اعتراضات پیدا ہو جاتے ہیں یا جو بعض لوگ صرف اس لئے احمدیت پر یا دین پر قائم ہوتے ہیں کہ ہمارے رشتہ دار احمدی ہیں ان کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر وہ علم حاصل کریں تو جتنے شکوک و شبہات ہیں وہ دور ہو سکتے ہیں اور پھر قدم نہیں ڈگمگائیں گے۔ پھر شیطان حملہ نہیں کرے گا۔ پس جیسا کہ پہلے قرآن کریم پر غور اور فکر کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تلقین فرمائی تھی اسی طرح آپ کی کتب کو بھی پڑھنے اور دینی علم بڑھانے کی طرف ہمیں توجہ کرنی چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 اپریل 2018ء)

معزز سامعین! ایک اور موقع پر ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو ہمیں خاص طور پر پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے انہی سے ہمارا دینی علم بھی بڑھے گا اور ہمیں تبلیغ کا شوق بھی پیدا ہو گا۔ ہمارے علم میں برکت بھی پڑے گی اور دنیا کو ہم اسلام کے جھنڈے تلے لانے کے قابل ہوں گے۔

اصل برکت تو یہ ہے کہ بادشاہوں کو اسلام کا حقیقی علم حاصل ہو اور وہ اس کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالیں ورنہ تو بہت سے بلکہ اکثریت بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ اِلّا ماشاء اللہ اس وقت سب کے سب جو مسلمان بادشاہ ہیں اور جو لیڈر رہیں وہ اسلام کی تعلیم کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ منہ پر تو اسلام کا نام ہے اور دل ذاتی مفادات کے حصول کے پیچھے ہیں۔ ان سے ظلم ہو رہے ہیں۔

پس جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے اسلام پھیلنا ہے اور آپ کے ذریعہ سے، کپڑوں سے لوگوں نے برکت حاصل کرنی ہے۔ جو بادشاہ آئیں گے وہ آپ کے ذریعہ سے اسلام کی حقیقی تعلیم کو سمجھ کر آئیں گے اور یہی حقیقی برکت ہے اور اس کے لئے ہمیں بھی اس حقیقی تعلیم کا علم ہونا چاہئے

اور اس کے مطابق تبلیغ ہونی چاہیئے اور نوجوانوں کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہیئے۔ تبھی الہام ”بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“ کی صحیح حقیقت آشکار ہو سکے گی اور اس کی ہمیں سمجھ بھی آئے گی اور ہم تبلیغ کے اعلیٰ معیار پیدا کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو سمجھنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔“

(خطبات مسرور جلد14 صفحہ 45-46)

اسی طرح ایک اور موقع پر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کے حوالہ سے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”ایک واقعہ حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں جو خواجہ کمال الدین صاحب سے متعلق ہے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی تھی لیکن پھر خلافت ثانیہ کے انتخاب کے وقت فتنہ میں مبتلا ہو گئے اور غیر مبائعین کے لیڈروں میں سے ہو گئے۔ بہر حال ان کو لیڈری چاہیئے تھی وہ ان کو وہاں مل گئی۔ ان کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے کہ انہوں نے اپنے علم کو کس طرح بڑھایا تھا اور ان کے اچھے لیکچروں اور تقریروں کا راز کیا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ خواجہ کمال الدین صاحب کی کامیابی کی بڑی وجہ یہی تھی کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کر کے ایک لیکچر تیار کرتے تھے۔ پھر قادیان آ کر کچھ حضرت خلیفہ اولؓ سے پوچھتے اور کچھ دوسرے لوگوں سے اور اس طرح ایک لیکچر مکمل کر لیتے۔ پھر اسے لے کر ہندوستان کے مختلف شہروں کا دورہ کرتے اور خوب کامیاب ہوتے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ خواجہ صاحب کہا کرتے تھے کہ اگر بارہ لیکچر آدمی کے پاس تیار ہو جائیں تو اس کی غیر معمولی شہرت ہو سکتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ابھی سات لیکچر تیار کئے تھے کہ ولایت چلے گئے۔ یہاں انگلستان آ گئے۔ لیکن وہ ان سات لیکچروں سے ہی بہت مقبول ہو چکے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک لیکچر بھی اچھی طرح تیار کر لیا جائے تو چونکہ وہ خوب یاد ہوتا ہے اس لئے لوگوں پر اس کا اچھا اثر ہو سکتا ہے۔

پس پہلی چیز تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب ہیں جن کو پڑھنا ضروری ہے۔ پھر اس کو سمجھنا اور آگے اس سے لے کر لیکچر تیار کرنا۔

(الفضل مورخہ 7 نومبر 1945ء جلد 33 نمبر 261 صفحہ 3)

پھر آپ ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔

"پس یہ رہنما اصول مبلغین کے لئے بھی ہے اور داعیین الی اللہ کے لئے بھی اور ان لوگوں کے لئے بھی جو علمی نشستوں میں جاتے ہیں۔ اگر لیکچر اس طرح تیار کیا گیا ہو تو بڑے بڑے پروفیسر اور بعض نام نہاد دین کے عالم اور بعض ایسے لوگ جو دین پر اعتراض بھی کرتے ہیں وہ بھی متأثر ہوتے ہیں۔ گزشتہ دنوں یہاں بھی شاید شعبہ تبلیغ کے تحت ایک پروگرام تھا جس میں اسرائیل سے ایک بڑے یہودی پروفیسر بھی شامل ہوئے تھے۔ وہ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ اس میں ایک ہمارے نوجوان مربی نے بھی اچھی تیاری کر کے لیکچر دیا تھا۔ پروفیسر صاحب اس سے بڑے متأثر ہوئے تھے۔ پروفیسر صاحب نے وہاں بڑی ہوشیاری سے اسلام کے، خلافت کے حق میں بعض باتیں کیں لیکن اسلام کے خلاف بھی کہا تو ہمارے اس نوجوان نے بڑے اچھے رنگ میں اس کا جواب دیا۔ بعد میں پروفیسر صاحب مجھے ملنے یہاں بھی آئے اور کہنے لگے کہ تمہارا وہ مربی، وہ مقرر جو تھا بڑا ہوشیار ہے۔ اصل میں تو اسلام پر حملہ کرنے والے لوگ، غیر احمدی سکالروں کے سامنے بعض باتیں کر کے ان کے دلائل ردّ کر دیتے ہیں یا ان کے پاس وہ دلائل نہیں۔ لیکن جماعت کے پاس تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیا ہوا علم کلام اتنا ہے کہ اگر اچھی طرح تیاری ہو تو کسی کا بھی منہ بند کیا جا سکتا ہے۔ ان کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بھی ہمارے لئے ضروری ہے تا کہ ہمارا دینی علم بھی بڑھے اور اس کے ساتھ ہی ان کتب کی وجہ سے ہماری روحانیت میں بھی ترقی ہوتی ہے۔"

(خطبات مسرور جلد 14 صفحہ 377-379)

معزّز سامعین! 2015ء میں جب پاکستان میں حکومتِ پنجاب نے جماعت احمدیہ کے بعض جرائد اور کتب پر پابندی لگائی تو اس وقت ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''ہمیشہ کی طرح ان مخالفین کے یہ عمل ہمارے ایمانوں میں جلاء پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق میں بڑھنے کے لئے کھاد کا کام دینے والے ہونے چاہئیں۔ اگر ہماری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کی طرف توجہ کم تھی تو اب زیادہ توجہ پیدا ہونی چاہئے۔ ایک پنجاب کی حکومت کی روک سے تو کیا تمام دنیا کی حکومتوں کی روکوں سے بھی یہ کام نہیں رک سکتا کیونکہ یہ انسانی کوششوں سے کئے جانے والے کام نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم و معرفت کے خزانوں کے ساتھ بھیجا ہے اور کامیابی کا وعدہ فرمایا ہے۔ ہمیشہ ہم نے یہی دیکھا ہے کہ بڑی بڑی روکوں اور مخالفتوں کے بعد جماعت کی ترقی زیادہ ابھر کر سامنے آئی ہے۔ اپنے زعم میں ہمارے خلاف جو یہ قدم اٹھایا گیا ہے یہ تو ایک معمولی سی روک ہے۔ ہمیں تو جتنا دبایا جائے اتنا ہی اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کو بڑھاتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اب بھی بہتر ہو گا۔ اس لئے کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ اس لئے زیادہ فکر اور پریشانی کی ضرورت نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اب تو دنیا کے اور ممالک میں بھی چھپ رہی ہیں۔ ویب سائٹ پر بھی میسر ہیں۔ آڈیو میں بھی بعض کتب میسر ہیں اور باقی بھی ان شاء اللہ تعالیٰ جلدی مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ایک زمانہ تھا جب یہ فکر تھی کہ اشاعت پر پابندی سے نقصان ہو سکتا ہے۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ علم و معرفت کے جو خزانے ہیں یہ فضاؤں میں پھیلے ہوئے ہیں جو ایک بٹن دبانے سے ہمارے سامنے آ جاتے ہیں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام اور کتب سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

ایم ٹی اے پر بھی میں نے اب سوچا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس پہلے سے زیادہ وقت بڑھا کر دیا جائے گا اور اس طرح پاکستان کے ایک صوبے کے قانون کی وجہ سے دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا فائدہ ہو جائے گا۔ ہر جو روک ہوتی ہے، مخالفت ہوتی ہے ہمیں فائدہ پہنچاتی ہے۔ نئے راستوں اور ذرائع کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور پھر یہ بھی ہو گا ان شاء اللہ تعالیٰ کہ اس سے نہ صرف اصل زبان میں کتابیں چھپیں گی یا درس ہوں گے بلکہ بہت ساری قوموں کی مقامی زبانوں میں بھی یہ مواد

میسر آ جائے گا۔ پس جن کے دلوں میں کسی بھی قسم کی پریشانی ہے کیونکہ لوگ لکھتے ہیں اس لئے مجھے کہنا پڑ رہا ہے وہ اپنے دلوں سے نکال دیں۔“

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 299-300)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”اس زمانے میں جیسا میں نے پہلے بھی کہا کہ دعاؤں کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تفاسیر اور علم کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اگر قرآن کو سمجھنا ہے یا احادیث کو سمجھنا ہے تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتب کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ یہ تو بڑی نعمت ہے ان لوگوں کے لئے جن کو اردو پڑھنی آتی ہے کہ تمام کتابیں اردو میں ہیں، چند ایک عربی میں بھی ہیں۔“

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 401)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کے نام مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے ایک خصوصی پیغام میں فرماتے ہیں:

”عزیزو! یہی وہ چشمۂ رواں ہے کہ جو اس سے پئے گا وہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا اور ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یُفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَا یَقْبَلُہٗ اَحَدٌ (ابن ماجہ) کے مطابق یہی وہ مہدی ہے جس نے حقائق و معارف کے ایسے خزانے لٹائے ہیں کہ انہیں پانے والا کبھی ناداری اور بے کسی کا منہ نہ دیکھے گا۔

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تاکہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کافور ہو جائیں۔ اللہ کرے کہ ہم اپنی نسلوں کی زندگیاں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں اور اپنے دلوں اور اپنے گھروں میں اپنے معاشرہ میں امن و سلامتی کے دیئے جلانے والے بن سکیں اور خدا اور اسکے رسول کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں موجزن ہو کہ اس کے طفیل ہم کل عالم

میں بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔"

(پیغام بر موقعہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن روحانی خزائن بتاریخ 2008-8-10)

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 30 جون 2004 کو، جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طلباء کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

" آپ ابھی سے قرآن کریم پر غور اور تدبر کرنے کی عادت بنالیں۔ ایسے نکات نکالیں جو نئے ہوں۔ اسکول میں آپ نے سائنس پڑھی ہے اس کی روشنی میں دیکھیں کہ ہم نے دین حق کی تشریح کیسے کرنی ہے۔ مگر ایسا ہم نے حضرت مسیح موعود کے دیئے ہوئے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے کرنا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود کی کتب کا پڑھنا ضروری ہے۔ نصاب کے طور پر تو آپ کچھ کتابیں پڑھتے ہی ہیں۔ نصاب کی کتب کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کی دوسری کتب بھی پڑھنی چاہئیں۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ مطالعہ ختم ہو جاتا ہے یہ تو ہمیشہ زندگی بھر جاری رہتا ہے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ 8 جولائی 2004 صفحہ 2)

معزز سامعین! کسی ملک کے خدام کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے virtual ملاقات میں سوال کہ مطالعہ کتب کے لیے خدام کو کیسے آمادہ کریں؟ پر حضور نے فرمایا کہ مطالعہ کی عادت ہی نہیں رہی، شوق ہی نہیں ہے۔ آپ یہ شوق بیدار کرنے کے لیے چھوٹے چھوٹے اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب یا الفضل آن لائن اور الفضل انٹرنیشنل سے لے کر آپس میں سرکولیٹ (circulate) کریں۔

پھر فرمایا:

"سلسلہ کی چند AudioBooks بھی alislam.org پر موجود ہیں۔ انہیں کاپی کر کے اپنے دوستوں کو دیں تا وہ اپنی کاروں میں آتے جاتے انہیں سنیں۔ اس سے دلچسپی پیدا ہو گی اور مطالعہ کا شوق بیدار ہو گا"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے خدا ملنے کی حقیقت کا اظہا کرتے ہوئے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"یہی وہ روحانی خزائن ہیں جن کی بدولت خدا جیسے قیمتی خزانے پر اطلاع ملتی ہے اور اس کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ ہر قسم کی علمی اور اخلاقی، روحانی اور جسمانی شفا اور ترقی کا زینہ آپ کی یہی تحریرات ہیں۔ اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا، دونوں جہانوں سے محروم اٹھنے والا قرار پاتا ہے اور خدا کی بار گاہ میں متکبر شمار کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔"جو ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ 365)"

(پیغام بر موقعہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن روحانی خزائن بتاریخ 2008-8-10)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کا مطالعہ کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکیں اور دیگر مسلمان اور اقوام کو بھی ان خزائن کی اطلاع دینے والے بن سکیں۔ آمین

﴿42﴾ ﴿مشاہدات۔199﴾

کتب مسیح موعودؑ کی تاثیرات اپنوں اور غیروں کی نظر میں

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(الجمعۃ:3-4)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

معزّز سامعین! حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی کتب کی اہمیت و افادیت اور برکات کو مختلف انداز میں بیان کیا جا سکتا ہے جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِن کتب کے حوالے سے الہامًا حضرت مسیح موعودؑ کو کیا بتایا، دوسرے نمبر پر خود حضورؑ نے اپنی کتب کے متعلق کیا لکھا اور کیا فرمایا اور تیسرے نمبر پر خلفائے احمدیت نے اپنے تجربات کی روشنی میں اِن کی کیا برکات بیان فرمائیں اور کِن کِن الفاظ میں احبابِ جماعت کو اِن کتب کی طرف توجہ دلا کر راغب کیا۔ پھر احمدی احباب و خواتین کے اپنے تجربات اور کتب حضرت مسیح موعودؑ کو پڑھ کر بیعت کرنے والوں کی ایمان افروز داستانیں تاریخِ احمدیت کا اثاثہ ہیں اور آخر پر اغیار نے اِن کتب سے اور حضرت مسیح موعودؑ کے علمِ کلام اور تبحر علمی سے متاثر ہر کیا کیا خوشکن ریمارکس دئے۔ آج مجھے اپنوں کے ایمان لانے کے واقعات اور غیروں کے تاثرات کو اختصار کے ساتھ بیان کرنا ہے۔

سامعین! حضرت مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوریؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنی پہلی ملاقات کا اَحوال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

غرض میں مرزا صاحب سے رخصت ہوا، چلتے وقت انہوں نے اس کمتر کو ''براہین احمدیہ'' اور ''سرمہ چشم آریہ'' کی ایک ایک جلد عنایت کی۔ انہیں مَیں نے پڑھا ان کے پڑھنے سے مجھ کو معلوم ہوا کہ جناب حضرت مرزا صاحبؑ بہت بڑے رتبے کے مصنف ہیں۔ خاص کر براہین احمدیہ میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر دیکھ کر مجھ کو کمال درجہ کی حیرت مرزا صاحبؑ کی ذہانت پر ہوئی۔ اس کے بعد حضورؑ سے دوسری ملاقات کے لیے جب آپ 1894ء میں تشریف لائے تو بیعت کی توفیق ملی۔

(اصحاب احمد جلد 14 صفحہ 49 بابت مولوی حسن صاحبؓ)

سامعین!

حضرت حکیم محمد حسینؓ المعروف مرہم عیسیٰؑ اپنے احمدی ہونے کا باعث یہ بیان کیا کرتے تھے کہ وہ سر سید احمد خان مرحوم کی کتابیں پڑھا کرتے تھے۔ اس کے بعد حضرت صاحبؑ کا تذکرہ سنا اور کچھ اشتہارات بھی دیکھے۔ براہین احمدیہ بھی پڑھنے کا موقع ملا۔ اس سے آپ کے دل میں حضرتؑ کی محبت کا جوش پیدا ہوا اور آپ قادیان تشریف لے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وساطت سے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

(تاریخ احمدیت لاہور)

سامعین!

حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ کا دل جیتنے والی کتاب کا نام ''آئینہ کمالات اسلام'' ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں۔ ایک دن ظہر کی نماز کے بعد میں اور مولوی امام الدین مسجد بیٹھے ہوئے کسی مسئلہ کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ حسن اتفاق سے پولیس کا ایک سپاہی نماز کے لئے اس مسجد میں آنکلا۔ مولوی صاحبؓ نے جب اس کے صافہ میں بندھی ہوئی ایک کتاب دیکھی تو آپؓ نے پڑھنے کے لئے اس سے لینا چاہی۔ چنانچہ مولوی صاحبؓ نے وہ کتاب سنبھال لی اور جاتے ہوئے گھر ساتھ لے گئے۔ دوسرے دن جب میرا کسی کام سے مولوی صاحبؓ کے یہاں جانا ہوا تو میں نے وہی کتاب جو حضرت سیّدنا اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی تصنیفِ لطیف آئینہ کمالات اسلام تھی۔ حضور اقدس کی چند نظموں کے اوراق کے ساتھ مولوی صاحبؓ کی بیٹھک میں دیکھی۔ جب میں نے نظموں کے اوراق پڑھنے شروع کئے تو ایک نظم اس مطلع سے شروع ہوئی۔

عجب نوریست در جان محمدؐ
عجب لعلیست در کان محمدؐ

میں اس نظم نعتیہ کو اوّل سے آخر تک پڑھتا گیا مگر سوز و گداز کا یہ عالم تھا کہ میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو رہے تھے جب میں آخری شعر پر پہنچا کہ

کرامت گر چہ بے نام و نشاں است
بیا بنگر ز غلمان محمد

تو میرے دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ کاش! ہمیں بھی ایسے صاحبِ کرامات بزرگوں کی صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع مل جاتا۔ اس کے بعد جب میں نے ورق اُلٹا تو حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ منظومہ گرامی تحریر پایا۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

چنانچہ اسے پڑھتے ہوئے جب میں اس شعر پر پہنچا کہ

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے

تو اس وقت میرے دل میں ان لوگوں کے متعلق جو حضور اقدس علیہ السلام کا نام ملحد و دجّال وغیرہ رکھتے تھے بے حد تاسف پیدا ہوا۔ اب مجھے انتظار تھا کہ مولوی امام الدین صاحبؓ اندرون خانہ سے بیٹھک میں آئیں تو میں آپ سے اس پاکیزہ سرشت بزرگ کا حال دریافت کروں۔ چنانچہ جب مولوی صاحبؓ بیٹھک میں آئے تو میں نے آتے ہی دریافت کیا کہ یہ منظومات عالیہ کس بزرگ کے ہیں اور آپ کس زمانہ میں ہوئے ہیں۔ مولوی صاحبؓ نے مجھے بتایا کہ یہ شخص مولوی غلام احمد ہے جو مسیحؑ اور مہدیؑ ہونے کا دعوی کرتا ہے اور قادیان ضلع گورداسپور میں اب بھی موجود ہے اس پر سب سے پہلا فقرہ جو میری زبان سے حضور اقدس علیہ السلام کے متعلق نکلا وہ یہ تھا کہ

"دنیا بھر میں اس شخص کے برابر کوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق نہیں ہوا ہوگا۔"

اس کے بعد پھر میں نے حضور اقدس کے مطائبات ومنظومات پڑھنے شروع کر دیئے تو ایک صفحہ پر حضور انور کے یہ اشعار میرے سامنے آئے۔

چُوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دَادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

مے در خشم چوں قمر تابم چوں قرص آفتاب
کور چشم آنانکہ درانکار ہا افتادہ اند

صادقم و از طرف مولا بانشانہا آمدم
صددر علم وہدی بر روئے من بکشادہ اند

آسماں بارد نشاں الوقت میگوئد زمیں
اِیں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

ان ارشادات عالیہ کے پڑھتے ہی مجھے حضور اقدسؑ کے دعویٰ عیسویت اور مہدویت کی حقیقت معلوم ہوگئی اور میں نے 1897ء میں غالباً ماہ ستمبر یا ماہ اکتوبر میں بیعت کا خط لکھ دیا۔ چنانچہ حضور اقدس علیہ السلام کی طرف سے حضرت مولانا عبد الکریمؓ کا نوشتہ خط جو میری قبولیت بیعت کے متعلق تھا مجھے پہنچ

گیا...اس کے بعد مولوی صاحب نے وہ مرسلہ رسائل جو حضور اقدسؑ نے قادیان سے میرے نام ارسال فرمائے تھے پڑھنا شروع کر دیئے۔ ان رسالوں کے مطالعہ سے یوں معلوم ہوا کہ **جیسے میں ایک تاریک دنیا سے نکل کر روشنی کے عالم میں آ گیا ہوں۔**

(حیات قدسی صفحہ:16-19)

سامعین!

حضرت مولوی غلام حسینؓ جب قادیان جاتے تو حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی لائبریری میں داخل ہو جاتے اور کتابیں پڑھنا شروع کر دیتے۔ حضرت خلیفہ اولؓ ان کے کھانے کا انتظام فرماتے۔ جب کوئی کتاب پڑھنے کے لیے اٹھاتے تو پہلے عزرائیل کو مخاطب کر کے کہتے: ”اے عزرائیل! تو بھی خدا کا بندہ ہے اور مَیں بھی خدا کا بندہ ہوں۔ میری درخواست ہے کہ جب تک یہ کتاب نہ پڑھ لوں میری جان نہ نکالنا“۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے 13/ مئی 1944ء کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک قادیان میں ان کے بارہ میں فرمایا کہ حضرت مولوی غلام حسینؓ بڑے عالم اور نیک انسان تھے۔ حضرت خلیفہ اولؓ اور وہ گویا کتابوں کا کیڑا تھے بلکہ مولوی غلام حسین صاحبؓ کو حضرت خلیفہ اولؓ سے بھی زیادہ کتابوں کا شوق تھا۔

حضرت خلیفہ اولؓ نے ایک دفعہ ان سے کہا کہ مجھے موقع دیں کہ میں آپ کی کیا خدمت کروں۔ کچھ سوچ کر کہنے لگے: ”دل چاہتا ہے کہ میرے لیے ایسا مکان بنا دیا جائے جس کی دیواریں کتابوں کی بنی ہوں، جس کے اندر مجھے بٹھا دیا جائے۔ پھر مجھ سے کوئی نہ پوچھے کہ روٹی کھائی ہے کہ نہیں؟۔ میں کتابیں پڑھتا جاؤں اور اتارتا جاؤں۔ جب رستہ بن جائے تو باہر نکل آؤں“

سامعین!

حضرت حافظ سید مختار احمد مختارؓ یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ ”موجودہ زمانہ کی لادینی یلغار سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ امام دوراں کی کتب کا مطالعہ جاری رکھا جائے“ کیونکہ آپ کے خیال میں لادینی نظریات و افکار کے مہلک زہروں کا بہترین تریاق حضرت مسیح موعودؑ کے بے نظیر کلام میں موجود ہے۔ آپ احمدی نوجوانوں اور خصوصاً پڑھے لکھے احمدی احباب کو مشورہ دیتے رہتے کہ ”وہ حضرت اقدس کی تمام کتب کا بالاستیعاب مطالعہ جاری رکھیں اور جن اصحاب کو کم فرصتی کا سامنا ہو تو وہ کم از کم حضرت

اقدس کی یہ چار کتب تو ضرور پڑھتے رہیں، یعنی 1۔ تحفہ گولڑویہ، 2۔ تذکرۃ الشہادتین، 3۔ چشمہ معرفت، 4۔ کتاب البریہ"۔ آپؓ فرماتے تھے کہ "حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ان کتب میں وہ دلائل بیان فرمائے ہیں کہ متعصّب سے متعصّب مخالف بھی قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا"

حضرت حافظ سید مختار احمد مختار کے بے نظیر حافظے کے متعلق جناب سلیم شاہجہان پوری لکھتے ہیں کہ "حضرت حافظ مختار احمد صاحب کے زمانے میں آپ کا کوئی بھی ہم عصر اس صفت میں ان کا حریف نہ بن سکا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی جملہ کتب کو آپ نے اتنی بار پڑھ کر لوگوں کو سنایا کہ حضرت اقدس کی اکثر کتابوں کے صفحات آپ کو ازبر ہو گئے تھے۔ آپ دوران گفتگو اصل کتاب سے حوالہ اس روانی، جوش اور دلنشین انداز سے پڑھتے تھے کہ حضرت اقدس کی وہ تحریر سامعین کے دلوں میں اتر جاتی اور لوگ آپ کے دلکش انداز بیان اور طرز استدلال پر عش عش کر اٹھتے۔ راقم الحروف کو اپنی زندگی کے اکثر اوقات میں ایسے دلکش اور ایمان افروز مناظر دیکھنے کا ہزاروں بار موقع ملا اور میں نے محض خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت حافظ صاحب کی ان مجالس سے بقدر استطاعت بھرپور استفادہ کی توفیق پائی۔ فالحمد للہ۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ دوران گفتگو کسی کتاب سے حوالہ دینے کی ضرورت پیش آنے پر مجھ سے فرماتے کہ بیٹا اندر جاؤ اور غربی جانب کی الماری کے اوپر نیچے کی طرف تیسرے خانہ میں دائیں سے بائیں طرف چلو اور پانچویں کتاب نکال لاؤ اور آپ حیرت سے سنیں گے کہ یہ کتاب وہی کتاب ہوتی جو حافظ صاحب کو مطلوب تھی۔ گویا ہزاروں کتابوں کی جگہ، جو اس وسیع و عریض مکان کے ہر کمرے کی متعدد الماریوں کے درجنوں خانوں میں رکھی ہوئی تھیں، حضرت حافظ صاحب کے حافظے میں محفوظ تھی اور ان کا حافظہ اس معاملے میں کبھی غلطی نہ کرتا تھا۔ پھر جس سرعت کے ساتھ کتاب آپ کے ہاتھ میں پہنچتی تھی اسی تیزی کے ساتھ آپ مطلوبہ حوالہ نکال کر حاضرین کے سامنے پیش کر دیا کرتے تھے۔

(حیات مختار صفحہ 108-109)

حضرت حافظ سید مختار احمد مختار صاحبؓ کے حافظہ کا یہ حال تھا کہ رمضان شروع ہونے والا تھا۔ کسی نے ان کے والد صاحب، حضرت حافظ سید علی میاںؓ سے پوچھا کہ اس بار شاہجہان پور میں رمضان میں آپؓ نے تراویح کے لیے کسی حافظ قرآن کا انتظام نہیں کیا؟ آپؓ نے فرمایا: "ہمارا تو خیال تھا کہ اس سال مختار میاں

سے قرآن کریم سنیں گے۔ حضرت حافظ سید مختار احمد مختارؓ نے اسی وقت اپنی والدہ سے کہا کہ ہمیں کوئی تنگ نہ کرے، کھانا دروازہ کے سامنے خادم رکھ جایا کرے۔ آپ روزانہ ایک پارہ قرآن یاد کرتے اور شام کو نماز عشاء کے بعد سنا دیتے۔ یوں 29 دن میں سارا قرآن کریم حفظ کر کے سنا ڈالا۔ تیسواں پارہ آپؓ کو پہلے ہی یاد تھا۔

حضرت حافظ سید مختار احمد مختار فرمایا کرتے تھے کہ ”ہم نے تو حضور علیہ السلام کی ساری کتب حضور کی زبان مبارک سے سنی ہیں۔ حضورؑ کا معمول تھا کہ سیر اور مجالس عرفان کے دوران اپنی تازہ تصنیفات کے مضامین کا ذکر فرماتے رہتے تھے۔“

سامعین!

حضرت مفتی محمد صادقؓ کو 1890ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف فتح اسلام پڑھنے کا موقع ملا تو آپ کشاں کشاں قادیان کھینچے آئے۔ آپ بتاتے ہیں کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیا چیز تھی جس نے مجھے حضرت صاحبؑ کی صداقت قبول کر لینے کی طرف کشش کی، سوائے اس کے کہ آپؑ کا چہرہ مبارک ایسا تھا جس پر یہ گمان نہ ہو سکتا تھا کہ وہ جھوٹا ہو۔

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادقؓ)

سامعین!

حضرت حافظ روشن علیؓ نے چھوٹی عمر میں قرآنِ حفظ کرنے کے بعد آپؓ نے اسی ترتیب سے سارے قرآن کا ترجمہ بھی یاد کیا ہوا تھا۔ آپؓ پورے پارے کی تلاوت کر کے پھر زبانی اس کا ترجمہ بھی سنایا کرتے تھے۔ آپؓ صفحوں کے صفحے ایک دفعہ سن کر پھر دوبارہ سنا سکتے تھے۔ ہزاروں عربی اشعار یاد تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصائد اور بعض عربی کتب کے اشعار یاد تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے عربی قصائد اور بعض عربی کتب آپؓ کو یاد تھیں۔ 1924ء میں لندن جاتے ہوئے دمشق میں حضرت مصلح موعودؓ کو تبلیغ کے لیے حضورؓ کی ایک عربی کتاب کی ضرورت پڑی۔ حضورؓ نے افسوس کا اظہار کیا کہ ہم یہ کتاب نہیں لائے۔ حضرت مولانا روشن علیؓ نے وہ کتاب زبانی حضورؓ کو سنانی شروع کر دی۔

(سیرت حافظ روشن علیؓ صفحہ 21)

ایک دفعہ کسی نے پوچھا کہ حافظ صاحب! کیا آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''اعجاز المسیح'' پڑھی ہے۔ آپؓ نے فرمایا: کتاب کھولو۔ اس نے کتاب کھولی تو آپؓ نے اس کے 53 صفحات زبانی سنادیئے۔

(سیرت حافظ روشن علیؓ صفحہ 22)

حضرت خلیفہ اولؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے تمام روحانی علوم میاں محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کو دے دیے ہیں اور تمام ظاہری علوم حافظ روشن علی صاحبؓ کو دے دیے ہیں۔

(سیرت حافظ روشن علیؓ صفحہ 24)

مکرم مولانا لئیق احمد طاہر صاحب مبلغ سلسلہ برطانیہ لکھتے ہیں کہ حضرت مرزا عبدالحق صاحب مرحوم امیر ضلع سرگودھا و پنجاب ایک بار مطالعہ کتب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر میں فرمانے لگے کہ مَیں نے حضور السلام کی جملہ کتب کا ایک ایک لفظ پڑھا ہے۔ فرماتے تھے کہ عربی کتب کا بھی ایک ایک لفظ پڑھا ہے۔ فرماتے تھے کہ عربی کتب کے معانی جاننے کے لیے میں نے کئی عربی کی لغات خریدیں اور ان عربی کی ڈکشنریوں کی مدد سے حضور علیہ السلام کی جملہ عربی کتب کا مطالعہ کیا۔

سامعین!

حضرت خلیفۃ المسیح الأولؓ جنہوں نے تحصیل علم کے لئے عرب و عجم کے اساتذہ کے آگے زانوئے تلمذ طے کیا تھا فرماتے ہیں۔ ''میں نے قرآن مجید کے لئے لاکھوں روپے کی کتابیں خریدیں مکہ مدینہ میں بھی کئی برس اسی ذوق وشوق سے رہا کہ یہ معلوم کروں کہ یہ آیت کہاں نازل ہوئی مگر **قرآن تو میں نے مرزا ہی سے سیکھا۔**''

(تاریخ احمدیت جلد 4)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور زمانہ کتاب ''براہین احمدیہ'' جب منظر عام پر آئی تو حضرت منشی ظفر احمدؓ، حضرت منشی عبدالرحمٰنؓ اور حضرت منشی اروڑاؓ کی نظر سے بھی وہ کتاب گزری۔ وہ سب اس کتاب کو پڑھ کر اس کی فصاحت و بلاغت اور علم و معرفت پر عش عش کر اٹھے اور قادیان حاضر ہو کر حلقۂ احمدیت میں آ گئے۔ صرف یہ 3 بزرگ ہی نہیں بلکہ ابتداء میں جتنے احباب واصحابِ احمدیت میں

داخل ہوئے وہ سب براہین احمدیہ پڑھ کر ہی ہوئے کیونکہ انہوں نے اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کے دلائل پائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے نغمات اور قرآن کریم کی شان وعظمت کا بیان دیکھا۔ اسی طرح انہوں نے دیکھا کہ اس میں اللہ تعالیٰ اور اسلام اور قرآن اور صاحب قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہونے والے اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہونے والے الہامات اور وحی کا نہ صرف مشاہدہ کیا بلکہ انہیں پورا ہوتے ہوئے بھی دیکھا۔

سامعین!

حضرت پیر سراج الحقؓ اپنی بیعت کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔ ایک روز ایک شخص کے ہاں میری دعوت تھی جس وقت میں کھانا کھانے بیٹھا دوچار شخص اور بھی تھے۔ باہر دیکھا اتنے میں چٹھی رساں آیا اور 5،7 خط مجھ کو دیئے اور ایک اشتہار حضرت اقدسؑ کا بھی تھا... اشتہار دیکھا تو اس اشتہار کی سرخی یہ تھی۔ لِيُهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيُحْيِىَ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو گئے ہیں اور ان کے رنگ میں رنگین ہو کر اور صفحات مسیحی لے کر روحانی طور سے میں آیا ہوں۔ جس مسیحؑ کے اس امت میں آنے کا وعدہ تھا۔ سو وہ موعود میں ہوں اس اشتہار کے پڑھتے ہی میری بھوک خوشی کے مارے جاتی رہی اور شادی مرگ کی سی حالت مجھ پر طاری ہو گئی۔ ایک طرف تعجب اور ایک طرف خوشی، کھانا کھانا تو جاتا رہا اس اشتہار کو بار بار پڑھتا رہا۔ نور محمد اور اللہ بندہ ہانسوی اس دعوت میں شریک تھے ۔انہوں نے جو میری یہ حالت دیکھی تو وہ متعجب ہو گئے اور حال دریافت کیا اور نیز صاحبِ خانہ نے بھی پوچھا کہ اس اشتہار میں ایسی کیا بات ہے کہ جس سے کھانا چھوڑ دیا اور چہرہ پر آثار خوشی اور تعجب کے پائے جاتے ہیں۔ میں نے وہ صحیفہ گرامی اور اشتہار حضرت اقدس علیہ السلام ان کو پڑھ کر سنایا۔ (اس کے دوسرے دن حضرت پیر صاحبؓ نے حضور اقدسؑ کی خدمت میں بیعت و تصدیق اور سلام کا خط لکھ دیا۔) حضرت پیر صاحبؓ فرماتے ہیں اس عریضہ کے ڈاک میں ڈالنے کے بعد ایک رسالہ ”فتح اسلام“ کا اور ”توضیح مرام“ بھی مجھے مل گیا۔ ان دو رسالوں کے دیکھنے سے آنکھیں کھل گئیں اور میں لائق ہو گیا کہ مخالف کو کافی وشافی جواب دے سکوں۔ دماغ کی قوت ذہن کی رسائی اور دل میں ایک روشنی پیدا ہو گئی۔

(تذکرہ المہدی صفحہ 57-61)

سامعین!

حضرت حاجی غلام احمدؓ سکنی کریام پور کو احمدیت کا تعارف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ”ازالہ اوہام“ سے ہوا۔ ”ازالہ اوہام“ کے مطالعہ نے صداقت کی طرف رہنمائی کی۔ بعد ازاں ”ست بچن“ اور ”نُور القران“ ہر دو حصص نے راہ میں روکیں دور کر دیں۔ استخارہ کرنے کے بعد 1903ء میں قادیان دارالامان آئے بیت اقصیٰ میں عصر کی نماز کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کو درس دیتے ہوئے سنا۔ معارفِ قرانی اور تفسیر نے آپ پر خاص اثر کیا۔ آپ نے ایک شخص سے پوچھا یہی مسیح موعودؑ ہے؟ اس نے کہا یہ تو مولوی نورالدینؓ ہیں اس پر آپ بہت خوش ہوئے کہ جس دربار کے مولوی ایسے باکمال ہیں وہ خود کیسے ہوں گے۔؟ فرماتے ہیں۔ میں نے دریافت کیا آپ یعنی مسیح موعودؑ کہاں ملیں گے؟ انہوں نے کہا حضور نماز مغرب کے لئے مسجد مبارک تشریف لائیں گے تو زیارت ہو گی۔ مغرب کے وقت ایک چوبارہ پر چھوٹی سی مسجد تھی اس میں گئے نماز مغرب مولوی عبد الکریمؓ نے پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت صاحبؑ بیٹھ گئے تو حاجی صاحبؓ نے آپ علیہ السلام سے مصافحہ کیا۔ آپ علیہ السلام کی شکل متبرک تھی۔

(اصحاب احمد جلد 10 صفحہ 80)

مکرم عبد القدیر قمر صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام آخر الزماں علیہ السلام کی کتب مبارکہ اور پاک تحریرات کا کیا اثر ہے اور کس طرح اس نے مخالفوں کی کچلیاں توڑنے اور ان کے طلسم کو ہوا میں اڑانے میں غیر معمولی کردار ادا کیا۔ اس سلسلہ میں میں اپنا ذاتی مشاہدہ بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب خانقاں ڈوگراں میں عیسائیوں کے ساتھ مباحثہ کی طرح پڑی۔ خاکسار مسیح پاک علیہ السلام کی کتب جنگ مقدس، چشمہ مسیحی، نورالقرآن وغیرہ کا مطالعہ کر کے میدان میں اترا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل کے سامنے عیسائی طلسم کے پرخچے اُڑتے لوگوں نے دیکھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے قلم نے سیف کا کام دکھاتے ہوئے معبودانِ باطلہ کو نیست و نابود کر دیا تھا۔ اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا پرچار کرنے کے لئے اسلام کا یہ بطل جلیل، جری اللہ، سیف کا کام قلم سے لیتے ہوئے قلمی اسلحہ پہن کر سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اترا اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ ہر مخالف کے پرخچے اڑا دیئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا پرچم پھر سے ایسا بلند کیا کہ آج

بھی اس کے پھریرے آسمان کی رفعتوں پر بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں۔ اور ساری دنیا پر اسلام کا یہ پیغام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے ذریعے پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہے گا۔ مسیح محمدیؑ کی زندگی بخش تحریرات کی ہی یہ برکت ہے کہ ایک جہان روحانی اور جسمانی احیاء کی نوید سے مستفیض ہو رہا ہے اور صدیوں کے مردے ایک دفعہ پھر زندہ ہو رہے ہیں۔ یہی وہ چشمہ رواں ہے کہ جو اس سے پیئے گا اور ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یَفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَا یَقْبُلُہٗ اَحَد (ابن ماجہ) کے مطابق یہی وہ مہدی ہے جس نے حقائق و معارف کے ایسے خزانے لٹائے ہیں کہ انہیں پا نے والا کبھی ناداری اور بے کسی کا منہ نہ دیکھے گا۔ یہی وہ روحانی خزائن ہیں جن کی بدولت خدا جیسے قیمتی خزانے پر اطلاع ملتی ہے۔ اور اس کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ ہر قسم کی علمی اور اخلاقی، روحانی اور جسمانی شفاء اور ترقی کا زینہ آپ کی یہی تحریرات ہیں اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا، دونوں جہانوں سے محروم قرار پاتا ہے۔ اور خدا کی بارگاہ میں متکبر شمار کیا جاتا ہے۔

اغیار کی نظر میں

سامعین! اب مجھے اپنی تقریر کے دوسرے حصہ میں داخل ہو کر غیروں کے تاثرات بیان کر کے خود بھی حظ اُٹھانا ہے اور آپ سامعین کے دلوں کو گرمانا بھی ہے۔

آپؑ کی وفات جناب ابوالکلام آزاد بے ساختہ آپ کی علمیت، کتب بینی اور لازوال کتابوں سے متاثر ہو کر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے۔

''وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہو کے خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا... ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عالَم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں..... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر اُن سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کی

محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے... غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گراں بار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یاد گار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے گا، قائم رہے گا۔"

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 560-561)

سامعین! اہل حدیث کے مشہور لیڈر مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب بیان کرتے ہیں:

"اس (براہین احمدیہ) کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی جاتی ہے"

(رسالہ اشاعۃ السنہ جلد 7 نمبر 6 صفحہ 169)

پھر لکھا کہ

"ہماری نظر میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی"

(رسالہ اشاعۃ السنہ جلد 7 نمبر 6 صفحہ 169)

صادق الاخبار ریواڑی نے لکھا:

"مرزا صاحب نے اپنی پر زور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو ان کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب کے لئے ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا ہے۔ اور واقعی مرزا صاحب نے حق، حمایت اسلام کا کماحقہ ادا کر کے خدمت دین اسلام میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کتب حضرت مسیح موعودؑ کے حقوق ادا کرنے والا بنائے اور اِن کتب کے ذریعہ نجات کے دروازے ہم پر کھولے۔ آمین

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم مولانا لئیق احمد طاہر صاحب کے ایک مضمون سے مدد لی گئی ہے فجزاہ اللہ تعالیٰ)

﴿43﴾ ﴿مشاہدات۔191﴾

”درثمین“ کو کثرت سے پڑھیں

(حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم کلام پر مشتمل کتاب)

ہوگی ہر سمت صدا درثمیں کی رقصاں
اب تو ہر لب پہ مسیحا کے ترانے ہوں گے
اب عناں وقت کی ہاتھوں میں ہمارے ہو گی
اب ہمارے لئے تخلیق زمانے ہوں گے

میرے نوجوانو! مجھے آج حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ارشاد کے مطابق نوجوان نسل خواہ وہ خدام و اطفال ہوں یا ممبرات لجنہ و ناصرات۔ ہر ایک کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عارفانہ، بے مثال منظوم کلام پر مشتمل ”درثمین“ کو پڑھنے اور مستقل اُسے زیر مطالعہ رکھنے کی طرف توجہ دلانی ہے۔

آپؒ نوجوان نسل کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”وہ (نوجوان نسل) اپنے علم کو ان دلائل کے ساتھ پختہ بنائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب بالخصوص درثمین کو کثرت سے پڑھیں۔“

(روزنامہ الفضل 11 اکتوبر 1970ء)

اس ارشاد میں حضرت خلیفہ ثالثؒ نے نوجوانوں سے دو باتوں کی توقع کا اظہار فرمایا ہے۔

1۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ کریں اور

2۔ بالخصوص درثمین کو کثرت سے پڑھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ خدام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"حضرت مسیح موعودؑ کا کلام یاد کریں اور درویشوں کی طرح گاتے ہوئے قریہ قریہ پھریں اور اس کلام کی منادی کریں اور دنیا کو بتائیں کہ وہ آگیا ہے جس کے آنے سے تمہاری نجات وابستہ ہے۔"

(روزنامہ الفضل 28 جون 1983ء)

نوجوانو! مجھے آج حضرت خلیفہ ثالثؒ کی دوسری نصیحت کو آپ سامعین کے سامنے بیان کرنا ہے۔ سب سے پہلے درثمین کا تعارف ضروری ہے۔ درثمین اردو جو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے پر معارف، روح پرور اور مایہ ناز خدا نما کلام کا مجموعہ ہے جو اوائل میں تین اصحاب حضرت منشی غلام قادر فصیح سیالکوٹی، حضرت خلیفہ نورالدین جمونی اور حضرت حکیم فضل دین بھیروی کے ذریعہ جمع ہوا۔ آپ تینوں اصحاب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی بڑی محنت شاقہ سے روحانی خزائن میں منظوم کلام کی صورت میں بکھرے موتیوں کو اکٹھا کرکے **"درثمین"** کے نام سے شائع فرمایا۔ بعد میں ساتھ کے ساتھ اِس میں اضافہ ہوتا گیا اور آج مختلف سائز کی تختیوں میں دیدہ زیب طباعت میں گلیزنگ پیپر پر خوبصورت جلدوں میں ساری دنیا میں گھر گھر موجود ہے۔

لجنہ اماء اللہ کی ایک تنظیم نے فرہنگ اور گلوسری کے ساتھ نہایت دیدہ زیب مضبوط جلد کے ساتھ طبع کروائی۔ جو مشکل الفاظ کو سمجھنے میں بہت مدد ثابت ہو رہی ہے۔ اس درثمین میں بعض ایسے اشعار کی بھی نشان دہی کر دی گئی ہے جو معمولی لفظی غلطیوں سے عام ہو چکے ہیں۔

پیارے خدام واطفال بھائیو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منثور اور منظوم کلام اردو، عربی اور فارسی میں ہے اور دو زبانوں اردو اور فارسی میں آپؑ کا منظوم کلام درثمین کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ لفظِ دُرِثمین کے معانی ہیں قیمتی موتی، قابل قدر موتی اور بیش بہا قیمت کے ہیں۔ لغات میں "بڑا قیمتی موتی" کے معانی بھی درج ہیں۔ اسلام کے فتح نصیب جرنیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام کے متعلق فرماتے ہیں۔

"اشعار میں اپنے مضامین کو بیان کرنے کی ہمیں ضرورت اس لیے پیش آئی کہ بعض طبائع اس قسم کی ہوتی ہیں کہ ان کو نثر عبارت میں ہزار پیرایہ لطیف میں کوئی بات بتائی جائے وہ نہیں سمجھتے۔ لیکن اسی مفہوم کو

اگر ایک برجستہ شعر میں منظوم کر کے سنایا جاوے تو شعر کی لطافت ان پر بہت کچھ اثر کر جاتی ہے شعر کو سن کر پھڑک اٹھتے ہیں اور حق کو شعر کے ذریعہ فوراً قبول کر لیتے ہیں۔

اس کی مثال طبیب کے اس معالجۂ جسمانی کی طرح ہے کہ جب طبیب دیکھتا ہے کہ مریض کو منہ کی راہ سے اب دوا مفید نہیں ہو گی تو پھر بیمار کے لیے حقنہ تجویز کرتا ہے اور اس ذریعہ سے بیمار کی قبض دور ہو جاتی ہے اور وہ صحت یاب ہو جاتا ہے۔ سو یہی حال ہمارے شعر و سخن کا ہے۔

اور تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ بعض طبائع کے لئے مضامین شعریہ بہ نسبت مضامین نثر کے زیادہ مؤثر ثابت ہوتے ہیں۔ اسی لئے قرآن شریف مقفّٰی اور مسجّع عبارت میں نازل ہوا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہمیں اشعار کہنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اکثر لوگوں کو بہت کچھ دلائل دے کر سمجھایا گیا مگر کارگر نہ ہوئے۔ لیکن جب انہوں نے اشعار پڑھے تو یہ اشعار انہی منکرین پر بہت اثر کر گئے اور فوراً انہوں نے حق کو قبول کر لیا"

(الحکم قادیان 28 اگست 7 ستمبر 1928ء)

آپؑ فرماتے ہیں کہ

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اِس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مُدّعا یہی ہے

سامعین!

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ خدام کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اس بے مثال منظوم کلام کے متعلق فرمایا کہ:

"ایک ایک شعر، ایک ایک مصرع، ایک ایک لفظ سچائی میں ڈوبا ہوا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا کلام ہی آپؑ کی سچائی کی دلیل ہے۔ کوئی سعید فطرت انسان اگر اس کلام کو سُنے تو ممکن نہیں ہے کہ

وہ اس کلام کے کہنے والے کے حق میں اس سچائی کی گواہی نہ دے۔ حیرت انگیز طور پر پاکیزہ جذباتِ عشق میں ڈوبا ہوا یہ کلام سُن کر روح پر وجد طاری ہو جاتا ہے۔“

(روزنامہ الفضل 28 جون 1983ء)

حضرات! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد پر جو اوپر بیان ہو چکا ہے غور کیا جائے تو یہ کیفیت ہر انسان میں پیدا ہوتی ہے۔ اگر وہ شاعر نہ بھی ہو۔ شعر و شاعری نہ بھی کرتا ہو تو بعض اوقات انسان پر اشعار، منثور کلام کی نسبت زیادہ اثر کرتے ہیں۔ ہم میں سے اکثر فارغ بیٹھے بعض اوقات اشعار گنگناتے رہتے ہیں۔ ہم میں سے بعض اشعار سُن کر یا پڑھ کر شاعر کو داد دیئے بغیر نہیں رہتے۔ جتنی داد شاعر کو کلام سننے والوں یا پڑھنے والوں سے ملتی ہے اُتنی ایک نثر نگار کو اُس کے مضمون یا اُس کی تقریر سے نہیں ملتی۔ کیونکہ ایک شعر یا اُس کے ایک مصرع یا قطعہ میں شاعر ایسا مضمون بیان کر جاتا ہے جس کی تشریح کے لئے نثر نگار کو کئی سطور چاہیے ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جماعت کی نوجوان نسل (بشمول ینگ لجنہ اور خدام) کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار پڑھنے کی طرف توجہ دلائی۔

حضرت میاں عبد الحق رامہ صاحب جن کو درثمین فارسی میں درج فارسی اشعار پر پورا عبور حاصل تھا اور آپ نے درثمین فارسی کے محاسن پر مبسوط کتاب لکھی۔ آپ نے درثمین فارسی کے جو محاسن اپنے پیش لفظ اور دیگر جگہوں میں بیان فرمائے اُن کو اگر درثمین اُردو کے ساتھ ملا کر دیکھیں تو وہی محاسن ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اردو منظوم کلام میں بھی نظر آتے ہیں۔ اِس لئے وہ محاسن یہاں نوجوان طبقہ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔

حضرت میاں عبد الحق رامہ صاحب لکھتے ہیں:

”آپؑ کے کلام میں ایک عجیب کشش پائی جاتی ہے۔ جو قاری کو خدا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور پاکیزگی کی طرف مائل کرتی ہے۔ اس کا تجزیہ ممکن نہیں۔ نہ اس کے ثبوت کے لئے دلائل پیش کئے جاسکتے ہیں ویسے خاکسار کو یقینِ واثق ہے کہ جو شخص بھی اخلاص سے اس درثمین کا مطالعہ کرے گا وہ ضرور اس کشش کو محسوس کرے گا۔“

پھر آپ نے لکھا:

”خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت اقدس کا کلام اُس شاعری کا بہترین نمونہ ہے جسے قرآن کریم نے جائز قرار دیا ہے۔ آپؑ نے اس شاعری کو صرف روحانیات اور اخلاقیات جیسے بلند مقاصد کے لئے استعمال فرمایا اور اپنے شعروں میں خدا، خدا کے نبیؐ اور خدا کے کلام کا اس کثرت سے اور اس والہانہ انداز سے ذکر کیا کہ اس کی مثال کسی پہلے یا پچھلے شاعر کے کلام میں قطعاً نہیں مل سکتی اور خدا اور رسول کے ذکر میں عشق و محبت کے رموز و نکات بھی خوب خوب بیان فرمائے۔ آپ کے کلام میں کسی معمولی سے معمولی خلافِ اخلاقِ حسنہ امر کا شائبہ نہیں پایا جاتا۔ ورنہ فارسی کے شعراء میں سے سوائے چند ایک کے باقی سب بڑے بڑے صوفی بزرگ بھی اس حمام میں ننگے نظر آتے ہیں۔ مثنوی مولانا روم کو ہی لیجیے اس میں بعض حکایات اتنی فَحش ہیں کہ خدا کی پناہ! حتیٰ کہ شیخ سعدی جیسے واعظ بزرگ بھی اس کیچڑ سے اپنا دامن نہ بچا سکے۔ یہ شرف صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حاصل ہے کہ آپؑ نے شعر کی بلند ترین چوٹیوں کو چھوا۔ لیکن کبھی متانت اور سنجیدگی کے دامن کو نہ چھوڑا۔ ہمیشہ صاف ستھرے الفاظ استعمال فرمائے۔ یہاں تک کہ ذو معنی الفاظ سے بھی پرہیز کیا۔ ہاں اپنی خداداد فصاحت و بلاغت سے کام لے کر خشک سے خشک مضمونوں کو بھی لذیذ اور رسیلہ بنا دیا۔“

(درثمین کے محاسن صفحہ 10)

پھر لکھتے ہیں:

”اس درثمین کے اتنا مختصر ہونے کے باوجود اسلام کے متعلق کوئی ضروری موضوع ایسا نہیں جس کی مکمل وضاحت اس درثمین میں نہ کی گئی ہو اور وہ موضوع بھی ایسے ہیں کہ انسان کو مکمل انسان اور حقیقی مسلمان بننے کے لئے ان کا مطالعہ کرنا اشد ضروری اور ناگزیر ہے۔ حضرت اقدس نے اپنی دوسری کتب میں بھی اور اس درثمین میں بھی اصلاحِ خلق اور تجدید و احیائے دینِ اسلام کے لئے بھی قرآن و حدیث کے مطالب ایسے عمدہ، دلکش اور موئثر طریق پر بیان کئے ہیں کہ خودبخود قاری کے دل میں اترتے چلے جاتے ہیں۔“

(درثمین کے محاسن صفحہ 3)

سامعین! یہ مایہ ناز خدا نما منظوم کلام اتنا پُر اثر ہے کہ اگر ایک ایک شعر بلکہ ایک ایک مصرع کو روحانی دنیا میں محو ہو کر بار بار پڑھیں تو ہر مصرع ایک جامع مضمون اپنے اندر لئے ہوئے ہے مثلاً نصرتِ الٰہی کے عنوان میں جو چار اشعار ہیں تو اِس نظم کو اگر اپنے اوپر لاگو کریں تو انسان کو پاک و صاف کرنے کے در کھولتی ہے، انسان کو متقی بننے کا سبق دیتی ہوئی اللہ کے قریب لے جاتی ہے اور اگر اِن چار اشعار پر مشتمل مختصر سی ولولہ انگیز نظم کو جماعت احمدیہ کے مخالفین پر لاگو کریں تو اُن کے بے ہانک انجام کا بتاتی ہوئی اللہ، اُس کے رسولؐ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت میں بڑھاتی چلی جاتی ہے اِس نظم کا پہلا شعر یہ ہے۔

خُدا کے پاک لوگوں کو خُدا سے نُصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عَالَم کو اِک عَالَم دکھاتی ہے

سامعین! قرآن کریم کے اوصاف اور محاسن پر سات نظمیں دُر ثمین میں ہیں۔ جنہیں پڑھ کر قرآن کریم سے محبت اور عشق بڑھتا ہے۔ اب اِس شعر کو دیکھیں انسان پڑھ کر وجد میں آکر قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کے لئے دوڑتا ہوا آتا ہے۔ ذرا سنیئے۔

بہارِ جاوداں پیدا ہے اُس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے، نہ اُس سا کوئی بُستان ہے
یا الٰہی! تیرا فرمانا ہے کہ اِک عَالَم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اِس میں مہیا نکلا

پیارے نوجوانو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حمدیہ منظوم کلام پر نظر دوڑائیں تو اللہ تعالیٰ جو ہمارا خالقِ حقیقی ہے کے متعلق پیار بھرے اشعار اللہ کے قریب کریں گے بالخصوص آج کے دَور میں جب کہ دہریت نوجوانوں میں اپنا اثر و رسوخ پیدا کر رہی ہے۔ ان حمدیہ نظموں کو پڑھنا، سننا اور بچوں کو سنوانا بہت

ضروری ہے۔ یہ کل چھ نظمیں ہیں لیکن اللہ کی بڑائی، اُس کی وحدانیت اور شکر الٰہی کے متعلق اشعار اور قطعات تو درثمین میں جابجا موجود ہیں اور ہمیں الوہیت اور توحید الٰہی کی دعوتِ فکر دیتی ہیں۔ جیسے

چاند کو کل دیکھ کر مَیں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اُس میں جمالِ یار کا
تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کِسی سے کھُل سکتا ہے پیچ اِس عُقدہ دُشوار کا

پیارے نوجوانو! وقت کی مناسبت سے آج تقریر میں مَیں سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضور علیہ السلام کا منظوم کلام بطور نمونہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ تا ہمارے اندر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل اُترتے چلے جائیں اور ہم اُن روحانی اسلامی تعلیم کے قریب ہوتے چلے جائیں جو سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے۔ تا اس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ہم اللہ کے مقرّب بندے بن جائیں۔ کیا خوب کہا ہے آپؑ نے۔

رَبط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مُدام
دل کو وہ جامِ لبالب ہے پلایا ہم نے
دلبرا! مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بُھلایا ہم نے
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مَدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام پیش ہے۔ جس سے آپؑ کے منظوم و منثور کلام کی افادیت، اہمیت اُجاگر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”یَا اَحۡمَدُ فَاضَتِ الرَّحۡمَۃُ عَلٰی شَفَتَیۡکَ۔ کَلَامٌ اُفۡصِحَتۡ مِنۡ لَّدُنۡ رَبٍّ کَرِیۡم۔ در کلامِ تو چیزیست که شعرا رادرآن دخلے نیست

اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت جاری ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 105-106)

۞۞۞۞

﴿44﴾ ﴿مشاہدات۔90﴾

حضرت مسیحِ موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں درازی عمر کا نُسخہ

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ (الرعد:18)

کہ جو شخص مخلوقِ خدا کے لئے نفع رساں وجود بنتا ہے وہ زمین پر زیادہ دیر تک رہتا ہے۔

آج میری تقریر کا عنوان ہے۔**"حضرت مسیحِ موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں درازی عمر کا راز"**

سامعین / سامعات! دنیا میں حکماء اور فلاسفر حضرات لوگوں کو لمبی عمر پانے کے راز بتاتے رہے ہیں اور آج کے دَور میں بعض شعبدہ بازوں اور جنتر منتر کرنے والوں نے تو اِس بات کو بطور کاروبار اپنا لیا ہے اور ایشیائی ممالک میں فٹ پاتھوں پر بیٹھ کر جاہل اور کم پڑھے لکھے لوگوں کو اپنے جال میں پھنساتے نظر آتے ہیں بلکہ آج کل ایک کاروبار تو ہاتھوں کی لکیروں کو پڑھ کر اور انسان کے دیگر زائچوں کو دیکھ کر پامسٹ حضرات لوگوں کو اُن کی عمریں بتاتے ہیں اور درازی عمر کے طریق بھی بتاتے ہیں۔ اِن کے مقابل پر ہم جب اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب القرآن الحکیم کا مطالعہ کرتے ہیں تو سورۃ الرعد آیت 18 جس کی تلاوت مَیں اوپر کر آیا/ آئی ہوں میں درازئ عمر کا ایک باکمال اور لازوال نسخہ بیان ہوا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **جو انسانوں کو فائدہ پہنچاتا ہے تو وہ زمین میں ٹھہر جاتا ہے** (ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ) اسلامی اصطلاح میں ایسی شخصیت کو "نافع الناس" اور "نفع رَساں" وجود کہا جا سکتا ہے۔ وہ انسان جس سے کسی دوسرے انسان کو نہ کوئی تکلیف پہنچے اور نہ ہی نقصان کا مؤجب ہو۔ وہ معاشرے میں بسنے والے ہر انسان کے لئے خواہ اُس کا تعلق کسی مذہب سے ہو خیر ہی خیر اور بھلائی ہی بھلائی ہو اور وہ اسلامی دنیا میں

ایک ایسا مسلم اور مؤمن ہو جس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعریف پوری اُترتی ہو۔ آپؐ فرماتے ہیں۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ

(نسائی حدیث 4995)

کہ مسلمان وہ ہے جس کی زُبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مؤمن وہ ہے جس سے لوگوں کے اموال اور خون محفوظ رہیں۔

گویا مسلمان کی تعریف میں تمام مسلمان کی سلامتی کا درس آگیا اور مؤمن کی تعریف میں دنیا میں بسنے والے لوگوں کے لئے امن و سلامتی کا پیغام کا درس مل گیا یوں دنیا کی تمام مخلوق کے لئے ایک مسلمان ومؤمن کی طرف سے خیر اور سلامتی کا پیغام ہے۔ اِسی لئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مخلوق میری عیال ہے جو میرے عیال سے محبت کرے گا مَیں اُس سے پیار کروں گا۔

سیرالیون کے شہر Bo میں ایک افریقن ڈاکٹر ادریس بنگورا ہوا کرتے تھے۔ آپ موصی، متقی اور باعلم انسان تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثر کتب پڑھ رکھی تھیں۔ بعد میں نائب امیر کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ اُن سے ایک دفعہ کسی نے ازراہ مذاق سوال کیا کہ ڈاکٹر صاحب! کیا آپ کے پاس کوئی ایسا نسخہ بھی ہے جس کے استعمال سے انسان لمبی عمر پائے اور صحت مند رہے تو ڈاکٹر صاحب نے فوراً ہاں میں جواب دیتے ہوئے سورۃ الرعد کی آیت 18 کی تلاوت فرمائی اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ کہ جو شخص مخلوقِ خدا کے لئے نفع رساں وجود بنتا ہے وہ زمین پر زیادہ دیر تک رہتا ہے۔

معزز بھائیو اور بہنو! اب مَیں اِس عنوان کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پیش کرتا / کرتی ہوں۔

آپؑ فرماتے ہیں:

”ہر ایک شخص چاہتا ہے کہ اس کی عمر دراز ہو، لیکن بہت ہی کم ہیں وہ لوگ جنہوں نے کبھی اس اصول اور طریق پر غور کی ہو جس سے انسان کی عمر دراز ہو۔ قرآن شریف نے ایک اصول بتایا ہے۔ وَاَمَّا مَا

یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ (الرعد:18) یعنی جو نفع رساں وجود ہوتے ہیں۔ اُن کی عمر دراز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو درازئ عمر کا وعدہ فرمایا ہے جو دوسرے لوگوں کے لیے مفید ہیں۔ حالانکہ شریعت کے دو پہلو ہیں۔ اوّل خدا تعالیٰ کی عبادت۔ دوسرے بنی نوع سے ہمدردی۔ لیکن یہاں یہ پہلو اس لیے اختیار کیا ہے کہ کامل عابد وہی ہوتا ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے۔ پہلے پہلو میں اوّل مرتبہ خدا تعالیٰ کی محبت اور توحید کا ہے۔ اس میں انسان کا فرض ہے کہ دوسروں کو نفع پہنچائے اور اس کی صورت یہ ہے۔ اُن کو خدا کی محبت پیدا کرنے اور اس کی توحید پر قائم ہونے کی ہدایت کرے۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 92-93 ایڈیشن 2016ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

”جو لوگ دین کے لیے سچا جوش رکھتے ہیں۔ اُن کی عمر بڑھائی جاوے گی اور حدیثوں میں جو آیا ہے کہ مسیح موعود کے وقت عمریں بڑھادی جاویں گی۔ اِس کے معنے یہی سمجھائے گئے ہیں کہ جو لوگ خادمِ دین ہوں گے اُن کی عمریں بڑھائی جاویں گی جو خادم نہیں ہو سکتا وہ بڈھے بیل کی مانند ہے کہ مالک جب چاہے اُسے ذبح کر ڈالے اور جو سچے دل سے خادم ہے۔ وہ خدا کا عزیز ٹھہرتا ہے اور اُس کی جان لینے میں خدا تعالیٰ کو تردّد ہوتا ہے۔ اس لیے فرمایا وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ (الرعد:18)“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 166-167 ایڈیشن 2016ء)

معزز بھائیو اور بہنو! مسیح موعود کے دور میں درازئ عمر کا راز بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

”احادیث میں جو آیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں عمریں لمبی ہو جائیں گی۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ موت کا دروازہ بالکل بند ہو جائے گا اور کوئی شخص نہیں مرے گا۔ بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ مالی، جانی نصرت میں اِس کے مخلص احباب ہوں گے اور خدمت دین میں لگے ہوئے ہوں گے۔ اُن کی عمریں دراز کر دی جائیں گی۔ اِس واسطے کہ وہ لوگ نفع رساں وجود ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ (الرعد:18)

یہ امر قانونِ قدرت کے موافق ہے کہ عمریں دراز کر دی جائیں گی۔اِس زمانہ کو جو دراز کیا ہے یہ بھی اُس کی رحمت ہے اور اِس میں کوئی خاص مصلحت ہے۔"

(ملفوظات جلد5 صفحہ 223ایڈیشن2016ء)

معزز بھائیو اور بہنو! نافع الناس بننے کا نسخہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"یہ سچی بات ہے کہ اگر انسان توبۃ النّصوح کر کے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی زندگی وقف کر دے اور لوگوں کو نفع پہنچاوے تو عمر بڑھتی ہے اعلاء کلمۃ الاسلام کرتا رہے اور اِس بات کی آرزو رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پھیلے۔ اِس کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان مولوی ہو یا بہت بڑے علم کی ضرورت ہے بلکہ امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کرتا رہے یہ ایک اصل ہے جو انسان کو نافع الناس بناتی ہے اور نافع الناس ہونا درازی عمر کا اصل گُر ہے۔"

(ملفوظات جلد5 صفحہ 233۔234ایڈیشن2016ء)

فرمایا: درازی عمر کے بارے میں خدا کا مجھے الہام ہوا۔

"تیس سال کے قریب گزرے کہ مَیں ایک بار سخت بیمار ہوا اور اُس وقت مجھے الہام ہوا اَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ۔ اُس وقت مجھے کیا معلوم تھا کہ مجھے خَلقِ خدا کو کیا کیا فوائد پہنچنے والے ہیں لیکن اب ظاہر ہوا کہ اِن فوائد اور منافع سے کیا مراد تھی؟ غرض جو کوئی اپنی زندگی بڑھانا چاہتا ہے اُسے چاہئے کہ نیک کاموں کی تبلیغ کرے اور مخلوق کو فائدہ پہنچاوے۔

جب اللہ کسی دل کو ایسا پاتا ہے کہ اُس نے مخلوق کی نفع رسانی کا ارادہ کر لیا ہے تو وہ اُسے توفیق دیتا اور اُس کی عمر دراز کرتا ہے جس قدر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اُس کی مخلوق کے ساتھ شفقت سے پیش آتا ہے اُسی قدر اُس کی عمر دراز ہوتی اور اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ ہوتا اور اُس کی زندگی کی قدر کرتا ہے، لیکن جس قدر وہ خدا تعالیٰ سے لاپروا اور لاابالی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اُس کی پروا نہیں کرتا۔ انسان اگر اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی زندگی وقف نہ کرے اور اُس کی مخلوق کے لیے نفع رساں نہ ہو تو یہ ایک بیکار اور نکمی ہستی ہو جاتی ہے بھیڑ بکری بھی پھر اُس سے اچھی ہے جو انسان کے کام تو آتی ہے۔"

(ملفوظات جلد5 صفحہ 235ایڈیشن2016ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

”غرض نری باتیں کام نہ آئیں گی پس چاہیے کہ انسان پہلے اپنے آپ کو دکھ پہنچائے تا خدا تعالیٰ کو راضی کرے اگر وہ ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کی عمر بڑھادے گا۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں تخلّف نہیں ہوتا۔ اُس نے جو وعدہ فرمایا ہے کہ اَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ (الرعد:18) یہ بالکل سچ ہے عام طور پر بھی قاعدہ ہے کہ جو چیز نفع رساں ہو اُس کو کوئی ضائع نہیں کرتا یہاں تک کہ کوئی گھوڑا بیل یا گائے بکری اگر مفید ہو اور اس سے فائدہ پہنچتا ہو کون ہے جو اِس کو ذبح کر ڈالے، لیکن جب وہ ناکارہ ہو جاتا ہے اور کسی کام نہیں آسکتا تو پھر اُس کا آخری علاج ہی ذبح ہے اور سمجھ لیتے ہیں کہ اگر اور نہیں تو دو چار روپیہ کو کھال ہی بک جائے گی اور گوشت بھی کام آجائے گا اِسی طرح پر جب انسان خدا تعالیٰ کی نظر میں کسی کام کا نہیں رہتا اور اِس کے وجود سے کوئی فائدہ دوسرے لوگوں کو نہیں ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ اُس کی پروا نہیں کرتا بلکہ خس کم جہاں پاک کے موافق اِس کو ہلاک کر دیتا ہے غرض یہ اچھی طرح یاد رکھو کہ نری لاف وگزاف اور زبانی قیل و قال کوئی فائدہ اور اثر نہیں رکھتی جب تک کہ اُس کے ساتھ عمل نہ ہو اور ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء سے نیک عمل نہ کئے جاویں۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 611-612 ایڈیشن 1988ء)

پھر فرماتے ہیں:

”میرے اپنے الہام میں بھی یہ ہے وَ اَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ تیس برس سے زیادہ عرصہ ہوا جب میں تپ سے سخت بیمار ہوا۔ اِس قدر شدید تپ مجھے چڑھی ہوئی تھی گویا بہت سے انگارے سینے پر رکھے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ اِس اثنائے میں مجھے الہام ہوا۔ وَ اَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ، یہ جو اعتراض کیا جاتا ہے بعض مخالفِ اسلام بھی لمبی عمر حاصل کرتے ہیں۔ اِس کی کیا وجہ ہے؟ میرے نزدیک اِس کا سبب یہ ہے کہ اُن کا وجود بھی بعض رنگ میں مفید ہی ہوتا ہے۔ دیکھو! ابوجہل بدر کی جنگ تک زندہ رہا۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر مخالف اعتراض نہ کرتے تو قرآن شریف کے تیس سپارے کہاں سے آتے۔ جس کے وجود کو اللہ تعالیٰ مفید سمجھتا ہے اِسے مہلت دیتا ہے۔ ہمارے مخالف بھی جو زندہ

ہیں اور وہ مخالفت کرتے ہیں۔ اِن کے وجود سے بھی یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف کے حقائق و معارف عطا کرتا ہے۔ اب اگر مہر علیشاہ اتنا شور نہ مچاتا تو نزول مسیح کیسے لکھا جاتا۔"۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 107 ایڈیشن 2016ء)

معزز بھائیو اور بہنو! آپؑ اپنی درازی عمر کا اللہ سے وعدہ پانے کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"ایک بار مَیں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ ایک ڈپٹی انسپکٹر پنسل سے ناخن کا میل نکال رہا تھا۔ جس سے اُس کا ہاتھ ورم کر گیا۔ آخر ڈاکٹر نے ہاتھ کاٹنے کا مشورہ دیا۔ اُس نے معمولی بات سمجھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ اِسی طرح ایک دفعہ مَیں نے پنسل کو ناخن سے بنایا۔ دوسرے دن جب میں سیر کو گیا، تو مجھے اُس ڈپٹی انسپکٹر کا خیال آیا اور ساتھ ہی میرا ہاتھ ورم کر گیا۔ میں نے اُسی وقت دعا کی اور الہام ہوا اور پھر دیکھا تو ہاتھ بالکل درست تھا اور کوئی ورم یا تکلیف نہ تھی۔ غرض بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جب اپنا فضل کرتا ہے، تو کوئی تکلیف باقی نہیں رہتی، مگر اِس کے لیے یہ ضروری شرط ہے کہ انسان اپنے اندر تبدیلی کرے۔ پھر جس کو وہ دیکھتا ہے کہ یہ نافع وجود ہے، تو اُس کی زندگی میں ترقی دے دیتا ہے۔ ہماری کتاب میں اُس کی بابت صاف لکھا ہے وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ (الرعد:18) ایسا ہی پہلی کتابوں سے بھی پایا جاتا ہے۔ حزقیاہ نبی کی کتاب میں بھی درج ہے۔ انسان بہت بڑے کام کے لیے بھیجا گیا ہے، لیکن جب وقت آتا ہے اور وہ اِس کام کو پورا نہیں کرتا۔ تو خدا اُس کا تمام کام کر دیتا ہے۔ خادم کو ہی دیکھ لو کہ جب وہ ٹھیک کام نہیں کرتا، تو آقا اُس کو الگ کر دیتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ اُس وجود کو کیوں کر قائم رکھے، جو اپنے فرض کو ادا نہیں کرتا۔"

۔(ملفوظات جلد 3 صفحہ 117 ایڈیشن 2016ء)

پھر فرمایا:

"خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ (الرعد:18) پس جو شخص اپنے وجود کو نافع الناس بناویں گے اُن کی عمریں خدا زیادہ کرے گا خدا تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت بہت کرو اور حقوق العباد کی بجا آوری پورے طور پر بجا لانی چاہیے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 124 ایڈیشن 2016ء)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

معزز بھائیو اور بہنو! بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ بسا اوقات نیک اور صالح لوگ لمبی عمر نہیں پاتے۔ اِس کے جواب میں آپؑ فرماتے ہیں:

”اس جگہ ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ بعض لوگ جو نیک اور برگزیدہ ہوتے ہیں چھوٹی عمر میں ہی اِس جہان سے رخصت ہوتے ہیں اور اِس صورت میں گویا یہ قاعدہ اور اصل ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر یہ ایک غلطی اور دھوکا ہے دراصل ایسا نہیں ہوتا۔ یہ قاعدہ کبھی نہیں ٹوٹتا مگر ایک اور صورت پر درازی عمر کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ زندگی کا اصل منشاء اور درازی عمر کی غایت تو کامیابی اور بامراد ہونا ہے۔ پس جب کوئی شخص اپنے مقاصد میں کامیاب اور بامراد ہو جاوے اور اس کو کوئی حسرت اور آرزو باقی نہ رہے اور مرتے وقت نہایت اطمینان کے ساتھ اِس دنیا سے رخصت ہو تو وہ گویا پوری عمر حاصل کر کے مرا ہے اور درازی عمر کے مقصد کو اُس نے پالیا ہے۔ اِس کو چھوٹی عمر میں مرنے والا کہنا سخت غلطی اور نادانی ہے۔ صحابہؓ میں بعض ایسے تھے جنہوں نے 20، 22 برس کی عمر پائی مگر چونکہ اِن کو مرتے وقت کوئی حسرت اور نامرادی باقی نہ رہی بلکہ کامیاب ہو کر اٹھے تھے اس لیے انہوں نے زندگی کا اصل منشاء حاصل کر لیا تھا۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 236-237 ایڈیشن 2016ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیدائش کے مقاصد پورا کرنے اور مخلوق کے حقوق ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

مَرا مطلوب و مقصود و تمنّا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

یعنی میری زندگی کی سب سے بڑی تمنا اور خواہش خدمت خلق ہے۔ یہی میرا کام، یہی میری ذمہ داری، یہی میرا فریضہ اور یہی میرا طریقہ ہے۔

﴿45﴾ ﴿مشاہدات-110﴾

جلسہ سالانہ کی اہمیت، اغراض و مقاصد اور برکات

(حضرت مسیح موعودؑ کے اِرشادات کی روشنی میں)

میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ

(المجادلہ:12)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمہیں یہ کہا جائے کہ مجلسوں میں (دوسروں کے لئے) جگہ کھلی کر دیا کرو تو کھلی کر دیا کرو، اللہ تمہیں کشادگی عطا کرے گا۔ اور جب کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو۔ اللہ ان لوگوں کے درجات بلند کرے گا جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور خصوصاً ان کے جن کو علم عطا کیا گیا ہے اور اللہ اُس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

سامعین / سامعات! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں ”جلسہ سالانہ کی اہمیت، اغراض و مقاصد اور برکات“

کسی جماعت یا کمیونٹی کی طاقت اور قوت کو جانچنے اور پرکھنے کے لئے جو پیمانے دنیا میں رائج ہیں اُن میں سے ایک جماعت یا پارٹی کا اکٹھ اور اُس کی Gathering ہے گو اِس کا ایک بڑا فائدہ روحانی بھی ہے کہ ایک مؤمن کی اصلاحِ احوال، تعلیم و تربیت، تعلق باللہ اور تقویٰ و طہارت میں ترقی ہوتی ہے۔ دوسری طرف اغیار اور مخالفین کے دلوں میں خوف کے سامان پیدا ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعتِ احمدیہ کی بنیاد رکھنے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد جلسہ سالانہ کی ابتدا، الٰہی اشاروں اور بشارتوں کے تحت 27/دسمبر 1891ء کو قادیان میں رکھی۔ پہلے جلسہ سالانہ میں 75احباب شامل ہوئے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرفِ مصافحہ بخشا اور پھر بعد نمازِ ظہر مسجد اقصیٰ میں حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی رضی اللہ عنہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ''آسمانی فیصلہ'' پڑھ کر سنائی اور یہ جلسہ برخواست ہوا۔ پہلے جلسہ کی یہی مکمل کارروائی تھی۔ اِس جلسہ میں شامل ہونے والوں میں سے 12 افراد نے اُس روز بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کتابچہ میں جلسہ کی اغراض و مقاصد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔
''قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت وعدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سومیرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ 27 دسمبر سے 29 دسمبر تک قرار پائے .... حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا۔ جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان کو بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے۔ وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا۔ اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے

گی۔ اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلّ شانہ کوشش کی جائے گی اور روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو ان شاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہو گا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں۔"

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351-352)

حاضرینِ کرام! اِس پہلے جلسہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس جلسے کو مستقل طور پر ہر سال منعقد کرنے کے بارے میں ایک اشتہار شائع فرمایا۔ چنانچہ اگلے سال یعنی 1892ء کے جلسہ سالانہ میں 327/افراد شامل ہوئے۔ جو مسجد اقصیٰ میں منعقد نہیں ہوا۔ اس جلسے میں چند تقاریر کے علاوہ مجلس شوریٰ بھی منعقد ہوئی جس میں بہت اہم اور دُور رس فیصلے ہوئے۔ مثلاً فیصلہ کیا گیا کہ

(1) یورپ اور امریکہ میں تبلیغ کے لیے ایک رسالہ جاری کیا جائے۔

(2) قادیان میں اشاعت کے امور کے لیے مطبع (پریس) کا قیام عمل میں لایا جائے۔

(3) ایک اخبار جاری کیا جائے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے فیصلے کیے گئے اور بعد ازاں 40/افراد کی بیعت کے بعد دعا کے ساتھ یہ سالانہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

اِن جلسوں کے وقت سرزمینِ قادیان دارالامان ایک نہایت بے رونق سی بستی پر مشتمل تھی۔ بازار خالی پڑے تھے اور سارے بازار سے دو تین روپے کا آٹا یا چار پانچ آنے کا مصالحہ نہیں مل سکتا تھا۔ معمولی ضرورتوں کے لیے قریبی قصبے بٹالہ کا رُخ کرنا پڑتا تھا۔ جب صبح بازار سے کوئی چیز ختم ہو جاتی تو اگلے روز کا انتظار کرنا پڑتا تھا۔

اور اب یہ کیفیت ہے کہ جلسے کے دنوں میں مونڈھا سے مونڈھا بھڑ کر شاملین جلسہ چلتے ہیں اور بازار میں بھارت کے ہر شہر سے سامان فروخت ہونے کے لئے آتا ہے۔ جگہ جگہ کی سوغاتیں میسّر ہوتی ہیں اور اب تو مہمانانِ جلسہ خصوصی فلائٹس کے ذریعہ قادیان حاضر ہوتے ہیں۔ جلسہ قادیان کو عالمی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ جو لنگر قادیان سے شروع ہوا تھا اور مہمانوں کو کھانا کھلانے کے لئے رقم میسّر نہ تھی۔ سردی سے بچاؤ کے لئے اوپر اوڑھنے کے لئے لحاف اور لیٹنے کے لئے چارپائیاں میسّر نہ تھیں آج اللہ تعالیٰ کے

فضل سے 100 سے زائد ممالک میں یہ لنگر مہمانوں کو کھانا میسّر کر رہا ہے اور پہلے جلسہ میں 75 افراد کے مقابل پر 142 سال گزرنے کے بعد آج اتنی ہی تعداد یعنی 75 سے زائد ممالک میں یہ جلسہ بڑی شان اور آن بان سے منعقد ہوتا ہے جس میں ہزاروں کی تعداد ایک ایک جلسہ میں احمدی دور دراز ممالک سے سفر کر کے شامل ہو کر فیض حاصل کر کے اپنی روحانی پیاس بُجھاتے دکھائی دیتے ہیں۔ ابھی 2023ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ میں 42 ہزار مخلصین طیور نے حصہ لے کر اپنی پیاس بُجھائی۔ دنیا بھر میں منعقد ہونے والے جلسوں میں اب تو سربراہان مملکت اور سرکردہ سیاسی لوگ شامل ہو کر جماعت کی خدمات کو سراہتے ہیں۔

سامعین / سامعات! اب تو ایک حُسن ہمارے جلسوں میں یہ بھی آگیا ہے کہ **حضرت امام جعفر صادقؒ کی پیشگوئی** ”جو امام قائم کے زمانہ میں مشرق میں ہو گا اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مغرب میں ہو گا اور اسی طرح جو مغرب میں ہو گا وہ اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مشرق میں ہو گا۔“

(بحار الانوار جلد 52 صفحہ 39)

کے مطابق اگر حضرت خلیفۃ المسیح لندن سے جلسہ سے خطاب فرمارہے ہیں تو ہم لندن والے حاضرین دنیا بھر کے شاملینِ جلسہ کو دیکھ بھی سکتے ہیں۔ یہی کیفیت باقی ممالک کی ہے۔ یہ پیشگوئی بھی جس شان سے پوری ہوئی اُس سے ہمارے ایمان و ایقان میں بہت ترقی ہوئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کی اہمیت و افادیت کے حوالہ سے اپنی کتب و اشتہارات میں احباب کو بارہا توجہ دلائی۔ آپؑ کی اقتداء میں خلفاء کرام نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اُس کی مدد و نصرت سے اِن جلسوں کو جو نئی شان عطا فرمائی اور اِس کی اہمیت کو واضح کیا وہ الگ سے ایک ایمان افروز داستان ہے۔ آج وقت کی رعایت سے صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند ارشادات اپنی تقریر میں بیان کروں گا / گی۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اس جلسہ سے مدعا اور مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کرلیں کہ اِن کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں اور اِن کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں

دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکساری اور تو ضع اور راستبازی اِن میں پیدا ہو اور وہ دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں“

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

سامعین / سامعات! جلسہ سالانہ کو معمولی جلسے نہ سمجھیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا اور نہ نیچر کے تفریط پسند اور اَوہام پرست مخالفوں کا، نہ خوارق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالفِ قرآن روایتوں کو ملانے والے، اور خدا تعالیٰ اس اُمتِ وَسط کے لئے بَین بَین کی راہ زمین پر قائم کر دے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا، وہی راہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتداء سے صدیق اور شہید اور صلحاء پاتے رہے۔ یہی ہو گا۔ ضرور یہی ہو گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 341-342)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

”لازم ہے کہ اس جلسے پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔“

(اشتہار 7 دسمبر 1892ء، مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 341)

اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دیں

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اور میں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اُٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اس کو نہ دوں اور اپنے لئے فرشِ زمین پسند نہ کروں۔ اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حَیف ہے اگر میں اس کے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اس کے لئے جہاں تک میرے بس میں ہے آرام رَسانی کی تدبیر نہ کروں اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حَیف ہے اگر میں بھی دیدہ و دانستہ اس سے سختی سے پیش آئوں بلکہ مجھے چاہیئے کہ میں اس کی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اس کے لئے رَو رَو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور پر بیمار ہے۔ اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہیئے کہ میں اس سے ٹھٹھا کروں یا چیں بر جبیں ہو کر تیزی دکھائوں یا بدنیتی سے اس کی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں۔ کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل نرم نہ ہو جب تک وہ اپنے تئیں ہریک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دُور نہ ہو جائیں۔ خادِمُ القوم ہونا مَخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جُھک کر بات کرنا مقبولِ الٰہی ہونے کی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔''

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 396)

سامعین / سامعات! یہ جلسہ دنیا کے میلوں کی طرح نہیں

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''دل تو یہی چاہتا ہے کہ مبائعین محض للہ سفر کر کے آویں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جائیں کیونکہ موت کا اعتبار نہیں۔ میرے دیکھنے میں مبائعین کو فائدہ ہے مگر مجھے حقیقی طور پر وہی دیکھتا ہے جو صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرتا ہے اور فقط دین کو چاہتا ہے، سو ایسے پاک نیت لوگوں کا آنا

ہمیشہ بہتر ہے... اور یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ نخواہ التزام اس کا لازم ہے بلکہ اس کا انعقاد صحت نیت اور حسنِ ثمرات پر موقوف ہے ورنہ بغیر اس کے ہیچ اور جب تک یہ معلوم نہ ہو اور تجربہ شہادت نہ دے کہ اس جلسہ سے دینی فائدہ یہ ہے اور لوگوں کے چال چلن اور اخلاق پر اس کا یہ اثر ہے تب تک ایسا جلسہ صرف فضول ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد اس اجتماع سے نتائج نیک پیدا نہیں ہوتے، ایک معصیّت اور طریقِ ضلالت اور بدعتِ شنیعہ ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کے لئے اپنے مبائعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علتِ غائی جس کے لئے میں حیلہ نکالتا ہوں اِصلاحِ خلق اللہ ہے۔"

(شہادت القرآن روحانی خزائن جلد6 صفحہ 395)

حقائق و معارف اور معرفت میں ترقی

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"اس جلسہ میں ایسے حقایق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کیلئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہِ اَرحَمُ الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی اُن میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال مین جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے۔ وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور رُوشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تَوَدُّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سَرائے فانی سے انتقال کر جائے گا۔ اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے ان کی خشکی اور اَجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھادینے کیلئے بدرگاہِ حضرتِ عزت جَلَّ شَانُہٗ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو اِن شَاءَ اللّٰہُ القَدِیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔"

(آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد4 صفحہ 376)

معزز بھائیو اور بہنو! پھر آپؑ ایک موقع پر جلسہ کی ایک بڑی غرض یوں بیان فرماتے ہیں:

”اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بِالْمُوَاجِہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقاتِ اُخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں اور اسلام کے تفرقہ مذاہب سے بہت لرزاں اور ہراساں ہیں......

سو بھائیو! یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت طیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ ان شاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرورت تشریف لاویں جو زادِ راہ کی اِستطاعت رکھتے ہوں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 340-341)

نئے احباب سے تعارف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا... اور اس روحانی جلسے میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو ان شاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔“

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 376)

بفضلِ ایزدی جلسہ ہمارا
برائے تشنگاں ابرِ کرم ہے

سامعین / سامعات! اب مَیں اپنی تقریر کے آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دو ارشاد پڑھ کر اپنی تقریر ختم کرتا / کرتی ہوں۔

آپ فرماتے ہیں:

”جلسہ سالانہ کی غرض کو سامنے رکھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بیان فرمائی ہے اور یہ غرض وہی ہے جو بیعت کی غرض ہے۔ بیعت کرنے کے بعد دنیاوی دھندوں میں پڑ کر انسان عموماً اپنے اصل مقصد کو بھول جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بار بار نصیحت کرنے کو ضروری قرار دیا ہے کہ اس سے ہر اُس شخص کو جس کے دل میں ایمان ہے، فائدہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاِنَّ الذِّکۡرٰی تَنۡفَعُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (الذاریٰت:56) پس یقیناً نصیحت مومنوں کو فائدہ پہنچاتی ہے۔

پس یہ جلسہ بھی نصیحت کرنے، یاد دہانی کروانے کے لئے منعقد کیا جاتا ہے یا یہ جلسے دنیا میں ہر جگہ منعقد کئے جاتے ہیں۔ یہ بتانے کے لئے منعقد کئے جاتے ہیں کہ اس زمانے کے امام کی بیعت میں آکر پھر اپنے عہد کو یاد کرو، اپنے عہد بیعت کو یاد کرو۔ اگر دنیاوی مصروفیات کی وجہ کچھ کمزوریاں پیدا ہو گئی ہیں تو اب نئے سرے سے نصائح سن کر علمی اور تربیتی وعظ و نصائح اور تقاریر سن کر پھر اپنی دینی حالتوں کی طرف توجہ کرو۔ اکٹھے مل بیٹھ کر ایک دوسرے کی نیکیاں جذب کرنے کی کوشش کرو اور برائیوں کو دور کرو۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جلسے کے دوران اپنی ذاتی باتوں کی طرف توجہ نہ ہو بلکہ تمام پروگرام، جتنے بھی ہیں، ان کو سننے کے دوران بھی اور ان کے بعد بھی زیادہ تر وقت دعاؤں اور ذکرِ الٰہی میں گزارنے کی کوشش ہونی چاہئے۔ یہ سوچ کر شامل ہونا چاہئے کہ ہم اس روحانی ماحول میں دو تین دن گزار کر اپنے عہدِ بیعت کی تجدید کر رہے ہیں تا کہ ہمارے ایمان مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جائیں۔ تا کہ ہم تقویٰ میں ترقی کریں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 / مئی 2012ء)

پھر آپ فرماتے ہیں:

”یہ جلسے جو ہر سال دنیا کے مختلف ممالک میں وہاں کی جماعتیں منعقد کرتی ہیں اُس جلسے کی تتبع میں ہیں جن کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ جس کا مقصد افرادِ جماعت کو اُن حقیقی برکات کا

وارث بنانا تھا جو افرادِ جماعت کی دنیا و عاقبت سنوارنے کا باعث بنیں اور جن کو وہ اپنی زندگیوں کا مستقل حصہ بنا کر ان برکات کے وارث بنتے چلے جائیں اور یہ برکات حقیقی تقویٰ اختیار کرنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جلسہ میں شامل ہونے والے ہر احمدی سے اس معیار کے حاصل کرنے کی توقع کی ہے اور ان معیاروں کو حاصل کرنے کی طرف توجہ نہ دینے والوں سے سخت بیزاری کا اظہار فرمایا ہے۔

پس ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اُس دلی خواہش کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے جو جلسہ میں شامل ہونے والوں کی حالت کے بارے میں آپؑ کے دل میں تھی، اُس مقصد کے حصول کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے جو جلسہ سالانہ کے منعقد کرنے کا آپ کے دل میں تھا اور جس کا اظہار آپ نے ان الفاظ میں بھی کیا ہے کہ ”اس دنیا سے زیادہ آخرت کی طرف توجہ ہو۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ29/جون2012ء)

اب مَیں آخر پر شاملینِ جلسہ کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں پڑھ دیتا/دیتی ہوں اِس اُمید کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہر اُس بندے اور بندی کے حق میں یہ دعائیں قبول کرے جو کسی نہ کسی مقام پر اِس بابرکت جلسے میں شامل ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

”ہر یک صاحب جو اس للہی جلسے کے لیے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے۔ تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔“

(اشتہار7/دسمبر1892ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ342)

مہماں جو کر کے الفت آئے بصد محبت
دل کو ہوئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت
پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقت رخصت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

✡✡✡✡

﴾46﴿ ﴾مشاہدات۔332﴿

سیرت حضرت مسیح موعودؑ کے بعض شیریں واقعات

وَّاٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ (الجمعہ:4)

اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مثلِ طفل شیر خوار

معزز سامعین! آج مجھے آپ حاضرین کو حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کے بعض شیریں واقعات سنانے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا ہے اور آپؑ کا دعویٰ ہے کہ مَیں نے جو کچھ بھی پایا ہے اپنے آقا و مطاع حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پایا ہے چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں کہ

”میں نے خدا کے فضل سے نہ کہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سیّد و مولا، فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو مَیں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور مَیں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفتِ کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 64.65)

جب ہم سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کی حیاتِ مبارکہ پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ آپ کی ساری زندگی اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گزری ہے چنانچہ آپ کے ایک رفیق حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ اپنی ایک روایت میں حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاقِ حسنہ کا نہایت ہی پیارے انداز سے ذکر کرنے کے بعد آپؑ کے اخلاق کے متعلق لکھتے ہیں کہ

"اگر حضرت عائشہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ بات سچی کہی تھی کہ کَانَ خُلُقُہٗ الْقُرْاٰن تو ہم حضرت مسیح موعودؑ کی نسبت اسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ کَانَ خُلُقُہٗ حُبَّ مُحَمَّدٍ وَ اِتِّبَاعَہٗ علیہ الصّلوٰۃ والسلام"

(سیرت المہدی جلد اوّل حصہ سوم صفحہ 827 روایت نمبر 975)

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ

"میرے نزدیک ان ماں باپ سے بڑھ کر اولاد کا کوئی دشمن نہیں جو بچوں کو نماز باجماعت کی عادت نہیں ڈالتے۔ مجھے اپنا ایک واقعہ یاد ہے ایک دفعہ حضرت صاحب کچھ بیمار تھے اس لئے جمعہ کے لئے مسجد نا جا سکے مَیں اس وقت بالغ نہیں تھا کہ بلوغت والے احکام مجھ پر جاری ہوں تاہم مَیں جمعہ پڑھنے کو مسجد کو آرہا تھا... مَیں نے ان سے پوچھا کہ آپ واپس آرہے ہیں۔ کیا نماز ہو گئی ہے؟ انہوں نے کہا آدمی بہت ہیں مسجد میں جگہ نہیں تھی۔ مَیں واپس آگیا مَیں بھی یہ جواب سن کر واپس آگیا اور گھر میں آکر نماز پڑھ لی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دیکھ کر پوچھا کہ مسجد میں نماز پڑھنے کیوں نہیں گئے... مَیں نے دیکھا کہ آپ کے پوچھنے میں ایک سختی تھی اور آپ کے چہرہ سے غصہ ظاہر ہوتا تھا آپ کے اس رنگ میں پوچھنے کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ جواب میں مَیں نے کہا کہ مَیں گیا تو تھا۔ لیکن جگہ نہ ہونے کی وجہ سے واپس آگیا۔ آپ سن کر خاموش ہو گئے لیکن جس وقت جمعہ پڑھ کر مولوی عبدالکریم صاحب آپ کا حال پوچھنے کے لئے آئے تو سب سے پہلی بات جو حضرت مسیح موعودؑ نے آپ سے دریافت کی وہ یہ تھی کیا آج لوگ مسجد میں زیادہ تھے۔ اس وقت میرے دِل میں سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی۔... مولوی عبدالکریم صاحب نے جواب دیا۔ ہاں

حضور! آج واقعہ میں بہت لوگ تھے... بہر حال یہ واقعہ ہوا جس کا آج تک میرے قلب پر ایک گہرا اثر ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو نماز باجماعت کا کس قدر خیال رہتا تھا۔"

(الحکم 21 جولائی 1943ء)

سامعین! حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے بیان کرتے ہیں کہ

"حضرت مسیح موعودؑ نے ذکر فرمایا کہ ایک دفعہ میں کسی مقدمہ کی پیروی کے لئے گیا۔ عدالت میں اور مقدمہ ہوتے رہے۔ مَیں باہر ایک درخت کے نیچے انتظار کرتا رہا۔ چونکہ نماز کا وقت ہو گیا تھا اس لئے مَیں نے وہیں نماز پڑھنا شروع کر دی۔ مگر نماز کے دوران میں ہی عدالت سے مجھے آوازیں پڑنی شروع ہو گئیں مگر مَیں نماز پڑھتا رہا۔ جب مَیں نماز سے فارغ ہوا تو مَیں نے دیکھا کہ میرے پاس عدالت کا بہرہ کھڑا ہے۔ سلام پھیرتے ہی اس نے مجھے کہا مرزا صاحب! مبارک ہو آپ مقدمہ جیت گئے ہیں۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل حصہ اوّل صفحہ نمبر 14 روایت نمبر 17)

حضرت مرزا سلطان احمدؓ بیان کرتے ہیں کہ

"ایک بات جو مَیں نے خاص طور پر دیکھی کہ حضرت صاحب (یعنی آنحضرتؐ) کے متعلق والد صاحب ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ذرا سی بھی بات کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور آنکھیں متغیر ہو جاتی تھیں اور فوراً ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ مولوی صاحب نے بیان کیا کہ مرزا صاحب نے اس مضمون کو بار بار دہرایا اور کہا کہ حضرت صاحب سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق مَیں نے کبھی کسی شخص میں نہیں دیکھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ المسیح الثانی بیان کرتے تھے کہ جب 1907ء میں آریوں نے وچھووالی لاہور میں جلسہ کیا دوسروں کو بھی دعوت دی تو حضرت صاحب نے بھی ان کی درخواست پر ایک مضمون لکھ کر حضرت مولوی صاحب خلیفہ اوّل کی امارت میں اپنی جماعت کے چند آدمیوں کو لاہور شرکت کے لئے بھیجا۔ مگر آریوں نے خلافِ وعدہ اپنے مضمون میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سخت بد کلامی سے کام لیا۔ اس کی رپورٹ جب حضرت صاحب کو پہنچی تو حضرت صاحب اپنی جماعت پر سخت ناراض ہوئے کہ ہماری جماعت کے لوگ اس مجلس سے کیوں نہ اٹھ کر آئے اور فرمایا کہ پرلے درجہ

کی بے غیرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مجلس میں بُرا کہا جاوے اور ایک مسلمان وہاں بیٹھا رہے اور غصہ سے آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور آپ سخت ناراض ہوئے کہ کیوں ہمارے آدمیوں نے غیرتِ دینی سے کام نہ لیا۔ جب انہوں نے بد زبانی شروع کی تھی تو فوراً اس مجلس سے اٹھ کر آنا چاہیے تھا۔"

(سیرت المہدی حصہ اوّل جلد نمبر1 صفحہ 201روایت نمبر196)

سامعین! حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ

"جس دِن شب کو عشاء کے قریب حسین کامی سفیرِ روم قادیان آیا اس دِن نمازِ مغرب کے بعد حضرت صاحب مسجد مبارک میں شاہ نشین پر احباب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ آپ کو دورانِ سر کا دورہ شروع ہوا اور آپ شاہ نشین سے اتر کر نیچے لیٹ گئے اور بعض لوگ آپ کو دبانے لگ گئے مگر حضور نے تھوڑی دیر میں سب کو ہٹا دیا۔ جب اکثر دوست وہاں سے رخصت ہوگئے تو آپ نے مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم سے فرمایا کہ کچھ قرآن شریف پڑھ کر سنائیں۔ مولوی صاحب مرحوم دیر تک نہایت خوش الحانی سے قرآن شریف سناتے رہے یہاں تک کہ آپ کو افاقہ ہوگیا۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم جلد1 صفحہ 439روایت نمبر462)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ

عموماً لیکچرار اور مصنفین اپنے مضمون کا مسودہ یا نوشت تیار کرنے سے قبل اس کے متعلق بعض کتب اور رسائل کو پڑھ لیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اس غرض کے لئے ہمیشہ قرآن کریم کو پڑھا کرتے تھے اور دوسری کتابوں کی طرف چنداں متوجہ نہ ہوا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور کی تصانیف میں بکثرت قرآن کریم کے حوالے ہی پائے جاتے ہیں۔ گویا آپ کی تمام تحریریں، آپ کا تمام کاروبار قرآن شریف کی تفسیر تھا۔ آپ کو قرآن شریف کے ساتھ خاص محبت تھی جس کا اظہار آپ کی نظموں میں بخوبی ہو رہا ہے۔ مثلاً

یا الٰہی! تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآن کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

(شمائل احمد صفحہ نمبر 21 شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

آپ اپنے منظوم کلام میں اپنے دِل کی کیفیت کو خدا کے حضور پیش کر کے خدا تعالیٰ سے دعا گو ہوتے ہوئے فرماتے ہیں:

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضُعفِ دینِ مصطفیؐ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں! کامیاب و کامگار

آپؑ کے دِل میں کس قدر محبتِ دین اور غیرتِ دین تھی اس بات کا اندازہ اِن واقعات سے بخوبی لگایا سکتا ہے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ فرماتے ہیں:

"میرا ایک کلاس فیلو تھا۔ جس کا نام محمد عظیم ہے اور وہ پیر جماعت علی شاہ سیالکوٹی کا مرید ہے۔ وہ مجھ سے بیان کرتا ہے میرا بھائی کہا کرتا تھا ایامِ جوانی میں جب مرزا صاحب کبھی کبھی امر تسر آتے تھے تو میں ان کو دیکھتا تھا وہ پادریوں کے خلاف بڑا جوش رکھتے تھے۔ اس زمانہ میں عیسائی پادری بازاروں وغیرہ میں عیسائیت کا وعظ کیا کرتے تھے اور اسلام کے خلاف زہر اگلتے تھے۔ مرزا صاحب ان کو دیکھ کر جوش سے بھر جاتے تھے اور ان کا مقابلہ کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی حصہ اوّل۔ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 232، روایت نمبر 254)

سامعین! حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ:

لدھیانہ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ سر درد کا دورہ حضرت مسیح موعودؑ کو اسقدر سخت ہوا کہ ہاتھ پیر برف کی مانند سرد ہو گئے۔ میں نے ہاتھ لگا کر دیکھا تو نبض بہت کمزور ہو گئی تھی۔ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اسلام پر کوئی اعتراض یاد ہو تو اس کا جواب دینے سے میرے جسم میں گرمائی آجائے گی اور دورہ موقوف ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی حضور اس وقت تو کوئی اعتراض یاد نہیں آتا۔

فرمایا: آنحضرت کی نعت میں کچھ اشعار یاد ہوں تو پڑھیں۔ مَیں نے براہینِ احمدیہ کی نظم

"اے خدا! اے چارہ آزما"

خوش الحانی سے پڑھنی شروع کر دی اور آپؑ کے بدن میں گرمائی آنی شروع ہو گئی۔ پھر آپ لیٹے رہے اور سنتے رہے پھر مجھے ایک اعتراض یاد آ گیا.... جب میں نے یہ اعتراضات سنائے تو حضورؑ کو جوش آ گیا اور فوراً آپ بیٹھ گئے اور بڑے زور کی تقریر جواباً کی اور بہت سے لوگ بھی آ گئے اور دورہ ہٹ گیا۔

(سیرت المہدی حصہ چہارم، جلد نمبر 2 صفحہ 38 روایت نمبر 1039)

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اپنے وسیع تجربہ کی بناء پر فرماتے ہیں:

"ایک ہی چیز ہے جو آپ کو متاثر کرتی ہے اور جنبش میں لاتی ہے اور حد سے زیادہ غصہ دلاتی ہے وہ ہے

"محرمات اللہ اور اہانت شعائر اللہ"

فرمایا! میری جائیداد کا تباہ ہونا اور میرے بچوں کا آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے ہونا مجھ پر آسان ہے بہ نسبت دین کی ہتک اور استخفاف کے دیکھنے اور اس پر صبر کرنے کے"

(حیاۃ النبی جلد اوّل نمبر 2 صفحہ 159۔160)

ایک دفعہ ایک دوست کی درشت مزاجی اور بدزبانی کا ذکر ہوا اور شکایت ہوئی کہ وہ اپنی بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے۔ حضور اس بات سے بہت کبیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا:

"ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہیے۔"

حضور بہت دیر تک معاشرتِ نسواں کے بارہ میں گفتگو فرماتے رہے اور آخر پر فرمایا:

"میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا۔ میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگِ بلند دِل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور بایں ہمہ کوئی دِل آزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد مَیں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی کسی پنہائی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 307)

حضرت مسیح موعودؑ بیان کرتے ہیں کہ:

"ایک دفعہ میں باہر سیر کو جا رہا تھا۔ ایک پٹواری عبدالکریم میرے ساتھ تھا۔ وہ ذرا آگے تھا میں پیچھے۔ راستہ میں ایک بڑھیا کوئی 70 یا 75 کی ضعیفہ ملی۔ اس نے ایک خط اسے پڑھنے کو کہا مگر اس نے اسے جھڑکیاں دے کر ہٹا دیا۔ میرے دِل پر چوٹ سی لگی۔ اس نے وہ خط مجھے دیا۔ میں اس کو لے کر ٹھہر گیا اس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا اس پر اسے سخت شرمندہ ہونا پڑا کیونکہ ٹھہرنا تو پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہا۔"

(ملفوظات جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 83.83)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ایک اور خادم مرزا اسماعیل بیگ صاحب کی شہادت ہے کہ جب حضرت اقدس اپنے والد بزرگوار کے ارشاد کے ماتحت بعثت سے قبل مقدمہ کی پیروی کے لئے جایا کرتے تھے تو سواری کے لئے گھوڑا بھی ساتھ ہوتا تھا اور میں بھی عموماً ہم رکاب ہوتا تھا لیکن جب آپ چلنے لگتے تو آپ پیدل ہی چلتے اور مجھے گھوڑے پر سوار کرا دیتے۔ میں بار بار انکار کرتا اور عرض کرتا حضور مجھے شرم آتی ہے۔ آپ فرماتے کہ ہم کو پیدل چلتے شرم نہیں آتی۔ تم کو سوار ہو کے کیوں شرم آتی ہے۔

(حیاتِ طیبہ صفحہ 15)

حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

"ایک دفعہ اتفاق ہوا کہ جن دنوں حضرت صاحب تبلیغ (یعنی آئینہ کمالاتِ اسلام کا عربی حصہ) لکھا کرتے تھے۔ مولوی نورالدین صاحب تشریف لائے۔ حضرت صاحب نے ایک بڑا دو ورقہ مضمون لکھا اور اس کی فصاحت و بلاغت خداداد پر حضرت مسیح موعودؑ کو بڑا ناز تھا اور وہ فارسی ترجمہ کرنے کے لئے مجھے دینا تھا مگر یاد نہ رہا اور جیب میں رکھ لیا اور باہر سیر کو چل دیے۔ مولوی صاحب اور جماعت بھی ساتھ تھی۔ واپسی پر کہ ہنوز راستہ ہی میں تھے کہ مولوی صاحب کے ہاتھ میں کاغذ دے دیا کہ وہ پڑھ کر عاجز راقم کو دے دیں۔ مولوی صاحب کے ہاتھ سے وہ مضمون گر گیا۔ واپس ڈیرہ میں آئے اور بیٹھ گئے۔ حضرت صاحب معمولاً اندر چلے گئے۔ مَیں نے کسی سے کہا کہ آج حضرت صاحب نے مضمون نہیں بھیجا اور کاتب سر پر کھڑا ہے اور ابھی مجھے ترجمہ بھی کرنا ہے۔ مولوی صاحب کو دیکھتا ہوں تو رنگ فق ہو رہا ہے۔ حضرت

صاحب کو خبر ہوئی تو معمولی ہشاش بشاش چہرہ تبسم زیرِ لب تشریف لائے اور بڑا عذر کیا کہ ”مولوی صاحب کو کاغذ کے گم ہونے سے بڑی تشویش ہوئی۔ مجھے افسوس ہے کہ اس کی جستجو میں اس قدر تگاپو کیوں کیا گیا۔ میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بہتر عطا فرماوے گا۔“

(سیرت المہدی حصہ اوّل۔ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 260، روایت نمبر 292)

حضرت چوہدری حاکم علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

”ایک دفعہ حضرت صاحب بڑی مسجد میں کوئی لیکچر یا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک سکھ مسجد میں گھس آیا اور سامنے کھڑا ہو کر حضرت صاحب کو اور آپ کی جماعت کو سخت گندی اور فحش گالیاں دینے لگا اور ایسا شروع ہوا کہ بس چپ ہونے میں ہی نہ آتا تھا۔ مگر حضرت صاحب خاموشی کے ساتھ سنتے رہے۔ اس وقت بعض طبائع میں اتنا جوش تھا کہ اگر حضرت صاحب کی اجازت ہوتی تو اس کی وہیں تکہ بوٹی اڑ جاتی۔ مگر آپؑ سے ڈر کر سب خاموش تھے۔ آخر جب اس کی فحش زبانی حد کو پہنچ گئی تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ دو آدمی اسے نرمی کے ساتھ پکڑ کر مسجد سے باہر نکال دیں مگر اسے کچھ نہ کہیں۔ اگر یہ نہ جاوے تو حاکم علی سپاہی کے سپرد کر دیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ سرکار انگریزی کی طرف سے قادیان میں ایک پولیس کا سپاہی رہا کرتا ہے اور ان دنوں حاکم علی نامی ایک سپاہی ہوتا تھا۔“

(سیرت المہدی حصہ اوّل۔ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 257، روایت نمبر 286)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

”مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے حضرت مسیح موعودؑ کے مکان کے ایک حصہ میں بالا خانہ میں رہا کرتے تھے اور جب تک ان کی شادی اور خانہ داری کا انتظام نہیں ہوا حضرت صاحب خود ان کے لئے صبح کے وقت گلاس میں دودھ ڈال کر اور پھر اس میں مصری حل کر کے خاص اہتمام سے بھجوایا کرتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کو مہمانوں کی بڑی خاطر منظور ہوتی تھی اور پھر جو لوگ دینی مشاغل میں مصروف ہوں ان کو تو آپ بڑی قدر اور محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔“

(سیرت المہدی حصہ دوم جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 344، روایت نمبر 380)

سامعین! حضرت مولوی عبد الکریم سیالکوٹی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ:

”میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو ہمدردی اور وفاداری کے ذکر میں فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اگر ہمارا کوئی دوست ہو اور اس کے متعلق ہمیں اطلاع ملے کہ وہ کسی گلی میں شراب کے نشے میں مدہوش پڑا ہے تو ہم بغیر کسی شرم اور روک کے وہاں جا کر اسے اپنے مکان میں اٹھالائیں اور پھر جب اسے ہوش آنے لگے تو اس کے پاس سے اٹھ جائیں تا کہ ہمیں دیکھ کر وہ شرمندہ نہ ہو۔ اور حضرت صاحب فرماتے تھے کہ وفاداری ایک بڑا عجیب جوہر ہے۔“

(سیرت المہدی حصہ دوم۔ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 381، روایت نمبر 421)

”قادیان کے قریب سٹھیالی ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو قادیان سے قریباً 6 میل کے فاصلے پر ہوگا وہاں سے ایک جٹ فقیر آیا کرتا تھا..... وہ مسجد مبارک کی چھت کے نیچے آکر کھڑکی کے پاس آواز لگایا کرتا تھا۔ جو بیت الفکر کی مغربی دیوار میں ہے۔ اس کی آواز یہ ہوتی تھی۔

”غلام احمد! ایک روپیہ لینا ہے۔“

یعنی اے غلام احمد (علیہ السلام)! روپیہ لینا ہے اور وہاں بیٹھ جاتا۔ حضرت صاحب کسی کام میں بعض اوقات مصروف ہوتے اور آپ کی توجہ اس میں ہوتی اور آپ اس کی آواز کو نہ سن سکتے تو وہ تھوڑی دیر کے بعد آواز لگاتا۔ اکثر لوگوں کو ناگوار معلوم ہوتا اور کوئی اسے ٹوکتا تو اسے کہہ دیتا کہ میں تمہارے پاس آیا ہوں؟ میں تو غلام احمد (علیہ السلام) سے مانگتا ہوں۔ حضرت اقدس کو اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ کسی نے اسے کچھ کہا ہے تو آپ نہ پسند فرماتے اور ہنستے ہوئے اس کو روپیہ دے دیا کرتے اور یہ بھی آپ کا معمول تھا کہ سائل کو زیادہ دیر انتظار میں نہ رکھتے تھے۔“

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 462 از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ

”ایک دفعہ میاں یعنی خلیفہ المسیح الثانیؓ دالان کے دروازے بند کر کے چڑیاں پکڑ رہے تھے کہ حضرت صاحب نے جمعہ کی نماز کے لئے باہر جاتے ہوئے ان کو دیکھ لیا اور فرمایا۔ میاں! گھر کی چڑیاں نہیں پکڑا

کرتے۔ جس میں رحم نہیں اس میں ایمان نہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض باتیں چھوٹی ہوتی ہیں مگر ان سے کہنے والے کے اخلاق پر بڑی روشنی پڑتی ہے“

(سیرت المہدی حصہ اوّل۔ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 176، روایت نمبر 178)

حضرت خواجہ عبد الرحمان صاحبؓ متوطن کشمیر نے بیان کیا کہ

”ایک دفعہ ایک بڑا موٹا کتا حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں گھس آیا اور بچوں نے اسے دروازے بند کر کے مارنا چاہا۔ لیکن جب کتے نے شور مچایا تو حضرت صاحب کو بھی پتا لگ گیا اور آپ ہم پر ناراض ہوئے چنانچہ ہم نے دروازہ کھول کر کتے کو چھوڑ دیا۔“

(سیرت المہدی حصہ اوّل۔ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 312-313، روایت نمبر 342)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاقِ کو بھرپور طریق پر اپنانے کی توفیق عطا فرمائے کیوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اخلاق کا نمونہ جو ہمارے لئے چھوڑا ہے اگر ہم ان پر عمل کریں گے تو ہم اپنے اس معاشرے کو جنت نظیر معاشرہ بنا سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

پھر دوبارہ ہے اُتارا تو نے آدم کو یہاں
تا وہ نخلِ راستی اس ملک میں لاوے ثمار

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم ندیم احمد فرخ صاحب کے ایک مضمون سے مدد لی گئی ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ)

﴿47﴾ ﴿مشاہدات۔254﴾

حضرت مسیح موعودؑ کی احباب جماعت کو قیمتی وزریں نصائح

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاکُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡکُمۡ (الانفال:26)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہا کرو جب وہ تمہیں بلائے تا کہ وہ تمہیں زندہ کرے

یہ وہ گل ہے جس کا ثانی باغ میں کوئی نہیں
یہ وہ خوشبو ہے کہ قرباں اس پہ ہو مشک تتار
یہ وہ ہے مفتاح جس سے آسماں کے در کھلیں
یہ وہ آئینہ ہے جس سے دیکھ لیں روئے نگار
بس یہی ہتھیار ہے جس سے ہماری فتح ہے
بس یہی اِک قصر ہے جو عافیت کا ہے حصار

سامعینِ مکرّم! آج مجھے اپنی تقریر میں **حضرت مسیح موعودؑ کی احباب جماعت کو قیمتی وزریں نصائح** بیان کرنی ہیں۔

حاضرین! آج میں آپ حاضرین کے سامنے بغیر تمہید باندھے مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنے ماننے والوں کو کی گئی چند اہم نصائح اور ہدایات رکھنا چاہتا ہوں۔ جن پر عمل کر کے ہم اپنے خدا کے دُلارے اور پیارے بن سکتے ہیں۔ آپؑ کون اپنا دوست اور کون اپنا عزیز کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہو تم پر ہے۔ میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی، اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو .... (سنو) میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون ہے؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف

وہی جو مجھ پر یہ یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں اور مجھے اس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کیے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اس عالم سے حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانے کا حِصنِ حصین میں ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے! اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا ہے اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندہ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور میں اس میں ہوں۔"

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34)

پھر آپؑ فرماتے ہیں۔

"میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگوں کو دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر ایک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دور جا پڑیں گے اور اپنے رب سے ڈرتے رہیں گے...... دعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں دم زندگی ہے کیے جاؤں گا اور دعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ میری جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے ان کے دل اپنی طرف پھیر دے اور تمام شرارتیں اور کینے ان کے دلوں سے اٹھا دے اور باہمی سچی محبت عطا کر دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دعا کسی وقت قبول ہو گی اور خدا میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا۔"

(اشتہار التوائے جلسہ 27 دسمبر 1894ء، شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 398)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

”جو دوست صرف خدا تعالیٰ کے لیے میرے ساتھ تعلق محبت رکھتے ہیں اور میری باتوں اور نصیحتوں کو تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کی آخرت پر نظر ہے وہ انشاءاللہ دونوں جہانوں میں میرے ساتھ ہیں اور مَیں ان کے ساتھ ہوں۔ مَیں اپنے ساتھ ان لوگوں کو کیا سمجھوں جن کے دل میرے ساتھ نہیں۔ جو اس کو نہیں پہچانتے جس کو میں نے پہچانا ہے اور نہ اس کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاتے ہیں اور نہ ٹھٹھوں اور بے راہیوں کے وقت خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ در حقیقت وہ ایسے ہیں جن کو شیطانی راہیں چھوڑنا منظور ہی نہیں۔...... مَیں بار بار کہتا ہوں کہ آنکھوں کو پاک کرو اور ان کو روحانیت کے نور سے ایسا ہی روشناس کرو جیسا کہ وہ ظاہری طور پر روشن ہیں۔ ظاہری رؤیت تو حیوانات میں بھی موجود ہے مگر انسان اس وقت سجاکھا کہلاتا ہے جبکہ باطنی رؤیت یعنی نیک و بد کی شناخت کا اس کو حصہ ملے اور پھر نیکی کی طرف جھک جائے۔ سو تم اپنی آنکھوں کے لیے صرف چارپاؤں کی بینائی نہیں بلکہ حقیقی بینائی ڈھونڈو اور اپنے دلوں سے دنیا کے بت باہر پھینکو کہ دنیا دین کی مخالف ہے۔ جلد مروگے اور دیکھوگے کہ نجات انہیں کو ہے جو دنیا کے جذبات سے بیزار اور بری اور صاف دل تھے۔“

عقائد اور اعمال صالحہ

سامعین! پھر حضرت مسیح موعودؑ اپنے متبعین کو اسلامی عقائد کا خلاصہ اور نچوڑ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”عقیدہ کے رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیّت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا

فرق ہے۔ سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا یہی بھید ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہو گا یعنی وہ میں ہی ہوں اور اس میں دورنگی نہیں آئی۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15-16)

آپؑ فرماتے ہیں:

"خدا سے ڈرتے رہو اور تقوٰی اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اسی کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہئے کہ ہر صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقوٰی سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام

سامعین! آپؑ اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"ہمارے مذہب کا لب لباب یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔"

(ازالۂ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 169-170)

قرآن مجید

سامعین! اسلامی عمارت کی بنیاد قرآن مجید جسے مسلمانوں نے عملاً مہجور اور متروک کر دیا اور قرآن مجید کے حقائق و معارف اور مطالب عالیہ حاصل کرنے کے لیے کوئی توجہ نہ ہے۔ اُن کے مقابل پر اپنی جماعت کے دوستوں کو حضرت مسیح موعودؑ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تمہارے لیے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لیے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لیے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13-14)

آپؑ پھر فرماتے ہیں:

تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے..... خدا نے تم پر احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے، یہ بڑی دولت ہے، اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مُضغہ کی طرح تھی قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26-27)

قرآن کو رات دن پڑھنے کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا اور حدیثوں کے یہ مجموعے ہی مایۂ نازِ ایمان و اعتقاد ہوتے، تو ہم قوموں کو شرمساری سے منہ بھی نہ دکھا سکتے۔ مَیں نے قرآن کے لفظ میں غور کی۔ تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے لائق کتاب ہوگی جبکہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لئے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔ فرقان کے بھی یہی معنی ہیں۔ یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اور کوئی حدیث کی یا اور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہوگی۔ اس لئے اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کریں۔ بڑے تأسّف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتناء اور تدارس نہیں کیا جاتا جو احادیث کا کیا جاتا ہے۔ اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے اس نور کے آگے کوئی ظلمت نہ ٹھہر سکے گی“۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 386 ایڈیشن 1988ء)

نماز

نماز کے متعلق حضورؑ کی نصیحت احمدی مردوں اور خواتین کے لئے یہ ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”نماز انسان کا تعویذ ہے۔ پانچ وقت دعا کا موقع ملتا ہے۔ کوئی دعا تو سنی جائے گی۔ اس لیے نماز کو بہت سنوار کر پڑھنا چاہیے اور مجھے بھی بہت عزیز ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 21 ایڈیشن 2022ء)

اور پھر فرمایا۔

”نماز پڑھو نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے اور جب تُو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تو ایک رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہری وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو۔ اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو۔ تب ان دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تا تم پر رحم کیا جائے۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 549)

بنی نوع انسان سے ہمدردی

سامعین! اب مَیں آتا ہوں بنی نوع انسان سے ہمدردی کی طرف۔ تمام انبیاء کی تعلیم کا خلاصہ دو ہی امر تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی یہی فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کی شریعت کا انحصار دو ہی باتوں پر ہے۔ تعظیم لِاَمْرِ اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 498 ایڈیشن 2022ء)

فرماتے ہیں:

”قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں۔ ایک توحید و محبت و اطاعت باری عزّ اسمہٗ۔ دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع کی۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 550)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو باہمی اخوت و محبت کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔

میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اوّل خدا کی توحید اختیار کرو دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لیے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ (اٰل عمران:104) یاد رکھو! تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو! جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہ اپنے بھائی کے لیے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ......

میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہوگی۔ باہمی عداوت کا سبب کیا ہے۔ بخل ہے، رعونت ہے، خود پسندی ہے، اور جذبات ہیں .... میں عنقریب ایک کتاب لکھوں گا اور ایسے تمام لوگوں کو جماعت سے الگ کر دوں گا جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے اور باہم محبت و اخوت سے نہیں رہ سکتے۔ جو ایسے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ چند روزہ مہمان ہیں جب تک کہ عمدہ نمونہ نہ دکھائیں۔ میں کسی کے سبب سے اپنے اوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشا کے متوافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے۔ اس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے؟ خشک ٹہنی دوسری سرسبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر وہ اس کو سرسبز نہیں کر سکتا بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو! میرے ساتھ وہ نہیں رہے گا جو اپنا علاج نہیں کرے گا۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 457 ایڈیشن 2022ء)

سامعین! تمام بنی نوع سے ہمدردی کے متعلق حضور علیہ السلام نے شرائط بیعت میں سے چوتھی اور نویں شرط میں فرمایا ہے۔

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا اور نہ زبان سے، نہ ہاتھ سے اور نہ کسی اور طرح سے۔

شرط نہم یہ ہے کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے۔

بس ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ تمام بنی نوع سے ہمدردی کرے۔

تکبّر

آئیں! اب بڑے گناہوں میں سے ایک ایسے گناہ کو بیان کریں جو روئے زمین پر سب گناہوں سے پہلے کیا گیا اور وہ تکبّر ہے۔ جس کی اصل جڑ نسلی تفاخر اور اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر خیال کرنا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا ہے۔ ابھی حضرت آدم علیہ السلام اور حوا سے بھی غلطی سرزد نہ ہوئی تھی کہ ابلیس نے ازراہ تکبّر حضرت آدمؑ پر پیدائشی لحاظ سے اپنی برتری اور فوقیت کا اظہار کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی اور یہ ایک ایسا گناہ ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تکبّر اور ایمان ایک دل میں

کبھی جمع نہیں ہوسکتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام تکبّر کو ہر ایک شرارت کی جڑ قرار دیتے ہیں اسی لیے آپؑ نے دس شرائط بیعت میں سے ساتویں شرط بیعت یہ رکھی کہ

بیعت کرنے والا تکبر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

حضور اقدسؑ فرماتے ہیں

"مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبّر سے بچو کیونکہ تکبّر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبّر کیا چیز ہے۔ پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔

ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لیے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنر مند ہے وہ متکبّر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دے دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اَسْفَلُ السَّافِلِین میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اسے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبّر ہے اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدت دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے۔ کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو! ان باتوں کو یاد رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی

پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبّر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو توجہ سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور رسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ رہے تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو اور جس قدر دنیا میں انسان کسی سے ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو۔"

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 402-403)

بدظنّی سے بچو

اسی طرح ایک بھائی کو دوسرے بھائی سے متنفر کرنے والی چیز بدظنی ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے بھائی کی ہمدردی کرنے سے محروم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ؗ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات:13) یعنی اے مومنو! ہم تمہیں بے جا بدظنی ہی سے نہیں روکتے بلکہ محض ظن کرنے سے روکتے ہیں۔ کیونکہ بعض دفعہ ظن باعث گناہ ہو جاتا ہے اس لیے تم اپنے بھائیوں کے متعلق ظنی بات کو کبھی اپنے دل میں جگہ نہ دو اور یہ ایک ایسا گناہ ہے کہ جس کے نتیجہ میں تمہیں تجسُّس یعنی اپنے بھائی کے عیب تلاش کرنے اور پھر غیبت یعنی چغلی کھانے کے گناہ کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"انسان دوسرے شخص کے دل کی ماہیت معلوم نہیں کر سکتا اور اس کے قلب کے مخفی گوشوں تک اس کی نظر نہیں پہنچ سکتی ہے۔ اس لیے دوسرے شخص کی نسبت جلدی سے کوئی رائے نہ لگائے بلکہ صبر سے

انتظار کرے۔ ایک شخص کا ذکر ہے کہ اس نے خدا تعالیٰ سے عہد کیا کہ میں سب کو اپنے سے بہتر سمجھوں گا اور کسی کو اپنے سے کمتر خیال نہیں کروں گا۔ اپنے محبوب کو راضی کرنے کے لیے انسان ایسی تجویزیں سوچتے رہتے ہیں۔ ایک دفعہ اس نے ایک دریا کے پل کے پاس جہاں سے بہت سے آدمی گزر رہے تھے ایک شخص بیٹھا ہوا دیکھا اور اس کے پہلو میں ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک بوتل اس شخص کے ہاتھ میں تھی آپ پیتا تھا اور اس عورت کو بھی پلاتا تھا۔ اس نے اس پر بدظنی کی اور خیال کیا کہ میں اس بے حیا سے تو ضرور بہتر ہوں۔ اتنے میں ایک کشتی آئی اور معہ سواریوں کے ڈوب گئی۔ وہی شخص جو عورت کے پاس بیٹھا تھا دریا میں سے سوائے ایک کے سب کو نکال لایا اور اس بدظن سے کہا تو مجھ پر بدظنی کرتا تھا۔ سب کو میں نکال لایا ہوں، ایک کو تُو نکال لا۔ خدا نے مجھے تیرے امتحان کے لیے بھیجا تھا اور تیرے دل کے ارادہ سے مجھے اطلاع دی۔ یہ عورت میری والدہ ہے اور بوتل میں شراب نہیں دریا کا پانی ہے۔ غرض انسان دوسرے کی نسبت جلد رائے نہ لگائے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 473 ایڈیشن 1988ء)

سچی تبدیلی پیدا کرو

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"مجھے بہت سوز و گداز رہتا ہے کہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی ہو۔ جو نقشہ جماعت کی تبدیلی کا میرے دل میں ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا اور اس حالت کو دیکھ کر میری وہی حالت ہے۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء:4)..... تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیحؑ کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ اسی پر بس نہیں ہے۔ یہ تو ایک غلطی تھی جس کی ہم نے اصلاح کر دی۔ لیکن ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دور ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو اور بالکل ایک نئے انسان بن جاؤ، اس لیے ہر ایک کو تم میں سے ضروری ہے کہ وہ اس راز کو سمجھے اور ایسی تبدیلی کرے کہ وہ کہہ سکے کہ مَیں اور ہو گیا ہوں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 351-352 ایڈیشن 1988ء)

تزکیہ نفس کا طریق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تزکیہ نفس کے متعلق فرماتے ہیں:

”نفس کو مارنا اور اس کا تزکیہ کوئی معمولی بات نہیں۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اوّل بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح کو اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے۔ تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر ایک دفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک ہو گیا۔“

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 14)

جماعت کو ایک اہم وصیت

حضرت مسیح موعودؑ اپنی جماعت کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچا دوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سُنے یا نہ سُنے! کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیاتِ طیبہ اور ابدی زندگی کا طلبگار ہے، تو وہ اللہ کے لیے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جائے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نماز اللہ ہی کے لیے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اس کی روح بول اٹھے۔ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (البقرہ:132) جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا، خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔

پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لیے زندگی کا وقف مَیں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لیے پسند کرتے اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 370 ایڈیشن 1988ء)

جماعت احمدیہ کا فرض، تمام دنیا کو مسلمان بنانا ہے

آخری بات جو جو آج مَیں اپنی تقریر میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کے لوگوں کو توحید کی طرف دعوت دینا اور دینِ اسلام پر انہیں جمع کرنا جماعت احمدیہ کا اولین مقصد قرار دیا ہے۔

حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں :

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ، کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لیے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے..... اگر تم صاف دل ہو کر خدا کی طرف آ جاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھاؤ گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کیے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِن زریں نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے تا ہم اپنے خدا کے پسندیدہ بندے بن کر سُرخرو ہو سکیں۔ آمین

اے مرے پیارے فدا ہو تجھ پہ ہر ذرّہ مرا
پھیر دے میری طرف اے سارباں جگ کی مہار

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

❁❁❁❁

﴿48﴾ ﴿مشاہدات۔351﴾

حضرت مسیح موعودؑ کی قبولیتِ دعا کے عظیم الشان نشان

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (البقرہ:187)

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

پیشہ ہے رونا ہمارا پیش رب ذو المنن
یہ شجر آخر کبھی اس نہر سے لائیں گے بار

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ **حضرت مسیح موعودؑ کی قبولیتِ دعا کے عظیم الشان نشان**
ہم پڑھتے اور سنتے آئے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو آغاز سے ہی دو بیماریاں لاحق تھیں۔ سر درد اور کثرت پیشاب۔ اس کے علاوہ کئی دفعہ آپ شدید بیمار ہوئے۔ بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ ایک دفعہ تو سورہ یٰس پڑھ دی گئی۔ مگر آپ زندہ رہے نہ صرف زندہ رہے بلکہ لمبی عمر پا کر بیشمار لوگوں کو روحانی زندگی کا تحفہ دیا اور کئی مخالفین کی ہلاکت پیشگوئیوں کے مطابق دیکھ کر اس دنیا سے طبعی موت کے ساتھ رخصت ہوئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ ”تیری صحت کا ہم نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے“

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”ایک مرتبہ میں خود بیمار ہو گیا یہاں تک کہ قرب اجل سمجھ کر تین مرتبہ مجھے سورہ یٰس سنائی گئی مگر خدا تعالیٰ نے میری دعا کو قبول فرما کر بغیر ذریعہ کسی دوا کے مجھے شفا بخشی اور جب میں صبح اٹھا تو بالکل شفا تھی۔“

(روحانی خزائن جلد22 صفحہ 89-90بقیہ حاشیہ)

آپؑ فرماتے ہیں:

”میں کثرت قبولیت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں 30 ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے۔“

(روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 497)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اردو کلاس مورخہ 20 ستمبر 1998ء میں حضورؑ کی قبولیتِ دعا کا واقعہ یوں سنایا:

”حضرت مولا داد خان صاحب کی رجسٹر روایات میں ایک روایت درج ہے کہ میرے بھائی بہت بیمار تھے۔ ان کے بھائی غالباً اس وقت احمدی نہیں تھے۔ ان کو اسسٹنٹ سرجن بہاولپور کے پاس لے جایا گیا۔ اس نے کہا کوئی علاج نہ کرواؤ خواہ مخواہ پیسہ برباد کر رہے ہو اس کی موت یقینی ہے اس لئے اگر تمہیں سرجن کہتے ہیں کہ ٹھیک کر دیں گے۔ بیوقوف بنا رہے ہیں۔ میں ہمدردی سے کہہ رہا ہوں اس کو لے جاؤ اس نے مرنا ہی مرنا ہے۔ اس کی حالت دن بدن گرتی چلی گئی کچھ بھی نہ رہا بیچارہ۔ تب حضرت مسیح موعود کو خط لکھا اور اس میں لکھا کہ یہ حال ہو گیا ہے اب تو کسی قسم کی امید ہی نہیں رہی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جواباً تحریر فرمایا:

فکر مت کرو اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ کر سکتا ہے۔ ہم دعا کریں گے تم بھی دعا کرو ان شاء اللہ صحت ہو جائے گی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اس خط کے دوسرے دن میں نے دیکھا کہ ان کا تپ جاتا رہا۔ مَیں نے کہا اب آپ کا تپ نہیں رہا اور میں نے خود سہارا دے کر اٹھایا۔ تو بھائی صاحب نے کہا میرا سینہ جو جلتا تھا اب ٹھنڈا پڑ گیا ہے اس پر میں نے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو لکھا تھا اور آپ نے جواباً تحریر فرمایا تھا یہ سن کر ان کے منہ سے نکلا۔ ”ھن نئیں مردا (اب نہیں مرے گا)“ اس کے بعد پھر وہ احمدی ہو گئے بیعت کر لی اور پھر آخر تک پوری صحت رہی۔“

حالت روبصحت ہوگئی

سامعین! حضرت مسیح موعودؑ ایک اور واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں:

"ایسا اتفاق ہوا کہ نواب سردار محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ کا لڑکا قادیان میں سخت بیمار ہو گیا اور آثارِ یاس اور نومیدی کے ظاہر ہوگئے۔ انہوں نے میری طرف دعا کے لئے التجا کی۔ میں نے اپنے بیت الدعا میں جاکر ان کے لئے دعا کی اور دعا کے بعد معلوم ہوا کہ گویا تقدیر مبرم ہے اور اس وقت دعا کرنا عبث ہے۔ تب میں نے کہا کہ یا الٰہی! اگر دعا قبول نہیں ہوتی تو میں شفاعت کرتا ہوں کہ میرے لئے اس کو اچھا کردے۔ یہ لفظ میرے منہ سے نکل گئے مگر بعد میں مَیں بہت نادم ہوا کہ ایسا میں نے کیوں کہا اور ساتھ ہی مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہوئی...یعنی کس کی مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی شفاعت کرے۔ میں اس وحی کو سن کر چپ ہو گیا اور ابھی ایک منٹ نہیں گزرا ہو گا کہ پھر یہ وحی الٰہی ہوئی کہ...یعنی تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی اور بعد میں پھر میں نے دعا پر زور دیا اور مجھے محسوس ہوا کہ اب یہ دعا خالی نہیں جائے گی۔ چنانچہ اسی دن بلکہ اسی وقت لڑکے کی حالت روبصحت ہوگئی گویا وہ قبر میں سے نکلا... میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اس قسم کے احیائے موتیٰ بہت سے میرے ہاتھ سے ظہور میں آچکے ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد22 صفحہ 88)

عبدالکریم کو شفا ہوئی

سامعین! عبدالکریم ولد عبدالرحمن ساکن حیدرآباد دکن، مدرسہ قادیان میں زیر تعلیم تھا۔ اُسے ایک دیوانہ کتے نے کاٹا۔ علاج کے لئے کسولی بھجوایا جہاں کتے کے کاٹنے کا علاج ہوتا تھا۔ پھر قادیان واپس آیا۔ اب اس بچے میں بھی دیوانگی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"تب اس غریب الوطن عاجز کے لئے میرا دل سخت بیقرار ہوا اور دعا کے لئے ایک خاص توجہ ہوئی۔"

ہر کوئی کہتا تھا کہ یہ اب مر جائے گا۔ بورڈنگ ہاؤس سے اُسے نکال دیا گیا۔ کسولی دوبارہ رابطہ کر کے ڈاکٹرز سے مشورہ مانگا گیا۔ انہوں نے بذریعہ تار کہا Sorry nothing can be done for Abdul

Karimیعنی عبد الکریم کے لئے اب کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں سے یہ روبصحت ہوا اور لمبی عمر پائی۔

(روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 480)

اب ایک ہتھیار باقی ہے

سامعین! حضرت حکیم فضل الدین صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بھتیجے اور داماد تھے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبولیت دعا کا ایک عجیب اور نادر واقعہ یوں بیان کرتے ہیں:

"1907ء میں میرا دوسرا لڑکا عبد الحفیظ تولّد ہوا۔ سردی کے ایام تھے اور ان دنوں میں بہت زچہ عورتیں تشنج کی مرض سے مر رہی تھیں۔ زچہ کے لئے یہ مرض بہت خطرناک ہوتی ہے۔ سینکڑوں میں سے کوئی ایک بچتی ہوگی۔ میری بیوی حفصہ (بنت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ) کو بچہ تولّد ہونے کے ساتویں دن مغرب کے قریب اس کے آثار معلوم ہوئے۔ چونکہ ان دنوں میں یہ وبا تھی اس لئے اس کی طرف بہت توجہ ہوگئی۔ مَیں مغرب کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں دوڑا گیا اور اُن سے عرض کی۔ آپ نے فرمایا یہ تو بڑی خطرناک مرض کا پیش خیمہ ہے۔ تم فوراً اس کو دس رتی ہینگ دے دو اور گھنٹہ ڈیڑھ کے بعد مجھے اطلاع دو۔ میں عشاء کے بعد پھر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مرض میں ترقی ہوگئی ہے۔ فرمایا دس رتی کونین دے دو اور ایک گھنٹہ کے بعد پھر مجھے اطلاع دو اور یہ نہ سمجھنا کہ میں سوگیا ہوں۔ بے تکلف مردانہ سیڑھیوں سے آواز دو۔ میں نے عرض کیا اِس وقت مشک کہاں سے لاؤں۔ حضور ایک مٹھی بھر کر مشک کی لے آئے۔ فرمایا یہ دس رتی ہوگی۔ میں نے عرض کیا حضور! یہ زیادہ ہے۔ فرمایا لے جاؤ پھر کام آوے گا۔ میں نے وہ لے لی اور دس رتی مریضہ کو دے دی۔ ایک گھنٹہ بعد پھر گیا اور عرض کیا کہ مرض میں بہت اضافہ ہوگیا۔ فرمایا دس تولہ کسٹر آئل دے دو۔ میں نے آکر دس تولہ کسٹر آئل دے دیا۔ اس کے بعد اُس کو سخت قے ہوئی اور قے اِس مرض میں آخری مرحلہ ہوتا ہے۔ قے کے بعد اُس کا سانس اکھڑ گیا، گردن پیچھے کو کھچ گئی۔ آنکھوں میں اندھیر آگیا اور زبان بند ہوگئی۔ مَیں پھر بھاگ کر سیڑھیوں پر چڑھا۔ حضور نے میری آواز سن کر دروازہ کھول دیا اور فرمایا کیوں خیر ہے۔ مَیں نے عرض کیا کہ اب تو حالت بہت نازک ہوگئی ہے۔ سانس اکھڑ گیا ہے، گردن کھچ گئی، آنکھوں میں روشنی نہیں، زبان بند ہوگئی ہے۔

فرمایا دنیا کے جتنے ہتھیار تھے وہ تو ہم نے چلالئے۔ اب ایک ہتھیار باقی ہے اور وہ دعا ہے۔ تم جاؤ، میں دعا سے اُس وقت سر اٹھاؤں گا جب اسے صحت ہو گی۔ میں یہ سن کر واپس لوٹ آیا اور اسے کہا اب تجھے کیا فکر ہے۔ اب تو ٹھیکیدار نے خود ٹھیکہ لے لیا ہے۔ اُس وقت رات کے دو بج چکے تھے۔ میں گھر آیا اور مریضہ کو اسی حالت میں چھوڑ کر دوسرے کمرے میں چارپائی لے کر سو رہا۔ صبح کو کسی برتن کی آہٹ سے میری آنکھ کھلی۔ جب مَیں نے دیکھا تو میری پائینتی کی طرف میری بیوی کچھ برتن درست کر رہی تھی۔ مَیں نے پوچھا کیا حال ہے؟۔ کہا آپ تو سو رہے اور مجھے دو گھنٹے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فضل کر دیا۔ الحمد للّٰہ رب العٰلمین

(سیرتِ احمدؑ مرتبہ قدرت اللہ سنوری صفحہ 170 تا 172)

پیشگوئی مصلح موعودؓ

حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا کے تمام مذاہب کو یہ دعوت دی کہ تم میرے پاس قادیان آکر کچھ عرصہ رہو۔ اس دوران میرا خدا کی طرف سے ہونا آپ پر کھل جائے گا۔ اس پر قادیان کے آریہ ہندوؤں نے حضرت مسیح موعودؑ سے درخواست کی کہ ہم جو آپ کے ہمسائے ہیں ایسا نشان دیکھنے کے زیادہ مستحق ہیں۔ اس مطالبہ پر آپ اپنے خدا کی طرف متوجہ ہوئے اور ہوشیارپور جا کر عبادت اور دعاؤں میں منہمک ہوئے اور خدا تعالیٰ سے نشان مانگا۔ 40 روز کی گریہ وزاری کے بعد خدا نے بشارت دی کہ

”میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو تیرے لئے مبارک کر دیا۔“

(روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 647)

اس کے بعد عظیم الشان بیٹے کی پیدائش کی خبر دی اور اس کی صفات بیان کیں۔ جسے آپ نے 20 فروری 1886ء کو شائع فرمایا۔ 3 سال کے اندر اندر اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور 12 جنوری 1889ء کو یہ عظیم بیٹا آپ کے ہاں پیدا ہوا۔ جس کی 52 علامات اس پیشگوئی میں بیان ہوئی ہیں۔ اس عظیم شخص نے 51 سال سے زائد عرصہ جماعت کی قیادت کی۔

لیکھرام کی پیشگوئی کا پورا ہونا

سامعین! حضرت مسیح موعودؑ نے 1885ء میں ایک اشتہار کے ذریعہ دنیا کے تمام مذاہب کے رہنماؤں کو آسمانی بشارتوں کے تحت نشان نمائی کی دعوت دی۔ ان میں سے ایک پنڈت لیکھرام نے قادیان میں 2 ماہ تک قیام کر کے حضرت مسیح موعودؑ سے یہ مطالبہ کیا کہ

"رب العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان تو مانگیں تا فیصلہ ہو۔"

(روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 115)

پنڈت لیکھرام، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو بُرا بھلا کہتا ہی تھا۔ اس نے پیشگوئی مصلح موعود کی تضحیک کرتے ہوئے گستاخانہ اشتہار دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جب اس کے متعلق دعا کی تو خدا نے خبر دی۔ "یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا۔"

(روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 563)

بعد ازاں حضرت مسیح موعودؑ نے 20 فروری 1893ء سے 6 برس کے اندر اندر اس کے انجام کو پہنچنے کی پیشگوئی کی۔ حضورؑ نے فارسی اشعار میں لکھا کہ خدا تعالیٰ اس رذیل کیڑے کو خود جلا دے گا جو حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔ خبر دار اے نادان اور گمراہ دشمن! تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کاٹنے والی تلوار سے ڈر۔

لیکن یہ بدبخت دشمنِ اسلام اپنی اسلام دشمنی میں آگے بڑھتا چلا گیا اور بالآخر 20 فروری 1893ء سے 4 سال ہی گزرے تھے کہ 5 مارچ 1897ء کو اپنے ہی مکان میں کسی نامعلوم شخص کے ہاتھوں قتل ہو کر انجام کو پہنچا۔ قاتل نہ پکڑا گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو قتل کا موردِ الزام ٹھہرایا گیا۔ مگر تحقیق کے بعد آپ بری ٹھہرے۔ یہاں یہ معلومات دینا بھی مفید ہو گا اور تائیدات الٰہیہ کا ایک نظارہ ہی ہے کہ لیکھرام کی نسل اور نام ونشان ختم ہو گیا۔ جبکہ اس کے مقابل پر "اک سے ہزار ہوویں" کی پیشگوئی کی جسمانی لحاظ سے تکمیل کا وقت آ پہنچا ہے۔ روحانی لحاظ سے تو حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد اب کروڑوں میں دنیا بھر میں موجود ہے۔

پیشگوئی مصلح موعود میں چونکہ ایک ایسے وجود کے آنے کی خبر تھی جو مصلح موعود کہلایا۔ جس کے مقابل پر آکر لیکھرام نے حضرت مسیح موعودؑ کی نسل کے خاتمے کی پیشگوئی کی تھی۔ صرف حضرت مصلح موعودؓ کی جسمانی اولاد 450 سے تجاوز کر چکی ہے اور لیکھرام ختم ہو چکا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”تیری ذریت منقطع نہیں ہو گی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا... خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا... وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔“

(روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 648)

ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی

سامعین! اب قبولیتِ دعا کا ایک اور نشان ملاحظہ ہو۔ **ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی** کی ہلاکت بھی حضرت مسیح موعودؑ کی دعا کی قبولیت اور صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔

ڈاکٹر ڈوئی بھی لیکھرام کی طرح ہمارے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا شدید دشمن تھا اور اسلام کو بدنام کرنے اور صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوشش کرتا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے 8، اگست 1902ء کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔

”ڈوئی بار بار کہتا ہے کہ عنقریب یہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ بجز اس گروہ کے جو یسوع مسیح کی خدائی مانتا ہے۔ عیسائیوں کو چاہئے کہ وہ ڈوئی کو مان لیں تا ہلاک ہونے سے بچ جائیں۔“

آپ نے لکھا کہ میں 70 برس کے قریب ہوں اور ڈوئی 50 سال کا جوان ہے۔ لیکن میں نے اپنی بڑی عمر کی کچھ پرواہ نہیں کی کیونکہ مباہلہ کا فیصلہ عمروں کی حکومت سے نہیں ہو گا۔ اب خدائی فیصلہ ہو گا۔ اگر ڈوئی بھاگ بھی گیا تو یقیناً سمجھو کہ اس کے صیہون پر جلد تر ایک آفت آنے والی ہے۔ ڈوئی نے اس چیلنج کو قبول

کرنے سے احتراز کیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ مگر ڈوئی پر دباؤ بڑھنے لگا۔ اخباروں میں شور مچ گیا۔ بالآخر اس نے اپنے اخبار میں یوں لکھا۔ ”ہندوستان میں ایک بیوقوف مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ یسوع مسیح کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا۔ میں مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں اگر میں ان پر پاؤں رکھوں تو میں ان کو کچل کر مار ڈالوں۔“

(روحانی خزائن جلد22 صفحہ 509)

خدا کی غیرت جوش میں آئی۔ یکم اکتوبر 1905ء کو اس پر فالج کا حملہ ہوا۔ فالج کے دوسرے حملہ پر صیہون کو چھوڑ کر جزیرہ کی طرف چلا گیا۔ اس پر ناپاک، شرابی، کبابی تمباکو نوشی کے الزام لگے۔ عورتوں کا الزام بھی لگا۔ بیوی بچے چھوڑ گئے۔ جسم سے بُو آنے لگی۔ بے حد عدالتی کوششوں کے صیہون پر قبضہ واپس نہ لے سکا۔ واپسی پر صیہون میں کوئی آدمی استقبال کے لئے موجود نہ تھا۔ اس طرح وہ بڑے درد، دکھ اور حسرت کے ساتھ اس دنیا سے کوچ کر گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ اس نشان کے پورا ہونے پر فرماتے ہیں:

”اب ظاہر ہے کہ ایسا نشان جو تمام دنیا ایشیا اور امریکہ اور یورپ اور ہندوستان کے لئے ایک کھلا کھلا نشان ہو سکتا ہے۔ وہ یہی ڈوئی کے مرنے کا نشان ہے۔ کیونکہ اور نشان جو میری پیشگوئیوں سے ظاہر ہوئے وہ تو پنجاب اور ہندوستان تک ہی محدود تھے اور امریکہ اور یورپ سے کسی شخص کو ان کے ظہور کی خبر نہ تھی۔ لیکن یہ نشان پنجاب سے بصورت پیشگوئی ظاہر ہو کر امریکہ میں جا کر ایسے شخص کے حق میں پورا ہوا جس کو امریکہ اور یورپ کا فرد فرد جانتا تھا۔“

یہ ڈوئی معمولی آدمی نہ تھا۔ ملبورن چرچ میں منسٹر کے عہدے پر نامزد ہوا اور 1878ء میں انٹر نیشنل ہیلنگ ایسوسی ایشن بنا کر شہرت پائی۔ یعنی بیماروں کو شفا دے گا۔ 1896ء میں کرسچن کیتھولک چرچ کی بنیاد ڈالی اور 1901ء میں صیہون (زائن) شہر کی بنیاد ڈالی۔ اس کا انگریزی اخبار Leavs of Healing تھا۔

دیکھو! خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گُم نام پا کے شہرہ عالم بنا دیا

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا
میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

قاضی، حکم، بادشاہ

اب میں آخر پر ایک ایسی تائید الٰہیہ کے نشان اور نظارے کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو آج بھی ہم دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کو جنوری 1907ء میں یہ خبر دی گئی تھی کہ

”شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے اور 2 آدمی پاس کھڑے ہیں۔ ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کر کے کہا ”وہ بادشاہ آیا“ دوسرے نے کہا کہ ”ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے“ فرمایا: قاضی حکم کو بھی کہتے ہیں۔ قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کرے۔“

(بدر 10 جنوری 1907ء)

اس خبر کے مطابق آج ہمارے امام ہمام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہی بادشاہ اور حکم ہیں۔ جو اس وقت 220 ممالک کی سلطانی فرما رہے ہیں اور اس شجر خلافت کی شاخوں کے نیچے کروڑوں طیور بسیرا کرتے ہیں۔ جو اس بادشاہ کا نورانی چہرہ دیکھنے اور اس کی زندگی بخش اور دل نواز آواز کو سننے کے لئے ہر وقت بیتاب رہتے ہیں۔ ہاں ہاں! یہ روحانی پرندے ہر جمعہ کو اپنے پیارے امام کی طرف سے السلام علیکم یعنی سلامتی لائیو (live) وصول کر کے اس کا جواب دینے کے منتظر نظر آتے ہیں۔ 1907ء کا سال کیسا مبارک سال تھا کہ اس کے آغاز پر بادشاہ اور قاضی کے آنے کی اللہ تعالیٰ

نے خبر دی اور اسی سال کے آخر پر دسمبر 1907ء میں اِنّی مَعَكَ یَامَسرُورُ کا نعرہ بلند کر کے اس پیشگوئی اور خبر کی تائید کر دی۔ جس کا نظارہ آج ہم ہمہ جہت دیکھ رہے ہیں اور ائمہ اہل بیت کی اس خبر کی تائید ہوتی دیکھتے ہیں۔

دنیا کی تمام اقوام میں نداء بلند ہو گی جو مشرق و مغرب میں ہر شخص اپنی زبان میں سنے گا۔ ساری دنیا اس کی زیارت کرے گی۔ مشرق کے مومن، مغرب کے مومنین کو اور مغرب کے مومن، مشرق کے مومنین کو دیکھ سکیں گے۔ یہی وہ نمائندہ مسیح و مہدی ہے جو سُرَّ مَن رَأی کے غار سے جلوہ گر ہو رہا ہے یعنی جو بھی اس برگزیدہ کو دیکھے گا وہ بھی مسرور ہو گا۔ ہاں یہ اپنی ذات میں مسرور اور دوسروں کو مسرور کرنے والا ایک غار میں چھپا بیٹھا تھا۔ نہ کبھی منظر عام پر آیا نہ کبھی تقریر کی۔ انتخاب کے وقت مسجد فضل کے مشرقی جانب سر جھکائے بیٹھا تھا۔

یہ اعلیٰ مقام مکمل اطاعت اور وفا کے ساتھ عاجزی و انکساری اپنانے سے ملتا ہے۔ حضرت سیدہ امۃ السبوح بیگم صاحبہ لکھتی ہیں کہ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے فون کے وقت بھی جھک جایا کرتے تھے اور آپ جب ناظر اعلیٰ تھے تو ہر جمعہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا Live خطبہ سننے اور امام وقت کی السلام علیکم کی صورت میں سلامتی وصول کرنے کے لئے ٹی وی کے سامنے باوضو ہو کر ایسے بیٹھ جاتے جیسے کسی مسجد میں خطبہ جمعہ میں خطیب کے سامنے بیٹھا جاتا ہے اور آج اِن کی طرف سے Live سلامتی کا ہم میں سے ہر ایک کو انتظار رہتا ہے۔ یہ سلامتی اسی طرح ہمارے لئے سلامتی بن سکتی ہے کہ ہم اس کی آواز پر لبیک کہیں۔ اللہ والے بن جائیں۔ کیونکہ آپ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندہ حضرت مسیح موعودؑ کے توسط سے ہم سے مخاطب ہوتے ہیں۔

آئیں !سَمِعنَا وَ اَطَعنَا کا عزم کر کے اس کی پُکار پر کان دھریں، نمازی بن جائیں۔ قرآن پڑھ کر عمل کرنے والے ہوں۔ اپنے اعمال کو دینی بنالیں۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار

اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اُسے دے چکے مال و جان بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

۞۞۞۞

﴿49﴾ ﴿مشاہدات۔353﴾

اسلام کے فتح نصیب جرنیل اغیار کی نظر میں

هُوَالَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا

(الفتح:29)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اُسے دین (کے ہر شُعبہ) پر کلیۃً غالب کر دے اور گواہ کے طور پر اللہ بہت کافی ہے۔

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

معزز سامعین! میری آج کی گزارشات کا عنوان ہے کہ **"اسلام کے فتح نصیب جرنیل اغیار کی نظر میں"**

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کے وقت اسلام ہر طرف سے حملوں کی زد میں تھا۔ خاص طور پر ہندوستان پر عیسائی مشنریوں کی یلغار تھی۔ اسلام کو کمزور کرنے کا ہر حربہ استعمال ہو رہا تھا، بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہر قسم کے حملے روا تھے۔

حضرات! ان حملوں کی تاب نہ لا کر بہت تیزی سے لوگ خاص طور پر مسلمان عیسائیت کی گود میں جا گرے تھے۔ ان عیسائی ہونے والوں میں ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔ حتیٰ کہ مسجدوں کے امام، خطیب اور مولوی بھی اس رو میں بہ گئے تھے اور کم و بیش دو سو مولویوں کے عیسائی ہو جانے کا ذکر ملتا ہے۔ ان مولویوں میں سے بہت سے ایسے تھے جو عیسائی ہونے کے بعد عیسائیت کی تبلیغ کے لیے وقف ہو کر پادری بن گئے تھے۔ چنانچہ آگرہ کی شاہی مسجد کے امام خطیب مولوی عمادالدین ریورنڈ عمادالدین کہلائے۔ پادری رجب علی، پادری سید احمد شاہ، پادری سلطان محمد خان، پادری عبد الحق، پادری عبد اللہ آتھم اور پادری حافظ احمد مسیح دہلوی سب مسلمان مولوی تھے اور آخر الذکر حافظ قرآن بھی تھے۔ چند اور مولوی جو

عیسائی ہو کر پادری بن گئے تھے ان کے اسماء یہ ہیں: میاں سراج الدین، مولوی عبدالرحمٰن، مولوی نظام الدین، مولوی حسام الدین بمبئی، مولوی عبداللہ بیگ اور مولوی حارث دین وغیرہ۔

عیسائیوں کی ان کوششوں کے نتیجہ میں ہندوستان میں عیسائیوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ 1888ء میں پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر چارلس ایچی سن نے عیسائیوں کی غیر معمولی بڑھتی ہوئی تعداد کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ

”جس رفتار سے ہندوستان کی معمولی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے اس سے چار پانچ گنا زیادہ تیز رفتار سے عیسائیت اس ملک میں پھیل رہی ہے۔“

(بانی سلسلہ احمدیہ اور انگریز از مولانا عبدالرحیم صاحب درد صفحہ 37)

سامعین! صورت حال کس قدر نازک تھی اس کا اندازہ اس وقت کے مسلم مشاہیر کے بیانات سے بھی بخوبی ہوتا ہے۔

سید ابوالحسن ندوی لکھتے ہیں:

”عیسائی پادری مذہب مسیحیت کی تبلیغ و دعوت اور دین اسلام کی تردید میں سرگرم تھے۔ حکومت وقت جس کا سرکاری مذہب مسیحیت تھا، ان کی پشت پناہ اور سرپرست تھی۔ وہ ہندوستان کو یسوع مسیحؑ کا عطیہ اور انعام سمجھتی تھی۔“

(قادیانیت از سید ابوالحسن ندوی طبع اول صفحہ 45)

میاں محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں کہ:

”حقیقت نفس الامری یہ ہے کہ پادریوں کی تحریک و تبلیغ میں خود گورنر شامل رہے ہیں۔ مبلغین عیسائیت کو باقاعدہ امداد کیا بلکہ تنخواہیں دی جاتی تھیں اور بعض گورنر تبلیغ میں خاص دلچسپی اور جوش و سرگرمی رکھتے تھے۔“

(1857ء پہلی جنگ آزادی واقعات و حقائق از میاں محمد شفیع صفحہ 119)

سامعین! صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ تمام مسلم اکثریتی جگہوں پر تثلیث کا جھنڈا لہرانے کی تیاری ہو رہی تھی۔ یہاں تک کہ یہ عزائم مکہ اور مدینہ کے متعلق بھی تھے۔ امریکہ کا عیسائی مناد ڈاکٹر جان ہنری

بیروز(Dr. John Henry Barrows)امریکہ سے ہندوستان پہنچا تھا کہ تا وہ برصغیر کے مسلمانوں کو عیسائیت کی گود میں لانے کے لئے زمین تیار کرے۔ اس نے اعلان کیا کہ:

"اب مَیں اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں جس کے نتیجے میں صلیب کی چمکار ایک طرف لبنان پر جلوہ افروز ہے تو دوسری طرف کوہ فارس کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کی ضیاء پاشیوں سے منور ہو رہا ہے۔ یہ صورت حال اُس آنے والے انقلاب کا پیش خیمہ ہے کہ جب قاہرہ، دمشق اور طہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے خدام سے آباد نظر آئیں گے اور صلیب کی چمکار صحرائے عرب کو چیرتی ہوئی مکہ اور مدینہ تک پہنچ جائے گی۔ اُس وقت خداوند یسوع مسیح اپنے شاگردوں کے ساتھ مکہ کے شہر اور خاص طور پر کعبہ کے حرم میں داخل ہو گا اور بالآخر وہاں حق وصداقت کی منادی ہو گی۔"

(Christianity, The World Religion by John Henry Barrows, D.D; 1896-97)

ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسلام کے دفاع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ

"مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔"

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 11 حاشیہ)

سامعین! آپؑ نے نہایت واشگاف الفاظ میں اعلان فرمایا:

"آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے دعوے سے منقطع کئے جائیں گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر مَوت آئے گی اور نیز اس کا بیٹا بھی اب ضرور مرے گا... نئی زمین اور نیا آسمان ہو گا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا... قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سارے حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا، نہ کند ہو گا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔"

(اشتہار 14/ جنوری 1897ء)

سامعین! اس کے ہی اسلام کی دفاع کی وہ جنگ شروع ہوئی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیثیت تمام مخالفین پر ایک فتح نصیب جرنیل کی رہی۔ عیسائیوں، ہندوؤں اور تمام مخالفین اسلام کے حصہ

میں صرف شکست ہی آئی۔ میں چند حوالے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ یہ تحریرات ان لوگوں کی ہیں جو آپ کے ماننے والے نہیں تھے لیکن انہوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی اسلام کے دفاع میں سامنے آنے والے اور مخالفین کو شکست دینے والے تھے۔

مولوی نور محمد نقشبندی نے لکھا:

"اسی زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں ہندوستان کو عیسائی بنالوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا.... تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہوگئے اور لیفرائے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں پس اگر تم سعادتمند ہو مجھ کو قبول کرلو اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی۔"

(دیباچہ ترجمۂ قرآن از مولوی اشرف علی تھانوی۔ صفحہ 30۔ مرتب وناشر مولوی نور محمد قادری نقشبندی)

سید حبیب ایڈیٹر روزنامہ "سیاست" لاہور نے لکھا:

"مسلمانوں کے بہکانے کے لئے عیسائیوں نے دین حقہ اسلامیہ اور اس کے بانی صلعم پر بے پناہ حملے شروع کر دیئے جن کا جواب دینے والا کوئی نہ تھا.... اس وقت کے آریہ اور مسیحی مبلغ اسلام پر بے پناہ حملے کر رہے تھے۔ اِکے دُکے جو عالم دین بھی کہیں موجود تھے وہ ناموس شریعت حقہ کے تحفظ میں مصروف ہوگئے مگر کوئی کامیاب نہ ہوا۔ اس وقت مرزا غلام احمد صاحب میدان میں اترے اور انہوں نے مسیحی پادریوں اور آریہ پدیشکوں کے مقابلہ میں اسلام کی طرف سے سینہ سپر ہونے کا تہیہ کر لیا۔ مجھے یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ مرزا صاحب نے اس فرض کو نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے ادا کیا۔ اور مخالفین اسلام کے دانت کھٹے کر دیئے۔ اسلام کے متعلق ان کے بعض مضامین لاجواب ہیں۔"

مرزا حیرت دہلوی صاحب نے لکھا کہ:

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کے مستحق ہیں۔ اس نے مناظرے کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان

میں قائم کر دی۔ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ بحیثیت ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا"۔

علامہ نیاز فتح پوری لکھتے ہیں:

"مرزا غلام احمد صاحب نے اسلام کی مدافعت کی اور اس وقت جب کوئی بڑے سے بڑا عالم دین دشمنوں کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔"

سامعین! آخر پر میں مولانا ابوالکلام آزاد کا ایک اقتباس پیش کر کے اپنی گزارشات کو ختم کروں گا۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر لکھا:

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہو کے خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا... ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عالَم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں..... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر اُن سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے... غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گراں بار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے گا، قائم رہے گا۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف، میں عافیت کا ہوں حصار

✡✡✡✡

﴿50﴾ ﴿مشاہدات۔355﴾

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سفر آخرت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَۃُ الۡمَوۡتِ (آل عمران:186)

دستِ عزرائیل میں مخفی ہے سب رازِ حیات
موت کے پیالوں میں بٹتی ہے شرابِ زندگی

معزز سامعین! آج مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفر آخرت کے حوالے سے اپنی تقریر میں گفتگو کرنی ہے۔ گو یہ افسردہ کر دینے والا موضوع ہے لیکن چونکہ اللہ تعالی نے اپنی سنت کے مطابق آپؑ کی وفات کے بعد خلافت کا نظام جاری کر کے مؤمنوں کا ہاتھ پکڑ کر دلوں کو ڈھارس دی اور ابھی تک ہمیں ڈھارس دیئے ہوئے ہے جس کا وعدہ قیامت تک ہے تو ہم روزانہ کی بنیاد پر زندہ سے زندہ تر ہوتے چلے جارہے ہیں۔ حضورؑ کے اِس سفر لاہور میں بھی ہمارے اور ہماری نسلوں کے لئے بہت سے سبق پوشیدہ ہیں۔ ہمیں اِس سفر کے تفصیلی حالات کا مطالعہ کرنا چاہئے تاہم چند واقعات یوں ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو وصال سے کچھ عرصہ قبل خدا تعالیٰ کی طرف سے واضح طور پر وفات کی خبریں دی گئیں۔ دسمبر 1905ء میں حضور نے ”رسالہ الوصیت“ میں جماعت کو اس عظیم سانحہ کی خبر دیتے ہوئے فرمایا۔

”خدائے عزّوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات قریب ہے اور اس بارے میں اُس کی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا۔ الہام ہوا۔ قَرُبَ اَجلُكَ الۡمُقَدَّر۔ تیری اجل قریب آگئی ہے۔ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اس دن سب پر اُداسی چھا جائے گی۔“ حضورؑ نے اِسی رسالہ میں اپنی وفات کے بارہ میں اطلاع دینے کے بعد ایک عالمگیر مالی نظام ”نظام وصیت“ جاری فرما کر بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھی اور جماعت کو خلافت کی خوشخبری بھی دی اور فرمایا کہ اس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔

لاہور کے لئے روانگی

سامعین! ایک طرف آپؑ کو وفات کی خبریں اور دوسری طرف حضرت اُمّ المؤمنینؓ کی ناسازی طبع طبیعت کی وجہ سی آپؑ چاہتی تھیں کہ لاہور جا کر کسی قابل لیڈی ڈاکٹر سے صحت کے لئے مشورہ کریں۔ چنانچہ حضرت اماں جانؓ کے اصرار پر حضورؑ لاہور جانے کے لئے رضامند ہو گئے اور آپ علیہ السلام 27۔اپریل 1908ء کو لاہور جانے کے لئے قادیان سے بٹالہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اس سفر میں حضور کے ہمراہ 11۔افراد تھے۔ روانگی سے قبل حضور نے وہ حجرہ بند کیا جس میں آپ آخری عمر میں تصنیف فرمایا کرتے تھے اور فرمایا **"اب ہم اس کو نہیں کھولیں گے۔"** ایک رات بٹالہ میں قیام فرمایا اور 29۔اپریل کو بذریعہ ریل لاہور پہنچ گئے۔ لاہور میں حضور کا قیام برانڈرتھ روڈ پر واقع احمدیہ بلڈنگ میں تھا۔ ابتدائی 10 روز آپ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحبؓ کے گھر پر ٹھہرے مگر اس کے بعد وفات تک آپ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحبؓ کے مکان میں قیام پذیر رہے۔ اگرچہ حضرت اقدسؑ کا لاہور کا سفر تبدیلئ آب وہوا اور کچھ آرام کے لئے تھا مگر لاہور آکر مصروفیات میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ شمع جلے اور پروانے نہ آئیں۔ عشاقان مسیح موعودؑ کی آمد کا تانتا بندھ گیا جو آپؑ کے مقدس وجود سے فیض پانے کے لئے جوق در جوق دیارِ مسیح پر پہنچنے لگے۔ مہمانوں اور ملاقاتیوں میں ہر طبقے اور ہر مذہب کے لوگ شامل تھے۔ حضرت اقدسؑ کا یہ سفر غیر معینہ مدت کے لئے تھا۔ اس لئے قادیان سے معتبر صحابہؓ بھی لاہور آگئے اور اخبار البدر بھی لاہور شفٹ کر دیا گیا۔ ملاقاتوں کے علاوہ حضورؑ تقریر و تحریر میں بھی مشغول رہے۔ لاہور کے عمائدین اور روؤسا بھی ملنے آتے رہے۔ پروفیسر کلیمنٹ ریگ اور سر فضل حسین نے بھی شرف ملاقات حاصل کیا۔ مورخہ 9 مئی کو حضرت اقدس کو الہام ہوا" اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْلُ "کُوچ کا وقت آگیا ہے ہاں کُوچ کا وقت آگیا ہے۔ مورخہ 17 مئی کو الہام ہوا "مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار" کہ ناپائیدار عمر پر بھروسہ نہ کر۔ مورخہ 20 مئی کو الہام ہوا" اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْلُ وَالْمَوْتُ قَرِیْب "کُوچ کا وقت آگیا ہے ہاں کُوچ کا وقت آگیا ہے اور موت قریب ہے۔ ان الہامات میں واضح طور پر حضرت اقدسؑ کو وفات کی خبر دی گئی تھی۔ حضرت اماں جانؓ نے سخت گھبراہٹ کا اظہار کیا اور کہا اب قادیان واپس چلیں۔ اس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا **"اب تو ہم اُسی وقت جائیں گے جب خدا لے جائے گا۔"** "پیغامِ صلح" وہ مضمون

ہے جو 31 مئی کو ایک جلسے میں پڑھا جانا تھا۔ حضرت اقدسؑ کی یہ آخری تصنیف ہے جس میں آپؑ نے ہندو مسلم اتحاد پر زور دیا اور لکھا کہ دونوں قوموں میں باعثِ تنازعہ دو مسئلے ہیں۔ مذہبی اور سیاسی مگر مذہبی مسئلہ جھگڑے کی اصل بنیاد ہے۔ یہ مضمون حضرت اقدسؑ نے 25 مئی کی شام کو مکمل کیا۔ عصر کی نماز کے بعد آپؑ ہوا خوری کے لئے تشریف لے گئے۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب (غیر مبائع) اپنی مشہور تصنیف مجدد اعظم جلد دوم میں لکھتے ہیں۔

''گرمی کا موسم تھا۔ حضرت اقدس بمعہ بیوی صاحبہ کے عموماً شام کو فٹن یا بند گاڑی میں بیٹھ کر سیر کو جایا کرتے تھے۔ 25 مئی 1908ء کی شام کو بھی تشریف لے گئے مگر چہرہ اداس تھا۔ کسی نے عرض کیا کہ حضور! آج اداس نظر آتے ہیں۔ فرمانے لگے **''ہاں میری حالت اُس ماں کی طرح ہے جس کا بچہ ابھی چھوٹا ہو اور اپنے تئیں سنبھال نہ سکتا ہو اور وہ اُسے چھوڑ کر رخصت ہو رہی ہو۔''** واپسی پر مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔''

حضورؑ کی بیماری اور وفات

سامعین! سیرت المہدی سے روایت نمبر 12۔ میں لکھا ہے کہ بیان کیا مجھ (مرزا بشیر احمد صاحب) سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخری بیماری، بیمار ہوئے اور آپ کی حالت نازک ہوئی تو مَیں نے گھبرا کر کہا ''اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے؟'' اس پر حضرت صاحب نے فرمایا ''یہ وہی ہے جو مَیں کہا کرتا تھا۔'' خاکسار مختصراً عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود 25 مئی 1908ء یعنی پیر کی شام کو بالکل اچھے تھے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد خاکسار باہر سے مکان میں آیا تو مَیں نے دیکھا کہ آپؑ والدہ صاحبہ کے ساتھ پلنگ پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔ مَیں اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا اور پھر مجھے نیند آگئی۔ رات کے پچھلے پہر صبح کے قریب مجھے جگایا گیا یا شائد لوگوں کے چلنے پھرنے اور بولنے کی آواز سے مَیں خود بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسہال کی بیماری سے سخت بیمار ہیں اور حالت نازک ہے اور اِدھر اُدھر معالج اور دوسرے لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں۔ جب مَیں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ڈالی تو میرا دل بیٹھ گیا کیونکہ مَیں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے نہ دیکھی تھی اور میرے دل میں یہی اثر پڑا کہ یہ مرض الموت ہے۔ اس وقت آپ بہت کمزور ہو چکے تھے۔

اتنے میں ڈاکٹر نے نبض دیکھی تو ندارد۔ سب سمجھے وفات پا گئے ہیں اور یک دم سب پر ایک سناٹا چھا گیا۔ مگر تھوڑی دیر بعد نبض میں پھر حرکت پیدا ہوئی مگر حالت بدستور نازک تھی۔ اتنے میں صبح ہو گئی اور حضرت مسیح موعودؑ کی چارپائی کو باہر صحن سے اُٹھا کر اندر کمرے میں لے آئے۔ جب ذرا اچھی روشنی ہو گئی تو حضرت مسیح موعودؑ نے پوچھا۔ کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ غالباً شیخ عبدالرحمان صاحب قادیانیؓ نے عرض کیا کہ حضورؑ ہو گیا ہے۔ آپؑ نے بستر پر ہی ہاتھ مار کر تیمم کیا اور لیٹے لیٹے ہی نماز شروع کر دی۔ مگر آپؑ اسی حالت میں تھے کہ غشی سی طاری ہو گئی اور نماز کو پورا نہ کر سکے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپؑ نے پھر دریافت فرمایا کہ صبح کی نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ عرض کیا گیا حضور ہو گیا ہے۔ آپؑ نے پھر نیت باندھی مگر مجھے یاد نہیں کہ نماز پوری کر سکے یا نہیں۔ اس وقت آپ کی حالت سخت کرب اور گھبراہٹ کی تھی۔ غالباً آٹھ یا ساڑھے آٹھ بجے ڈاکٹر نے پوچھا کہ حضور کو خاص طور پر کیا تکلیف محسوس ہوتی ہے؟ مگر آپ جواب نہ دے سکے۔ اس لئے کاغذ قلم دوات منگوائی گئی اور آپ نے بائیں ہاتھ پر سہارا لے کر بستر سے کچھ اُٹھ کر لکھنا چاہا مگر بمشکل دو چار الفاظ لکھ سکے اور پھر بوجہ ضعف کے، کاغذ کے اوپر قلم گھسٹتا چلا گیا اور آپ پھر لیٹ گئے۔ یہ آخری تحریر جس میں غالباً زبان کی تکلیف کا اظہار تھا اور کچھ حصہ پڑھا نہیں جاتا تھا جناب والدہ صاحبہ کو دے دی گئی۔ نو بجے کے بعد حضرت صاحبؑ کی حالت زیادہ نازک ہو گئی اور تھوڑی دیر بعد غرغرہ شروع ہو گیا۔ غرغرہ میں کوئی آواز وغیرہ نہیں تھی بلکہ صرف سانس لمبا لمبا اور کھچ کھچ کر آتا تھا۔ خاکسار اس وقت آپ کے سرہانے کھڑا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر والدہ صاحبہ کو جو اس وقت ساتھ والے کمرے میں تھیں اطلاع دی گئی وہ مع چند گھر کی مستورات کے آپؑ کی چارپائی کے پاس آکر زمین پر بیٹھ گئیں۔ اس وقت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب لاہوری نے آپؑ کی چھاتی میں پستان کے قریب انجیکشن یعنی دوائی کی پچکاری کی جس سے وہ جگہ کچھ اُبھر آئی مگر کچھ افاقہ محسوس نہ ہوا- بلکہ بعض لوگوں نے بُرا منایا کہ اس حالت میں آپؑ کو کیوں تکلیف دی گئی ہے۔ تھوڑی دیر تک غَرغَرہ کا سلسلہ جاری رہا اور ہر آن سانسوں کے درمیان وقفہ لمبا ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ آپؑ نے ایک لمبا سانس لیا اور آپؑ کی روح رفیقِ اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَعَلٰی مُطَاعِہٖ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمَ۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی

اور حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور مَیں بھی سو گئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو اپنے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اُٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور مَیں آپ کے پاؤں دبانے کے لئے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا۔ تم اب سو جاؤ۔ مَیں نے کہا نہیں! مَیں دباتی ہوں۔ اتنے میں ایک اور دَست آیا مگر اب اس قدر ضُعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اُٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت زیادہ ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضُعف تھا کہ آپؑ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ اس پر مَیں نے گھبرا کر کہا ”اللہ یہ کیا ہونے والا ہے؟“ تو آپؑ نے فرمایا ”یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔“ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھ گئی تھیں کہ حضرت صاحبؑ کا کیا منشاء ہے؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ ”ہاں“۔ والدہ صاحبہ نے یہ بھی فرمایا کہ جب حالت خراب ہوئی اور ضُعف بہت ہو گیا تو مَیں نے کہا مولوی صاحب (حضرت مولوی نورالدین) کو بلا لیں؟ آپ نے فرمایا بلا لو نیز فرمایا محمود کو جگا لو.... پھر یاد نہیں کہ حضرت صاحب نے اس کا کچھ جواب دیا یا نہیں اور دیا تو کیا دیا۔ نیز حضرت والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت صاحب کو اسہال کی شکایت اکثر ہو جایا کرتی تھی جس سے بعض اوقات بہت کمزوری ہو جاتی تھی اور آپ اسی بیماری سے فوت ہوئے۔“

سامعین! جب حالت زیادہ خراب ہوئی اور نبض رک گئی تو اس وقت ڈاکٹر سُدرلینڈ پرنسپل میڈیکل کالج لاہور کو بلایا گیا۔ جن کی تصدیق پر افسر مجاز سول سرجن لاہور ڈاکٹر کننگھم نے سرٹیفیکیٹ دیا کہ حضورؑ کی وفات اعصابی تھکان سے اسہال کی وجہ سے ہوئی تھی اس لئے ریل میں لے جایا جاسکتا ہے۔“ صبح ساڑھے دس بجے حضرت اقدسؑ کی وفات ہوئی۔ جسدِ اطہر کو غسل دینے کی سعادت بھائی عبدالرحیم، شیخ رحمت اللہ

صاحب اور ایک اور احمدی کو حاصل ہوئی۔ اڑھائی بجے تک غسل اور کفن سے فراغت کے بعد احمدیہ بلڈنگ میں جنازہ پڑھا گیا جو حضرت مولانا نورالدینؓ نے پڑھایا۔ چار بجے شام جنازہ دل گرفتہ اور اشکبار احمدیوں نے اپنے کندھوں پر اُٹھا کر لاہور ریلوے سٹیشن پہنچایا۔ ریلوے کا سیکنڈ کلاس کا ڈبہ حضرت اقدسؑ کے جسد مبارک کے لئے ریزرو کروایا گیا تھا۔

جنازہ کی لاہور سے روانگی اور قادیان آمد شام پونے چھ بجے گاڑی لاہور سے بٹالہ کے لئے روانہ ہوئی اور رات 10 بجے بٹالہ پہنچی۔ نعشِ مبارک کو صندوق سے نکال کر چارپائی پر رکھا گیا۔ 27 مئی کو صبح 2 بجے حضورؑ کا جسد مبارک احمدیوں نے کاندھوں پر اُٹھایا اور قادیان روانہ ہوئے اور صبح آٹھ بجے قادیان پہنچ گئے۔ تابوت علیحدہ طور پر قادیان پہنچایا گیا۔ عشاقانِ مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مولانا نورالدین صاحب کو بالاتفاق خلیفۃ المسیح الاولؓ منتخب کر کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جس کے فوراً بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جنازہ پڑھایا۔ شام 6 بجے بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔ حضرت اقدسؑ کا جسد اطہر لحد میں رکھا گیا جو قبر کے فرش پر بنائی گئی تھی۔ اور لکڑی کا وہ تابوت جس میں نعش لاہور سے بٹالہ تک لائی گئی تھی اسے توڑ کر اس کے ٹکڑوں سے اس لحد کو ڈھانپا گیا اور بعد میں مٹی ڈالی گئی۔

لاہور میں مخالفین کی اخلاق سوز اور شرمناک حرکات

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ اپنی کتاب سلسلہ احمدیہ میں اس مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”دوسری طرف جب حضرت مسیح موعود کی وفات کی خبر مخالفوں تک پہنچی تو ایک آنِ واحد میں لاہور کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک بجلی کی طرح پھیل گئی اور پھر ہماری آنکھوں نے مسلمان کہلانے والوں کی طرف سے وہ نظارہ دیکھا جو ہمارے مخالفوں کے لئے قیامت تک ایک ذلت اور کمینگی کا داغ رہے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات سے نصف گھنٹہ کے اندر اندر وہ لمبی اور فراخ سڑک جو ہمارے مکان کے سامنے تھی شہر کے بدمعاش اور کمینہ لوگوں سے بھر گئی اور ان لوگوں نے ہمارے سامنے کھڑے ہو کر خوشی کے گیت گائے اور مسرت کے ناچ ناچے اور شادمانی کے نعرے لگائے اور فرضی جنازے بنا بنا کر نمائشی ماتم کے جلوس نکالے۔ ہماری غم زدہ آنکھوں نے ان نظاروں کو دیکھا اور ہمارے

زخم خوردہ دل سینوں کے اندر خون ہو کر رہ گئے۔ مگر ہم نے ان کے اس ظلم پر صبر سے کام لیا اور اپنے سینوں کی آہوں تک کو دبا کے رکھا۔ اس لئے نہیں کہ یہ ہماری کمزوری کا زمانہ تھا بلکہ اس لئے کہ خدا کے مقدس مسیحؑ نے ہمیں یہی تعلیم دی تھی کہ

گالیاں سُن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

(سلسلہ احمدیہ صفحہ 179)

جنازہ ریلوے اسٹیشن پہنچا تو اسٹیشن ماسٹر نے جنازہ ریلوے کے ذریعہ بٹالہ بھیجنے سے انکار کر دیا کیونکہ اس تک یہ جھوٹی اطلاع پہنچائی گئی تھی کہ حضرت اقدسؑ کی وفات ہیضہ سے ہوئی ہے اور سرکاری قانون کے تحت کسی بھی ہیضہ سے وفات یافتہ کی میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس پر حضرت شیخ رحمت اللہؓ نے ڈاکٹر سُدر لینڈ کا تصدیقی سرٹیفیکیٹ پیش کیا جس میں واضح لکھا تھا کہ حضرت اقدسؑ کی وفات ہیضہ سے نہیں ہوئی۔ اس پر جنازہ ریل میں لے جانے کی اجازت دے دی گئی۔

وفات کے وقت حضور علیہ السلام کی عمر سوا تہتر سال کے قریب تھی۔ دن منگل کا تھا اور شمسی تاریخ 26/مئی 1908ء تھی جو ڈاکٹر محمد شہید اللہ صاحب پروفیسر راجشاہی یونیورسٹی بنگلادیش کی تحقیق کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم وصال بھی ہے۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 542)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر اخبارات میں بہت کچھ آپ کی خدمات پر لکھا گیا۔ سردست صرف ایک تبصرہ پیش کر کے اپنی گزارشات کو ختم کرتا ہوں۔ جناب ابوالکلام آزاد نے لکھا:

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہو کے خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا... ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں

انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عالَم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔.... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر اُن سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے... غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گراں بار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے گا، قائم رہے گا۔“

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 560-561)

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدم کہ بہار آخر شد

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم ڈاکٹر فضل الرحمٰن بشیر صاحب آف تنزانیہ کے ایک مضمون سے مدد لی گئی ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ)